

أُمَّتًا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُدْخِلَ فِيكَمُ الرِّجْسَ
أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا



عَظِيمِ اَهْلِ بَيْتِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

مبلغ اسلام ابو احمد محمد مقصود مدنی

چشتی کتبخانہ فیصل آباد

عَظِيمِ اَهْلِ بَيْتِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

مبلغ اسلام ابو احمد محمد مقصود مدنی

چشتی کتبخانہ
فیصل آباد

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ
 إِنَّمَا يَرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا
 (القرآن)

عظمتِ اهلِ

تصنيف و تالیف

مبلغ اسلام ابو احمد محمد مقصود مدنی

چشتی کتب خانہ

ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

فون 0412646756 _ 03006674752

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

عظمتِ اہل بیت	نام کتاب
ابو احمد محمد مقصود مدنی	مرتب
جنوری 2005ء	پہلی بار
ستمبر 2013ء	دوسری بار
چشتی کمپوزرز 03226232632	کمپوزنگ
صاحبزادہ محمد شفیق مجاہد چشتی	طابع
محمد حسنین حیدر	ٹائٹل
	ہدیہ

اس کتاب میں اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اُسے معاف فرماتے ہوئے
اصلاح فرمادیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں درستگی کر لی جائے۔

ملنے کے پتے

چشتی کتب خانہ ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

0300 6674752 . 0300 7681230

جامعہ نور الاسلام آستانہ عالیہ مدنیہ چوراہیہ

مدینہ منزل گلی نمبر 1 بغدادی چوک حاکم علی روڈ الہی آباد فیصل آباد

0300 6690097 . 0300 7903711

انتساب

دربانِ آلِ رسولِ حضرتِ جبریلِ امین علیہ السلام کے نام
جنہوں نے اہلبیتِ رسول کی تعظیم و تکریم کا حق ادا کیا

نذرِ عقیدت

آقائی و مولائی فنا فی الرسول فنا فی الحبتِ آلِ رسول
مفسر قرآنِ مُحققِ دوراںِ غزالیٰ زماںِ مجدِ الشعراءِ

حضرتِ علامہ صائمِ چشتی رحمۃ اللہ علیہ

کے حضور جن کی ظاہری اور باطنی توجہ نے مجھے اس قابل کیا کہ
اہلِ بیتِ رسول کی عظمت کے پھولوں کا گلہ سہہ ترتیب دے سکوں

محمد مقصود مدنی

بفريضانِ نظر

غوثِ زماں، قطبِ دوراں، محققِ عصر، نائبِ مجرد الفِ ثانی
 مقبولِ بارگاہِ غوثِ یزدانی، پیرِ حقانی، واقفِ اسرارِ ربانی،
 خواجہٴ خواجگانِ حضورِ قبلہ گاہی پیرِ چوراہی
 حضرت پیرِ سید محمد منظور آصف طاہر بادشاہ مدظلہ العالی

ایصالِ رحمت

والدِ گرامیِ فنا فی الرسول، فیضیابِ بابا فرید و نوشہ گنج بخش سیدی و مولائی
 حضرت بابا جی حاکم علی چشتی صابری نوشاہی قادری رحمۃ اللہ علیہ
 عاشقِ رسول حضرت صوفی حافظ محمد صدیق مدنی رحمۃ اللہ علیہ
 اور والدہ مکرمہ معظمہ، ساس ماں مکرمہ معظمہ

محمد مقصود مدنی

تعارف

مبلغ اسلام، شاعر اہل سنت، محقق و مصنف

ابو احمد محمد مقصود مدنی

محبت، عشق، درویشی خوبیوں کے مالک کا ذکر جہاں پر آئے تو ایک نام ضرور ذہن میں گردش کرے گا۔ وہ نام محمد مقصود مدنی ہے جو محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار ہے، درواہل بیت میں گم ہے عشق اولیاء میں مجو ہے۔

آپ مفکر اسلام، مفسر قرآن، شاعر اہلسنت، فتاویٰ الرسول حضرت علامہ الحاج صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مقرب شاگردوں میں سے ہیں آپ نے دین، حکمت، شعر و ادب تبلیغ اور تمام شعبوں میں نمایاں کام کیا ہے۔

مبلغ اسلام ابو احمد محمد مقصود مدنی ۱۹۶۳ء کو فیصل آباد میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد کچھ مذہب سے تعلق رکھتے تھے آپ کے والد کا نام حضرت بابا حاکم علی چشتی صابری نوشاہی قادری تھا جب وہ مسلمان نہیں تھے تو انہوں نے میاں اللہ بخش کو بیٹائی بنایا ہوا تھا۔ میاں اللہ بخش کی تعلیمات سے متاثر ہو کر انہوں نے اسلام کی طرف توجہ کی اور بعد میں کچھ مذہب کے بانی بابا گوروناک کی کتاب ”گرتھ صاحب“ میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے شلوک پڑھ کر دین حقانی کی تعلیمات سے روشناس ہو کر اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

محمد مقصود مدنی کی تربیت والد گرامی کی زیر نگرانی ہوئی، دینی، طبی اور روحانی تعلیم کا آغاز اپنے والد گرامی سے کیا آپ کی والدہ محترمہ نہایت خدا رسیدہ خاتون تھیں جن کی تربیت نے انہیں اولیاء اللہ کی محبت عطا کی۔ شاعری اور ادب میں محب اہل بیت فتاویٰ الرسول حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف تکذ حاصل کیا حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی ذجہ سے مدنی صاحب سے خصوصی محبت فرمائی۔

مدنی صاحب اس لحاظ سے بھی خوش نصیب ہیں کہ ان کی دینی اور روحانی تعلیم عصر حاضر کے عظیم محقق اور مصنف حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ عاطفت ہوئی۔ محمد مقصود مدنی سچے عاشقِ رسول ہیں ان کے جذبہٴ عشق کو ہمیز مدینہ طیبہ کی ان حاضر یوں سے ہوئی جو سعودی عرب میں تعلیم کے دوران دیرِ رسول پر ہوئی رہیں۔

محمد مقصود مدنی تعلیم کے بعد پاکستان واپس لوٹے تو ان کی والدہ محترمہ نے شیخِ کامل کی تلاش کا حکم دیا۔ اسی حوالہ سے مدنی صاحب آستانہ عالیہ سے منسلک ہو گئے جو برصغیر پاک و ہند میں رُوحانی حوالہ سے محترم سمجھا جاتا ہے، میری مراد آستانہ عالیہ نوریہ چوراہیہ سے ہے آپ فخر الاولیا حضرت سید محمد منظور آصف طاہر سجادہ نشین آستانہ عالیہ چورہ شریف کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو گئے۔ شیخِ کامل نے اس ہیرے کو تراش خراش کے بعد خلافتِ عطا فرما کر یورپ میں تبلیغ اور شاعتِ سلسلہ نوریہ چوراہیہ کا حکم ارشاد فرمایا۔

عصرِ حاضر کی عظیم شخصیات نے آپ کو خلافت و اجازت عطا فرمائی ہے مثلاً محمد مقصود مدنی کو بیعت و خلافتِ سلسلہ نقشبندیہ چوراہیہ میں عطا ہوئی۔ پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت پیر وارث علی جیلانی شاہ صاحب سے چشتیہ نظامیہ قادریہ رزاقیہ نقشبندیہ میں خلافت عطا ہوئی۔ مفکرِ اسلام، مفسرِ قرآن، فناء فی الرسول حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں بیعتِ خلافت عطا ہوئی۔

حضرت مولانا عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ سمندری شریف سے سلسلہ قادری رضوی میں خلافت ملی۔ حضرت جناب مولوی سلیمان عبداللہ لاکھو قادری قلندری دادو شریف سندھ سے خلافت ملی۔ اسی طرح جناب حضرت مفتی عبداللطیم ناگیور شریف سے سلسلہ قادریہ رضویہ کی خلافت ملی۔

آپ کے ساتھ جنہوں نے آپ کی رُوحانی تربیت کی ان میں جناب حضرت محمد اویس القزنی البجینی (صومالیہ حالِ مقیم جدہ شریف) الشیخ محمد حسن مندلی کی (سعودی عرب) الشیخ محمد جمیل مندلی (مکہ شریف) مولانا ظلیل احمد بنگالی (حالِ مقیم مکہ معظمہ) الشیخ بحر اسحاق سوڈانی (حالِ مقیم جدہ سعودی عرب) حضرت علامہ غازی غلام رسول سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے فاضلِ طب و جراحات جامعہ طیبہ کالج سے کیا اور طب میں کولڈ میڈل حاصل کیا ابتدائی تعلیم کے بعد سعودی عرب میں دینی و روحانی تعلیم حاصل کی۔

آپ نے اپنے بھائیوں حاجی محمد حنیف چشتی صاحب اور جناب محمد یعقوب نقشبندی صاحب کی زیر نگرانی پرورش پائی۔ مدنی نام کے کے حوالے سے ایک خاص واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چشتیاں شریف سے ایک سید زادے محمد مقصود مدنی کے ساتھ تشریف لائے تو شاہ صاحب نے محمد مقصود کو مدنی کہہ کر مخاطب کیا تو بابا جی سرکار کو بھی یہ نام پسند آیا تو آپ نے کہا ہاں ہمارا مقصود ”مدنی“ ہے کیونکہ اس نے مدینہ شریف میں کافی وقت گزارا ہے۔ اسی طرح جھنگ بازار کی ایک محفل میں بابا جی سرکار نے فرمایا کہ ”مقصود مدنی تو میرا بھی مقصود بن گیا ہے“

اسی طرح مرشد گرامی حضرت صاحبزادہ سید محمد منظور آصف طاہر یا دشاہ بھی انہیں مدنی کے نام سے بلاتے ہیں آپ پر چورہ شریف والوں کی خاص عنایات ہیں جنہوں نے آپ کو بیعت و خلافت سے بھی نوازا اور تبلیغ کے سلسلہ میں یورپ بھی بھیجا۔ حضرت صاحبزادہ سید محمد منظور آصف طاہر صاحب مولانا محمد مقصود مدنی سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں۔ سندھ میں حضرت مولوی سلیمان عبداللہ لاکھو جو کہ داؤد شریف میں دین کے حوالے سے بہت کام کر رہے ہیں وہ بھی آپ سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں۔

محمد مقصود مدنی صاحب اس وقت پیرس میں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں مقیم ہیں اور آستانہ عالیہ مدنیہ چوراہیہ فیصل آباد میں بھی اہل اسلام کی روحانی تربیت فرما رہے ہیں۔ آپ کی روحانی تربیت الحافظ القاری حاجی محمد صدیق صاحب مدظلہ العالی آف وہاڑی نے فرمائی ہے آپ نے باپ کی شفقت بھی عطا فرمائی اور دنیا میں رہنے کا ڈھنگ بھی سکھایا۔ جناب محمد مقصود مدنی تبلیغ اسلام کے لئے کوشاں ہیں اور اس مقصد کے تحت بچوں کے لیے حفظ و ناظرہ اور بچوں کے لئے حفظ و ناظرہ ترجمہ و تفسیر القرآن، فاضل عربی کے حوالہ سے ”جامعہ نور الاسلام“ کے نام سے ادارہ چلا رہے ہیں۔

نعت خوانوں کی فنی تربیت کے لئے جامعہ نور الاسلام میں خصوصی شعبہ قائم ہے اس شعبہ کے تحت ہفتہ وار ماہانہ محافل کا اہتمام ہوتا ہے ان محافل میں معروف نعت خوان حضرات شرکت فرماتے ہیں۔ جن میں سے چند کے اسماء یہ ہیں محمد شعیب مدنی، محمد حبیب رضا عطاری، صوفی محمد اشرف قادری، قاری محمد اسلم رضوی، انس علی مدنی بلایاقت علی نقشبندی، حاجی صفدر پرویز اور چوہدری ساجد محمود

جناب محمد مقصود مدنی کے کلام پر مشتمل کئی آڈیو کیسٹ اور سی ڈیز ریکارڈ ہو کر ریلیز ہو چکی ہیں۔ آپ نے شعر و ادب، تحقیق اور نعت کے حوالے سے بھی کافی کام کیا ہے علمی شخصیات نے آپ کے متعلق آراء دی ہیں۔ حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

مقصود جب اہل محبت کا مقصود بن جائے تو پھر اسے اپنے مقصود کو حاصل کرنے کے لئے منزل مقصود کا تعین کرنا پڑتا ہے۔

”محمد مقصود مدنی کو بھی ایسے ہی اپنا مقصود جاں حاصل کرنے کے لئے منزل مقصود کی تلاش تھی اور پھر مقصود کا نکات کی ذات اقدس کو اپنا مقصود و مطلب بنالیا تو دیگر تمام نسبتوں کا قلاوہ گردن سے اُتارنا پڑا اور اسے پاکیزہ ترین اور اعلیٰ ترین نسبت الہامی طور پر تفویض کر دی گئی اور وہ نسبت مقصود کا نکات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس شہر کی نسبت ہے اور جب یہ انتساب و استناد عطا کر دیا گیا تو محمد مقصود نہ طیب العرب رہا اور نہ ہی کسی دوسری نسبت سے منسوب رہ سکا بلکہ محمد مقصود مدنی بن گیا۔“

(تقریباً تصویر دور حضرت علامہ صائم چشتی ۹۵-۶-۱۵)

پیر طریقت، رہبر شریعت، ماہِ ولایت، آفتابِ نقشبندیہ حضرت جناب پیر سید محمد منظور آصف طاہر صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ چوہدری فرماتے ہیں۔

”اللہ کریم عزیزم محمد مقصود مدنی کو اپنے نیک مقاصد میں کامیاب فرمائے کوشش یہ ہے کہ یورپ اور امریکہ کا مسلمان وہاں رہ کر اپنا اسلامی تشخص گم نہ کر دے اگر ایسا ہو تو وہ بہت خسارے میں رہیں گے۔“ اللہ کریم سب مسلمانوں کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اور ابواحمد محمد مقصود مدنی خلیفہ دربار چوہدری شریف کو یورپ میں مسلمانوں کو بیدار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ پیر طریقت، رہبر شریعت، عالم ربانی، مرشدِ حقانی حضرت پیر سید وارث علی جیلانی مدظلہ العالی قاضی مکرمہ فاضل بریلی شریف عظیم المدارس جامعہ پنجاب فرماتے ہیں۔

”محمد مقصود مدنی صاحب کی ظاہری و باطنی اور اخلاقی و روحانی تربیت شاعرِ اہلبیت، مفسر قرآن، بناء فی الرسول حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی مرہونِ منت ہے۔“

جناب محمد مقصود مدنی تحقیق و تالیف کے میدان میں گراں قدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں آپ نے مختلف موضوعات پر تحقیقی کتاب تصنیف فرمائی ہیں۔

- ☆ آنیہ سنت مصطفیٰ ﷺ ☆ عظمت درود شریف
 ☆ عظمت والدین مصطفیٰ ﷺ ☆ عظمت حضرت عبداللہ علیہ السلام
 ☆ عظمت سیدہ آمنہ ☆ عظمت سیدہ حلیمہ
 ☆ سراپائے حسن کوئین ﷺ ☆ عظمت شہزادی کوئین
 ☆ عظمت حضرت ابوطالب ☆ عظمت بارہ امام
 ☆ عظمت صحابہ کرام ☆ عظمت اہل بیت
 ☆ خطبات مدنیہ ☆ عظمت ارکان خمسہ
 ☆ میرے محسن ☆ عظمت مومنین مبارک
 جناب محمد مقصود مدنی نے ان تحقیقی کتابوں کے علاوہ کئی منظوم کتب بھی تحریر فرمائی ہیں جن میں
 ☆ مقصود و دو عالم ☆ آمنہ پاک والا ل
 ☆ مدنی دیاں رباعیاں ☆ حسن نعت (مرتب محمد شعیب احسن مدنی)
 ☆ کوہر مقصود ☆ کلیات مقصود مدنی (اول دوم)
 ☆ مقصود کوئین ☆ مقصود جاں
 ☆ کوہر مقصود ☆ نوائے مقصود ☆ قاسم بیبا (مناقب سائیں مشوری)
 ☆ تصویر درد (دو جڑے) ☆ عظمت مرشدانوار چوراہی

جناب محمد مقصود مدنی کی تازہ تصنیف عظمت اہل بیت ہے جو اپنے تحقیقی مواد کے اعتبار سے بہت جامع کتاب ہے۔ یہ کتاب قاری کو شان اہل بیت میں لکھی گئی بہت سی تصانیف سے متعارف کرواتی ہے اور کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاوندانہ نور کے ساتھ وابستگی اور سادات کرام کی تعظیم کا سبق دیا گیا ہے۔ جناب محمد مقصود مدنی نے اس کتاب میں خارجی عزیر احمد صدیقی کی شرمناک تحریروں کا سخت محاسبہ کیا ہے مجھے یقین ہے کہ محمد مقصود مدنی کی کاوش انہیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب خاص عطا کرے گی۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اہل بیت کے وسیلہ جلیلہ سے آپ کی اس تالیف کو قبولیت کا درجہ عطا فرمائے اور عامتہ المسلمین کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو دین کا اور زیادہ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محمد عثمان چشتی ایم اے

انچارج علامہ صائم چشتی ریسرچ سنٹر فیصل آباد

فہرست مضامین

53	تیسری خصوصیت	25	دیباچہ
53	آل پاک و رو پاک میں شامل ہے	29	اکٹھارٹھ
53	تفسیر خازن میں ہے	31	ابتدائیہ
55	آل پرورد کے لغیر دعا قبول نہیں ہوتی		عظمت اہل بیت
56	شیخ محقق کا عقیدہ	37	قرآن کی روشنی میں
56	آل پرورد مستقل عت ہے	39	پہلی خصوصیت
57	حضرت امام شافعی کا فیصلہ	39	اہل بیت کو اللہ نے پاک فرمایا ہے
58	آیت درود اور عظمت اہل بیت	40	آیہ تطہیر سے ظاہر ہے شان اہل بیت
59	دوسری حدیث	41	تفسیر ابن جریر اور آیت تطہیر
60	تیسری حدیث	43	رجس کا مفہوم
61	اس کی وجہ کیا ہے	44	دوسری خصوصیت
63	درود پاک جیسے بغیر دعا مقبول نہیں	44	اہل بیت پر صدقہ حرام ہے
63	نماز مقبول نہیں	44	آل کے بارے میں مختلف اقوال
64	امام شافعی کا عقیدہ	45	پہلا قول
64	درود کے لغیر دعا محبوب رہتی ہے	45	دوسرا قول
66	محمد و آل محمد پر درود باعث نجات ہے	46	آل اور اہل ہم معنی ہیں
69	چونکہ خصوصیت	47	حرمت صدقہ میں آل شامل ہے
69	اولاد قاطبہ پر جہنم حرام ہے	47	حدیث مصطفیٰ
70	سید زادے کا کافر ہونا محال ہے	48	صدقہ کی کج رو روئی روایت
71	جزا و جزا قہر میں	49	حضور کا غلام اور صدقہ
71	جہنم سے آزادی	49	بہی ہاشم کو صدقہ دینا جائز نہیں

86	حسنین میرے بیٹے ہیں فرمان رسول	72	سب سے بڑی دلیل
87	فضائل کا گلدستہ	73	اولاد رسول کے لئے عذاب نہیں ہوگا
88	ایک اعتراض کا جواب	73	سیدہ فاطمہ الزہراء کو بتارت
92	آیت فتر صحنی اور شان اہل بیت	74	حوش کوش پر اہل بیت
92	اللہ اور رسول کی رضا	76	پانچویں حصہ صہبہ سے
93	سرکار کی بتارت	76	اہل بیت کی موڈت واجب ہے
93	اللہ کا وعدہ	76	قریبی کون ہے ؟
94	ابن جریر کی روایت	77	قریبی میں کون شامل ہیں
95	آیت صدقہ اور شان اہل بیت	77	تفسیر مظہری اور آیت موڈت
97	آیت سلام اور شان اہل بیت	77	تفسیر ابن کثیر اور آیت موڈت
97	حضور کا اسم بیسین ہے	78	تفسیر ابن عربی اور آیت موڈت
98	شیخ شہاب الدین کا قول	78	حضور کا فرمان
98	تفسیر آل بیسین اور اہل بیت	79	تفسیر بنوئی اور آیت موڈت
100	آیت حسنت اور شان اہل بیت	79	تفسیر طہلی اور آیت موڈت
100	حضرت حسن بن علی کا قول	81	ابن جریر عقیلانی کی تحقیق
101	اولی الامر منکم اور شان اہل بیت	82	ابن عباس کی روایت
101	حضرت علی کا قول	82	امام زین العابدین کا قول
102	امام نوحانی کا جواب	82	اولاد حسنین کی موڈت
104	اہل الذکر اور شان اہل بیت	83	تاجدار کلزہ اور آیت موڈت
104	دوسرا قول	83	سادات کو نسب سے فضیلت ہے
104	حضرت امام علی رضا کا قول	84	ایک سید زادے کا واقعہ
105	آیت حبل اللہ اور شان اہل بیت	85	علم بھی معیار نہیں ہے
105	حضرت ابن عباس کا قول	86	کوئی گنہگار نہیں بن سکتا
107	انما ولیکم اور عظمت اہل بیت	86	اہل بیت رسول میں کون شامل ہیں

140	تفسیر کبیر	108	ابی جعفر کا قول
141	ان اللہ یرزق اور شان اہل بیت	109	آیت مومن اور شان اہل بیت
144	آیت مہلبہ اور شان اہل بیت	110	آیت ودا اور شان اہل بیت
145	عیسائیوں کا سوال	111	فحاش کا قول
145	سرکار کا جواب	113	مرج البحرین اور شان اہل بیت
145	حکم مہلبہ	115	امام جعفر صادق کی تفسیر
147	پادری کہہ اٹھا	117	آیت ہا اور شان اہل بیت
	عظمت اہل بیت	118	دور احوالہ
149	احادیث کی روشنی میں	119	وانت یحکم اور شان اہل بیت
151	دو بھاری چیزیں		اہل بیت غرق ہونے سے مامون
155	غلط تاویل	120	رکھیں گے
156	لا جواب منطق	120	عذاب نہیں آئے گا
157	لا جواب تحقیق	122	ثم استندی اور شان اہل بیت
158	میری وجہ سے محبت کرو	122	محبت اہل بیت ضروری ہے
158	گمراہ نہیں ہو گے	123	راہ محبت راہ ہدایت
159	اولاد کو محبت اہل بیت سکھاؤ	124	ام سسدون اور شان اہل بیت
159	آیت تفسیر کا مصداق	126	انھننا یحکم اور شان اہل بیت
160	اسے اہلبیت نماز	129	کمشکوۃ فیہا اور شان اہل بیت
161	حضور کا عمل	131	انا اعطینک اور شان اہل بیت
161	اہل بیت کی محبت عمر بڑھاتی ہے	132	کوڑا اولاد کتر ہے
162	پنجتن پاک کی محبت کا صلہ	135	والضحیٰ وائل اور شان اہل بیت
163	اہل بیت کی محبت لازم کر لو	136	ان اللہ صطنعی اور شان اہل بیت
164	عظیم وعید بھی ہے	136	امام جعفر صادق کا قول
165	وسیلہ اہل بیت رسول ہیں	137	وطلعمون اور شان اہل بیت

185	اہل بیت سے بغض رکھنے والا دوزخی	167	دو چیزیں
186	دُشمنِ اہلبیت سے حضور کی جنگ ہے	168	دونوں اہم ہیں
188	شقاقت نہیں ہوگی	169	اہل بیت اور خوش کوش
189	شقاقت کن لوگوں کی ہوگی	169	پلاسراط پر ثابت قدم
190	اہل بیت سے بغض منافقت ہے	170	اہل بیت امانتِ رسول ہیں
191	منافق دُشمن کی پہچان	170	اہل بیت کو تکلیف دینا
192	دُشمنِ اہل بیت منافق، حرام زادہ	170	نمی کے پیارے
192	نجات کی پیداوار	171	تینوں کی حدیث
	عظمتِ اہل بیت اور	172	حضور کا نسب
193	صحابہ کرام	173	قرابتِ حضور قائمہ دے گی
196	صدیق اکبر اور عظمتِ اہل بیت		آلِ رسول سے محبت ہی حضور سے
197	اہل بیت کا احترام حضور کا احترام ہے	174	محبت ہے
199	صدیق اکبر کا اندازِ محبت	175	مقامِ اہل بیت
200	عمر فاروق اور عظمتِ اہل بیت	176	اہل بیت جہنم سے آزاد ہیں
201	حضور کی قرابت سے عقیدت	176	موت میں تاخیر کا نسخہ
202	حسین کی خوشی میں خوشی	177	سرکار نے اہلبیت کی محبت کا درس دیا
203	وظیفہ کاسادات سے آغاز	178	اہل بیت پر ظلم کرنے والا دوزخی ہے
204	عثمان غنی اور عظمتِ اہل بیت	179	آلِ رسول سفینہٴ نجات ہے
204	اہل بیت رسول کے لئے ہدیہ	180	محبتِ اہل بیت سے ہر بھلائی ملتی ہے
206	زرہ خرید کر ہدیہ کر دی	181	عذابِ قبر سے نجات کا نسخہ
208	عبداللہ بن عمر اور محبتِ اہل بیت	182	علم و حکمت کا حصول
208	ابو ہریرہ اور عظمتِ اہل بیت	183	جنت میں لے جانے والا عمل
209	بلال حبشی اور عشقِ اہل بیت	183	دُنیا و آخرت کی بھلائی
212	جابر بن عبداللہ اور عظمتِ اہل بیت	184	محبتِ اہل بیت میں شہادت کی موت

239	اولادِ رسول کا احترام اور حقوق	عظمتِ اہل بیت اور
240	صورتاً ذنب ہے	213 اولیاء ، علما و محدثین
241	یہ اللہ کا فضل ہے	215 عمر بن عبد العزیز اور عظمتِ اہلبیت
242	سب سے زیادہ اکرام والا	216 اولادِ رسول کے بارے میں کیا گمان ہے
243	خلاصہ کلام شیخ اکبر	217 ایک واعظ کا بیان
245	اہل بیت اطہار شیخ اکبر کی نظر میں	217 ابو الفضل واعظ کا بیان
246	حدود اللہ کا قیام اور بغض	218 ابن وردی کا کلام
	سادات کے بارے میں ابن عربی	218 عمر بن عبد العزیز کا فرمان
246	کا تاثر	219 امام مالک اور عظمتِ اہل بیت
247	حضرت ابو بکر صدیق کا فرمان	221 امام شافعی اور عظمتِ اہل بیت
248	امام شعرانی اور عظمتِ اہل بیت	223 ابو الحسن بن حبیہ کا فرمان
249	امام شعرانی کا مشاہدہ اور تبصرہ	225 اہل بیت سے دوستی اور محبت
249	ہم پر سادات کا حق ہے	225 امام شافعی کا فرمان
250	کیا یہ ممکن ہے ؟	226 امام ابو حنیفہ اور عظمتِ اہل بیت
250	سرکار سے اجتناب	227 امام جعفر صادق کے شاگرد
251	ایک مغربی کا واقعہ	229 سید زادے کا ادب
252	سادات کے لیے صدقہ حرام ہے	230 امام احمد بن حنبل اور عظمتِ اہل بیت
253	حسن عقیدہ	230 سید زادے کی تعظیم
254	بچل کے لئے وہ چو کے لئے	231 عظمتِ اہل بیت اور نیشاپوری
254	سیدی ابراہیم المصوبی اور سید کا ادب	234 راکب دوش رسول
255	ادب سے دور لوگ	234 فضائل کا گلدستہ
255	شریعت کا حکم جاری ہوگا	235 حضور کی وصیت
255	یہ گمان بھی درست ہے	235 اہلبیت کے بارے میں عقیدہ
257	عظمتِ اہل بیت اور خواجہ محمد پارسا	237 شیخ اکبر ابن عربی اور عظمتِ اہل بیت

274	فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا	258	دوسری روایت
274	فاطمہ سب سے زیادہ عزیز	258	تیسری وجہ
275	اللہ غضبناک ہوتا ہے	259	موڈت رکھنا باعثِ جنت ہے
275	بہترین شخص کی نعتی	259	اہل بیت سے کون محبت کرے گا ؟
275	حضور پروردگار کے	260	جنت حرام ہے
276	پلی صراط پر تابت قدم	260	محبت کس وجہ سے ہوتی ہے
276	خلاصہ اقتباسات مکتوبات	261	جس نے اہل بیت سے محبت کی
279	عظمتِ اہل بیت اور سید علی الخوہ	262	عظمتِ اہل بیت اور مجدد الف ثانی
279	سادات کے ساتھ احسان کرو	263	حضرت مجدد الف ثانی کا عقیدہ
279	اہل بیت کے حقوق	264	اقتباسات از مکتوبات
280	سید زادے سے محفل کا آغاز کرو	265	منصبِ عظیمِ اہل بیت کے پاس ہے
280	سید زادے سے خدمت لینے والا	266	ولادت سے قبل قائم ولا بیت
281	مطعون النسب کی تعظیم	267	سلسلہ فیضِ رسانی آلِ رسول سے ہے
281	ہمارے پاس کوئی پیکار نہیں	268	مجددِ غوثِ پاک کے قائم مقام
281	ایک انتہائی اہم مسئلہ	268	محبتِ علیؑ کی ہونے کی شرط
282	سید زادہ کو کچھ طلب کرے تو کیا کریں	269	محبتِ اہل بیت شیعیت نہیں
282	سادات کی ضروریات کا خیال رکھو	270	محبتِ اہل بیت جزو ایمان ہے
283	سادات پر جان و مال قربان کر دیں		شانِ اہل بیت میں چندا حادیث
283	سید زادے کو طعن نہ کرو	272	مکتوباتِ مجدد الف ثانی سے
283	بھل کی دلیل	272	علی کا دوست میرا دوست
284	سید زادہ نانا جان کی قسم دے تو	272	چار سے محبت
284	بادشاہ کی تعظیم کی مثال	273	علی کو دیکھنا عبادت
286	عظمتِ اہل بیت اور واعظ الکاشفی	273	خیر کثیر سے محروم شخص
287	حضور کی محبت کا اعزاز	273	اہل بیت سفینہٴ نوح

302	طہارت طہیزت	287	سیدہ قاطیہ الزہرا کے فضائل
302	پاکنی جوھر	288	آبِ کثر سے غسل
303	حضور کی آل سے محبت	289	سب سے زیادہ محبت
303	آپ کا نام اور مقام	289	شان زہرا اکب سے ہے
303	صورت و سیرت میں مشابہت	291	حدیث کسا اور شان اہل بیت
304	محبت کے انداز	291	چاروں کا ایک اور اعزاز
304	پہلی حدیث	291	مجاہد آل رسول کی عظمت
304	دوسری حدیث	292	نجات کے پر دانے
305	تیسری حدیث	292	دُعائے برکت اور دم کا ثبوت
305	سب سے زیادہ محبوب	293	اولادِ نبی کے لئے دُعائے نبی
305	سیدہ کی عبادت	293	دوسری دُعا
306	عظمتِ اہل بیت	294	بختہ
306	اہل بیت کون کون ہیں	294	مناقب حضرت علی کا بیان
307	اہل بیت کی پہچان	295	محبتِ علی اور بغضِ علی
307	یہ اہل بیت ہیں	295	سب سے زیادہ محبت
308	دُعائے مصطفیٰ	296	علی سے خدا نے سرکوشی کی
308	ازواج بھی شامل ہیں		عظمتِ اہل بیت
311	اندازِ محبت رسول	298	اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی
313	عظمتِ اہل بیت اور مومنِ جہلمی	298	سچے خادمِ اہل بیت
313	بہتر شخص کون ہے؟	299	فضیلتِ اہل بیت
313	اہل بیت سے کُسن سلوک کرو	299	اولادِ رسول حضور کا جزو ہیں
313	اہل بیت کھنی نوح	300	نہوں قدسیدہ کا ذکر
314	سب سے پہلے شفاعت	300	سیدہ قاطیہ الزہرا سب سے افضل ہیں
314	آیتِ رضا	301	شرفِ ذاتِ طہارت طہیزت

327	احسان کر کے برکت حاصل کرو	315	حضور کی قربت کی وجہ سے محبت
328	با برکت عقیدہ	316	محبت اہل بیت سے جنت ملے گی
328	حضور سے اجازت طلب کر لو	316	مومن کی نشانی
328	اگر سیدر شہ طلب کرے	317	حسن و حسین سے محبت
329	اگر سید سائل ہو	317	حضور کی معیت
	حضور اپنی اولاد کے بارے میں	318	سال کی عبادت سے بڑھ کر
329	بجگڑا کریں گے	318	آل کی محبت کے درجات
330	ابولہب کی بیٹی کی شان	318	اعزازات
330	مقام ابراہیم پر نماز پڑھنے والا جنہی	318	نا کام لوگ
331	بغض بنی ہاشم کفر ہے	319	اہل بیت کا درجہ
331	عترت کا حق نہ بچھانے والا کون ہے	320	عظمت اہل بیت اور ابن جبر کی
332	اہل بیت سے بغض رکھنے والا یہودی	320	اہلیت پانچ باتوں میں حضور کے مساوی
332	اہل بیت سے بغض رکھنے والا جنہی	321	سرکار سے اہلیت کو فائدہ نہیں ہوگا؟
332	آگ کے کوڑے	323	خارجیوں کی بکواسات نہ دیکھو
333	منافع کی نشانی	323	خصوصی شہادت
333	بغض رکھنے والے پر جنت حرام ہے	324	سب سے پہلے جنت میں
334	عظمت اہل بیت اور اکرام الدین	324	آل و اولاد جنت میں
336	محبت کا تعویذ	324	آل رسول کو عذاب نہیں ہوگا
337	کیسے مسلمان ہیں	324	آگ سے پناہ
337	تقلین سے تمسک	325	اہل بیت کی بخشش
338	تقلین کا ایک اور معنی	325	حوش کوثر پر آنے والے
338	علامہ سہودی کا قول	326	عظمت اہل بیت اور امامہ بہانی
339	حدیث شریف	326	سادات کی تعظیم کہاں تک ہو
341	ہمارا تہرہ	327	سید زادی کی طرف دیکھنا

360	عظمتِ اہل بیت اور شیخ امان پائی ہیں	343	عظمتِ اہل بیت اور سید حسنین میاں
361	دردناک واقعہ	343	فضائلِ اہل بیت
363	سبق	346	حضرت قاطمہ سب سے زیادہ محبوب
364	عظمتِ اہل بیت اور پیر مر علی شاہ	348	نام بتول کی وجہ
364	تاجدارِ کونڈہ پیر مر علی کا عقیدہ	348	سیدہ قاطمہ کا صبر
366	حضور کی اولاد کی توقیر	349	فضائلِ حضرت علی علیہ السلام
367	کون اہل قرابت	350	حضرت علی ہدایت یافتہ رہتا ہیں
368	دوستی کا حق	350	فضائلِ حضرت امام حسن علیہ السلام
368	اترافِ حسد کون ؟	351	حضرت ابو بکر ہی سے روایت ہے
369	اہل موذت کون ہیں ؟	362	اہل بیت کے لیے غلافتہ یا ظنیہ
370	عظمتِ اہل بیت اور اعلیٰ حضرت	362	درجہِ فطرت
370	حضور کے محبوب سے محبت دشمن سے دشمنی	353	اہل بیت کی محبت
371	اہل بیت کی تفسیر میں چند اقوال	353	ایک دن کی محبت
371	آل محمد کی محبت اور پہچان	353	بہتر شخص کی نستانی
372	آیتِ تطہیر کے معارف	354	مومن کی نستانی
373	اہل قرابت کون ؟	355	عظمتِ اہل بیت اور محمد سلیمان حنفی
374	اہل بیت آگ سے محفوظ ہیں	357	خطبہ حضرت علی
375	اہل بیت جنتی ہیں	357	دو عظیم چیزیں
376	اہل بیت کے لئے دُعا	357	مہکتے ہوئے پھول
377	حضور اہل بیت کے بھی شفیع ہیں	358	میں ان کو دوست رکھتا ہوں
380	اہلیت کی تعظیم نہ کرنے والا مستحقِ عقید	358	سب سے زیادہ محبوب
382	اہل بیت اُمت کے لئے امان ہیں	358	حسین کریمین عرش کی تلواریں ہیں
383	حضرت جعفر کا جنت میں اڑنا	358	جو انان جنت کے سردار
383	امام باقر کو حضور نے سلام کہا	359	محبت اور بغض

405	شان اہل بیت	384	اہل بیت سے حسن سلوک
406	سرکار نے عظمت بڑھائی	384	بنی ہاشم کو صدقہ دینا جائز نہیں
406	دوسری روایت	385	گناہوں کا دھوون
406	جبریل اجازت طلب کرتے ہیں	387	جعفر کی ایک کتاب
407	اللہ فریاد ہے	390	بچے بچو ٹورکا
412	شہادتِ حسین شہادتِ رسول	393	سادات کی تکریم
412	نوجوانانِ جنت کے سردار	394	ملازم سے حسن سلوک
413	ان کا دوست ہمارا دوست	395	سادات کو اذیت دینا
413	عرش کی تلواریں	396	سید زادے کو نام لیکر نہ بلا تے
413	حسین مجھ سے ہے	397	سید زادے کو قاضی حد لگائے تو
413	حسین سبطِ رسول ہیں	398	شہزادے اور شہزادی
414	عظمتِ اہل بیت اور محمد رضا مصری	399	عظمتِ اہل بیت اور سید نعیم الدین
414	طہارتِ اہل بیت	400	یہ آیت چھتین پاک کی شان میں
415	پہلا قول	400	ایک اور روایت
415	دوسرا قول	401	اعزازات
415	تیسرا قول	402	یا مٹنی خلافت
415	چھتری کا قول	402	تظہیر کا شہرہ
415	ازواج بھی اہل بیت ہیں	402	عظمت و کرامت
416	چھتین پاک اہل بیت ہیں	403	دُعا کی قبولیت کی شرط
416	اہل بیت کو نماز کے لئے دعوت	403	اللہ کی رسی
416	علی قاطمہ حسین اہل بیت	404	عظمتِ اہلبیت اور حسن رضا بریلوی
417	حضور اہل بیت کو آواز دیتے	404	مژدہ ناز
417	اہل بیت کی محبت کیلئے حکمِ خدا	404	دوسری حدیث
417	ہم آلِ خدہ ہیں	405	اہلبیت سے محبت حضور سے محبت ہے

431	محبت کا راز	419	عظمتِ اہل بیت اور مفتی احمد یار تہی
432	سرکار کےعلانات	419	خدا نے اولادِ رسول کی قسم کھائی
432	سب سے زیادہ محبت	419	برگزیدہ قبائل
433	سیدہ فاطمہ اور حضرت علی سے محبت	420	اہل اطہار کی عظمت قرآن جیسی ہے
	سب سے زیادہ محبت سیدہ فاطمہ	420	حضور تم سے اہلبیت کی محبت مانگتے ہیں
433	الزہرا سے	421	اہل بیت کا دامن چھوڑنا بلاکت ہے
434	سیدہ فاطمہ کے نام سے بھی محبت	421	اہل بیت کی معیت قرآن
435	سیدہ سے والہانہ محبت کا انداز	421	غیر سیدہ خواہ کتنا تقویٰ والا ہو
435	جو سیدہ کا یاد دلاتا ہے		حضور کا نسب قیامت کے دن کام
436	روح کائنات کی رُوح	422	آئے گا
436	جوانِ اللہ کا یزادیتے ہیں	422	نسبِ رسول دوسروں جیسا نہیں
437	سیدہ کے لئے حضور کی ذُعا	423	درو میں اور کوئی قوم شامل نہیں
438	یہودی عورتوں کی سازش	423	حضور کی اولاد سب سے افضل ہے
438	یہودی عورتیں قتل ہو گئیں	424	سید کون ہیں
440	سیدۃ النساء العالمین	424	اولادِ رسول کو سید کیوں کہا جاتا ہے
441	باپ مہینی کی محبت کے انداز	425	بناوٹی سید
442	عیسائیوں سے مہابہ	425	غیر سید کو سید کہلانا بہت بڑا جرم
442	یہ اہل بیت ہیں	426	عظمتِ اہل بیت اور علامہ صائم چشتی
443	حدیثِ مصطفیٰ ﷺ	426	اہل بیت سے محبت کرو
444	قالہ زُور کی آمد	427	قریبی کون ہیں؟
444	عیسائیوں کا نپا۔ بلے سے فرار	427	اپنے اپنے فضائل
445	چاروں نقوی قدسیہ کی شان	428	حضور صاحب اختیار ہیں
446	یہی اہل بیت ہیں	429	ازواجِ اولادِ دونوں کے لئے
446	خیر کثیر عطا فرمایا	430	جسے آپ نے نوازا

462	اہل بیت پر ظلم کرنا بہت بڑا گناہ ہے	447	سلسلہ نسب منقطع نہیں ہوگا
462	مومن ہونے کی شرط	448	اہلبیت کے بارے میں اللہ سے ڈرو
463	اپنے اعمال کی فکر کرو	448	اہل بیت امان ہیں
463	علامہ عابدہ یمانی	449	میری وجہ سے محبت کرو
465	عظمتِ اہلبیت اور سائیں مشوری	449	فرمان رسول ﷺ
467	عظمتِ اہلبیت اور محمد طاہر القادری	450	محبتِ اہل بیت کے لئے مغفرت
468	آیتِ مہلبہ اور عظمتِ اہل بیت	450	رحمت سے مایوس شخص
470	حدیثِ پاک کی شرح	451	معیارِ محبت
470	عقیدہ اہل سنت ہے	451	اعمال بیکار ہوں گے
470	خلاصہ کلام	453	عظمتِ اہل بیت اور تاجدارِ پجورہ
471	حضور کی سیدہ سے محبت	454	جنہم سے آزاد
471	بکتہ	454	اولادِ قاطمہ کی عظمت
472	غلام بے نوا کا سلام	454	اہل بیت کی شان
473	مولائے کائنات	455	ٹور کی کہانی
474	علی کی صلب سے نبی کی ذریت	456	آلِ پاک میں نور نبی فرزاں ہے
474	حضرت علی نبی کے قائم مقام	457	سیدہ کا مقام و مرتبہ
475	منافع کی نشانی	458	درجاتِ حضور نے عطا فرمائے
476	حضرت علی کی ولایت کو مانو	460	عظمتِ اہل بیت اور علامہ عابدہ یمانی
477	غومیت سے قطیبت تک وسیلہ جلیلہ	460	اپنی اولاد کو محبتِ اہل بیت سکھاؤ
478	جنتی جوانوں کے کردار	460	اہل بیت کی تعظیم حضور کی تعظیم ہے
479	حسن اور حسین جنت کے دو نام ہیں	460	اہل بیت کی محبت حضور کی محبت ہے
479	حسین میرے گلشنِ دنیا کے پھول ہیں	461	کتاب اللہ اور اہل بیت
481	عظمتِ اہلبیت اور محمد الیاس قادری	461	دو عظیم چیزیں
481	سید زادے کی توہین کفر ہے	461	اللہ نے پاک کر دیا

512	سید زادی کی خدمت کا صلہ	482	سید کا ادب
514	عبداللہ نیابانی اور تعظیم سادات	483	اہل بیت سے حسن سلوک کا صلہ
515	اعلیٰ حضرت اور تعظیم سادات	483	سید کی تعظیم کی وجہ
516	سید زادے کے ہاتھ چوم لئے	484	سادات پر ظلم کرنا کیسا ؟
517	سادات کے لئے ڈگنا	485	سید طالب علم کو مارنا جائز نہیں
517	ایک سید زادے کا واقعہ	485	اہل بیت کا دشمن جنہی ہے
518	سید زادے کو نام لے کر پکارنا	486	اہلیت سے بغض رکھنے والے کا انجام
518	مکتوب مولانا سید شاہ عبدالمنان مٹھی	486	اہل بیت سے محبت کرنے والا
519	طالب علم سید زادے سے حسن سلوک	488	عظمت اہلیت اور سلیمان عبداللہ کھو
520	سید زادے کی تالیف قلبی	492	عظمت اہل بیت اور وحید الزمان
521	سید زادے کی خدمت	493	مسائل تیسرا اور اہل بیت
522	سید زادے کی حکمران	493	اہل بیت کون ہیں
523	سید زادے کی خواہش کی تکمیل	494	سیدہ فاطمہ الزہراء کی فضیلت
523	سید زادوں کے قلوب کی تنہی	494	اولاد بتول سب سے افضل
525	امام اہلسنت کا والہانہ عشق	495	یزید پر لعنت
530	مجوسی کی نجات		آل رسول کی تعظیم کا حکم
533	عیدائی راہب مسلمان ہو گیا	496	مفتی محمد شفیع دیوبندی کا عقیدہ
534	یہودی نے جان دے دی	498	عظمت اہلیت اور عبدالوہاب نجدی
537	سید زادی کی محافظت		اکابرین اہل بیت
538	سید زادے سے عرض پر حضور کی ناراضگی	499	اور تعظیم سادات
539	شیخ ابراہیم رامپوری اور تعظیم سادات	500	حضرت ابو بکر بن عباس کا فرمان
540	سید زادہ اور عالم دین	500	ابراہیم مہدوی کی نظر میں سادات کا احترام
541	حضور کی خوشی	501	تعظیم سادات کا دوسرا رخ
541	سائیں توکل شاہ اور تعظیم سادات	502	مالدار مسلمان سید کا قرض ادا کرے
543	شیخ عبدالرزاق اور تعظیم سادات	502	جنید بغدادی اور عظمت سادات کرام

	”اہل بیت رسول اور تحقیق آلِ محمد“	543	خواجہ جس الدین اور تعظیم سادات
565	کا تحقیق جواب	543	شیخ شہاب الدین اور عظمت سادات
565	پانچ ذواتِ مقدسہ کیوں اہم ہیں؟	546	سید زاد سے قرآن کے پارے
567	آیتِ تطہیر اور پنجتن پاک	547	سادات کو علماء پر برتری
568	دوسری روایت	547	فرزند رسول ہوں
569	تیسری روایت	548	محدث اعظم پاکستان اور تعظیم سادات
569	پنجتن پاک کا تصور اسلامی نہیں ہے	549	آل رسول سے استعانت
570	نشر کین اور پنجتن	549	ایک اُستاد کی سرزنش
570	ہندوؤں کے پنجتن	550	سادات کے ذمہ کوئی کام نہیں
572	قبل از اسلام پنجتن	551	سید زاد سے کی جتنی برداشت کر لی
572	صحابہ کا عقیدہ	551	خواجہ غلام فرید اور تعظیم سادات
573	ایمان داخل نہ ہوگا	552	صوفی برکت علی اور تعظیم سادات
573	ایمان کامل نہ ہوگا	552	خواجہ قمر الدین اور تعظیم سادات
	آل رسول سے محبت ہی پر وائے	522	سادات کا ذگنا حقتہ
574	نجات ہے	553	تکریم سادات کا عقیم نمونہ
574	وہ یہودی ہو کر مرے گا	553	اتزام سادات
576	اصل اسلام کو دعوت انصاف	553	سادات کا ادب
578	حضرت آدم کی ذمہ	551	علامہ صائم چشتی اور تعظیم سادات
578	پنجتن پاک کے نام یا ب جنت پر	557	ایک لاجواب واقعہ
580	اہل بیت کون کون ہیں؟	558	محمد شریف خلیق اور ادب سادات
582	آلِ محمد باقی رکھنے کا خیال	558	شاہ عبدالقادر دہلوی اور تعظیم سادات
584	حضرت زینب کی اولاد	559	تیور کو محبت اہل بیت کا صلہ
584	سیدہ زینب کی اولاد	560	بادشاہ قہر اور تعظیم سادات
584	سیدہ اُم کلثوم کی اولاد		خارجیوں کی
585	عزیر احمد صدیقی کی بددیانتی	562	خرافات کا جواب

619	میرا ایساں بچپن	588	اہل بیت علی
620	حب اہل بیت	589	جوئی کے اہل بیت
622	بچپن کا غلام ہوں	590	حضور کی حضرت خدیجہ سے شادی
624	اہل بیت مصطفیٰ ﷺ	591	آل محمد یا بچپن کا چوکھٹا
625	مشکل کشاء کی بات ہے	594	دوسری حدیث
626	مشکل کشاء عملی		”حیاستہ أم المومنین“
628	زہرا بتول	595	میں کی گئی گستاخیاں
629	مٹی رسول کی	595	حضرت علی جسمانی طور پر کمزور تھے
630	رسول کا ہے قرار زہرا سلمہ علیہا	596	قلایا زیاں
631	قطعات	597	قلم آل محمد
631	آلفت ہے بچپن کی	598	حضرت علی کی ہجرت
631	بچپن سے پیار کرنا	600	عنوان نکاح فاطمہ
632	جنت کی حور زہرا	601	مشاورت کی روایت
632	شان حسین	601	حضرت فاطمہ کی عمر مبارک
632	حسین کریمین کا رتبہ اعلیٰ	605	ہم کہتے ہیں !
633	سلام حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ	606	حقائق
635	سلام بحضور سیدۃ النساء العالمین	606	یہ فرمان رسول ہے
638	سلام بحضور مولائے کائنات	606	شہادت علی اور خارجی کی گستاخی
641	سلام بحضور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام	608	حضور نے شہادت کی خبر دی
644	سلام بحضور امام حسین علیہ السلام	609	شہادت
648	سلام بحضور اہل بیت	609	خارجیوں کے بارے میں فرمان رسول
	تقاریر و تاثرات	613	حصہ نظم
		614	نعت رسول ﷺ
		617	شان والے اہل بیت

دیباچہ

تَعْمَدُكَ وَنُصَلِّيَ عَلَيَّ رَسُوْلِي الْكَرِيْمِ. اَقْبَابُ عَد
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

”عظمتِ اہل بیت“ بیان کرنا مجھ جیسے حقیر اور کم علم کے بس کی بات کہاں یہ موضوع تو اس قدر رفیع الشان ہے کہ خود خدائے پاک عزوجل اہل بیت رسول کی عظمت قرآن پاک میں بیان فرما رہا ہے،

قرآن پاک میں کہیں اہل بیت کی عظمت کی لطہارت و پاکیزگی کا ذکر ہے، کہیں اہل بیت کی موذت و محبت طلب فرمائی جا رہی ہے، کہیں اہل بیت کو خیر کثیر اور کوثر فرمایا جا رہا ہے۔ اور پھر آقائے دو جہاں مالک دو جہاں سید انس و جان حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بحکم خدا اپنے اہل بیت کے بارے میں اپنی اُمت سے بہت زیادہ بھلائی اور بہت زیادہ محبت و موذت طلب فرمائی ہے۔

صحاح ستہ اور احادیث کی دیگر کتب میں مناقب اہل بیت میں ابواب قائم کئے گئے ہیں۔ جس سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اہل بیت رسول کی شان و عظمت کا بیان سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبان و شیئِ نبوی سے فرما رکھا ہے۔ بحیر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ آنے والے دور میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میرے اہل بیت کے ساتھ مخالفت رکھیں گے۔ اہل بیت سے دشمنی رکھیں گے۔ اہل بیت سے بغض رکھیں گے۔ اہل بیت کے حقوق سے پہلو تہی کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عطاء الہی سے قیامت تک آنے والوں کے حالات سے واقف ہیں اس لئے آپ نے اپنے اہل بیت کے بارے میں تفصیلاً احکامات ارشاد فرمائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت کے حقوق کے متعلق ڈرایا۔

قارئین! عظمت اہل بیت اور مناقب اہل بیت میں محدثین نے بہت سی کتب لکھی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں اہل بیت کے حقوق واضح فرمائے گئے ہیں۔ ہر دور میں شان اہل بیت میں کتب تصنیف و تالیف ہوتی رہیں۔ موجودہ دور میں خارجیت اور ناصحیت نے اہل بیت کے خلاف جتنا زہر اگلا ہے اس کی مثال صدیوں میں نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں دین کی حفاظت کے لئے علمائے حق کی جماعت کو قوت عطا فرمائی۔ اس دور میں خارجیت کے اس طوفان کا منہ موڑنے کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے میرے آقائے نعمت استاذی المکرم کشفہ عنہا محبت اہل بیت نبوی الرسول حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو منتخب فرمایا۔ آپ نے دشمنان رسول و آل رسول کی قلمی موشگافیوں کا تحقیقی جواب دینے کے لئے نادر و گارنار نئی کتب تصنیف فرمائی ہیں اور حقوق اہل بیت کے تحفظ کے لئے ایک تحریک کی صورت کام کیا اور اہل بیت رسول کی شان و عظمت کا پرچار اس طرح کیا کہ موجودہ صدی میں اس کی مثال نہیں ملتی آپ نے ہم رسول سیدنا ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان پر ۲ جلدوں میں کتاب لکھی جو کہ چودہ صدیوں میں اس موضوع پر لکھی گئی کتب میں سے تحقیقی اعتبار سے سب سے اعلیٰ تصنیف قرار پائی یہ بات میں ہی نہیں کر رہا بلکہ اس دور کے محقق علماء نے اس کی تائید فرمائی ہے۔ جن میں حضرت علامہ عطا محمد بند یالوی، علامہ صاحبزادہ فیض الحسن شاہ صاحب، علامہ سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی، علامہ صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی شاہ صاحب، علامہ پیر سید نصیر الدین کلزوی، علامہ حامد الوارثی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ اقبال احمد قاروی اور دیگر ہزاروں اہل علم حضرات شامل ہیں۔

میرے آقائے نعمت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر لمحہ آل رسول کی عظمت کے گیت گائے نظم و نثر میں بے شمار تصانیف آپ نے یادگار چھوڑی ہیں یہی وجہ ہے کہ میری رگ رگ میں محبت اہل بیت رچ بس گئی ہے۔ میرے شعروں میں اور میری تقریروں میں وہی جھلک نظر آتی ہے بلکہ میری سوچ میری فکر کا محور ہی حب اہل بیت رسول ہے میں جہاں جہاں بھی گیا ہوں یہی پیغام لے کر گیا ہوں۔

میرے دل کی تڑپ تھی کہ حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلنے ہوئے نظم کی طرح نثر میں بھی اہل بیت رسول کو راجح محبت و موڈت پیش کروں کیونکہ یہ وادی تحقیق

بڑی سنگاٹ ہے جہاں پھونک پھونک کر قدم اٹھانا پڑتا ہے لیکن یہاں میرے آقائے نعمت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی بالطنی توجہ میری راہبر بن گئی۔

جب میں نے اپنے استاذ ذی الکریم رحمۃ اللہ علیہ کے بتائے ہوئے سبق کو صغیر قرطاس پر نخل کرنا شروع کر دیا میں جو بھی مسودہ لکھتا اپنے آقائے نعمت کے سجادہ نشین صاحبزادہ والا شان حضرت جناب محمد لطیف ساجد چشتی مدظلہ العالی کی خدمت میں پیش کر دیتا آپ اس میں اضافہ و ترمیم فرماتے اور کتاب کی ترتیب و تدوین میں بھی آپ ہی نے میری رہنمائی فرمائی۔

قارئین! میں نے اس کتاب میں فضائل اہل بیت میں اہل رسول کے ان خصائص کا ذکر کیا ہے جن میں کوئی بھی ان کا شریک نہیں ہے۔

میں نے اس کتاب کو تالیف کرتے ہوئے حضرت امام محمد یوسف بن اسماعیل نہمانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب جواہر البیان فی فضائل نبی المختار کو سامنے رکھا ہے جس طرح انہوں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و خصائص کو ہتھ میں لیا ہے، انہوں نے اس کتاب کو تالیف کیا ہے اس کتاب میں میں نے علمائے حق و مفسرین و محدثین کی تحریروں سے انتخاب کر کے ان کا نکتہ نظر اور ان کی تحقیق پیش کر دی ہے تاکہ کوئی بھی شخص اہل بیت رسول کے حوالہ سے تحقیق کام کرنا چاہے تو اس کتاب میں جمع کی گئی اہل علم کی تحقیقات سے استفادہ کر سکے، میں اس میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں یہ فیصلہ تو قارئین ہی کریں گے کیونکہ میں خود ایک طالب علم ہوں اور مجھے دعویٰ علم و فضل بھی نہیں لیکن الحمد للہ شرف ضرور رکھتا ہوں کہ اہل بیت کا سچا خادم ہوں۔

میرے آقائے نعمت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے خارجیوں بد مذہبوں کی شان اہل بیت میں کی گئی گستاخوں کو بے نقاب کیا ہے اس لئے میری بھی کوشش یہی ہے کہ جو لوگ اہل بیت رسول کی شان میں گستاخانہ رویہ رکھتے ہیں انہیں آئینہ دکھا سکوں کہ آج مال و دولت کے چکر میں ڈالروں اور ریا لوں کے چکر میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خانوادہ نور کے بارے میں زہرِ بلائیں پھیر چھاپ چھاپ کر تقسیم کرنے والو! یہ جان لو کہ تم جیسے لوگوں کے بارے میں ہمیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود آگاہ فرما رکھا ہے،

ہم نے قرآن وحدیث میں بیان کی گئی عظمت اہل بیت اور دشمنان اہل بیت کے لئے بتائی گئی انہیں سزاؤں کا ذکر کیا ہے۔ جب ہم مخالفین اہل بیت کو آگاہ کرتے ہیں کہ دشمن اہل بیت

کے لئے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان موجود ہے، کہ یا تو وہ منافق ہوگا، یا حرامزادہ ہوگا، یا ولد غیر طہر ہوگا تو ان لوگوں کی پیشانی پر بل پڑ جاتے ہیں، اور ہمیں کہا جاتا ہے کہ تم ہمیں گالیاں دے رہے ہو۔

علمائے حق کا فریضہ سزا انجام دیتے رہے ہیں اور ہر دور میں خوارج و نواصب کی اصلاح کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ ہماری اس کتاب کا اصل مقصد بھی اصلاح عقیدہ ہے ہم چاہتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر امتی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے سرخرو ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سارے امتیوں سے خوش ہو جائیں۔

میرے والد مکرم فیضیاب حضرت یا فرید الدین گنج شکر، عاشق رسول مقبول حضرت بابا جی حاکم علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ بچپن پاک کے پاک گھرانے کا پاکیزہ ذکر فرمایا کرتے تھے اور خاندان نبوت کے خاص عرائس اور ایام پر خصوصی اہتمام سے ختم شریف دلاتے میری والدہ محترمہ مکرمہ رحمۃ اللہ علیہا بھی ان ایام پر کھانا اور نگر شریف خود پکاتیں اور تقسیم فرماتیں اپنے والدین کی اہل بیت رسول سے یہ محبت میرے لئے اولین سبب بن گئی اور الحمد للہ! محرم اور رمضان المبارک کے پاکیزہ دنوں میں اہل بیت اطہار کے عرائس مبارک کی تقریبات اہتمام سے منہقد کرتا ہوں اور اپنے حلقہ احباب کو ان مقدس دنوں کو خصوصی طور پر منانے کی ترغیب دیتا ہوں۔

قارئین! مجھے اپنی کم علمی کا اعتراف ہے اس لئے گزارش ہے کہ اگر کسی جگہ کوئی بات قابل اصلاح ہو تو ضرور اس کی اصلاح فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی غلامی عطا فرمائے۔ آمین بجاوید المرسلین ﷺ

گدائے آل رسول

ابو احمد مقصود مدنی

15 دسمبر 2004

اظہارِ تشکر

أَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
 عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْمُرْسَلِينَ آمَنَّا بِعَدَدِ خَدَاكَ كَرُوْنَا بِالشُّكْرِ بِهٖ جَسَّ نَعْمَ اِنِّى كى مَعْرِفَتِ
 عَطَا فَرْمَانِى اَوْر خُد مَت دِينِ كے عَظِيمِ كَام سے سَر فَر اَز فَر مَایَا۔ یہ تَمَامِ كَام مِیرے وَالدینِ كَریمینِ كِى
 شَب نِخِر دُعَاؤُن اَوْر بَر سَتِی اَعْمَاقوں سے كِى گُنِّى اِجْمَاؤُن سے مُمْكِن ہوئے هیں۔ یہ اللہ تَعَالَى كَا خَاصِ كَرَم
 هے جَسَّ نَعْمَ اِنِّى مِیرے وَالدینِ كے رُحْموں كَو تَعْبِيرِ بَحْشِ دِى یَا اَسْ مَالِكِب كَا نَسَات كَا فَضْل هے كِه اُس نے
 مَجھ جیسے كَم فِہْم كَا پَتِى حَمَا پَتے یِیَارے كِى ثَا مَ اَو رَا پَتے یِیَارے كے یِیَاروں كے ذَكْر كے لِنے لُجُن لَیَا۔
 مَجھے یَا دِیے كِه مِیرے وَالدینِ اِیْنِی تَمَامِ اَو لَاد سے بڑھ كَر مَجھ سے مَحَبَّت فر مَاتے تھے اَو
 مَجھے خُصُوصِی دُعَاؤُن سے نَوَاز تے تھے۔ مِیرے ہَا تھوں كِى كَلِیروں كَو اِیْنِی دُعَاؤُن كے سَا تھ كَا مِیَا پِی
 سے ہَم كُنَا ر كَر نے وَالی ہَسْتِیوں كے اِحْسَانوں كَا بَدَلہ مِیں كِیسے چُكَا سَكْتَا ہوں۔ ہِیں دِن رَا ت اُن كِى
 مَحَبَّتوں كَو یَا د كَر تَا ہوں اَو ر اِیْنِی ہَر كَا مِیَا پِی وَ كَا مِرَانِی كے بَعْد اُن كے مَزَارَات پَر كَرُوْنَا ہَا تَجْلِیَا ت كے
 نَزول كے لِنے اللہ تَعَالَى كے آگے سُر بُجُو دُو جَا تَا ہوں۔ مِیرِى اِن دُعَاؤُن مِیں مِیرے سَارے
 اِسَا تْہہ مَشَاخَّ اَو ر دُعَا كَو بھِى شَا مِل ہوئے هیں۔

مَجھ پَر كَر م نَوَازِى كَر نے وَالے مَشَاخَّ عَطَا مِیں سے جَسَّ ہَسْتِى نے اِیْنِی دُعَاؤُن اَو
 ر عَطَاؤُن سے مَجھے ہِمِیشہ نَوَاز اَو دہ مِیرے مَر شِد كَریم تَا جِدَار چو ر ہ شَرِیْف بَیْر طَرِیْقَت، وَاقِف رَمُوز
 حَقِیْقَت شَارِح فر مَانِ نُبُوت سِیْدِى وَ مَوْلَا نِی حَضُور قِبَلہ كَا ہِى بَیْر چو ر ہِى حَضْرَت بَیْر سِیْد مَحْمُودِ حَنْظُورِ اَصْحَف
 طَاہِر یَا دِشَا ہ سَا دِہ نَشِیْن دِیگَا ہ عَالِیہ چو ر ہ شَرِیْف كَا مَمْنُونِ اِحْسَانِ رُہوں كَا۔ جُو ہر لُحْہ مِیرِى رِہنمَائِى اَو ر
 پِشْت پَنَا ہِى فر مَاتے هیں۔

یہَاں اُس عَظِيمِ ہَسْتِى كَا ذَكْر كَر نَا ضُرُورِی ہِجھتَا ہوں جِن كِى نَظَرِ كَرَم سے ”مَحْمُودِ مَقْصُود“ آج
 مَحْمُودِ مَقْصُودِ دِنِی كے نَام سے پِیچَا نَا جَا تَا ہے جِنہِیں اِس عَظِيمِ ہَسْتِى نے اِپِنَا مَقْصُودِ قَرَار دِیَا۔ جَسَّ كِى بَارِگَاہ

میں تشنگان علم ہر وقت موجود رہتے۔ میری مراد میرے آقائے نعت، ناسیبِ حسان، فناء فی الرسول حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے مجھے راہِ عشق پر چلانا سکھایا اور آج انہیں کے فیضانِ نظر سے تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہوں اور سفیرِ صائم کی حیثیت سے دُنیا بھر میں تبلیغی کام کر رہا ہوں۔

اللہ عزوجل کے فضل و کرم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ التفات کی بدولت انگلینڈ اور یورپ کے تمام ممالک میں تبلیغِ دین کا سلسلہ جاری و ساری ہے اور میری زیر سرپرستی محافلِ ذکر و نعت کا اہتمام کیا جاتا ہے بطور خاص انگلینڈ میں روحانی مرکز قائم کیا ہے جس میں ہر روز ذکر و نعت کی تھلیلے منعقد ہوتی ہیں۔ جن میں کثرت کے ساتھ درودِ پاک پڑھا جاتا ہے اور ختمِ خواجگان کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

میرا سر نیا زیا رنگہ ایزدی میں جھکا جا رہا ہے جس کے کرم کی بدولت ”عظمتِ اہل بیت“ کا دوسرا اور اضافہ شدہ ایڈیشن شائع ہو رہا ہے اس ایڈیشن کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ ۲۰۰۵ء سے ۲۰۱۳ء تک میں آج تک مزید گھبائے موڈت جمع کرتا رہا جن کو اس ایڈیشن میں اضافی صورت میں شامل کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور میرے لئے ذریعہ نجات بنائے۔

آمین بجاوید المرسلین ﷺ

آج یزیدی قوتیں اسلامی تحریکوں کی صورت میں اپنے ناپاک عزائم کو پورا کرنے کے لئے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندانِ نور کے خلاف اپنی اپنی کوشش کر رہی ہیں مگر اللہ یہ ہے کہ سادات کرام اپنے مقام و مرتبہ اور وہ خاص اعزازات جو انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے حاصل ہیں ان کا پورا ادا کر نہیں رکھتے بلکہ شیطانی قوتوں اور یزیدی پراپیگنڈے کے زیر اثر اس بات سے بھی صرف نظر کرتے ہیں کہ ان کو اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے کچھ کرنا چاہیے۔

سادات کے حقوق امت پر فرض ہیں لیکن ہمارے بعض باعاقبت اندیش دوست اپنی کم ظرفی اور عشقِ رسول کے زبانی دعویٰ کی بدولت خارجیوں کو تقویت دے رہے ہیں۔ یہ دور خارجیت کے لئے سازگار دور ہے کیونکہ وہ لوگ جنہوں نے ان خارجیوں کی قوت کا قلع قمع کرنا تھا وہ خود ان کے ساتھ دوستی کر رہے ہیں اور یزیدی ٹولے کا گندہ لٹریچر خود بھی خرید رہے ہیں اور اپنے شاگردوں اور متوسلین کو بھی یہ لٹریچر خریدنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بد عقیدہ لوگوں کے اس پراپیگنڈہ کے زیر اثر بہت سے سادہ لوح علماء بھی آرہے ہیں اور وہ کم علمی اور مطالعہ کی عادت نہ ہونے کی وجہ سے اس گندے لٹریچر کو ہی دین کی اساس سمجھنے لگے ہیں۔

روافض کی تردید کرتے ہوئے وہ اپنے اُن ضروری عقائد کو بھی فراموش کر جاتے ہیں جن کے بغیر تو ایمان کامل ہو سکتا ہے اور نہ ہی آخرت میں بشرِ خرونی حاصل ہو سکتی ہے۔

یہود و نصاریٰ کے بعض ایجنٹ اپنے غلط عقیدے کے پراپیگنڈہ کے لئے ہر حربہ استعمال کر رہے ہیں، پہلے تو یہ لوگ سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے حوالہ سے ایسی کتابیں لکھتے رہے ہیں جن میں حضور کے اختیارات، آپ کے علمِ غیب، آپ کی نورانیت، آپ کے حاضر و ناظر ہونے، مشکل کشا ہونے اور آپ کی حیاتِ دائمی کا انکار کیا گیا۔ اور اس مقصد کے لئے کروڑوں روپے وقف کئے گئے تاکہ لوگوں کو ایسا لٹریچر فری یا کم قیمت پر مہیا کیا جائے جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان و عظمت کے بیان سے لوگوں کو دور کیا جائے۔

پاکستان میں دہشت گردوں کو اس لئے سپورٹ کیا جا رہا ہے کہ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والہ صفات کا انکار کریں اس کے ساتھ ساتھ ان انھوں کی قدسیہ کی شان و عظمت کا بھی کھلم کھلا انکار کریں جن سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از حد محبت فرماتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولادِ طاہرہ کی طہارت و پاکیزگی کا انکار کیا جا رہا ہے۔

اس گھنا ٹوپ فضا میں اس تیرگی کے دور میں اس ظلم و جبر کے عہد میں اہل بیت اطہار کے ساتھ اظہارِ محبت و مودت کرنے کی اور اشد ضرورت ہے اور وہ علماء حق اہلسنت جو ہمیشہ سے صحابہ و اہل بیت کے ساتھ محبت و عقیدت کا اظہار کرتے آئے ہیں انہیں چاہیے کہ خارجیوں کے پراپیگنڈہ کا جواب اپنی تیر و تفریر کے ساتھ دیتے رہیں تاکہ حق و باطل کی پہچان ہوتی رہے۔

ہم ان علماء سے بھی گزارش کریں گے جو صحابہ کرام کے فضائل و مناقب کے حوالہ سے اپنے ہی مسلک میں دوسرے عقیدے کی بنیاد ڈال رہے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جو شرف و فضیلت اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرما رکھا ہے کوئی شخص بھی اس میں نتونکی کر سکتا ہے اور ناسزا نہ دے اس لئے مسئلہ تفضیل کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا اور ایک دوسرے پر طعن کرنا نہایت نامناسب بات ہے۔

خاندانِ رسول۔ ساداتِ کرام کو جو شرف و فضیلت اور مقام حاصل ہے وہ ان کی اپنی ذات کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کے فضل اور شرف کا سبب صرف ان کا اولادِ رسول ہونا ہے اور یہ شرف کچھ کم نہیں ہے۔

حضورِ وردو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعدد فرامینِ احادیث بھی اس پر شاہد عدل ہیں کہ اولادِ رسول دوسرے لوگوں کی طرح نہیں بلکہ ان کو ایک امتیازی اور خصوصی شان حاصل ہے جو کسی اور نسب اور خاندان کو حاصل نہیں اور نہ ہو سکتی ہے تہی ہوگی۔

اسی لئے حضورِ وردو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری آل پر صدقہ حرام ہے اور قربانی کے وقت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ارشاد فرماتے ! الٰہی اسے اُمت محمد اور آل محمد کی طرف سے قبول فرما۔

اپنے اہل بیت کے بارے میں سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ! میرے اہل بیت سخینہ نجات ہیں اور میرے اہل بیت اہل ارض کے لئے امان ہیں۔

میرے اہل بیت اور قرآن کا دامن تمام رکھنا، میرے اہل بیت اور قرآن اکٹھے قیامت کے دن حوش کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے۔ کتب احادیث میں کتاب الفضائل، فضل نسب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اتر کے ساتھ موجود ہیں جس سے اس خاندان کی عزت و تکریم اور قدر و منزلت کا پتہ چلتا ہے اس عظیم خاندان کو دوسرے عام خاندانوں سے ملانا انتہائی شقاوت و بدبختی ہے حضور کارو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے خاندان کی عزت و عظمت کا اعلان فرمایا۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد تو جاہلیت کی طرح اپنے آپ کو اجداد اور حضور حضور کارو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے منسوب ہونے پر غرور اور تکبر کرتی ہے اور نہ ہی ان میں کہیں اہل جاہلیت جیسی مفاخرت کا تصور پایا جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات با برکات اپنی اولاد کے لئے ہی نہیں بلکہ جملہ موجودات عالم کے لئے باعث فخر ہے۔

اگر کوئی سید زادہ گنہگار ہونے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنی نسبت نبی پر فخر کرتا ہے تو اسے حق پہنچتا ہے کہ وہ اس نسبت عظیم کو باعث فخر خیال کرے جبکہ آپ کا ہر اچھا بر امتی آپ کے امتی ہونے پر فخر کر سکتا ہے تو آپ کی اولاد اس انتہائی قرہی نسبت پر کیوں فخر نہ کرے، جو ان کو آپ کی اولاد خون اور نور ہونے کی صورت حاصل ہے۔

تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ خون کا رشتہ ہونا انتہائی غیر معمولی بات ہے اور خداوند قدوس کی خصوصی نوازش ہے آپ کی ذات پاک کی نسبت کے حوالہ سے فخر و مباہات کرنا غرور اور استکبار نہیں بلکہ تجھ یرث نعمت کہلاتا ہے۔

آپ کی ذات مبارک آپ کی امت اور آپ کی اولاد پاک کے لئے فخر و مباہات نہیں بلکہ آپ کی ذات اولین و آخرین کے لئے باعث افتخار ہے اس لئے سید زادوں کو یقیناً یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ آقا نے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہونے کے ناطے نہ صرف یہ کہ اپنی نسبت پر فخر کریں بلکہ اپنے آپ پر بھی فخر کریں۔ اس لئے کہ سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اہل بیت پر دُوروں کو قیاس سے منح فرمایا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! ہم اہل بیت ہیں کوئی بھی خود کو ہم پر قیاس نہ کرے۔

(بخاری العقیلی ج ۱ ص ۱۷)

حضور سائمتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مونوں کو ارشاد ہے مجھ سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی وجہ سے محبت کرو اور میرے اہل بیت سے میری وجہ سے دوستی رکھو اس حدیث مصطفیٰ کا مفہوم غیر مبہم ہے جس کے دل میں رسول کی محبت ہوگی اس میں یقیناً اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی شمع فز و زان ہوگی خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی محبت کو ایمان کی اول شریعت قرار دیتے ہوئے فرمایا !

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَحَبَّ إِلَىٰ مَنْ وَآلِهِ وَوَالِدِهِ
وَالتَّائِبِينَ أَجْمَعِينَ

(مشق علیہ)

اس مفہوم کی اور بھی بہت سی احادیث ذخیرہ حدیث میں موجود ہیں کسی کے دل میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کتنی محبت ہے اس کا اعجازہ یا توحیدی محبت کے کردار و عمل سے لگایا جا سکتا ہے یا گفتار و قلم سے اس لئے کہ دلوں میں تقیہ نہیں لگائی جا سکتی۔

نسب رسول میں ہے ! تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ جہاں ہر دور میں عاشقان مصطفیٰ اور صحابان اولاد مصطفیٰ کی ایک کثیر جماعت موجود رہی ہے وہاں لبادۂ اسلام میں بیابوس دشمنان اولاد رسول کا بھی ایک گروہ موجود رہا اولاد رسول کی دشمنی کی ابتداء حصول تاج و تخت اور حکومتوں کو وراثت بنانے کے لئے ہوئی ذیل کے طور پر سانحہ کربلا اور آئمہ اہل بیت کی دردناک شہادتوں کو پیش کیا جا سکتا ہے علماء حق اور عامۃ المسلمین نے اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردنوں پر چل جانے والی تلواروں کو سراسر ظلم و جبر قرار دیتے ہوئے یہ فتویٰ دیا کہ خدا کی راہ میں جھکی ہوئی ان گردنوں کی ہر رگ میں خدا کے رسول کا خون دوڑ رہا تھا اور رسول کا خون بہانے والے لوگ مسلمان نہیں رہ سکتے۔

حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم انور سے پینے والا خون جب اس قدر پاکیزہ اور مقدس ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اسے بطور شروب استعمال کرتے تھے ہیں۔ نہ صرف یہی بلکہ جو اس مقدس خون کو چوس لیتا ہے آتش جہنم کی دست برد سے باہر آ جاتا ہے بلکہ جہنم کی آگ اسے چھو بھی نہیں سکتی۔

اور جس ذات اطہر و اقدس کا بول مبارک صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا شروب جتا ہے

تو انہیں ہمیشہ ہمیشہ پیٹ کے درد سے نجات مل جاتی ہے جس ذات اقدس کا خون مبارک پاکیزہ تر اور بول مبارک طیب و طاہر ہو اس کی نسل کے بارے میں اس کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچے بچے ٹور کا
تُو ہے عین تُو تیرا سب گھرانہ تُو کا

جب آپ کا خون مبارک صحابی کے پیٹ میں جا کر اسے جہنم سے محفوظ کر لیتا ہے تو آپ کی اولاد کی شریانوں میں دوڑنے والا آپ کا خون جہنم سے آزادی کا پروانہ کیوں نہیں ہوگا۔

اولاد رسول کی شان و عظمت کا اظہار اہلسنت کا مسلمہ عقیدہ ہے اور ان سے بغض رکھنے والے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں۔

جہاں اولاد رسول کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے خصوصیات سے نواز رکھا ہے وہیں اولاد رسول کو چاہیے کہ وہ اپنے مقام و مرتبہ، عزت و جاہ اور اللہ عزوجل کی عطا کی گئی رحمتوں پر سر نیاز کو اس کے آگے خم رکھیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو احکامات دیئے ہیں ان پر پوری طرح عمل کریں، کیونکہ خون رسول ہونے کا یہ اعزاز اس بات کا اعلان بھی ہے کہ سادات کرام اپنے قول و عمل کے ذریعے خود کو اسوۂ رسول کی ایسی تصویر بنائیں کہ دنیا والے جان جائیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گھرانہ اپنے شرف کے ساتھ ساتھ اپنے اعمال کے اعتبار سے بھی سب سے بیگانہ ہے۔

سادات کو یہ جان لینا چاہیے کہ ہم قریب قیامت کے زمانہ سے گزر رہے ہیں اور لوگ دین سے بے بہرہ ہو رہے ہیں انہیں اللہ عزوجل اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکامات کی پرواہ نہیں ہے اس لئے جب وہ اعمال سے بے گناہ ہو رہے ہیں وہیں وہ صحابہ و اہل بیت کی شان و عظمت کو بھی خاطر میں نہیں لاتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ خاندان رسول کا ہر فرد ایسا نمونہ بن کر سامنے آئے جس سے لوگ ہدایت بھی حاصل کریں اور قریب خدا سے بھی شرف ہوں۔

ہم یہ باتیں نہایت درد دل سے سادات کرام کے گوش گزار کر رہے ہیں ہم یقینی ہیں کہ ہماری ان گزارشات کو پیش نظر رکھیں اور خون رسول کی عزت و حرمت کو پامال ہونے سے بچائیں اور اپنے اپنے حلقہ میں دیگر سادات کرام کو اس بات سے آگاہی دیں کہ ہم پر اولاد رسول ہونے کی وجہ سے جو ذمہ داریاں ہیں ان کو سن و خوبی سرانجام دیں اور تمام اہل دنیا پر ظاہر کر دیں کہ خاندان

رسول ظاہری و باطنی ہر اعتبار سے تمام لوگوں سے منفر ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اہل بیت اطہار کی غلامی میں زندہ رکھے اور ان کی غلامی میں موت

آئے۔

اب ہم قرآن پاک کی آیات مقدسہ کی روشنی میں اہل بیت کا مقام و مرتبہ اور خصوصیات

بیان کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ آپ بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان

نور کی ازلی شان و عظمت سے آگاہی حاصل کریں۔

عظمتِ اہل بیت
قرآن کی روشنی میں

اہل بیت رسول کو اہانتساب نبوت کی وجہ سے
 کئی خصوصیات حاصل ہیں اور یہ خصائص وہ ہیں
 جن میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ
 سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسب و نسب کے
 اعتبار سے سارے انسانوں سے افضل و اعلیٰ
 ہیں اور آپ کے اہل بیت بھی اسی شرفِ نسب کے
 حامل ہیں۔

پہلی خصوصیت

اہل بیت کو اللہ تعالیٰ نے پاک فرمایا ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالمین پر فضیلت عطا فرمائی اور آپ خصائص کے اعتبار سے سب انسانوں سے اعلیٰ و ارفع ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کے اہل بیت کو وہ خصوصیات عطا فرمائی ہیں جو ان کو دیگر مومنین سے منفرد کرتی ہیں۔ آیت تطہیر میں اہل بیت کی خصوصیت طہارت کا ذکر ہے۔ یہ خصوصیت اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہل بیت کے لئے مخصوص فرمائی ہے۔ اس لئے اہل بیت کی طہارت اور پاکیزگی ایسی ارفع و اعلیٰ ہے جس کا ادراک عقل و فہم سے نہیں کیا جاسکتا۔ اس خصوصیت کے حوالہ سے محدثین و مفسرین کی آراء ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا !

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿۳۳﴾

اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے دُور کر دے ہر قسم
کی ناپاکی اور تمہیں پوری طرح پاک و صاف کر دے۔

(سورۃ احزاب آیت ۳۳)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا !

انا و اهل بيتي مطهرون عن الذنوب
میں اور میرے اہل بیت ذنوب سے پاک ہیں۔

آیہ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہل بیت

اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں خود اہل بیت اطہار کو ظاہر و مطہر کرنے کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ سورۃ احزاب میں ارشاد ہوتا ہے۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَ كُفْرًا ۖ

اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھروا لو کہ تم سے دُور کر دے ہر قسم کی ناپاکی اور تمہیں پوری طرح پاک و صاف کر دے۔

(سورۃ احزاب آیت ۳۳)

اس آیت مبارکہ کا مصداق ازواج و اولاد دونوں میں ہے بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس سے غر ازواج ہی ہیں کیونکہ وہی گھروالے ہیں اور حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا اور آپ کی اولاد اس حکم میں شامل نہیں سمجھتے۔

دوسری طرف بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اس میں ازواج شامل نہیں ہیں کیونکہ جب آیت مبارکہ نازل ہوئی تو سرکارِ مدینہ سرورِ سینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خصوصیت سے چار نفوس کو منزل کی چادر میں لے کر ڈھانپا۔

اللَّهُمَّ هُوَ لَكَ أَهْلُ الْبَيْتِ

اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ اس آیت کریمہ کا مصداق ازواج و اولاد دونوں ہے۔

امام نہمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اشرف الموبد اردو ترجمہ شرف سادات میں فرمایا ہے کہ اس سے مراد ہے تمام اہمات المؤمنین، مولا علی، سیدہ فاطمہ الزہرا، حضرت امام حسن حضرت امام حسین علیہم السلام ہیں۔

’الجنول‘ میں ہے کہ ! اہلبیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زول آیت سے پہلے بھی پاک و صاف تھے اور طیب و ظاہر تھے اس آیت مبارکہ میں محض ان کا اکرام بڑھانا مقصود ہے اور ان کی طہارت اور پاکیزگی پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے۔

قارئین محترم ! اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ کا اظہار فرمایا ہے کہ اللہ تو یہی

چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو کو وہ تمہیں پاک صاف کر دے تو کیا یہ ارادہ پورا ہوا یا نہیں۔
میرے آقائے نعت علامہ صائم ہشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تفسیر قرآن پاک ہی کی
دوسری آیت مبارکہ سے فرماتے ہوئے لکھا ہے!

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَادْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۳۰﴾

(سورۃ النحل آیت ۳۰)

سورۃ یسین میں فرمایا!

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۸۲﴾

وہ تو جب کسی چیز کا ارادہ فرماتا ہے وہ کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

(سورۃ یسین آیت ۸۲)

ان آیات مبارکہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کی تطہیر کا ارادہ فرمایا تو وہ
ہوئی اور چونکہ ارادہ الہی ازلی وابدی ہے لہذا اہل بیت کی طہارت ازلی وابدی ہے۔ یعنی اس آیت
کریمہ کے نزول سے پہلے بھی یہ لوگ طیب و طاهر اور پاک تھے اور یہ طہارت جرم و گناہ اور فسق و
فجور کے علاوہ بھی ہر قسم کی نجاست کی نفی کرتی ہے۔

(المجول صفحہ ۲۷۶)

تفسیر ابن جریر اور آیت تطہیر

يقول الله تعالى انما يريد الله ليذهب عنكم السوء
والفحشاء يا اهل بيت محمد ويطهركم من اله ليس الذي
يكسون في معاصي الله (تطهيراً) مخصص اهل بيت طهرهم
الله من السوء وخصصهم برحمته منهم.

یعنی خدا تعالیٰ کا ارادہ یہی ہے کہ تم سے برائی اور فحاشی کو دور فرما
دے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والو اور تمہیں ہر قسم کی میل کچیل
سے پاک کر دے اور گناہوں سے تطہیر کر دے پس اللہ تعالیٰ نے اہل بیت
کو بڑائیوں سے پاک کر دیا اور ان کے لئے رحمت خاص فرمائی۔

(تفسیر ابن جریر جلد ۱ صفحہ ۲۲)

عن صفیة بنت شیبہ قالت : قالت عائشة رضی اللہ عنہا : خرج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غداة و علیہ مرط مرحل من شعر أسود. فجاء الحسن بن علی فأدخله. ثم جاء الحسين فدخل معه ثم جاء اب فاضمة فأدخلها. ثم جاء علی فأدخله. ثم قال : (إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا).

”حضرت صفیہ بنت شیبہ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت باہر تشریف لائے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی جس پر سیاہ اون سے کجاو کے نقش بنے ہوئے تھے۔ حسن بن علی (علیہ السلام) آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اس چادر میں داخل کر لیا پھر حسین آئے اور آپ کے ہمراہ چادر میں داخل ہو گئے، پھر فاطمہ (سلام اللہ علیہا) آئیں، آپ نے انہیں اس چادر میں داخل کر لیا، پھر علی آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بھی چادر میں لے لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ پڑھی

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

”اے اہل بیت! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے (ہر طرح کی)

آلودگی دور کر دے اور تم کو کمال درجہ طہارت سے نواز دے۔“

(مسلم الصحیح، 4: 1883، منتخب فضائل الصحاب، رقم: 2424) (ابن ابی شیبہ، السنن، 6: 370، رقم: 36102)

(امدین علی، فضائل الصحاب، 2: 672، رقم: 149) (ابن ماجہ، السنن، 3: 678، رقم: 1271)

(ماکہ المستدرک، 3: 159، رقم: 4705) (تحقیق السنن الکبریٰ، 2: 149)

(طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، 6: 22، رقم: 7) (بخاری، معالم التنزیل، 3: 529)

(ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 3: 485) (بیوٹی، مالدہ المستدرک فی التفسیر بالماثور، 6: 605)

(مبارک پوری، تحفہ الاحوذی، 9: 49) (حوالہ کسر العباب ص 22)

رجس کا مفہوم

شیخ سید شہاب الدین عثاقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ! کہ آیت تطہیر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں !

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اہل بیت تم سے رجس کو دُور کرنا اور تمہیں پاک کرنا۔
رجس ناپاکی اور میل کو کہتے ہیں، یہاں گناہ مراد ہیں جو دلوں کو ناپاکی کر دیتے ہیں۔
بعض نے کہا ہے رجس خشک کو کہتے ہیں۔

اور بعض نے برائی بتلایا ہے۔ بعض نے عمل شیطان سے تعبیر کیا ہے۔
عام رکھنا زیادہ بہتر ہے گناہ کے لئے رجس کے لفظ کا استعمال اور پھر اس کے واسطے بطور
تشریح تطہیر کے لفظ لانے میں نہایت بلاغت کے ساتھ گناہ کے کتساب سے نفرت دلانا ہے۔

(شاہد اہل بیت علیہم السلام اور رسول ص 31)

ان اقوال سے معلوم ہوا کہ اہل بیت رسول کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر برائی اور ہر عمل گناہ
سے محفوظ رکھا ہے اور اہل بیت رسول سے رجس کو دُور کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہے
اس لئے یہ شرف و خصوصیت اللہ تعالیٰ کی عطا ہے جس پر غور کرنا اور اہل بیت کو جس سے مطہون کرنا
درست نہ ہوگا۔ وہ لوگ جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے درجات پر غور و فکر کرتے ہیں وہ
راہِ صواب پر نہیں ہیں، مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے احکامات کو اپنی عقل
سے جا چھیننے کی کوشش نہ کرے۔

دوسری خصوصیت

اہل بیت پر صدقہ حرام ہے

سرکارِ دو عالم، نور مجسم، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات اور آپ کی بدولت آپ کے اہل بیت کو وہ خصوصیات حاصل ہیں جو دوسروں کو حاصل نہیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آل کے حوالہ سے اعلان فرما رکھا ہے کہ ! ان کے لئے صدقہ حرام ہے۔

علماء لکھتے ہیں !

اپنی آل پاک کے بارے میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح طور پر ارشاد فرما رکھا ہے کہ میری آل پر صدقہ حرام ہے۔ اس حدیث کے علاوہ بھی متعدد ایسی فقہی روایات موجود ہیں جن سے واضح ہو جاتا ہے کہ آل رسول سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد پاک اور آپ کے گھر والے ہیں اور اس کے برعکس جو روایات پیش کی جاتی ہیں وہ کمزور اور کذاب راویوں کی تراشی ہوئی ہیں۔

چونکہ خوارج و نواصب کا ایک شیطان حربه یہ بھی ہے کہ جو آیت ان کے موقف کی تفسیر کرتی ہو اس کے معنی تبدیل کر لیتے ہیں اور جو حدیث ان کی خرافات کی تردید کرتی ہو اسے ضعیف قرار دے دیتے ہیں خواہ حدیثین کرام نے اجماعی طور پر اسے صحیح کہا ہو۔

”آل“ کے بارے میں مختلف اقوال

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کے بارے میں علمائے کرام کے چار مختلف اقوال ہیں۔

پہلا قول

آل رسول وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ صدقہ کن پر حرام ہے؟ اس میں علماء کے تین قول ہیں!

اول : امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب پر صدقہ حرام ہے اور یہی لوگ آل رسول ہیں،،

دوم : امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ آل رسول بطور خاص بنو ہاشم ہیں اور انہی پر صدقہ حرام ہے۔ دوسری روایت کے مطابق یہی مذہب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ابن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی قول کو پسند کیا ہے،،

سوم : امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دوسرے شاگرد اشہب رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو پسند کیا ہے کہ بنو ہاشم اور ان کے اؤپر حضرت غالب تک سب پر صدقہ حرام ہے اور ان میں بنو مطلب، بنو امیہ اور بنو نوفل شامل ہیں۔

وہ قول کہ جس میں ہے کہ آل رسول سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ امام شافعی امام احمد اور اکثر آئمہ دین کے مخصوص میں سے ہے اور امام احمد بن حنبل اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کے جمہور اصحاب نے اسی قول کو پسند کیا ہے۔

دوسرا قول

آل رسول کے بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ آپ کی آل بطور خاص آپ کی اولاد اور آپ کی ازواج ہیں۔ یہ روایت ابن عبدالبر نے ابی حمید سعدی کی حدیث کی شرح کرتے ہوئے عبداللہ بن ابی بکر کے باب میں تمہید میں نقل کی ہے چنانچہ علماء کے ایک گروہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل بطور خاص آپ کی اولاد اور آپ کی ازواج مطہرات ہیں اس لئے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے تعیم البحرہ کی حدیث میں امام مالک کے علاوہ یہ حدیث میں ہے!

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

اور اس حدیث یعنی ابی حمید سعدی کی حدیث میں ہے !

اللہم صل علی محمد وازواجه وذریئہ

علاء کہتے ہیں کہ ایک حدیث میں اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کا جملہ ہے اور دوسری حدیث میں اس حدیث کی تفسیر میں ارشاد ہوا کہ آل محمد سے مراد ازواج و اولاد ہیں۔ ان علماء کا کہنا ہے اندریں صورت یہ جائز ہے کہ جب آپ کی ازواج مطہرات اور ذریعہ سے کوئی فرد سامنے موجود ہے تو اسے صل اللہ علیک کہیں اور اگر غائب یعنی دور ہو تو صل اللہ علیہ کہیں اور یہ بات سوائے حضور علیہ السلام کی ازواج مطہرات اور ذریعہ طاہرہ کے کسی اور کے حق میں جائز نہیں۔

آل اور اہل ہم معنی ہیں

علا فرماتے ہیں کہ آل اور اہل برابر ہیں اور ان کا ایک ہی معنی ہے اور کسی شخص کی آل اور اس کے اہل خانہ ایک ہی چیز ہیں اور اس حدیث کی دلیل سے آل رسول آپ کی ازواج و اولاد ہیں۔

تفسیر درمنثور میں حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھا ہے ! حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حضرت قاطبہ الزہراء سلام اللہ علیہا کے دروازے کے پاس سے نماز فجر کے لئے گزرتے تو بلند آواز سے فرماتے !

الضَّلَاةُ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ ! الضَّلَاةُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ
لِيَذْهَبَ عَنْكُمْ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿۱۱﴾
نماز کا وقت جا سکا اہل بیت !

نماز پڑھو۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھروالوں تم سے دُور
کر دے ہر قسم کی ناپاکی کہ تمہیں پوری طرح پاک و صاف کر دے۔
اور یہ عمل چھ ماہ تک جاری رہا۔

(تفسیر درمنثور جلد پنجم صفحہ ۱۹۹)

قارئین!

اس آیت مبارکہ کی روشنی میں واضح ہوا کہ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پاکیزہ فرمایا ہے مفسرین و محدثین کرام نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین اقدس کے حوالہ سے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر جس اور پلیدی کو اہل بیت سے دُور فرما رکھا ہے۔

حُرمتِ صدقہ میں آل شامل ہے

آل رسول حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حُرمتِ صدقہ میں شریک ہیں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!
صدقۃ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے حلال ہے۔
اور تآل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے۔

(بیان الحج المودۃ صفحہ ۳۴)

حضرت مؤمن حبیبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حوالہ سے لکھا ہے!
تحرم الصدقہ علیہم لکم فہا او سآخ الناس
ولہو بیضہم خمس الخمس من البی والغنیمہ۔
سادات پر صدقہ حرام ہے اس لئے کہ صدقات لوگوں کے میل
ہیں نیز اس لئے کہ خمس غنیمت اور مال نے میں سے ان (سادات) کا
پانچواں حصہ ہے۔ آئمہ اربعہ سے یہی منقول ہے ان کے نزدیک سادات
کے لئے صدقات ناجائز ہیں۔

(نور الابصار صفحہ ۱۰۷)

حدیثِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے!

انہاں ہی اوسناخ الناس وانہا لا تمل لمحمد ولا لآل محمد
یہ صدقہ لوگوں کی میل کیل ہے اور یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آل محمد
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے حلال نہیں۔

(شرف سادات اُردو جہ اشرف الموبد صفحہ ۳۴)

فرمان رسالت ہے کہ صدقہ لوگوں کے میل کیل کو کہتے ہیں لوگوں نے طرح طرح کے
طریقوں سے مال کمایا ہوتا ہے اس مال میں نجاست، گندگی اور آلودگی ہوتی ہے صدقہ ایسے مال
کو پاک کر دیتا ہے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آل رسول کی ازلی طہارت کی وجہ سے ان
کو صدقہ لینے سے منع فرمایا ہے۔

ایک مرتبہ کہیں سے صدقہ کی کھجوریں آگئیں ان میں سے ایک کھجور امام حسن علیہ السلام
نے اٹھا کر منہ میں ڈال لی تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹکی ڈال کر منہ سے کھجور
نکال دی اور فرمایا !

کخ ارم جہا امر علمت انالا تاکل الصدقة
اسے پھینک دو کیا تمہیں معلوم نہیں ہم صدقہ نہیں کھاتے۔

(شرف سادات اُردو اشرف الموبد صفحہ ۸۸)

صدقے کی کھجور دوسری روایت

ما رواه البخاری فی صحیحہ من حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ
عنه قال : کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوفی
بالنخل عند اصراء فیجی هذا بتمرہ وهذا من تمرہ حتی
یصیر عندہ کرم من تمر فجعل الحسن والحسین یلعبان
بذلت التمر فأخذ احدهما تمرۃ فجعلها فی فیه فنظر الیہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فأخرجها من فیه
فقال : اما علمت ان آل محمد لا یأکلون الصدقة۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت بیان کی کہ جب درختوں سے کھجوریں اُتاری جاتیں تو لوگ اپنی اپنی زکوٰۃ کی کھجوریں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے آتے یہاں تک کہ آپ کے پاس کھجوروں کا ڈھیر لگ جاتا۔

ایک مرتبہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام ان کھجوروں سے کھیل رہے تھے ان میں سے ایک نے کھجورا پنے منہ میں ڈال لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے منہ سے کھجور نکال کر فرمایا!

اما علمت ان آلی محمد لا یأکلون المصدقة۔

کیا تم نہیں جانتے کہ آل محمد صدقہ نہیں کھاتے۔

(جلاء الافہام ابن قیم ص 121)

حضور کا غلام اور صدقہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آپ کے غلام ابو رافع عامل صدقہ نے مجھے بلایا ہے کہ میں اُس کی محاذت کروں اور وہ صدقہ کے مال سے مجھے معاوضہ ادا کرے۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

ان المصدقة لا نحل لنا و ان مولی القوم منہم۔

یعنی ہم پر صدقہ حلال نہیں اور قوم کا مولیٰ قوم میں سے ہوتا ہے۔

(شرف سادات اُردو ترجمہ شرف الموبد ص ۸۸)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منفرد مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے اسی طرح آپ کی نسبت سے آپ کے اہل بیت کو کئی حوالوں سے خصوصیات عطا فرمائی گئی ہیں۔ جن میں سے محرم صدقہ بھی ہے۔

بنی ہاشم کو صدقہ دینا جائز نہیں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں!

نبی ہاشم کو زکوٰۃ و صدقات واجبات دینا زہار جائز نہیں نہ انہیں لینا حلال۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے متواتر حدیثیں اس تحریم میں آئیں اور علت تحریم ان کی عزت و کرامت ہے کہ زکوٰۃ مال کا میل ہے اور مثل ساڑ صدقات واجبہ غافل ذنوب تو ان کا شل ماہ مستعمل کے بے جوگناہوں کی نجاست اور حدیثات کے قاذورات دھوکہ لایا ان پاک لطیف سحرے نظیف اہل بیت طیب و طہارت کی شان اس سے بس ارفع و اعلیٰ ہے کہ ایسی چیزوں سے آلودگی کریں خود اہل بیت صحیحہ میں اس علت کی تصریح فرمائی۔

احمد مسلم مطلب بن ربیعہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں !

قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
ان الصدقة لا تنبغي لمحمد ولا لآل محمد انما هي او سآخ
الناس

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ محمد اور آل محمد کے لئے صدقہ جائز نہیں ہے کہ یہ لوگوں کا میل ہے۔

طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

انه لا يحل لكم اهل البيت من الصدقات شي انما هي
غسالة الايدي هذي مختصر الطحاوی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اہل بیت اطہار کے لئے صدقہ کی کوئی چیز حلال نہیں کہ یہ ہاتھوں کا دھون ہے۔

عن علي كرم الله تعالى وجهه الكريّم قال قلت
لعباس سئل النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
يستعملك على الصدقات فسأله فقال ما كنت لا
ستعملك على غسالة ذنوب الناس۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ آپ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کیجئے کہ حضور آپ کو تحصیل صدقات پر عامل بنا دیں تو انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کر دی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس لئے نہیں کہ آپ لوگوں کے گناہوں کے دھون پر عامل بناؤں۔
یعنی یہ خدمت آپ کے ثناء یا نشان نہیں ہے۔

ابن ابی شیبہ اور طبرانی خصیصہ و مجاہد سے روایت کرتے ہیں۔

قال کان آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لا یحل
لہم الصدقة فجعل لہم خمس الخمیس۔

پینک آل محمد کے لئے صدقہ حلال نہیں ہے اور قوم کا آزاد کردہ غلام قوم کا فرزند ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 4 صفحہ 478_479_482)

بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انا لا
تحل لنا الصدقة۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں ہے۔

احمد و ابو داؤد ترمذی و نسائی و حاکم بر شرط شیخین و ابن خزیمہ و ابن حبان اور طحاوی ابو رافع
موسیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے راوی۔

عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان الصدقة
لا تحل لنا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں ہے
احمد و حبان و صحیح الحسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انا آل محمد لا
تحل لنا الصدقة۔

یعنی حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ ہم آل محمد ہیں ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں ہے۔

الطبرانی عن ابن عباس یرفعہ الی النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انه لا یحل لکم اهل البیت من
الصدقات شیعی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ اہل بیت کے لئے صدقات کی کوئی چیز جائز نہیں۔

احمد ابو داؤد و نسائی و حاکم بشرط صحیح اور طحاوی تہذیب بن حکیم کے دادا سے راوی۔
عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لا یجزل لاکل محمد
منہا شیء۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ آل محمد کے لئے صدقہ کی کوئی چیز حلال نہیں ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 4 صفحہ 485-486)

آئیے صدقہ کی بابت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں !
دیکھو تمام سید صاحبان پر زکوٰۃ کھانا حرام ہے۔

کیوں؟ اس لئے کہ یہ لوگوں کے مال کا میل ہے تو ان کو مال کا میل دینا کیونکر جائز ہو
سکتا ہے۔ میں نے حضرت مولانا علی رضی اللہ عنہ کے شان میں عرض کیا ہے۔
ہے صدقہ میل پھر اس پاک و سترے کو رو کیا کیوں ہو
کہ دنیا کھا رہی ہے جس کے آل پاک کا صدقہ
وہ ہے خاموش قرآن اور یہ قرآن ناطق ہے
نہ ہو جس دل میں یہ اس میں نہیں قرآن کا رشتہ

(شان حبیب الرحمن من آیات القرآن)

قارئین محترم!

خوب فرمائیں، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں رہنے والا خادم یا جو تنگی و مرضی
کے صدقہ نہیں لے سکتا تو مساکت کرام صدقہ کیسے لے سکتے ہیں۔ آل رسول کی یہ خصوصیت ہے اور
یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہونے کی وجہ سے ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ ٹور کا
تُو ہے عین ٹور تیرا سب گھرانہ ٹور کا

تیسری خصوصیت

آلِ پاک درود پاک میں شامل ہیں

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جو اعزازات آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائے ہیں وہ کسی اور کے لئے نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آیتِ صلوة نازل فرمائی جس میں مومنین کو حکم درود و سلام ہوا۔
 إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿۵۶﴾

(سورۃ الاحزاب آیت ۵۶)

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا!
 یا رسول اللہ! ہم کیسے درود بھیجیں؟
 تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! یا اللہ رحمت بھیج محمد اور آلِ محمد پر جس طرح رحمت بھیجتی تُو نے ابراہیم علیہ السلام پر اور آلِ ابراہیم پر۔

تفسیر خازن میں ہے

خازن بغدادی زیر آیت صلوة لکھتے ہیں!

عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال یقیناً کعب بن حجرہ
 فقال الاھدی لک ہدیة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم خرج علینا فقلنا یا رسول اللہ کیف نسلّم علیک

قال قولوا اللهم صل على محمد و علي آل محمد كما صليت
على ابراهيم و علي آل ابراهيم انك حميد مجيد.

(تخیر خازن جلد ۵ صفحہ ۳۲۶)

شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں !

نزول آیت کے بعد صحابہ کا سوال کرنا اور آپ کا جواب میں یہ فرمانا کہ !

اللهم صل على محمد و علي آل محمد (المنی آخر ۵)

پڑھو یہ اس بات کی دلیل ہے امر یا صلوة اہل بیت اور یقیناً آل پر ہے اس آیت سے مراد
ہے در نزول آیت کے بعد صحابہ اہل بیت کے بارے میں سوال نہ کرتے اور انہیں مذکورہ بالا
جواب نہ دیا جاتا۔

(توضیح) صحابہ کرام کا سوال اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواب عطا فرمانا ان

احکام کی طرح ہے جن کے لئے حکم رسول نافذ العمل ہے۔

شیخ مزید لکھتے ہیں !

یہ کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں آل پاک کو اس بارے میں اپنی ذات
مبارک کے مقام پر کھڑا کیا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے سے مقصود آپ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی مزید تعظیم ہے اور آل پر درود بھیجنے سے ان کی تعظیم ہے۔

قارئین محترم !

جیسا کہ ہم نے آغاز میں بیان کیا ہے کہ صلوة و سلام میں شامل ہونے کی خصوصیت بھی آل
رسول کو حاصل ہے اس میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہو سکتا کیونکہ اس مقام پر یہ شخصیں یا نکل واضح
ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو کہ ساری امت میں چنے ہوئے ہیں۔ ان کو سرکارِ دو عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درود و سلام کی تعظیم فرما رہے ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تو یہ جان گئے کہ یہ خصوصیت صرف آل رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو ہی حاصل ہے کہ ان پر درود و سلام بھیجا جائے۔

آج کا مثلاً اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتا وہ کہتا ہے کہ میں بھی آل میں شامل ہوں۔ ہم
پوچھتے ہیں ! تم کیسے آل میں شامل ہو گئے کیا تم اپنی ذات پر خود درود بھیج رہے ہو ؟

قارئین! درود شریف میں آل کا داخل ہونا بہت بڑی خصوصیت ہے سرکارِ مدینہ درود
سیدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محض آل پاک پر درود بھیجنے کا حکم ہی ارشاد نہیں فرمایا بلکہ آپ نے
خصوصیت سے یہ حکم بھی ارشاد فرمایا ہے!
کہ مجھ پر صلوة پترالینی ڈم کتا درود نہ بھیجو۔

شاہد مقبول میں روایت ہے!
سرکارِ مدینہ درود سیدہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! مجھ پر ڈم
کتا درود نہ بھیجو۔

صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! ڈم کتا درود کیا ہوتا ہے؟
آپ نے ارشاد فرمایا! تم لوگ کہتے ہو اللہ صلی
علیٰ محمد اور اس پر بس کرتے ہو۔

یوں کہا کرو! اللہ صلی علیٰ محمد و علیٰ آلہ محمد۔

(شاہد مقبول بفضل اولاد رسول صفحہ ۵۶) (الصوامع المحرق)

درود پاک میں آل کے شامل ہونے کی روایات سینکڑوں کتب تفسیر و حدیث میں موجود
ہیں بعض روایات میں عترتہ ازواجہ کے زیر الفاظ ہیں ہر صورت مسلمہ امر ہے۔
کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس درود
میں آل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی شامل فرمایا جائے اور بغیر آل پاک کو شامل کئے درود پاک
کامل نہ ہوگا۔

اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اولیٰ و اعلیٰ ترین جو افراد شامل ہیں وہ
ہیں شہزادی کونین سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا، آپ کے شوہر ذیشان اور آپ کے صاحبزادگان
والاشان علیہم الصلوٰۃ والسلام من رجن ہیں اس لئے کہ یہ خصوص قطعاً سے ثابت ہے۔
(البحر صفحہ ۲۲۹)

آل پاک پر درود کے بغیر دعا قبول نہیں ہوتی

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ کوئی دعا شرف قبولیت اور

یاسیہ اجابت تک نہیں پہنچ سکتی جب تک ہم پر اور ہمارے اہل بیت پر درود نہ پڑھا جائے بلکہ وہ دعا
محبوب رہتی ہے۔

الذیلہی ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال الدعاء محبوب
حتی ینصلي علی محمد و اهل بيته صلی اللہ علی محمد وآلہ۔
(اصوات الحرمہ صفحہ ۳۸) (البحر صغیر ۲۹۳)

شیخ محقق کا عقیدہ

شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”جذب القلوب“
میں فرمایا کہ !

درویشرف کے ذکر میں آپ کی آل کا ذکر عام طور پر بغرض اختصار چھوڑ دیا جاتا ہے لکھتے
وقت اس کا اضافہ کرنا بہتر اور مستحب ہے۔

آل پر درود مستقل سنت ہے

امام نہمانی رحمۃ اللہ علیہ سعادت الدارین میں رقمطراز ہیں !
ذخیرۃ الخیر کے مصنف نے کہا کہ صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پڑھنے کی وہ فضیلت
جو آپ پر اور آپ کی آل پر پڑھنے میں ہے کیونکہ آپ کی آل پر درود پڑھنا مستقل سنت ہے اور
فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جس قدر احادیث درود شریف کے متعلق ثابت ہیں ان سب
میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے درود شریف کی تعلیم دی گئی ہے۔
محتاج النصن میں آیا ہے !

صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے پر اکتفا کرنا کسی مرفوع حدیث
میں نہیں آیا سوائے نسائی و عاصم بن قحوت کے آخر میں جو درود شریف آیا ہے وہاں آل کا ذکر نہیں ہے
باقی جہاں کہیں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود کا ذکر بھی ہے وہاں آل کا ذکر بھی ہے۔ جو شخص
عبادت میں سنت کو بجالاتا ہے وہ درود رک کرنے والوں میں سے نہیں ہو سکتا۔

حضرت امام شافعی کا فیصلہ

يا اهل البيت رسول الله حبكم
فرض من الله في القرآن النزه
يكفيكم من عظيم القدر انكم
من لم يصل عليكم لا صلوة له
اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والو! تمہاری محبت
اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرض قرار دی ہے۔
تمہاری عظمت شان کو یہی کافی ہے جو تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز
نہیں ہوتی۔

امام شافعی علیہ الرحمۃ کے قول کے مطابق جو شخص آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل پاک پر
درود و سلام پیش نہیں کرتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔
مندرجہ بالا روایات کی روشنی میں یہ واضح ہو گیا کہ آل پاک کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ درود
پاک میں شامل ہیں درود میں آل پاک کا ذکر نہ کرنے والا سنت کا تارک ہے۔ نیز یہ کہ آل رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کئے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی۔
جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے ہیں ان کے لئے مقام فکر ہے جب تم
آل رسول پاک کی محفل نہیں ہو سکتے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل کیسے ہو سکتے ہو۔

يا رب صل على النبي وآله
ازكى الصلاة وخيرها والا طيبا
يا رب صل على النبي وآله
ما اهتزت الاثلاث من نفس الصبا

(شاہد المقبول بفضل اولاد رسول صفحہ ۶۱)

قارئین!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آل پاک کو درود میں شامل کرنا ان کے بہت بڑی کرامت و

اکرام ہے اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں آل پاک علیہم السلام کی عزت و توقیر کرنے اور ہمیشہ ان پر درود پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آیت درود پاک اور عظمت اہل بیت

قارئین محترم ! آل پاک کی خصوصیت ہے کہ آل کا ذکر درود شریف کا حصہ ہے۔
سرکارِ مدینہ سرور سیدہ حضرت محمد مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جس قدر احادیث درود شریف کے متعلق ثابت ہیں ان میں آل پاک کے لئے درود شریف کی تعلیم دی گئی ہے۔

(سعادۃ الدارين امام بیہقی صفحہ ۳۵)

اب ہم وہ روایات پیش کرتے ہیں جن میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آل پاک کو درود میں شامل فرما رکھا ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن ملطی سے روایت ہے کہ مجھے کعب بن عجرہ ملے اور کہنے لگے! کیا تمہیں کوئی ایسا حدیث پیش کروں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہنچا ہے۔

میں نے کہا! ہاں۔ انہوں نے کہا! جب یہ آیت نازل ہوئی۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿۵۶﴾

(سورۃ الاحزاب آیت ۵۶)

تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ آپ پر سلام کس طرح کریں مگر ہمیں درود کیسے بھیجنا چاہیے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہو!

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ أ
لِلَّهِمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ

(شاہد القبول والنقل والا در صل ص ۵۶)

اس حدیث مبارکہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درود شریف کی تعلیم خود فرمائی ہے۔

علاء کہتے ہیں ! نزول آیت کے بعد صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا آپ سے یہ سوال کرنا اور آپ کا جواب میں یہ فرمنا !

اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی آل ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔

اس بات پر دلیل ہے کہ یہ حکم صلوٰۃ اہل بیت اور یقیناً آل رسول کے لئے ہے کیونکہ نزول آیت کے بعد صحابہ کرام اہل بیت کے بارے میں سوال نہ کرتے اور نہ ہی انہیں مذکورہ بالا جواب دیا جاتا۔

درود پاک میں آل پاک کا ذکر اس بات کی دلیل ہے کہ آل رسول کا حکم صلوٰۃ میں ہے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں انہیں اپنے مقام پر کھڑا کیا ہے کیونکہ آپ پر درود شریف بھیجتا آپ کی تعظیم اور آل پر درود بھیجنے سے ان کی تعظیم ہے۔
قارئین کرام ! درود پاک بھیجنے کی کس قدر فضیلت ہے اور درود شریف کا کیا اجر ہے۔
اس سلسلہ میں چند روایات پیش خدمت ہیں!

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من صلى علي في كل يوم مائة مرة قضى الله له حاجة البسر ها عقه من النار۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! جو شخص مجھ پر ہر روز سو مرتبہ درود شریف پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی سوا حاجتیں پوری فرمائے گا اس کی سب سے آسان حاجت دوزخ سے آزادی ہوتی ہے۔

(أفضل الصلوٰۃ صفحہ ۲۱) (فضائل درود صفحہ ۵۶)

دوسری حدیث

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان اجاء

کمہ یوم القیامة من اهلها اکثرکم علی صلوة فی دار
دُنیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ! قیامت کی
ہولناکیوں سے زیادہ نجات پانے والا وہ ہوگا جو دنیا میں مجھ پر درود شریف
زیادہ پڑھے گا۔

تیسری حدیث

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من صلى
علي صلوة كتب الله له قبراطاً والقبراط مثل احد.
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ! جو مسلمان
مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ (اس کا ثواب) قبراط لکھ دیتا ہے اور قبراط
احد پہاڑ کی مثل ہے یعنی بے شمار ثواب ملتا ہے۔

(کشف الختمہ جلد دوم صفحہ ۲۷۰)

عن انس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم صلوا عليه فان صلاتكم على كفارة لكم.
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا مجھ پر درود شریف پڑھا کرو تمہارا یہ درود شریف گناہوں کا
کفارہ ہوگا۔

قارئین کرام!

جیسا کہ ہم نے یہ حدیث پہلے بھی بیان کی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! کہ
مجھ پر صلوٰۃ پڑھتی گناہوں کو درود نہ سمجھو۔

اور یہ حدیث فضائل درود پاک کی مستحکم کتاب ’القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبيب الطبع‘
میں بھی موجود ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھ پر صلوٰۃ پڑھو۔
صحابہ کرام نے پوچھا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کسی صلوٰۃ ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! اللہم صل علی محمد کہو اور پھر رک جاؤ،
بلکہ یوں کہا کرو۔

اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد
اے اللہ درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی آل پر۔

(القول البدیع صفحہ ۷۷)

عزیزان محترم ! اس حدیث مبارکہ کو اس لئے پیش کیا گیا ہے ہم یہ بات بتانا چاہتے
ہیں کہ یہ حدیث مبارکہ دیگر کئی کتب حدیث و سنن میں بھی منقول اور خود ناقصین حدیث کی کتب
میں حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذاتی نام مبارک جہاں بھی آیا ہے وہاں آپ کی
ذات بابرکات پر درود پاک کا نذرانہ پیش کیا گیا ہے اور یہ ان الفاظ میں مرقوم ہے۔ صلی اللہ علیہ
وسلم،

یعنی ہر روایت کو ناقص درود پاک کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور یہ التزام نہیں رکھا گیا کہ آقا
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان اقدس کی روشنی میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا جائے۔

اس کی وجہ کیا ہے ؟

میرے خیال میں اس کی بنیادی وجہ بنو امیہ کی آل رسول سے حماصت ہے جس دور میں
کتب احادیث کی ترتیب و تدوین ہوئی اس میں آل رسول کا ذکر کرنا بہت ہی مشکل تھا اور
آل رسول کی عزت و حرمت کی طرف دھیان دلانے والے محدثین کو زور و کوب کرنے بلکہ انہیں
تہذیب کا نشانہ بنانے کے واقعات تاریخ کی کتابوں میں مرقوم ہیں۔ بلکہ اہل بیت علیہم السلام کی
مدح و ثناء اور اہل بیت علیہم السلام سے عقیدت رکھنے والے محدثین کو فرض کے الزام سے متہم کیا گیا
ان کا سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔

آئمہ مجتہدین میں سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو آل رسول کے ساتھ محبت و
موافقت کی وجہ سے قید و بند کی مصیبتیں جھیلنا پڑیں۔
حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کو قید کیا گیا۔

حضرت امام جنبل رضی اللہ عنہ کو قید خانہ میں جانا پڑا اور کوڑے کھانا پڑے۔
 حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کو رافضی کہا گیا۔
 حضرت امام نسائی رضی اللہ عنہ کو حضرت علی علیہ السلام کی سیرت و خصائص پر کتاب لکھنے
 اور دمشق میں سنانے پر مارا کر شہید کر دیا گیا۔
 قارئین محترم!

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو بار بار رافضی کہا گیا تو انہوں نے فرمایا!
 قالو اتوظفت قلت کلا
 الوفض دینی ولا اعتقادی
 لوگ کہتے ہیں کہ تو رافضی ہو گیا ہے میں نے کہا! ہرگز نہیں رافضی
 میرا اعتقاد و مسلک نہیں۔

لکن تولیت دون شک
 خیر امامہ و خیر ہادی
 مگر بلاشک میں محبت کرتا ہوں جو بہترین امام اور بہترین ہادی ہیں۔

ان کان حب الوعی رفضاً
 فأینتی ارفض العباد
 اگر حب وعی، رافض ہے تو میں سب سے بڑا رافضی ہوں۔
 امام شافعی کے عقیدہ کے مطابق
 محبت آل رسول رافض نہیں ہے۔
 محبت آل رسول شیعیت نہیں ہے۔
 محبت آل رسول گمراہی نہیں ہے۔

بلکہ ان کی محبت جزو ایمان ہے۔ آل رسول پر درود پڑھے بغیر عبادت قبول نہیں ہوتی جیسا
 کہ حدیث شریف میں وارد ہوا۔ قبولیت دعا کی شرط کی احادیث ہم آئندہ اوراق میں بیان کر
 رہے ہیں۔

یہاں ہم بیان کر رہے ہیں کہ آج درود پورا کیوں بھیجا جاتا ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمانِ اقدس کو پیچھے کیوں پھینکا جا رہا ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم پر عمل کیوں نہیں کیا جا رہا۔

ہم کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پوچھنے پر، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درودِ پاک کی تعلیم خود فرمادی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آل کے ذکر کو خود شامل درود فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آل کے ذکر کو درود کا حصہ قرار دیا۔

تو کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ درود شریف میں اختصار کرے اور کمال درود نہ بھیجے اس لئے کتب میں درودِ پاک لکھتے وقت ”صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ کلمہ لکھتا چاہیے اور آپ کا نام مبارک آنے پر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنا چاہیے۔

بعض لوگ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنے کے بجائے صلی اللہ علیہ وسلم یا صلعم لکھتے اور پڑھتے ہیں۔ ہمیں اس کی کوئی خاص وجہ تو نظر نہیں آتی کہ وہ آل کے ذکر سے کیوں بچتے ہیں جبکہ ایسا درود کمال ہی نہیں ہوتا۔

دُرودِ پاک بھیجے بغیر دُعا مقبول نہیں ہوتی

حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں! علماء نے فرمایا ہے کہ! دُعا قبول ہونے کا مقتضی یہ ہے کہ اللہ سبحانہ نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صلوٰۃ یعنی درود شریف میں شریک ٹھہرایا۔

حضرت ابو مسعود البدری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! ”جو شخص مجھ پر درود بھیجے اور میری آل پر نہ بھیجے وہ مقبول نہیں ہوتا۔“

نماز مقبول نہیں

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرمایا کرتے تھے اگر میں ایسی نماز پڑھوں کہ جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان

کی آل پر درود نہ بھیجوں تو میرا خیال ہے کہ وہ قبول نہیں ہوگی۔
حضرت امام ابو جعفر محمد الباقر بن علی بن حسین علیہ السلام فرماتے ہیں !
اگر میں ایسی نماز پڑھوں کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر درود نہ بھیجوں تو میں خیال کرتا ہوں وہ کمال نہیں ہوئی۔

(شاہد البتول بفضل اولاد رسول صفحہ ۵۸)

واقظی اور تہققی نے حدیث بیان کی ہے کہ جس شخص نے نماز پڑھی
اور مجھ پر میرے اہل بیت پر درود نہ پڑھا اس کی نماز قبول نہیں کی جائے گی

(صواعق الحرقہ صفحہ ۷۷)

امام شافعی کا عقیدہ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حدیث سے استناد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آل پر
درود پڑھنا بھی آپ پر درود شریف پڑھنے کی طرح واجب ہے۔

(صواعق الحرقہ صفحہ ۷۷)

متفق علیہ حدیث میں درود پڑھنے کا حکم ہے۔

اللہم صل علی محمد علی آل محمد

درود شریف کے بغیر دُعا محبوب رہتی ہے

دُعا کی قبولیت کی شرائط میں سے ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی
اولاد پاک پر درود شریف بھیجا جائے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانِ اقدس ہے۔ عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

الدعا کلمہ محبوب حتیٰ یكون اولہ ثناء علی اللہ

عزوجل وصلات علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم

یدعو فیستجاب الدعائہ .

تمام دُعا محجوب رہتی ہے حتیٰ کہ اس کی ابتداء میں جو الہی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا جائے پھر دُعا مانگے تو اس کی دُعا قبول کی جائے گی۔

(سنائی شریف، القبول الہدیٰ صفحہ ۳۸۹)

مُسند افروں میں ہے کہ !

کل دُعا محجوب حتّٰی یصلیٰ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ہر دُعا محجوب رہتی ہے حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھا جائے۔

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا !

صلا تکم علی محررۃ لدعا تکم

تمہارا مجھ پر درود بھیجتا تمہاری دُعاؤں کی حفاظت کرتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے !

ذکر لی ان الدعا یکن بین السماء والارض لا یصعد

منہ شی حتّٰی یصلیٰ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

مجھے بتایا گیا کہ دُعا زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے اس کا کچھ بھی اوپر نہیں جاتا حتیٰ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا جائے۔

حدیث شریف میں ہے

الدعا یحجب عن السماء ولا یصعد الی اسماء من

الدعا شی حتّٰی یصلیٰ علی النبی۔

دُعا آسمان سے دُور رہتی ہے اور آسمان کی طرف بلند نہیں ہوتی

حتّٰی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا جائے۔

(القول الہدیٰ صفحہ ۳۹۶)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

مَا مِنْ دَعَاءٍ إِلَّا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ حَتَّىٰ يَصِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ فَأَذَا افْعَلْتَ ذَلِكَ انْخَرِقَ الْحِجَابُ وَدَخَلَ الدُّعَاءُ
وَزَالَ لَعْرٌ يَفْعَلُ رَجْعَ الدُّعَاءِ۔

ہر دُعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان پردہ رہتا ہے حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا جائے۔ جب کوئی دُروود بھیجتا ہے
تو حجاب پھٹ جاتا ہے اور دُعا داخل ہو جاتی ہے اور جو کوئی ایسا نہیں کرتا اس
کی دُعا واپس لوٹ آتی ہے۔

(القول البدیع صفحہ ۳۹۱)

قارئین کرام !

دروود شریف ایسا عمل ہے جو بارگاہِ الہیہ میں قطعی مقبول ہے کیونکہ اس کا حکم خود اللہ تعالیٰ نے
ارشا فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ خود بھی اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہمیشہ درود بھیجتا رہا ہے۔
احادیثِ نبویہ کی روشنی میں یہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا
واجب ہے اور صلوٰۃ و سلام کے بغیر نماز اور دُعا بلکہ کوئی عبادت بھی قابل قبول نہیں ہے۔

محمد و آل پر درود باعثِ نجات ہے

سید سہوئی تاج تلمیخی سے روایت کی کہ انہوں نے شیخ موئی فرید سے روایت کی ہے کہ ایک
دفعہ میں بحر شہر میں سوار ہوا تو ایسی ہوا چلی جسے اقلایہ کہتے ہیں جس سے بہت کم کوئی نجات پا سکتا تھا
اسی حالت میں مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے
فرمایا ! کشتی والوں سے کہو کہ وہ ہزار مرتبہ درود پڑھیں۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَوَاتِكَ
تُنَجِّنَانَا مِنَّا مِنْ بَحْرِ جَبَلٍ مِنَ الْأَهْوَالِ وَالْأَفْئَاتِ وَتَقْضِيَنَّ لَنَا مِنَّا
بِحَبْرِ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرْنَا مِنَّا مِنْ بَحْرِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعْنَا

بِمَا عِنْدَكَ أَغْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا أَقْصَى الْعَالِيَاتِ
 مِنْ تَجْمِيعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيَاتِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ إِنَّكَ مُجِيبُ
 الدَّعَوَاتِ وَرَافِعُ الدَّرَجَاتِ وَيَأْقِضِي الْمَخَاجِبَ وَيَأْكُفِي
 الْمُهْمَاتِ وَيَا ذَا فَيْحِ الْبَلِيَّاتِ وَيَا عَازِلَ الْمُشْكِلاتِ أَغْنِنِي
 أَغْنِنِي أَغْنِنِي يَا إِلَهِي إِنَّكَ عَلَيَّ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

وہ کہتے ہیں ! میں بیدار ہوا تو میں نے کشتی والوں کو خواب سنا یا ابھی ہم نے یہ درود پاک
 تین سو بار ہی پڑھا ہو گا کہ برکت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رہائی
 عطا ہو گئی یعنی طوفان قہم گیم گیا۔ اس درود کو درود تھینا کہتے ہیں۔ اولیاء کرام اس کے پڑھنے والے کے
 لئے نجات کی بشارت دیتے ہیں۔

(شاہد التحویل صفحہ ۶۱)

قارئین ! ہمارا اصل موضوع عظمت اہل بیت ہے اسی لئے اس کے ضمن میں آنے والی
 احادیث و واقعات پیش کر رہے ہیں۔ درود شریف میں آل رسول کی شمولیت سے واضح ہو گیا کہ
 درود شریف کہ درود شریف کامل ہی تب ہوتا ہے جب درود میں آل رسول کا ذکر آئے۔

پڑھتے ہوئے درود سدا رکھو یہ خیال

کامل درود پاک ہی پڑھتے رہے بال

کامل درود پاک ہے مقصود بس وہی

مثال ہو جس میں مصطفیٰ اور مصطفیٰ کی آل

(محمد مقصود مدنی)

اگر آل کا ذکر شامل نہیں تو کوئی عبادت قبولیت کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتی۔

آل کا ذکر نہیں تو نماز قبول نہیں۔

آل کا ذکر نہیں تو ذکر قبول نہیں۔

آل کا ذکر نہیں تو درود قبول نہیں۔

آل کا ذکر نہیں تو دعا قبول نہیں۔

میرے آقائے نعمت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں !

ذکر آلِ محمد کا کرتے رہو
دور عشق رسالت کا چلتا رہے
خارجیت پہ لعنت برسی رہے
خارجی کا جنازہ نکلتا رہے

کیونکہ جب اہل بیت کا ذکر کیا جائے تو خارجیوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے چہرے کے انداز بگڑ جاتے ہیں مخالفت سامنے آجاتی ہے اس لئے ہم اس کتاب میں ان روایات کا ذکر کر رہے ہیں جن میں اہل بیت کی عظمت بیان ہوئی ہے اور یہ عظمت اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے عطا کی گئی ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آلِ پاک کا درود پاک میں شامل ہونا بہت بڑا اعزاز ہے جس میں ان کا کوئی شریک نہیں ہے۔

اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ نمازیں پڑھنے والو ! نمازوں میں آل کا ذکر کرنے والو اگر نماز کے باہر آل کا ذکر آجائے تو اپنے دلوں کو محبت آلِ مصطفیٰ سے مسرور کیا کرو کیونکہ شیطان یہ چاہتا ہے کہ دلوں میں بغض آلِ رسول پروان چڑھے شیطان کی مخالفت کیا کرو ہمیشہ درود شریف پڑھتے رہو۔

اور درود میں جن محترم حضرات کا ذکر ہے ان کے ساتھ محبت کیا کرو۔ آلِ پاک سے موڈت کیا کرو یہی دنیا و آخرت میں تمہارے کام آئے گا۔

آلِ نبی کو ہیں دیئے اللہ نے سب کمال
حکمِ درود دیتا ہے خود رب ذوالجلال

کمالِ درود پاک ہے مقصود بس وہی
شامل ہو جس میں مصطفیٰ اور مصطفیٰ کی آل

(محمد تقی مصدق مدنی)

چوتھی خصوصیت

اولادِ فاطمہ سلام اللہ علیہا پر جہنم حرام ہے

قارئین!

ہمارا کتاب لکھنے کا مقصد یہی ہے کہ لوگوں کو اس بات سے آگاہ کیا جائے کہ لوگ خود کو اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح نہ سمجھیں۔ اس لئے کہ جو عظمت آل رسول کو حاصل ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں۔

جو خصوصیات آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہیں ان میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہو سکتا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبوب خدا ہیں۔ اور محبوب سے تعلق رکھنے والی ہر شے محبوب ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی آل اطہار سے خصوصی محبت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آل کو خوب پاک فرمایا اور ہر جنس کو ان سے دو فرما دیا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہتساب کی وجہ سے عظمت و بڑائی آل رسول کے حصہ میں آگئی جو خصوصیات آل نبی کو حاصل ہیں ان میں ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کوئی فرد بھی جہنم میں نہ جائے گا۔

استاذی المکرم علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

بنت رسول خاتون قیامت سیدہ بتول سلام اللہ علیہا کا آم مقدس ہی ایسا ہے جس کے متنی ہیں آزاد کرنے والی چنانچہ لفظ فاطمہ کی تشریح کرتے ہوئے محدثین نے لکھا ہے۔

وفاطمة کما قال ابن درید مشفقته حتى العظم

وهو القطع سمیت بذاللان الله تعالى فظہها عن النار۔

اور فاطمہ جیسا کہ ابن درید کے بیٹے نے کہا کہ یہ فطم سے مشتق ہے

جس کا معنی ہے علیحدہ کرنا اور قاطمہ (سلام اللہ علیہا) کو اللہ تعالیٰ نے
دوزخ سے علیحدہ کر دیا ہے۔

(اسحاق الراغبین حاشیہ نور الابصار صفحہ ۸۰) (شرح فتا کبریٰ صفحہ ۳۰) (الاجول صفحہ ۲۲۸)
ابن حجر مکی لکھتے ہیں

واخرج الديلمی مرفوعاً انما سمیت فاضمة لا فطیہا
ولجیہا عن النار
اور دیلمی نے مرفوعاً روایت بیان کی ہے کہ آپ کا نام قاطمہ ہے آپ دوزخ
سے علیحدہ کرنے والی اور بچانے والی ہیں۔

(صواعق الحرقہ صفحہ ۱۸۸)

اعلیٰ حضرت امام البسنت الشاہ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ الامن والعلیٰ میں روایت
نقل کرتے ہیں۔ آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

ان فاضمة قد احصنت فرجها فحرمها الله وذریئہا
علی النار۔

بیک قاطمہ (سلام اللہ علیہا) پاک دامن ہیں آپ کو اور آپ کی اولاد اللہ
تعالیٰ نے جہنم پر حرام فرما دیا۔

(الامن والعلیٰ صفحہ ۲۳۸) (مرآة شرح مشکوٰۃ جلد ۸ صفحہ ۲۵۲)

(المسند رکعہ جلد ۳ صفحہ ۱۵۳) (التبویٰ صفحہ ۲۸۸)

سیدزادے کا کافر ہونا محال ہے

امام جلال الدین الحسین القائل بن عتقا شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے آیات میں اس امر کی
تردید میں لکھتے ہیں جو بعض لوگوں نے آل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب و شتم کی تھی۔ اگر یہ
صحیح آیات ہے کہ وہ (سادات کرام) سب پر پارہ رسول ہیں تو اے صاحب عقل بتا کیا رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا کوئی حصہ جہنم میں داخل ہو سکتا ہے؟

میری عمر کی قسم یہ محال ہے اسی لئے بہت بڑے جتھے علماء نے کہا ہے کہ جو بہت بڑے

سر دار بہت بڑے فاضل تھے کہ سید زادے کا کافر ہونا محال ہے جو افسح انصحا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی نسل سے ہیں۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع صغیر میں طبرانی کے حوالہ سے
روایت کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا جناب قاطمہ (سلام اللہ علیہا) نے اپنے شمس کو محفوظ رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ پر اور آپ
کی اولاد پر آگ کو حرام قرار دیا ہے۔

(بیابح المودۃ صفحہ ۲۹۳)

جزاوسزاقبرمیں

قارئین!

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک کی خصوصیت ہے کہ آپ کی اولاد طاہرہ میں سے
کوئی شخص بھی جہنم میں نہیں جائے گا کیونکہ آپ کی آل پاک کو اللہ تعالیٰ نے طاہرہ و مطاہرہ فرما رکھا ہے
اور گناہوں کی آلودگی سے انہیں جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا بلکہ قبر میں ہی انہیں جزاوسزاکے عمل سے
گزار دیا جائے گا۔

ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی ہے۔

مومن کو چاہیے کہ اہل بیت سے صادر ہونے والے تمام امور میں یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ
تعالیٰ نے انہیں معاف فرما رکھا ہے اور کسی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ان کے ساتھ مذمت اور
برائی کو ملائے اور عیب لگا کر ان سے منہ پھیر لے کہ جس کی طہارت کی گواہی خود اللہ تعالیٰ نے دی
ہوئی ہے اور یہ اعزاز اس کے اعمال کے ساتھ نہیں۔

(فتوحات مکہ جلد اول صفحہ ۱۹۶)

جہنم سے آزادی

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا!

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۗ

عنقریب آپ کو اللہ تعالیٰ اتادے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

(سورۃ النبی آیت ۵)

اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضایہ ہے کہ آپ کی آل پاک میں سے کوئی بھی جہنم میں نہ جائے۔

عن ابن عباس قال رضاً محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لا یدخل احد من اہلبیتہ النار۔

(تفسیر قرطبی جلد ۳ صفحہ ۳۲۲) (البحول صفحہ ۳۸۹)

کسی احادیث میں آیا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے سوال کیا، یا اللہ! میرے اہل بیت سے ایک شخص بھی جہنم میں نہ جائے تو اللہ تعالیٰ نے میرے سوال کو قبول فرمایا۔

عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سألت ربی ان لا یدخل النار احد امن اہل بیئتی فاعطانیہا۔

(المستدرک للحی کم جلد ۳ صفحہ ۱۵۰)

سب سے بڑی دلیل

اولادِ قاطمہ سلام اللہ علیہا پر دوزخ حرام ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ سرورِ کائناتِ فخرِ موجوداتِ احمدیؑ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ قیامت کے دن تمام لوگوں کے حسب و نسب منقطع ہو جائیں گے مگر ہمارا حسب اور نسب منقطع نہیں ہوگا۔

(البحول صفحہ ۲۸۹)

قارئین محترم!

یہی وجہ ہے کہ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم ہر زمانہ میں ہوتی رہی ہے ساداتِ مقطوعِ النسب نہیں ہوتے ہر سیدِ زادہ خونِ رسول ہے اور ہر سید کا احترام فرض قرار دیا

گیا ہے۔

قیامت میں سادات کرام کو ان کے باپ کے نام سے پکارا جائے گا جبکہ باقی لوگوں کو والدہ کی طرف سے پکارا جائے گا اور یہ بات خصائص میں داخل ہے۔

آل احمد کو بے عظمت ہوگئی ہر اک عطا
آل احمد کو کیا اللہ نے دوزخ سے رہا

ہے نسب آل نبی کا غرضی سے ہی چلا
بالتیس مقصود حیدر ہے جہاں کا مقتدا

اولادِ رسول کے لئے عذاب نہیں ہوگا

صحیح روایت میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! میرے رب نے میرے گھرانے کے بارے میں مجھ سے وعدہ کیا کہ جو ان سے توحید و رسالت کا اقرار کرے گا اس تک یہ پہنچا دو کہ میں اُسے عذاب نہیں دوں گا۔

(صواعقِ امر و نہی صفحہ ۷۷۶)

سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کو بشارت

صحیح سے روایت ہے سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا سے فرمایا !

ان اللہ غیبر معذبک ولا ولدک

اللہ تجھے اور تیری اولاد کو عذاب نہیں دے گا۔

(طبرانی شریف مجمع الزوائد صواعقِ امر و نہی صفحہ ۷۷۶)

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں میں نے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے اللہ یہ تیرے رسول کی اولاد ہیں ان کے خطا کار کو ان کے حسن کی وجہ سے بخش دے اور ان کو میری وجہ سے بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کر دیا۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں ! میں نے عرض کیا، کیا کرو یا ؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمہارے رب نے تمہاری وجہ سے ان کو بخش دیا اور جو تمہارے بعد ہوں گے ان کو میری وجہ سے بخش دے گا۔

(اصحاح من المہر و صغیر ۷۷۷)

قارئین!

جس خانوادہ نوری شہادت آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام خود دے رہے ہیں ان کی عظمت کا اندازہ کیا گیا جاسکتا ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے رب سے اپنی آل الطہار کی بخشش و مغفرت کی سند حاصل کر رہے ہیں اب جو شخص اہل بیت رسول کی عظمت کا منکر ہوگا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا منکر ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کا منکر ہوگا۔

قارئین! آل رسول کے ہر فرد کی بخشش سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کی بدولت ہوگی اور یہ ان کی خصوصیت ہے۔

حوضِ کوثر پر اہل بیت

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان اقدس ملاحظہ فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

سب سے پہلے حوضِ کوثر پر آنے والے میرے اہل بیت اور میری امت میں سے مجھ سے محبت کرنے والے ہوں گے۔

قارئین!

اس حدیث مبارکہ میں ہے کہ اہل بیت کو حوضِ کوثر پر اقلیت حاصل ہوگی اور اولیت یقیناً اہل جنت کی ہوگی جنہیں میدانِ حشر میں کلینک کر دیا جائے گا وہی حوضِ کوثر پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس ہاتھوں سے جامِ کوثر حاصل کر سکیں گے بغیر بخشش کے حوضِ کوثر تک پہنچنا ناممکن ہے۔

ساتھ ہی فرمادیا وہ اہل محبت بھی ان کے ساتھ ہوں گے جو مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے ہوں گے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی محبت اور آل کی محبت طلب فرمائی ہے کو یا کہ حوضِ کوثر پر آنے والے وہ ہوں گے جو سید عالم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والے اور آل رسول سے موثرت رکھنے والے ہوں گے ایک اور حدیث مبارکہ ہمارے اس بیان کی تائید کرتی ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا !

یرد الحوض اهل بیته ومن احبهم من امتی کھاتین
الساہتین۔

میرے اہل بیت اور میرے وہ امتی جو ان سے محبت رکھتے ہیں حوضِ کوثر پر
ان دو انگلیوں کی طرح ایک ساتھ وارد ہوں گے۔

(اشرف الموبد آل محمد صفحہ ۸۵)

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی ہے کہ سب سے پہلے حوضِ کوثر پر
آل رسول پہنچیں گے اور آل کے پیچھے آپ کی آل کے ساتھ محبت کرنے والے پہنچیں گے اور اس بات
کا اظہار آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا یعنی آل رسول اور وہ گروہ جو ان
سے محبت کرنے والے ہوں گے ساتھ ساتھ ہی مجھ تک پہنچیں گے۔

آل احمد سے محبت کیجئے

یوں مقدر رب کی رحمت کیجئے

جامِ کوثر چاہیے مقصود گر

آل سے سچی موثرت کیجئے

(محمد مقصود مدنی)

پانچویں خصوصیت اہل بیت کی موڈت واجب ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو خصوصیات عطا فرمائی ہیں ان میں آل کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مومنین سے آل کی موڈت طلب کرنے کا ارشاد مبارک بھی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا !

قُلْ أَرَأَيْتُمْ كَيْفَ عَلَيَّوْا آجْرًا إِلَّا الْوَدَّعَةَ فِي الْفَرْجِ
یعنی اے محبوب آپ فرمادیں میں تم سے حق تبلیغ کا کچھ اجر نہیں مانگتا سوائے
اس کے کہ میرے اقربا سے محبت کرو۔

(سورۃ شوریٰ آیت ۲۳)

قریبی کون ہے ؟

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر درمنثور میں اور دیگر کثیر مفسرین نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کے وہ قرابت دار کون ہیں جن کی موڈت ہم پر واجب کی گئی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا !

علی وفاخمة وولدهما

یعنی علی (علیہ السلام) اور فاطمہ (علیہا السلام) اور ان کے بیٹے۔

(اشرف الموبد صفر ۱۹۸)

قرنی میں کون شامل ہیں

حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا! قرنی آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔
مقریزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا! مفسرین کی جماعت نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے کہا!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا! محبوب اپنی اتباع کرنے والے مومنوں سے فرمادیں میں جو تمہاری طرف لایا ہوں اس کا کھاجہ طلب نہیں کرتا سوائے اس کے کہ میرے قرابت والوں سے محبت کرو۔

(اشرف الموبد لائل محمد صفحہ ۱۹۹)

تفسیر مظہری اور آیت موذت

حضرت سعید بن جبیر اور عمر بن شعیب نے آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا ہے!
الا ان تودوا قباہتی و عاترتی و تحفظون فیہم۔
کیا میں تم سے اتنا چاہتا ہوں کہ تم میرے قرابت داروں اور میری اولاد سے محبت کرو اور ان کے معاملہ میں میرا لحاظ کرو۔

(تفسیر مظہری جلد ۸ صفحہ ۳۱۸)

تفسیر ابن کثیر اور آیت موذت

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ جب حضرت زین العابدین علیہ السلام کو قید کر کے لایا گیا اور دمشق کے بالاخانے میں رکھا گیا تو ایک شامی شخص نے کھڑے ہو کر آپ کو مخاطب کر کے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تمہیں قتل کرایا اور جڑوں سے اکھاڑا۔
یہ سن کر آپ نے فرمایا! کیا تُو نے قرآن مجید پڑھا ہے۔
اس نے کہا! ہاں پڑھا ہے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ! کیا تم نے اس میں اس آیت کی تلاوت نہیں کی ؟

قُلْ لَّآ آتَمَلُكُمْ عَلَيَّوْاَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

اس نے کہا !

وانکم لا تنعمہم ؟ قال نعم۔ تو کیا وہ تم ہو۔ (جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی)

آپ نے فرمایا ! ہاں۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۱۱۳)

تفسیر ابن عربی اور آیت موذت

جب آیت موذت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا یا رسول اللہ !

عن قرابتک ہولاء الذین وجبت علینا موذتہم۔

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے قریبی کون لوگ ہیں جن

کی موذت ہم پر واجب ہے۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! وہ میرے اہل بیت ہیں۔

عرض کی گئی ! آپ کے اہل بیت کون ہیں ؟

فرمایا ! علی (علیہ السلام) فاطمہ (سلام اللہ علیہا) اور ان کے بیٹے۔

حضور کا فرمان ہے

حرمت الجنة علی من ظلم اهل بیته واذانی فی عنقہ ومن

اصطنع صنیعة الی احد من ولد عبد المطلب ولہم بجازة

فاناً۔

اس شخص پر جنت حرام کر دی گئی ہے جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور

میری اور مجھے میری عزت کے بارے میں تکلیف دی اور جس نے

عبدالطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی بیٹے کے ساتھ احسان کیا اور وہ اس کا بدلہ نہ دے سکا تو اس کے احسان کا بدلہ کا قیامت کے دن میں دوں گا جب وہ مجھے ملے گا۔

(تفسیر ابن عربی جلد دوم صفحہ ۲۳۳)

تفسیر بغوی اور آیت موذت

اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے!

قُلْ لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ

امام بغوی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں! مطلب یہ ہے کہ میرے قریابت داروں سے محبت کرو اور ان کے بارے میں میرا پاس اور لحاظ کرو۔

ملاء نے سیرت میں اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

ان الله جعل اجري عليكم المودة في القربى واني

اسئلكم منهم غدا.

اللہ تعالیٰ نے تم پر میرا اجر یہ لازم کیا ہے کہ میرے اقارب سے

محبت کرو میں تم سے کل اس کے بارے میں سوال کروں گا۔

(شاہد القبول صفحہ ۲۴)

تفسیر ثعلبی اور آیت موذت

تفسیر ثعلبی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے!

قُلْ لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ

نازل ہوا تو کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف یہ چاہتے ہیں کہ

ہمیں اپنے عزیز و اقارب کے بارے میں برا بھینٹہ کریں۔

توجیریل علیہ السلام نازل ہو گئے اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع فرمایا

کہ یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ٹھٹھتے رہے ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔

أَمْرٌ يَقُولُونَ أَفَأَنْزَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۚ فَإِنْ يَشَأِ اللَّهُ يُخَيِّمَهُ
عَلَىٰ قَلْبِكَ ۗ وَيَخْتِمْ اللَّهُ السُّبُلَ وَيُخَيِّقُ الْحَبْلَ وَيُجْحِقُ الْحَقَّ وَيَكَلِّمُ مَن يَشَاءُ ۗ إِنَّهُ
عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٢٤﴾

(سورۃ شوریٰ آیت ۲۴)

تو لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ! ہم کو ابی دیتے ہیں کہ آپ سچے ہیں تو یہ آیت
اُتری۔

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ
السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٢٥﴾
وہی ہے جو بندوں سے توبہ کو قبول کرتا ہے۔

(سورۃ شوریٰ آیت ۲۵)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقرباء کی محبت صلہ رحمی لازم ہے اور لازم درحقیقت اجر
نہیں ہوتا تو کیا کہ ہم سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اجر طلب کرنا اجر نہیں بلکہ لازم ہے۔
اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں ایک اور آیت مقدمہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے امام
واحدی لکھتے ہیں۔

وَقَفُّوا هُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ

(سورۃ الصافات آیت ۲۳)

سے مراد اولادِ علی و اہل بیت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی کو حکم دیا ہے کہ مخلوق سے
فرمادیں کہ تبلیغ رسالت پر میں کوئی اجر نہیں مانتا مگر موڈت قرنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان سے
دریافت کیا جائے گا۔ کہ کیا انہوں نے حق موڈت و معاملات کو ادا کر دیا ہے جیسا کہ نبی کریم علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے انہیں وصیت کی تھی یا ضائع کر دیا اور چھوڑ دیا لہذا لوگوں پر اس کی ذمہ داری اور
انجام عاک ہوگا۔

(یہاں واحدی کا کلام ختم ہوا۔)

(شاہد المتبول صفحہ ۳۶)

ابن حجر عسقلانی کی تحقیق

مواہب اللدیہ میں ہے کہ اہل بیت کی محبت مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے موذت القرنی کی آیت نازل فرمائی ہے۔

وفرض محبة جملة اهل بيته المعظم وذرية فقال
الله تعالى قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِمْ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى.

(انوار محمد بن مواہب اللدیہ صفحہ ۲۲۲)

علامہ عبیدہ یحیائی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں !

حکم الہی ہے !

قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِمْ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

فرما دیجئے کہ میں تم سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا سوائے میرے

رشتہ داروں کی محبت کے۔

(سورۃ شوریٰ آیت ۲۳)

اس آیت مبارکہ کے پیش نظر وہ سارے کے سارے سادات ہماری عزت ہماری محبت اور ہمارے احترام کے لائق و حقدار ہیں کیونکہ وہ سب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں۔

(علموا اولادکم خسیۃ اہل بیت صفحہ ۳۵)

ابن حجر کی رحمۃ اللہ علیہ آیت قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِمْ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

کے تحت لکھتے ہیں !

قرآن پاک تو فرما رہا ہے کہ جس موذت و محبت کا مطالبہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں وہ محبت امام حسن امام حسین اور اہل بیت کے ساتھ کرو اس میں ان کا دنیا میں کوئی ہمسرا اور سہیم نہیں ہے کیونکہ یہ موذت اور محبت ان کے ساتھ ہی خاص ہے اور اس آیت کریمہ میں القرنی یعنی قرعی رشتہ داروں سے مراد حضرت علی، فاطمہ الزہراء، حسن اور حسین ہیں۔

ابن عباس کی روایت

چنانچہ ابن عباس سے مروی ہے کہ جب یہ آیت کریمہ قُلْ لَّآ اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ! وہ آپ کے قرہبی رشتہ دار کون ہیں جن کی موڈت اور محبت ہم پر واجب کی گئی ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! علی قاطبہ اور ان کے دونوں بیٹے حسن اور حسین ہیں۔

(صواعقِ محرقہ ص ۱۲۸)

امام زین العابدین علیہ السلام کا قول

اس آیت کریمہ میں جیسے حضرت علی، قاطبہ الزہرا، حسن حسین علیہم السلام مراد ہیں اسی طرح امام حسن اور حسین علیہما السلام کی اولاد و قیامت تک مراد ہے چنانچہ مروی ہے کہ جب امام علی بن حسین زین العابدین علیہ السلام کو قید کر کے شام کی طرف لے جایا جا رہا تھا تو راستہ میں ایک شامی نے امام زین العابدین علیہ السلام کو دیکھ کر کہا کہ اچھا ہوا کہ تم لوگ ختم ہو گئے تو امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم نے قرآن پڑھا ہوا ہے کہنے لگا کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ تم نے سورۃ شوریٰ بھی پڑھی ہے وہ بولا جب میں نے قرآن پڑھا ہے تو سورۃ الشوریٰ بھی پڑھی ہے تو آپ نے کہا ! تو نے یہ آیت نہیں پڑھی۔

قُلْ لَّآ اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

وہ شامی بولا ! کیا اہل قرابت آپ ہی لوگ ہیں ؟

تو امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ! وہ ہم ہی ہیں۔

(صواعقِ محرقہ ص ۱۲۸)

اولادِ حسنین علیہما السلام کی موڈت

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے اس قول کے حوالہ سے فرماتے ہیں آپ کا کلام یہ ظاہر کرتا ہے اس آیت کریمہ کے حکم میں ہر کار و دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد و جو قیامت

تک ہے وہ شامل ہے کیونکہ امام زین العابدین، امام حسین کے لخت جگر اور اولاد ہیں اور آپ نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ اس آیت کریمہ میں حسین کریمین کی اولاد بھی داخل ہے۔ اور اسی طرح امام زہبانی نے فرمایا ہے کہ علی و فاطمہ و حسین کی محبت فرض ہے اسی طرح ان کی اولاد جو قیامت تک ہے ان کی محبت و مودت بھی فرض ہے۔

تاجدارِ گولڑہ اور آیت مودت

مجملاً ان اوامر شریفہ کے امر خُلِّ لَّا اَنْتَلِكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ، یعنی کمال دوستی اور خلوص محبت اہل بیت پاک کے ساتھ رکھو جن کے حق میں اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا فرمایا ! ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَّشَاءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ اللہ جسے چاہتا ہے اسے ہی اپنا فضل عطا کرتا ہے۔ اس مقام میں جو کچھ مفسرین نے لکھا ہے وہ تو کسی کو یا اصلاحات اور کسی کو بالتجزیہ معلوم ہے اس واسطے اس کا لکھنا ضروری نہیں سمجھا جاتا البتہ کچھ کلام شیخ اکبر قدس سرہ الاطہر کی جو بیٹھوائے اہل کشف و شہود ہیں فتوحات مکہ کے باب نمبر اتیس میں ہے نقل کی جاتی ہے ملاحظہ ہو۔

سادات کو نسب سے فضیلت ہے

قارئین !

سادات کرام کو حاصل ہونے والا شرف اور عظمت القاب کی محتاج نہیں ہے۔ حضرت امام زہبانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ! سادات کا نسب مضبوط ہے اور یہ القاب کے محتاج نہیں ہیں اور نہ ہی لباس کے محتاج ہیں۔ سادات حسب نسب سے بچ جانے جاتے ہیں۔

(اشرف الموبد لآل محمد اردو صفحہ ۱۱۱)

آج کل لوگ خیال کرتے ہیں کہ خوبصورتی اور وجاہت معیارِ سادت ہے، نیز یہ کہ صاحب جمال ہونا سید کے لئے لازم ہے حالانکہ یہ شیطانی دوسرہ ہے شیطانی خیال ہے۔ کیونکہ حسن و جمال اور خوبصورتی و جہانگیر نہیں ہو سکتی۔ خوبصورتی معیارِ سادت نہیں ہو سکتا

۔ اگر کسی سید کا رنگ سانولا ہے یا گہرا سانولا ہے تو اسے سیادت سے خارج نہیں کیا جاسکتا۔ یہ تو فخر امتساب ہر کار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہے۔

کوئی مولوی کتنا ہی وجیہ روٹنگیل ہو خواہ کتنا ہی صاحب جمال ہو اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور نرمہ ساہوں۔ اس کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح گلابی ہو، اس کی زلفیں گھٹنگھریالی ہوں، اس کا رنگ آفتابی ہو، اس کا حسن ماہتابی ہو لیکن اُسے وہ شرف اور بزرگی حاصل نہیں ہو سکتی۔

جو ایک سانولے سید زادے کو حاصل ہے اس لئے کہ مولوی کی رکوں میں دوڑنے والا خون اور پورا سید زادے کی رکوں میں دوڑنے والا خون خون رسول ہے۔
مولوی کی نجات میں شجہ ہے لیکن خون رسول پر چشم کی آگ کو فراموش کر دیا گیا ہے۔

ایک سید زادے کا واقعہ

بات چلی ہے جمال اور خوبصورتی کی تو اس ضمن میں ایک سید زادے کا واقعہ مرقارین ہے۔

صاحبزادہ محمد لطیف ساہو چشتی مدظلہ العالی نے یہ واقعہ مجھے بتایا کہ ایک سید زادے جن کا رنگ گہرا سانولا ہے انہوں نے یہ واقعہ خود بیان کیا ہے۔
سید زادے کو کسی کے ساتھ تھانے تک جانا پڑا۔ شاہ صاحب اپنے کسی ملنے والے کی سپورٹ کے لئے اس کے ساتھ گئے۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں !

تھانے میں ایس ایچ او کے آفس میں لوگوں کا جم غفیر تھا میں بھی وہاں کھڑا تھا۔ مجھے میرے دوستوں نے آگے آنے کے لئے کہا میں تھوڑا سا آگے بڑھا تو ایس ایچ او نے پوچھا تو کون ہے ؟

میں نے اپنا تعارف نہی حوالے سے کروایا تو اس نے! تہذیبیہ انداز میں کہا ! آیتاں کلا سید ؟ یعنی اتنا سانولا سید۔

کہ سید اتنے کالے رنگ کا نہیں ہو سکتا۔

حضرت قبلہ شاہ صاحب فرماتے ہیں ! میں نے ایس ایچ او سے کہا کہ اگر رنگ ہی کی

بات ہی وچراغِ افکار ہے۔

تو یہودی مجھ سے بہت زیادہ سفید ہوتے ہیں۔

میسائی مجھ سے زیادہ سفید ہوتے ہیں۔

دہریئے مجھ سے زیادہ سفید ہوتے ہیں۔

جب یہ بات شاہ صاحب نے فرمائی تو اس کی آنکھوں سے جہالت کی پٹی ہٹ گئی اُسے اپنی عظمتی کا احساس ہو گیا۔ اُسے اپنے قول پر عداوت ہونے لگی اُس نے یا قی لوگوں کو ہٹا کر مجھے کرسی پیش کی اور شروب سے تواضع کی اور اپنی عظمتی پر نام ہوا۔

قارئین! ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ وجہ افکارِ نسب ہے رنگ نہیں۔

وجہ افکارِ خون ہے رنگ نہیں۔ وجہ افکارِ نسبت ہے رنگ نہیں۔

علم بھی معیار نہیں ہے

آج کل بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ سید زادے کے لئے عالم ہونا بھی ضروری امر ہے جو علم والا نہیں وہ سید نہیں ہو سکتا۔ اور ایک بات جو کی جارہی ہے وہ یہ کہ ہر حقیقی عالم دین بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل میں سے ہے۔

قارئین! اگر کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی تعلق نہیں تو وہ آل رسول نہیں ہو سکتا بعض لوگوں نے آل کو کئی معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی آل و اہل بیت کی خود تخصیص فرمائی ہے اس لئے آل رسول میں دوسروں کا شامل کرنا درست نہیں ہے۔

قارئین! علم و فضل یا عیش شرف سیادت نہیں ہو سکتا۔

عالم! خواہ شیخ الحدیث و اتھیر ہو جائے۔

عالم! خواہ مجتہد ہو جائے۔

عالم! خواہ محقق و مدقق ہو جائے۔

لیکن وہ سید زادے کی شان کو نہیں پہنچ سکتا۔

کوئی گُفُو نہیں بن سکتا

آل رسول کی جو عظمت سرکارِ مدینہ و درویشہ و سینہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے عطا ہوئی ہے کوئی بھی اس میں ان کا شریک نہیں ہے۔

اہل بیت کا کوئی گُفُو نہیں۔

آل رسول کے برابر کوئی نہیں۔ اسی لئے سید زادی کی شادی غیر سید سے کرنا ممنوع ہے۔

اہل بیت رسول میں کون شامل ہے

قارئین!

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ! علی و قاطبہ حسن و حسین علیہم السلام میرے اہل بیت ہیں۔

وحید الزمان الجدیث نے اپنی کتاب یہ الہدی (جس کا ترجمہ میرے آقائے نعمت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا) میں لکھتے ہیں !

واهل البيت علي والحسن والحسين وفاطمه واولاد

فاطمه والاد اولادهم الى يوم القيامة.

اہل بیت حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت حسن علیہ السلام

حضرت امام حسین علیہ السلام، حضرت قاطبہ الزہرا سلام اللہ علیہا اور اولاد

قاطبہ علیہم السلام اور قیامت تک ان کی اولاد کی اولاد کو شامل ہیں۔

(یہ الہدی صفحہ ۱۰۰)

حسین میرے بیٹے ہیں فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور و درویشہ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ !

ان ابنای و ابناتہی اللہم انی احبہما فاحبہما

واحد من یحبہما۔

فرمایا! یہ میرے دونوں بیٹے میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ الہی! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور جو ان سے محبت کرے تو اُس سے محبت کر۔

(ترمذی شریف، مراۃ شرح مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۷۶)

اس حدیث مبارکہ میں بہت ہی عظیم لطف ہیں اہل محبت کے لئے اس میں بہت ہی باریک نکات ہیں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مرآت شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں! یہ عبارت بیان ہے اپنائی کا یہ حکم میرے بیٹے ہیں۔ خیال رہے کہ حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی خصوصیت ہے کہ آپ کی اولاد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل ہے ان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل چلی گویا حسن و حسین علیہما السلام بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل ہیں اور نسل کی اصل بھی۔ ورنہ نسب باپ سے ہوتا ہے نہ کہ ماں سے۔ ہاں شرف ماں سے بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ لفظ آل دونوں پر بولا جاتا ہے بیٹے کی اولاد پر بھی اور بیٹی کی اولاد پر بھی۔

(مرآت شرح مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۶)

فضائل کا گلدستہ

حضرت ابو نوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور طیبہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا!

نبینا خیر الانبیاء وهو ابوک وشہیدنا خیر الشهداء وهو عم ابیک حمزۃ ومنا۔
من له جناحان یطیر بہما فی الجنة حیث شاء وھا
ابن عم ابیک جعفر۔ ومننا سبط ہذہ الامة الحسن
والحسین وھما ابناک ومننا البھدی۔
(جس کو ساری کائنات) ہمارا نبی کہتی ہے جو تمام نبیوں سے افضل ہے وہ

تمہارا باپ اور تمہارا شہید تمہارے تمام شہیدوں سے بہتر ہے، وہ تمہارے باپ چچا خزرہ ہیں اور ہم میں سے ایک وہ ہیں جن کے دو پر ہیں جن کے ذریعے وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں پرواز کرتے ہیں اور وہ تمہارے باپ کے چچا کے بیٹے جعفر ہیں اور ہم میں اس اُمت کے بھٹلین (کریم و فیاض) حسن و حسین ہیں وہ دونوں تمہارے بیٹے ہیں اور مہدی بھی ہم میں سے ہی ہیں۔ علیہم السلام۔

اس حدیث شریفہ پر غور فرمائیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیاری مٹی کے شرف فضیلت کو کتنے عظیم پیرا یہ میں اور عظیم ترین نسبتوں کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

سیدہ بتول سلام اللہ علیہا اور اہل بیت عظام کی شان میں گستاخیاں کرنے والے بد مذہب خارجیوں اور بے دین ناصبیوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس طرزِ مخاطبت کا ہی کچھ پاس کرنا چاہیے۔

ایک اعتراض کا جواب

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ آیت مودت میں الفاظ (فی القربی) سے مراد آلِ عبا یعنی سیدہ فاطمہ، حسنین اور جناب علی علیہم السلام نہیں ہو سکتے، اس لئے کہ یہ آیت مکہ ہے اور مکہ میں حسنین پاک علیہما الرضوان کی ولادت ہی نہیں ہوئی تھی اور روایات نزول بالمدینہ ضعیف ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آیت کا نزول اگرچہ مکہ ہی میں ہو، مگر آلِ عبا میں قرابت مصطفوی کے معنی بالوجہ پائے جاتے ہیں، لہذا ان حضرات کا آیت مودت کا مصداق و مراد ہونا بطریقِ اولیٰ ہوگا، یہ نسبت ان اقارب کے، جو مکہ میں نزول آیت کے وقت موجود تھے۔

حضرت سید پیر مہر علی شاہ قدس سرہ اس اعتراض کے جواب میں ایک اور آیت قرآنیہ پیش فرماتے ہوئے لکھتے ہیں!

اقول اور یہ ضروری امر نہیں کہ نزول آیت کے وقت مگھوم علیہ کے کل افراد موجود ہوں اور نہ یہ کہ اس وقت کے موجود افراد پر وہ حکم محصور ہو۔ مثلاً بنی اسرائیل کے متعلق یہ عہد موسوی تو ریت میں پیشگوئی مندرن تھی کہ تم دو دفعہ ارتکابِ جرم و معاصی کرو گے اور سزا پائو گے کیا قال اللہ

تعالیٰ!

وَقَضَيْنَا إِلَىٰ تَبِيِّ إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ لَنُفَيْسِلَنَّهُ فِي الْأَرْضِ
 مَرَّاتٍ مَّرَاتٍ وَلَنَتَعَلَّنَ غُلُوًّا كَبِيرًا ۝
 فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَنَا أُولِي بَأْسٍ
 شَدِيدٍ يُحِبُّوا سِوَا حِلَلِ الدِّيَارِ

(سورۃ اسرئیل آیت ۴-۵)

الہی قولہ تعالیٰ! وَإِن عَدْتُمْ عُدَّتْنَا

(سورۃ اسرئیل آیت ۸)

اس آیت میں یہودی مدینہ بنو قریظہ اور بنو نضیر سے خطاب ہے، جو نزولِ تورات کے صدیوں بعد مدینہ منورہ میں موجود ہوئے اور ان کے لئے حکمِ باری تعالیٰ ہوا۔ وَإِن عَدْتُمْ عُدَّتْنَا یعنی اگر تم فسادی طرف عموماً اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو نہ مانا، لہذا میں جانب اللہ سے دینے گئے بنو قریظہ قتل کئے گئے اور بنو نضیر پر جزیہ عائد کیا گیا اور وہ وطن سے نکالے گئے اسی طرح اصل قرنی میں حسنین پاک علیہما الرضوان داخل ہیں، جب کہ وہ اُس وقت پیدا نہ ہوئے تھے اور اہل کساء کے بارے میں بظاہر قرابت کاملہ جو حدیث نبوی اور نقل متواتر سے ثابت ہے، یہ کہنا کہ آیت موذت انہی کی شان میں نازل ہوئی، صحیح ٹھہرا اور آثارِ ذیل بالکل درست۔

حضرت اعلیٰ کلذوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق اہل حق پڑھ کر معلوم ہوا کہ جس طرح سورۃ بنی اسرائیل کی محولہ بالا آیت میں یہودی مدینہ بنو قریظہ اور بنو نضیر سے خطاب ہے، حالانکہ تورات جناب موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اور اُس وقت مذکورہ قبائل کا دنیا میں وجود ہی نہ تھا اور کئی صدیوں بعد یہ قبائل مدینہ منورہ میں وارد ہوئے، مگر اللہ تعالیٰ نے اُن کی تقدیر کا فیصلہ اُن کے موجود ہونے سے کئی سو سال پہلے تورات میں کر دیا۔ جیسا کہ آیت محولہ میں اس کی صراحت کی گئی، بالکل اسی طرح اگرچہ آیت موذت کے نزول کے وقت حضرات حسنین اس دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے، مگر وہ اس آیت کے حکم میں بطریقِ اولیٰ داخل ہیں کیونکہ سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا اور حسنین سے زیادہ اہل قرنی اور کون ہو سکتے ہیں اگر ان چار نفوس مقدسہ کو رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل

قُرْبٰی میں شمار نہ کیا جائے اور کہا جائے کہ یہ حضرات تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریبوں میں سے نہیں تو کیا انہیں دُور والوں میں شمار کیا جائے ؟

یہ عجیب و غریب منطق ہے کہ میٹھی، نواسے اور چچا زاد (داماد) تو اہل قُرْبٰی میں سے نہیں، البتہ دور کے رشتہ دار اہل قُرْبٰی ہو سکتے ہیں۔ شاید ایسا کہنے والوں کے نزدیک قُرْبٰی محضی اقرب (زیادہ نزدیک یا نزدیکی) کے نہ ہوگا، بلکہ دُور اور بعید کے معنوں میں ہوگا ایسا انفقہ فی القرآن رکھنے والوں سے کیا بعید کہ وہ لفظ بعید کو نزدیک کے معنوں میں استعمال کرتے ہوں اور قریب کو دُور کے معنوں میں۔ کو یا ان کو !

مجھوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

واقعی یہ اعتراض عام طور پر کیا جاتا ہے کہ جب حسین نزول آیہ موذت کے وقت پیدا ہی نہ ہوئے تھے تو انہیں اس حکم میں کیونکر شامل کیا جاسکتا ہے مگر تجھ دکلاوی رحمۃ اللہ علیہ کی محققانہ نگاہ نے اس کا ثبوت ایک اور آیت کریمہ سے فراہم کر دیا۔ جو محض مزاج اور علمی بصیرت رکھنے والے انسان کے لئے بلاشبہ ایک حیرت انگیز امتنا دکا درجہ رکھتا ہے۔

رشتے اور عقیدت سے ہٹ کر بھی جب کبھی اُن کے ایسے بصیرت افروز دلائل سے نظر سے گزرتے ہیں تو میرے دل و دماغ پر عالم وجد و کیف طاری ہو جاتا ہے اور ذہن بے اختیار یہ کہہ اُٹھتا ہے کہ آپ واقف مولانا علی اور غوث علی کے حقیقی جانشین اور اہل حق سے بے شک اُن کا درج ذیل شعر معنی بر حقیقت ہے۔

تایافتہ ام خبر سے از باب علوم دل

لداده بہ مہر آں شہ حیدر کرارم

ترجمہ ! جب سے مجھ پر علوم دل کے دروازے کھلے تو

میں جناب حیدر کرار کا شیدا ہو گیا کیونکہ یہ سب اُنہی کا فیضان ہے

بجانبی کے ایک مقطع میں اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

مہر ہے ساری علی دی شک نہ رہ گیا اک ذرا

بہر حال آپ نے یہ ثابت فرمادیا کہ صرف یہی نہیں کہ ایسا ہونا ممکن نہیں بلکہ ایسا ہوتا ہے جیسا کہ سورۃ بنی اسرائیل کے واقعہ سے ظاہر ہے علی تحقیق اور حقیقی علم! سے کہتے ہیں جو حضرت

اعلیٰ کلزوی جیسے اکبر امت کو عطا کیا گیا۔

آج کل کے ٹاک ٹوئیاں مارنے والے بعض دانشور جو بزمِ علم خود مفسرِ قرآن اور محدث کہلاتے ہیں جب کہ عربی زبان کے اچھے سے بھی کورے ہیں وہ بے چارے ایسے علمائے ربانی (جنہیں علم لدنی سے بھی نوازا گیا ہوتا ہے) کا کیا مقابلہ کریں گے۔

(ام ذنب)

قارئین محترم !

حضرت پیر نصیر الدین نصیر رحمۃ اللہ علیہ کی اس خوبصورت بحث سے اہل قرابت کا مفہوم روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا اگر اندھروں کے پیاری اپنی ازلی بدبختی کی بدولت اہل بیت رسول کو اہل قرابت تسلیم نہیں کرتے تو حضرت حسن رضا ربیلوی رحمۃ اللہ علیہ کے جہول بھی درست ہے۔

لعنت اللہ علیکم دشمنانِ اہل بیت

آیتِ فترضیٰ اور شانِ اہلِ بیت

قارئین!

اس آیت کریمہ سے اہل بیت رسول کی عظیم شان و مرتبہ کا اظہار ہو رہا ہے مفسرین کرام نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ سرکارِ دو عالم نور مجسم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت میں اللہ تبارک و تعالیٰ ایسا راضی فرمائیں گے جیسے آپ چاہیں گے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا اس میں ہوگی کہ آپ کے خاندانِ نور کے تمام افرادِ خلد نشیں ہو جائیں اور کوئی فرد بھی اللہ کی خاص رحمتوں سے محروم نہ رہے۔ آیت کریمہ اور اس کی تفسیر میں چند اقوال پیش خدمت ہیں۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ

ترجمہ! اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

(سورۃ النبی آیت ۵)

اس آیت کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بھی فرماتے ہیں۔
من رضا محمد ان لا یدخل من اهل بيته النار
سرکارِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا میں یہ بھی شامل ہے کہ آپ کی اہل بیت میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے گا۔

(تفسیر درمثور ج ۶ ص ۳۶)

اللہ اور رسول کی رضا

اسی آیت کی تفسیر میں حضرت زید بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت ہے کہ

فرمایا ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ رضا ہے کہ ان کے اہل بیت جنت میں داخل ہوں گے۔

(شہد المقبول بفضل ولا در سبل ص ۵۴)

وَ لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ

کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت میں سے کوئی ایک فرد بھی جہنم میں نہ جائے۔

(تفسیر قرطبی ج ۳۰ ص ۲۸۹)

سرکار کی بشارت

امام حاکم نے سند صحیح روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ میرے اہل بیت میں سے جو توحید و رسالت کا اقرار کرے گا اور یہ بھی کہ میں نے رب تعالیٰ کے پیغام کو پہنچا دیا ہے اسے وہ عذاب نہیں دے گا۔

اللہ کا وعدہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ !

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
وعدني ربي في اهل بيتي من اقر منهم بالتوحيد ولى
بالبلاغ ان لا يعذبهم

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ! میرے رب نے میرے اہل بیت کے بارے میں مجھ سے وعدہ فرمایا کہ ان میں سے جو کوئی میری توحید کا اقرار کرے گا اُسے یہ

بات پہنچا دی جائے کہ اللہ تعالیٰ اُسے عذاب نہیں دے گا۔

(دینی فی مسند الفردوس ج ۴ ص ۳۸۲)

(مسند رک اللہ اکرم ج ۳ ص ۱۱۳)

(تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۳۶۱)

ابن حجر مکی کی روایت

ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے الصواعق المحرقة میں حدیث نقل فرمائی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے!

میں نے یہ دعا کی الٰہی میرے اہل بیت میں سے کسی کو جہنم میں نہ

ڈالنا تو اُس نے میری یہ دعا قبول فرمائی۔

(الصواعق المحرقة ص ۲۴۴)

اہل بیت مصطفیٰ کی مغفرت ہو جائے گی

حُلد میں مقصود جائے گی سبھی آل نبی

آیت صدقہ اور شانِ اہل بیت

حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ اقدس میں بعض مالدار لوگ حاضر ہو کر غیر اہم باتوں میں مصروف رہتے اور اتنا وقت لیتے کہ دوسروں کو خصوصاً فقراء و مساکین کو مستفید ہونے کا موقع کم ملنے لگا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام کو یہ بات ناگوار گزری۔

عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اچھا ہو کہ یہ لوگ کم وقت لیا کریں اور فقراء و مساکین کو بھی مستفید ہونے کا موقع مل سکے اور یہ بھی بہتر ہے کہ وہ کچھ مال لے کر حاضر خدمت ہوں کہ بیان کی طرف سے غرباء کی مدد ہو سکے آپ نے فرمایا!

اے علی المرتضیٰ آپ نے سچ کہا ہے لیکن میں ان کو اس لئے ایسا نہیں کہتا کہ ان کی دل آزاری نہ ہو لیکن کچھ دیر بعد یہ آیت حضرت علی المرتضیٰ کے حق میں نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَأْتَيْتُمُ الْمُسُولَ فَفَقِّدُوا بَيْنَ يَدَيْهِ
نَجْوَاهُمْ صِدْقَةً ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ

ترجمہ!

اے ایمان والو جب تم رسول سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی
عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو یہ تمہارے لئے بہتر اور بہت سہرا ہے۔

(سورۃ الجاثیہ آیت 12)

جب یہ حکم نازل ہوا تو آپ نے فرمایا اے علی اللہ تعالیٰ نے آپ کی خواہش پوری کر دی
اور پابندی لگا دی ہے کہ بغیر صدقہ کے حاضر نہ ہوں تا کہ غرباء کی امداد ہو سکے۔

آپ نے فوراً اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے صدقہ پیش کر کے آپ سے بات کی اور وہی
مسئلہ دریافت کیے اس کے بعد کو یہ حکم منسوخ کر دیا گیا تھا کیونکہ غرباء مجبور ہو گئے تھے اس لئے
حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا قرآن کی ایک آیت ایسی ہے جس پر مجھ سے پہلے کسی نے

عمل نہ کیا اور تہمیرے بعد کرے گا۔

مَا عَمِلَ بِهَا أَحَدٌ قَبْلُ وَلَا يَعْمَلُ بِهَا أَحَدٌ بَعْدِي

(صواعق مبرورہ ص ۱۵۷)

عطا کرتے ہیں سائل کو وہ بن مانگے روایت ہے
جناب مرتضیٰ کی شان میں آئی یہ آیت ہے
ہمیں مقصود ہے الفت شہنشاہ مدینہ سے
ہمارے دل میں آل پاک کی سچی خودت ہے

(عمر مقصود مدنی)

آیتِ سلام اور شانِ اہل بیت

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے !

سَلِّمْ عَلَيَّ إِنَّ يَأْسِيْنَ ۝

سلام ہو الیاسین پر

(سورۃ الصافات آیت 130)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

سَلِّمْ عَلَيَّ إِنَّ يَأْسِيْنَ قَالَ نَحْنُ آلُ مُحَمَّدٍ آلُ مُحَمَّدٍ آلُ يَأْسِيْنَ
سلام ہو الیاسین پر فرمایا ہم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور آل محمد صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی آل یاسین ہے۔

(صواعق محرقة صفحہ ۲۸۶)

اسی روایت کو امام فخر الدین رازی نے اپنی اربعین میں اور سمہودی الشافعی نے فضل
الشریفین میں میں ابن ابی حاتم بطبرانی نے اور ابن مردویہ نے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہم
نے درمشور میں بیان فرمایا ہے۔

حضور کا اسمِ یسین ہے

اسی لئے بزرگوں نے سلام علی آل یاسین بھی پڑھا ہے لہذا مطلب صاف ہے کیونکہ حضور
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک یسین بھی ہے علامہ ابن حجر کی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

فقد نقل جماعة من المفسرين عن ابن عباس رضي الله
عنه ان المراد بذلك سلاما على آل محمد صلى الله عليه
وآله وسلم

مفسرین کی ایک جماعت نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے آل یسین سے آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہے۔
(المصون احرق) (شہد المقبول ص ۴۷)

شیخ شہاب الدین کا قول

مفتی حریمین الشرفین شیخ سید شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔
نقاش نے کلی سے اسے نقل کیا ہے لکھتے ہیں علی آل یسین سے مراد علی آل محمد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یسین فرمایا ہے جیسے یعقوب، اسرائیل
(شاہد المقبول بمقتل دلا در سل ص ۴۷)

تفسیر آل یسین اور اہل بیت

ریان بن صلت سے روایت ہے کہ امام علی بن موسیٰ کاظم علیہ السلام مامون کے دربار میں تھے آپ سے قرآن پاک کی اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی سلام علی آل یسین (سے کیا مراد ہے؟)

آپ نے فرمایا ! مجھے میرے باپ نے ان سے ان کے والد نے وہ حضرات حضرت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ یاسین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہے۔ اور ہم لوگ آل یاسین ہیں۔ وہ لوگ جو آپ کے ارد گرد تھے انہوں نے کہا کہ اس میں جھگ نہیں کسی نے جھگ نہیں کیا کہ یاسین سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

آپ نے فرمایا ! اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت بڑی فضیلت دی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی آل میں سے کسی نبی کی آل پر سلام نہیں بھیجا۔

(بیان صحیح المودعہ ص ۱۷)

قارئین کرام!

علماء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ آل یا سین سے مراد آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ یہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کا صدقہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے آپ کی اولاد کو سلام آرہے ہیں۔

یہ ہے مقصودِ حکریمِ رسولِ ذہرا دیکھو
سلام آتے ہیں آل پاک پر ربِ دو عالم کے

آیتِ حسنات اور شانِ اہل بیت

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا
وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا
اور جو نیک کام کرے ہم اس کے لئے اس میں اور خوبی بڑھا دیں۔

(سورۃ شوریٰ ۲۳)

اس آیت شریف کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔
وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا قَالَ الْمَوَدَّةُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَأَلِهِ وَسَلَّمَ
اور جو کوئی نیک کام کرے یعنی آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت
کرے۔

(المواہق الجوزی ص ۱۶۸)

حضرت حسن بن علی کا قول

شیخ سلیمان مغنی نقل کرتے ہیں حضرت حسن بن علی علیہ السلام نے اپنے خطبہ میں فرمایا نیکی
حاصل کرنے سے مراد تمہاری یعنی اہل بیت کی مودت حاصل کرنا ہے۔

(نتائج المودۃ ص ۱۸۵)

حضرت سعدی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آیت
وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا قَالَ الْمَوَدَّةُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَأَلِهِ وَسَلَّمَ کی محبت ہے کہا گیا ہے کہ بظاہر تو آیت میں عموم ہے کہ جو بھی
نیکی ہو اگر وہ محبتِ ذوی القربیٰ کو شامل ہے اولیٰ طور پر کیونکہ یہ کیونکہ آیت
ذکر مودتِ قریٰ کے بعد آئی ہے گویا ساری حسنات مودت کے تابع ہیں۔

(شاہد مقبول بفضلِ ولاد رسول ص ۳۵)

أُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ أَوْرِثَانِ أَهْلِ بَيْتِ

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ
تکم ہا نو اللہ کا اور تکم ہا نورسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔

(سورۃ نساء آیت ۵۹)

حضرت عبدالغفار بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ سیدنا امام جعفر صادق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ اولی الامر کون ہیں قال کان علی واللہ ثم
خدا کی قسم علی کرم اللہ وجہہ الکریم ان میں سے ہیں۔

حضرت علی کا قول

جوینی سند میں سلیم بن قیس ہمدانی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے علی علیہ
السلام کو حضرت عثمان کی خلافت کے زمانہ میں مسجد مدینہ میں دیکھا
مہاجرین اور انصار کا ایک گروہ آپس میں اپنے اپنے فضائل بیان کر رہا تھا
اور حضرت علی علیہ السلام بالکل خاموش تھے ان لوگوں نے عرض کیا اے
ابو الحسن آپ بھی کچھ بیان فرمائیے حضرت نے فرمایا اے گروہ قریش و
انصار میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ تمہیں یہ فضیلت کہاں سے اللہ تعالیٰ نے
عطا کی ہے یہ فضیلت تمہیں خود بخود حاصل ہوگئی ہے یا کسی غیر کی وجہ سے
حاصل ہوئی ہے انہوں نے عرض کیا یہ فضیلت ہمیں اللہ تعالیٰ نے عطا کی
ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہم پر احسان کیا
ہے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ کیا تم اس بات کو نہیں مانتے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں اور میرے اہل بیت ایک نور کی شکل
میں یا رگاہا بزدی کے سامنے رواں دواں تھے یہ حضرت آدم علیہ السلام کی

تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے کی بات ہے۔ پھر اللہ نے آدم کو پیدا کیا اور نور کو حضرت آدم کی پشت میں رکھا آدم کو زمین پر اتارا پھر اللہ نے اس نور کو نور علیہ السلام کی پشت میں رکھ کر کشتی پر سوار کیا پھر اس نور کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حلب میں ڈال کر آگ میں پھینکا گا تا اللہ تعالیٰ اس نور کو اصلاب کریمہ سے ارحام مطہرہ کی طرف اتارنا اور اصحاب کے ذریعہ منتقل کرتا ہے سابقین اور اہل بدر نے عرض کیا ہاں ہم اس حدیث کو سنا تھا۔
امام سلیمان حنفی لکھتے ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور اپنے نبی کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ اور کہا یٰٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کا ذکر کئی مقامات پر فرمایا ہے۔ اور اپنے آخری خطبہ میں بھی جن کا ذکر فرمایا ہے۔

(بیان الحج المودعہ ص ۱۷۸ ص ۱۸۲)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

(أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ)

اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اس کی جو تم میں سے اولی الامر ہے۔

جیس ہمارے معاملات کا دانی وہ شخص ہو سکتا ہے جو امور شریعت کو اللہ تعالیٰ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کے مطابق جانتا ہو۔

حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی اتباع کی طرف اشارہ کیا

ہے وہ اس صورت میں ہے جب اس کا عنصر پاکیزہ ہوگا اور وہ امور شرعیہ کو

خوب جانتا ہوگا۔

امام نبھانی کا جواب

میں کہتا ہوں حکیم ترمذی کا یہ کہنا کہ یہ امر محض اہل بیت کے آئمہ ساتات

کے لئے ہے۔

قابل تسلیم نہیں بلکہ یہ تمام عام و خاص اہل بیت کے لئے ہے خواہ وہ اچھے ہوں یا برے امام ہوں یا ماموم کیونکہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

لن ینفیر قناعتی یرداد علی الخواص

یعنی وہ کبھی متفرق نہیں ہو گئے یہاں تک کہ خوش پروا رہوں۔

اس سے یہ ظاہر ہے کہ یہ سب لوگ اپنے اعمال میں کتاب اللہ کے صحیح احکام کی پیروی کریں گے تو اس صورت میں یہ اعتراض کیسے کیا جاسکتا ہے کہ ان میں بعض خلط ملط کرنے والے اور برے لوگ ہوں گے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان تو ان کی تکریم و تعظیم پر اُبھارتا ہے اور ان کے لئے بشارت ہے کہ کبھی دین اسلام سے الگ نہ ہوں اس امر کی واضح برہان ہے۔

قارئین محترم!

محدثین و علماء نے آپے مبارک

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ
میں سے اولی الامر کا مصداق اہل بیت رسول کو قرار دیا ہے۔

عطاءے رب سے یہ مقصود ہے عظمت محمد کی
اطاعت مصطفیٰ کی ہے اطاعت آل احمد کی

آیت اہل الذکر اور شان اہل بیت

فَسْتَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ
تو اسے لوگوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔

(سورہ اہل آیت ۴۳)

اس آیت کے متعلق حضرت جابر عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھا کہ اہل ذکر کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا! نحن اہل الذکر ہم اہل ذکر ہیں۔

دوسرا قول

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا ذکر کے دو معنی ہیں۔ ایک قرآن اور دوسرے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہم (اہل بیت) ذکر والے ہیں۔

حضرت امام علی رضا کا قول

حضرت امام علی رضا بن موسیٰ کاظم علیہما السلام سے روایت ہے کہ امت کو چاہیے کہ ہم سے اپنے امور دین و ریافت کرتے رہیں کیونکہ ہم صاحبان ذکر ہیں۔

(نایح المودعہ ص ۱۸۶)

ایک اور آیت کریمہ میں ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یعنی یہ جو تم پر بھیجا گیا تمہارے اور تمہاری قوم کے لئے شرف ہے کہ دنیا و آخرت میں ذکر تمہیں رہے گا۔

(شاهد القبول ص ۵۲)

رسول پاک نے چھوڑی ہیں دو چیزیں بہت بھاری
وہ ہے قرآن اور پیارے نبی کی آل ہے پیاری
جو چاہو پوچھنا مقصود اہل ذکر سے پوچھو
نبی کے علم کی وارث نبی کی آل ہے ساری

آیت جبل اللہ اور شانِ اہل بیت

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا
اور اللہ کی رسی مضبوطی سے تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا۔

(سورۃ آل عمران آیت ۱۰۳)

اس آیت کے متعلق امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

نحن حبل اللہ الذی قال اللہ فیہ

وہ اللہ تعالیٰ کی رسی ہم اہل بیت ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

یعنی اس کا دامن مضبوطی سے تھام لو۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۱۹۸)

معانی نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت جعفر بن محمد سے روایت کی ہے کہ ہم جبل اللہ
ہیں جس سے تمسک کو اللہ نے وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ سے تعبیر کیا ہے ہمارے امام حضرت شافعی
فرماتے ہیں!

جب میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے مذاہب انہیں گمراہی اور جہالت
کے سمندروں میں ڈبو گئے۔ تو میں بنام خدا سفینہ نجات میں سوار ہوا، وہ
اہل بیت مصطفیٰ خاتم النبیین ہیں، میں نے جبل الہی تھام لی اور وہ ان کی
محبت ہے کیونکہ ہمیں تمسک بالجبل کا حکم دیا گیا ہے۔

(شاہد اقبول بفضل اولاد رسول ص ۳۸)

حضرت ابن عباس کا قول

کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اسی دوران میں ایک
دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ ہم نے آپ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کفر مانتے ہوئے سنا ہے کہ تم لوگ اللہ کی رسی کو پکڑو۔

وہ اللہ کی رسی کیا چیز ہے۔ جس کو ہم پکڑیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ پر مار کر فرمایا اس شخص کے دامن کو پکڑو یہ اللہ کی مضبوط رسی ہے۔

(بیابح المودہ ص ۱۸۶)

معلوم ہوا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک ہی وہ مضبوط رسی ہے جس کو پکڑ کر اور جس کو تمام کفر و ارتداد گروہ ہندی اور کلمے نکلے ہو جانے سے بچا جاسکتا ہے۔

موجودہ حالات میں اہل بیت رسول سے مضبوط تعلق ہی اتحاد امت کا وسیلہ بن سکتا ہے۔ وہ لوگ جو اسلام کو طاقتور نہیں دیکھتا چاہتے ہیں وہ فرقہ پرستی کو ہوا دے کر اپنے مفادات حاصل کرنا چاہتے ہیں ہمیں چاہیے کہ ان شریعتوں کے زہریلے عقیدے سے دور رہیں اور آل رسول کا دامن مضبوطی سے تھام رکھیں تاکہ نجات حاصل کر سکیں۔

ہے جنیل اللہ رسول پاک کا پاکیزہ گھر سارا

بھی مضبوط رسی ہیں یہ ہے انوار کا دھارا

نبی کی آل کا دامن نہ چھوڑو تم مسلمانو

خدائے پاک کا مقصود ہے فرمان یہ بیارا

(محمد مقصود دہلوی)

آیت اِئْمًا وَلِيُّكُمْ اور عظمت اہل بیت

اِئْمًا وَلِيُّكُمْ اللهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ
الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ زَاكِيُونَ
تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم
کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جگھے ہوئے ہیں۔

(سورۃ المائدہ آیت ۵۵)

روى انہا نزلت في علي كرم الله وجهه الكريم
حسين سئله سائل وهو في الصلوة فنوع خاتمه وأعطاه له

(صادی علی الجلالین ۱۲۵۳)

یہ آیت مبارک اس وقت نازل ہوئی جب سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ
وجہہ الکریم بحالت رکوع میں تھے کہ ایک سائل نے آ کر سوال کیا تو آپ
کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی تھی جو خود بخود تڑگئی اور سائل کی حاجت آپ
نے پوری فرمادی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا کہ اللہ رسول مصطفیٰ
اور مومن نمازی اور زکوٰۃ دینے والے اور رکوع کرنے والے ہیں یعنی
بحالت رکوع بھی سائل کو خالی نہ بھیجا اور اس کی چاندی کی انگوٹھی سے مدد
فرمائی۔

(احیاء العلوم از امام غزالی ص ۷۵)

ابن مردويه حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ
حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نماز ادا فرما رہے تھے کہ سائل نے اُس وقت سوال کیا جب آپ
رکوع میں تھے، آپ نے اُسی عالم میں اُسے انگوٹھی عطا فرمائی تو یہ آیت نازل ہوئی ”اِنَّمَا لَكُمْ اللهُ
ورسوله والذین آمنوا“ اور فرمایا کہ اُن لوگوں کے لئے نازل ہوئی جو ایمان لائے تو علی اُن میں پہلے

مومن ہیں۔

واخرج ابن مردويه عن ابن عباس قال كان علي بن ابي طالب قائماً يصلي فمر سائل وهو راكع فاعطاه خاتمه فنزلت هذه الآية انما وليكم الله ورسوله الآية قال نزلت في الذين آمنوا وعلي بن ابن ابي طالب اولهم۔

ابی جعفر کا قول

ابی جعفر علیہ السلام (امام محمد باقر علیہ السلام) سے اس آیت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا ”الذین آمنوا“ سے مراد مومن ہیں عرض کیا گیا کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ یہ آیت مقدرہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں نازل ہوئی ہے تو آپ نے فرمایا علی علیہ السلام مومنین میں سے ہیں۔

عن ابي جعفر انه سئل عن هذا الآية من الله الذين آمنوا قيل له بلغنا انها نزلت في علي بن ابي طالب قال علي من الذين آمنوا۔

(تفسیر درمنثور جلد دوم ص ۲۹۳-۲۹۴)

(مشکل کشا از علامہ صائم چشتی جلد دوم صفحہ ۹۳۵)

آیت مؤمن اور شان اہل بیت

أَفْتَنَ كَانَ مُؤْمِنًا كَتَمَ كَانَ فَابْتِغَا لَا يَنْتَوُونَ
تو کیا جو ایمان والا ہے اس جیسا ہو جائے گا جو بے حکم ہے یہ برابر نہیں۔

(سورہ السجدہ آیت ۱۸)

اس آیت کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مؤمن سے مراد حضرت علی ہیں اور قاسم سے مراد ولید بن عقبہ ہے ان دونوں کا آپس میں کی بات کا جھگڑا ہو گیا تو ولید نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کہا چپ رہو ابھی بچے ہو اور میں ہوشیار زبان دراز اور تیز چلانے میں تیز اور تم سے زیادہ بہادر ہوں شہر خدا علی المرتضیٰ نے فرمایا خاموش ہو تو قاسم ہے مطلب یہ کہ جو جتنی باتیں کرتا ہے اور اس پر فخر کرتا ہے۔

ان میں کوئی بات قابل مدح نہیں انسان کا شرف ایمان و تقویٰ میں ہے جسے یہ دولت نصیب نہیں وہ یہ نصیب ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی کہ وہ قاسم مرد ہے اور علی المرتضیٰ مؤمن ہیں انہذا یہ برابر کسی طرح نہیں ہو سکتے۔

(تفسیر خازن ج ۳ ص ۴۳۷) (ریاض المعرفہ فی مناقب مشرہ ج ۲ ص ۲۵۳)

اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے ترجمہ قرآن کے حاشیہ پر صدر الا فاضل حضرت مولانا نسیم الدین مراد آبادی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں!

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کسی بات میں جھگڑ رہا تھا، دوران گفتگو کہنے لگا خاموش ہو جاؤ تم لڑ کے ہو میں بوڑھا ہوں، میں بہت زبان دراز ہوں، میری نوک ستان تم سے زیادہ تیز ہے، میں تم سے زیادہ بہادر ہوں، میں بڑا جتھے دار ہوں، حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا چپ تو قاسم ہے، مراد یہ تھی کہ جن باتوں پر تو ناز کرتا ہے انسان کے لئے ان میں سے کوئی قابل مدح نہیں، انسان کا فضل و شرف ایمان و تقویٰ میں ہے جسے یہ دولت نصیب نہیں وہ انتہا کا ذیل ہے، کافر مومن کے برابر نہیں ہو سکتا، اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی۔

(تفسیر خزائن اہل عرفان)

آیت ودا اور شان اہل بیت

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ اللَّهُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ
وُدًّا
بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے مقرر یہ ان کے لئے رحمن
محبت کر دے گا۔

(سورۃ مریم آیت ۹۶)

اس آیت کے متعلق حضرت محمد ابن الحنفیہ فرماتے ہیں کہ:-

لا یبقی مومن الا قلبه ود علی واهل بیته
کوئی مومن ایسا نہیں رہے گا جس کے دل میں سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
الکریم اور آپ کے اہل بیت کی محبت نہ ہوگی

(تفسیر مثنوی ص ۳۲۷)

اسی آیت کی تفسیر میں شیخ شہاب الدین لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں!

سَيَجْعَلُ اللَّهُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا
حضرت محمد بن حنفیہ نے اس کی تفسیر میں فرمایا ہے کوئی مومن ایسا
نہیں رہے گا جس کے دل میں علی اور ان کے اہل بیت کی محبت نہ ہو۔
حافظ سلفی نے اس کی تخریج کی ہے۔

(تاج التوسل بفضل ولاد رسول ص ۳۸)

ارح المطالب میں تذکرۃ النواصی، سبط ابن جوزی اور صواعق محرقة اور تفسیر شلمی کے حوالہ
سے یہ روایت نقل کی گئی ہے۔

عن البراء بن عاذب قال قال رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم لعلي قل اللهم اجعل لي من عندك

عہدا واجعل لی فی صدور المومنین مودة فانزل الله تعالی
 إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ
 وُدًّا .

عاذب رضی اللہ عنہ سے محمول ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے جناب علی سے ارشاد فرمایا ! علی دُعا کرو اور کہو اے میرے
 پروردگار ! اپنے پاس سے مجھے ایک عہد عطا فرما اور مومنوں کے دل میں
 میری محبت ڈال دے یہیں خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

نقاش کا قول

حضرت نقاش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں

نازل ہوئی ہے۔

عن ابن عباس قال اخذ رسول الله صلى الله عليه وآله
 وسلم بيدي علي فصل اربع ركعات ثم رفع يده الى
 السماء فقال اللهم سألک موسى بن عمران وانا محمد ا
 سألک ان تشرح لي صدري ويسر لي امري واحلل
 عقدة من لساني يفقهوا قولي واجعل لي وزيرا من اهلي
 عليا اخي اشدد به اذري واشركه في امري . قال ابن عباس
 سمعت مناديا ينادي يا احمد فداوتيت ما سألک فقال
 النبي صلى الله عليه وآله وسلم يا ابا الحسن ارفع يدك الى
 السماء ادع ربك السأله بعطيك فرفع يده الى السماء وهو
 يقول اللهم اجعل لي من عندك عهدا واجعل لي عندك
 ودا فانزل الله على نبيه صلى الله عليه وآله وسلم إِنَّ
 الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا
 ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر چار رکعتیں نماز کی پڑھیں پھر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے میرے پروردگار! موسیٰ بن عمران نے تجھ سے دُعا کی تھی اور میں محمد ہوں اور تجھ سے دُعا کرتا ہوں۔ میرے سینہ کو کشادہ کر اور میرے کام کو آسان بنا اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں اور میرے اہل سے میرے بھائی علی کو میرا وزیر بنا اور اس سے میری پشت کو قوی کر اور میرے امر میں اس کو میرا شریک گردان۔

ابن عباس کہتے ہیں! میں نے ایک پکارنے والے کو پکارتے ہوئے سنا کہ اے احمد! ہم نے تجھے دے دیا ہے جو کچھ تو مانگ رہا ہے پس حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا اے ابوالحسن! تو اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر خدا سے دُعا کر اور میں یہی تیرے لئے دُعا کرتا ہوں وہ تجھے ضرور عطا کرے گا جناب علی علیہ السلام نے دُعا کی اے میرے پروردگار مجھے اپنے پاس سے ایک عہد عطا کر اور اپنی طرف سے محبت عطا فرما۔ پس خدا تعالیٰ اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس آیت کو نازل فرمایا۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ اللَّهُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا

(ارجح الطالب ص ۸۳)

مرج البحرین اور شان اہل بیت

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ ﴿٢٠﴾ يَخْرُجُ
مِنْهُمَا الْمَوْلَىٰ وَالْمَرْجَانُ ﴿٢١﴾

ترجمہ! اس نے دو دریاؤں کو ملایا کہ یا ہم ملے ہوئے بھی ہیں اور ان کے
درمیان ایک حجاب بھی ہے کہ ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے ان
دونوں سے موتی اور مرجان پیدا ہوتے ہیں۔

(سورۃ الرحمن آیت ۱۹-۲۰-۲۱)

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وفي قوله تعالى مرج البحرین يلتقيان قال هو علي و
فاطمه و يخرج منهما المولود والمرجان الحسن و الحسين
اس میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں دو دریاؤں سے مراد حضرت علی اور
حضرت فاطمہ ہیں اور نکالنا ہے ان میں سے موتی اور موتگا وہ حسن و حسین
رضی اللہ عنہم ہیں۔

(ارجح الطالپ ص ۳۹۰) (زرقاتی شریف ج ۷ ص ۱۳)

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ ﴿٢٠﴾ يَخْرُجُ
مِنْهُمَا الْمَوْلَىٰ وَالْمَرْجَانُ ﴿٢١﴾

صاحب روح البیان حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے
اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بحرین سے مراد حضرت سیدہ زہرا
سلام اللہ علیہا و علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں برزخ رسول پاک صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ہیں اور مرجان حسن و حسین علیہما السلام ہیں۔

(تفسیر روح البیان)

امام علامہ ابو سعید عبد الملک بن عثمان نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ شرف الہی میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فاطمہ اور اس کے ماننے والوں پر آتش دوزخ حرام کر دی تھی

حضرت سلمان قاری رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے مرج البحرین یلتقیان سے مراد ہے بحرین امیر المومنین حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما ہیں

بحرین منہما اللؤلؤ والمرجان سے مراد حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہیں۔

(شرف الہی ص ۲۳۶)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ (مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ) قَالَ عَلِيٌّ وَ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا (بَوُزَخَ لَا يَبْتَغِيَانِ) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ (يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللَّوْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ) قَالَ الْهَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا .

مفسرین کرام نے ان آیات کی ایک تفسیر یہ بھی کی ہے کہ یہ دونوں دریا حضرت علی علیہ السلام اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا ہیں جو انتہائی قربت و الحاق کے باوجود ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے کیونکہ ان دونوں کے درمیان امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کا حجاب موجود ہے اور ان دریاؤں سے پیدا ہونے والے موتی جناب حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہیں۔

(تفسیر زمخشری ص ۱۳۲-۱۳۶)

قَالَ بَعْضُ الْمُفَسِّرِينَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ) @ يَبْتَغِيَانِ @ يَبْتَغِيَانِ لَا يَبْتَغِيَانِ @ أَيْ تَخْرُجُ نَبَاتٌ مِنْ فَاطِمَةَ وَتَخْرُجُ الْفَتْوَةَ مِنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حَاجِرٌ مِنْ تَقْوَى فَلَا تَبْتَغِي فَاطِمَةُ عَلَى عَلِيٍّ وَلَا يَبْتَغِي عَلِيٌّ عَلَى فَاطِمَةَ (يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللَّوْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ) هُوَ الْهَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ .

بعض مفسرین مندرجہ بالا آیات مبارکہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ بحرین سے نبوت کا بحر قاطمہ رضی اللہ عنہا اور قنوت کا بحر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مراد ہیں اگرچہ یہ آپس میں ملے ہوئے ہیں مگر ان کے درمیان تقوے کا حجاب موجود ہے۔

پس نبوت حضرت قاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ زیادتی کرتی ہیں اور نہ ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت قاطمہ سلام اللہ علیہا پر زیادتی کرتے ہیں اور نبوت و قنوت کے ان دونوں دریاؤں سے پیدا ہونے والے موتی اور خراجان حضرت حسین کریمین علیہما السلام ہیں۔

(تورالابصار ۱۱۴)

(نزہۃ المجالس ص ۲۲۹-۲)

(بحوالہ الجول از حضرت علامہ صاحب چشتی)

امام جعفر صادق کی تفسیر

امام جعفر صادق علیہ السلام اور دیگر حضرات سے اس آیت کی تفسیر کے متعلق روایت ہے کہ حضرت علی اور جناب قاطمہ دو کبرے سمندر ہیں جو ایک دوسرے سے بغاوت نہیں کرتے ان دونوں کے درمیان برزخ (واسطہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ان دونوں سے موتی موندگے نکلتے ہیں اور وہ موتی اور موندگے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام ہیں۔

المناقب میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ابو سعید خدری نے کہا کہ یہ آیت مرجع البحرین یلتنقیبین بینہما برزخ لا یبغیان یخرج منہما اللؤلؤ و لیسر جان دو سمندر جاری ہیں تو آپس میں ملے ہوئے ہیں ان کے درمیان ایک پردہ ہے یہ ایک دوسرے پر بغاوت نہیں کرتے اور ان دونوں سے موتی موندگے نکلتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی قاطمہ حسن اور حسین علیہما السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے ان حضرات کو مومن دوست رکھے گا اور کافران سے بغض رکھے

گا ان کو دوست رکھ کر مومن بن جاؤ اور ان سے بغض رکھ کر کافر نہ بن جاؤ
جس کی وجہ سے جہنم میں ڈال دیئے جاؤ۔

اہل بیت رسول سے محبت خُلد کا رستہ ہے اہل سنت اہل بیتِ مصطفیٰ سے محبت کرنے
والے ہیں اور جنت کے ہتھار ہیں خوارج و نواصب اہل بیت رسول کی دشمنی کی وجہ سے جہنم کا
ایندھن بنیں گے۔

آیتِ ہاد اور اہل بیت

إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ
تم تو ڈرسانے والے ہو اور ہر قوم کے ہادی۔

(سورۃ الرعد آیت ۷)

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

وَدَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِهِ
فَقَالَ اِنَا السِّنْدُ رِثْمًا اَوْ مَا اِنِي مِنْكَبِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
وَقَالَ اَنْتَ الْهَادِي الْهُدَى مِنَ الْهُدَى
تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سینے پر دست مبارک رکھا اور
فرمایا مندرہوں اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے کندھے مبارک پر
ہاتھ رکھ کر فرمایا اے علی! تو ہادی ہے اور میرے بعد راہ پانے والے تجھ
سے راہ پائیں گے۔

یعنی ولایت کے سلسلے تجھ سے جاری ہوں گے امت کے اولیا و علما و انوار و اقطاب تجھ
سے فیض حاصل کریں گے۔

(الصواعق المحرقة ص ۱۷۰)

معلوم ہوا! ہدایت کا مخزن و منبع خیر اہل بیت ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بھی
اہل بیت سے ہیں اس لئے ان کی شان میں آنے والی آیات مبارکہ اہل بیت اطہار کی خصوصیت پر
دلالت کرتی ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم امام الاولین و الآخرین ہیں سلسلہ امامت آپ سے
جاری و ساری ہے اولیاء آپ ہی کی اولاد میں سے حضرت امام مہدی علیہ السلام تک جاری رہے گا۔
معلوم ہوا! کہ امت کی ہدایت کا منصب اہل بیت کے لئے مخصوص من اللہ ہے تو جو
لوگ اہل بیت کے دامن سے وابستہ نہیں ہوتے بلکہ اہانت اہل بیت کے مرتکب ہوتے ہیں وہ
ہدایت سے دُور ہیں اور جو ہدایت سے دُور ہیں وہ جنت میں ہرگز نہیں جاسکیں گے۔

قارئین محترم ! یہ بات یاد رہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرما رکھا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے صراطِ مستقیم پر چلنے کی دُعا قطعاً فرمائی اور یہ ساتھ بتایا کہ صراطِ مستقیم انعام یافتہ لوگوں کا راستہ ہے اور صراطِ مستقیم سے ہٹنا ضالین کی راہ ہے۔ راہِ ہدایت کے حصول کے لئے اہل بیت رسول کے دامن سے وابستہ ہونا لازم ہے کیونکہ یہ ہادی بھی ہیں اور مہدی بھی اور یہ انعام یافتہ بھی ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے بھی۔

دوسرا حوالہ

فطمی نے کشف کے مطابق سائب سے وہ سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کی یہ آیت نازل ہوئی !

اِنَّمَا اَنْتَ مُنذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ اپنے سینہ مبارک پر رکھ کر فرمایا ڈرانے والا میں ہوں اور ہادی علی ہیں اسے علی تیری وجہ سے ہدایت یافتہ لوگ ہدایت حاصل کریں گے۔

(تایخ المودۃ ۱۵۷)

ہے یہی مقصود ہے قرآن میں رب نے کہا

ہیں ہدایت دینے والے اہل بیت مصطفیٰ

وانت فيهم اور شان اہل بیت

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں !

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ

اللہ انہیں عذاب نہیں دے گا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں ہوں۔

(سورۃ انفال آیت ۳۳)

علامہ ابن حجر لکھتے ہیں !

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ میرے اہل بیت زمین والوں کے لئے امان ہیں جس طرح کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات یا رکات امان ہے۔

(شاہد المقبول بفضل اولاد رسول ص ۵۱)

حضرت امام ابن حجر کی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت میں ان معنوں کے پائے جانے کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

وانهم امان لاهل الارض كما كان هو صلي صلي الله عليه

وآله وسلم امانهم۔

اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح اہل زمین کے لئے امان ہیں۔

(صواعق حرقوس ۱۵۲)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں !

النجوم امان لاهل السماء واهل بيئتي امان لامتي۔

ترجمہ ! ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اور میرے اہل

بیت میری امت کے لئے پناہ۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت یقیناً ہمارے لئے امان ہیں اہل بیت کی

موجودگی اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے آنے والے عذاب کو روکے ہوئے ہے ہمارے اعمال اس قائل ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں دردناک عذاب سے معذب کرے۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک کی موجودگی کی وجہ سے مسلمانوں کو عذاب سے بچائے ہوئے ہے۔

اگر اہل بیت کرام میں عوم ہو تو یہاں بلاکت سے مراد قرآن کریم کا اٹھایا جانا، کعبہ معظمہ کا انہدام اور مدینہ طیبہ کی ویرانی شامل ہیں اور حدیث مبارکہ سے ظاہر ہے کہ جب تک اہل بیت اطہار رہیں گے یہ دل دہلا دینے والے اور جاں گداز واقعات اُمت کو پیش نہ آئیں گے۔

اہل بیت غرق ہونے سے مامون رکھیں گے

مسند ابویعلیٰ میں سلمہ بن اکوع سند حسن کے ساتھ اور حاکم کی مستدرک میں صحت کے ساتھ مروی ہے اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ الفاظ مروی ہیں۔

النجوم امان لاهل الارض من الغرق و اهل بیئتی
امان لامتی من الاختلاف. الحدیث
ترجمہ ! ستارے زمین والوں کے لئے غرق سے امان ہیں اور
میری اُمت کے لئے میرے اہل بیت اختلاف سے پناہ ہیں۔

عذاب نہیں آئے گا

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں !

اهل بیئتی امان لامتی فاذا ذهب اهل بیت اتاہم ما
یوعدون۔

ترجمہ ! میرے اہل بیت میری اُمت کے لئے امان ہیں جب
اہل بیت نہ رہیں گے اُمت پر وہ آئے جو ان سے وعدہ ہیں، حاکم نے اسے
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

ان تمام احادیث و روایات سے ثابت ہوا کہ اہل بیت رسول اُمت کے لئے امان ہیں

اور اُن کا مبارک وجود اللہ کے تمام عذاب و عقاب کو روکے ہوئے ہیں اور جب اہل بیت رسول کے افراد اٹھائے جائیں گے تو قیامت قائم کر دی جائے گی۔

قارئین محترم !

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک کو ایسی خصوصیات عطا فرما رکھی ہیں جو کسی دوسرے کو حاصل نہیں قلاح یافتہ وہی لوگ ہیں جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت سے بڑے ہوئے ہیں جو اہل بیت کرام سے وابستہ ہیں اور جو اہل بیت کرام کی شکریم میں کوتاہی نہیں برتتے وہ دُنیا میں بھی امان میں ہیں اور آخرت میں بھی امان میں رہیں گے۔

تم اہتدائی اور عظمت اہل بیت

اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے !

وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَيَمُنَّ أَتَابٌ وَأَمِنٌ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَى
اور پیچک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور
اچھا کام کیا پھر ہدایت پر رہا

(سورہ قطفہ آیت ۸۴)

حضرت ثابت بن ثبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا !

اہتد یعنی ولا بیت اہل بیت

حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی اسی طرح مروی ہے کہ انہوں نے ان کی
یعنی اہل بیت کی ولایت و محبت کی طرح راہ پانے کو سبب مغفرت قرار دیا ہے، بشرطیکہ ایمان و عمل و
صالح ہو و اللہ اعلم،،

محبت اہل بیت ضروری ہے

حضرت امام محمد باقر بن امام زین العابدین علیہما السلام نے اہل بیت کی ولا، محبت اور
موڈت کو باعثِ نجات و مغفرت قرار دیا ہے جن دلوں میں نور ایمان ہوگا اور جن کے پاس اعمال
صالحہ ہوں گے اور ساتھ ساتھ اہل بیت رسول کی محبت پاس ہوگی وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے
ہاں پسندیدہ ہوں گے۔

اور جو لوگ اہل بیت رسول کا بغض دل میں رکھیں گے، اہل بیت رسول کے ساتھ عداوت
اور دشمنی کریں گے، ان کو ان کے اعمال کچھ فائدہ نہیں دے سکیں گے اس لئے ضروری ہے کہ
اہل بیت اطہار کا دامن تھا سے رکھیں اور اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے
اعمال صالحہ کے لئے بھی کوشاں رہیں۔

راہِ محبت راہِ ہدایت

قارئین محترم !

اس آیت کریمہ کی روشنی میں یہ ثابت ہوا کہ اہل بیعت رسول علیہم السلام کی محبت سے ہی مغفرت و نجات ہوگی نیز یہ کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیعت کی محبت اختیار کرنے والے کو ہی راہِ ہدایت حاصل ہو سکتی ہے ہم اس سے پہلے اِذْهَبْنَا الْخَافِظَ اَلْمُسْتَقْبِلِہِ کی تفسیر میں بھی اس مضمون کو بیان کر چکے ہیں۔

(شاہد المعقول بفضل اولاد رسول ص ۵۱)

ام تحسد ون الناس اور عظمت اہل بیت

اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے !

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آفَنَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ
یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا

(سورۃ النساء آیت ۵۴)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا خدا کی قسم ! اس آیت میں ناس سے مراد ہم (اہل بیت) ہی ہیں۔ ابوالحسن مغازلی نے اس کی تخریج کی ہے۔

(شاہد المعتبر بلفصل اول اور ص ۵۲)

قارئین !

دارت علوم یاسد مدینۃ العلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا اس آیت کی تفسیر میں قسم اٹھا کر یہ بیان فرماتا کہ اس آیت کا مصداق ہم اہل بیت ہیں یہ معمولی بات نہیں تاریخ کا مطالعہ کریں تو ثابت ہو جاتا ہے کہ اہل بیت رسول سے حسد کرنے والوں کی ایک تعداد ہمیشہ موجود رہی ہے اگر ہم عبید حاضر بنو رجا نہ لیں تو آج اہل بیت رسول سے حسد کرنے والوں کی تعداد تمام ادوار کے لوگوں سے زیادہ ہے۔ آج اہل بیت رسول کا نام لینے والوں سے بھی حسد کیا جا رہا ہے۔

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آفَنَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ
یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا

(سورۃ النساء آیت ۵۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی۔

(تایخ المودۃ ص ۱۸۹)

أَمْرٌ يُجَسَّدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا نَنسِبُهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ
یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا

(سورۃ النساء آیت ۵۴)

امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے کہ آپ نے فرمایا !

ہم لوگ وہ ہیں جن پر حسد کیا گیا ہے۔

(عیاشی المودۃ ص ۱۸۹)

حسد کرنا کبھی نہ آلِ محمد سے
یہی مقصودِ خالق ہے یہی مقصودِ احمد ہے

الحقنا بهم ذریا تھم اور عظمت اہل بیت

حضرت ابن عباس نے تفسیر قول الحقنا بهم ذریا تھم کے بارے میں فرمایا ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اولاد کو من کو اس کے ساتھ جنت میں اٹھایا جائے گا اگرچہ وہ عمل میں اس سے کم ہوں پھر یہ آیت پڑھی۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَّفْنَاهُم مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ
اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی اور ان کے عمل میں انہیں کچھ کمی نہ دی

(سورہ طور آیت ۲۱)

التناهم بمعنی نقصاھم۔ یعنی کم نہیں کریں گے۔
علماء نے کہا ہے، اگر اس طرح کا الحاق ہر مومن کے ساتھ ہوگا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کا تو ان کے ساتھ الحاق بدرجہ اولیٰ ہوگا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو منجج ایمان ہیں۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا ! مرد جنت میں داخل ہوگا تو کہے گا، میرا باپ، میری ماں، میرا بچہ، میری بیوی کہاں ہے؟
اُس سے کہا جائے گا انہوں نے تو تیرے جیسے عمل نہیں کیا۔
وہ کہے گا ! کہ میں ان کے اور اپنے لئے عمل کرتا تھا لہذا ان سے کہا جائے گا کہ تم بھی جنت میں داخل ہو جاؤ پھر یہ آیت تلاوت کی۔

جَنَّاتٌ عِدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَفِيهَا نساءٌ مطہراتٌ من آبہنَّ وَازواجهنَّ ذُرِّيَّتُهُمْ
وہ جنت میں داخل ہوں گے اور وہ بھی جو ان کے آباء و اجداد و ازواج و ابناء میں صالح ہوں گے۔

(شاہد المقبول بفضل اولاد رسول ص ۵۳)

حضرت امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جب مُطلق مومنین کی اولاد کا یہ معاملہ ہے تو اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ اولیٰ اور زیادہ حق دار ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنت میں ملا دی جائے۔

(بیان صحیح لمؤدّہ ص ۱۷۱)

قارئین! غور فرمائیں کہ ہر مومن کے اہل کو جنت میں اُس کے ساتھ ملا دیا جائے گا تو اہل بیت رسول یقیناً سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب خاص میں ہوں گے جو لوگ اہل بیت رسول کے ساتھ محبت کرنے والے ہیں اُن کے لئے بھی بتا رہے ہیں کہ انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت حاصل ہو جائے گی۔

حضرت شیخ محقق عبدالرحمن محدث دہلوی مدارج النبیوت میں نقل فرماتے ہیں! حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں کو پکڑ کر فرمایا جو شخص ان دونوں کو اور ان دونوں کے ماں باپ کو محبوب رکھتا ہے وہ شخص قیامت کے دن میری معیت میں میرے درجہ پر ہوگا۔

شیخ محقق اس حدیث مبارکہ کی شرح میں لکھتے ہیں!

اس میں انتہا درجہ کا مبالغہ پایا جاتا ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میرے درجہ میں ہوگا۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے انتہائی قرب اور معیت، دوسروں کے مقابلے میں کیونکہ اس جگہ مُطلق معیت پر اکتفاء کی جاتی ہے۔

(مدارج النبیوت جلد اول صفحہ ۲۹۷)

قارئین!

معلوم ہوا کہ محبت اہل بیت کی بدولت مومنین کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب خاص عطا ہوگا اور یہ ایک ایسی عظیم نعمت ہے جس کو الفاظ میں بیان ہی نہیں کیا جاسکتا۔ خوش نصیب ہیں وہ اہل حق جو اہل بیت رسول کے حقوق کا پاس کرتے ہیں اور اُن سے حد درجہ کی وابستگی رکھتے ہیں اور اپنی تمام محبتوں کا مرکز و محور خانوادہ رسول کو سمجھتے ہیں۔

بد نصیب ہیں وہ لوگ جو اہل بیت رسول سے دُور ہیں یقیناً وہ آخرت میں بھی خسارے

میں رہیں گے انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب اور محبت ہرگز ہرگز حاصل نہ ہو سکے گی۔
 اس لئے ضروری ہے کہ ہر کار و دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کرنے کے ساتھ
 ساتھ آپ کے اہل بیت سے بھی والہانہ محبت کی جائے کیونکہ یہ محبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
 خوشنودی کا باعث ہوگی۔

کمشکوٰۃ فیہا مصباح اور عظمت اہل بیت

ابوالحسن مغازی موئی بن قاسم علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں دریافت کیا۔

كَمْشَكَوَةٌ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَّاجَةٍ
جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے

(سورۃ نور آیت ۳۵)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں امام حرم کعبہ امام قتیبہ عالی، مفتی تہمت شیخ سید شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف اقوال نقل فرمائے ہیں آپ لکھتے ہیں!

فرمایا! کمشکوٰۃ قاطبۃ مشکوٰۃ حضرت قاطب الزہرا سلام اللہ علیہا ہیں۔

شجرہ مبارکہ ابراہیم علیہ السلام نہ شرقی نہ غربی نہ یہودی نہ نصرانی

يَكَاذُ زَيْبُهَا يُبْهِئُ نَارًا لَمْ تَنْسَسْ نَارًا نُورًا عَلٰى نُورٍ فرمایا! ان کی یعنی سیدہ

قاطبۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی ذریت سے امام کے بعد امام ہوگا۔

یہودی اللہ لئذیہ من ینشاء طبری نے کتاب الذخائر میں سہدی سے روایت کی ہے

کہ اللہ تعالیٰ کے قول! اُولٰٓئِیۡنِیۡ وَ الْآتِیۡنِیۡ (سورۃ آیت ۳۵) میں مراد بنو عبدالمطلب ہیں۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے قول ظلمۃ میں روایت ہے کہ طاء سے مراد

طہارت اہل بیت ہے اور طاء سے مراد ان کی ہدایت ہے امام عبدالرحمن عیدروس نے عقد الجواہر میں

اسے بیان کیا ہے۔ شاعر کہتا ہے!

هم العروة الوثقى لمعنصم بهم

مناقبہم جاءت یوحی وانزال

مناقب فی الشوری وسورۃ هل اتی

وفی سورۃ الاحزاب یوفیٰ الثانی

وہم اہل بیت المصطفیٰ فودادہم
علی الناس مفروض بحکم واسبھال

- (۱) عروۃ الوثقیٰ ہیں ان کے ساتھ اعتصام کرنے والوں کے لئے ان کے مناقب و سنی سے ثابت ہیں۔
- (۲) مناقب شوریٰ اور بل آئی میں ہیں اور سورۃ احزاب میں جنہیں تلاوت کرنے والے جانتے ہیں۔
- (۳) وہ اہل بیت مصطفیٰ ہیں ان کی محبت لوگوں پر حکم خداوندی سے فرض ہے۔
(شاہد امتیول بفضلہ ولادرسولہ ص ۵۴)

انا اعطینک الکوثر اور شان اہل بیت

إِنَّا آخِطَيْنَاكَ الْكُوثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ إِنَّ شَانِيكَ
هُوَ الْأَيْتُّنُ

مفسرین کرام نے اس آیت مبارکہ کے کم و بیش چھتیس معانی نقل فرمائے ہیں جن میں سے ایک تفسیر یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے تو کفار خصوصاً عاص بن وائل نے بے حد خوشی منائی اور آپ کو معاذ اللہ اتر کہا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی کہ اے محبوب آپ کی اولاد (کوثر) بہت کثیر ہوگی اور آپ کی چوتھی صاحبزادی سے ہوگی اور پوری دنیا میں سب سے زیادہ آپ کی اولاد ہوگی۔

اسی آیت کی تفسیر میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں!

حضرت ابراہیم یا حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا وصال ہوا تو عاص ابن وائل کافر نے اپنی قوم سے ایک دن کہا کہ میں ان اتر کے پاس سے آ رہا ہوں۔ معاذ اللہ اتر کے معنی ہیں منقطع النسل نیز کافروں کا یہ خیال تھا کہ حضور کی وفات شریف کے بعد کوئی ان کا نام لیا نہ ہوگا۔ یہ خبر سرکار ابد قراری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش گزار ہوئی تو خاطر اقدس پر کچھ ملال آیا۔ تب یہ سورت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ اے محبوب! ہم نے تو آپ کو کوثر دے دیا۔ اب اس کے شکر یہ میں نماز و قربانی ادا فرمادیں، آپ کا بیکوئی اتر ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بارگاہ الہی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ عزت ہے کہ اگر کوئی گستاخ اپنی گستاخی سے حضور کو ایذا پہنچائے تو خدائے قدوس کو ایذا ہوتی ہے اور رب تعالیٰ خود اس کا جواب دیتا ہے جیسا کہ! تَبَنَّفَ يَدَايَ لِهَيْبٍ وَ تَبَنَّفَ سَيْبٍ سے ثابت ہے کہ اس کے آگے پیچھے کی سورتوں میں قل ہے مگر یہاں قل نہ فرمایا بلکہ خود جواب دیا۔

یہاں اعتراض ہوتا ہے کہ اس کافر نے تو اتر کہا تھا۔ جواب میں فرمایا گیا کہ ہم نے آپ کو کوثر دیا، آخر اس سے مناسبت کیا۔ اس لئے کوثر کے معنی میں بہت توجہ نہیں ہیں اور ہر توجہ بہر کی علیحدہ علیحدہ مناسبت یا تو کوثر سے مراد ذکر کثیر اور ذکر خیر تو مطلب یہ ہوا کہ یہ کافر تو سمجھا کہ ذکر اور

نام اولاد سے چلتا ہے۔ مگر ہم نے اپنی طرف سے آپ کو ذکر کثیر عطا فرمایا کہ بغیر اولاد و مذکور کے ہی تمام دنیا میں آپ کا ذکر رہے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بڑے بڑے بادشاہوں، پیلوان، فقیر و امیر ہر طرح کے لوگ گزر گئے مگر کسی کی ایسی تاریخ نہ لکھی گئی جیسی کہ آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وقت ولادت سے تا وقت وفات ایک ایک حال اس طرح تاریخ میں آگیا کہ جس نے ایک تبسم کی بھی روایت کی خود اس کی تاریخ لکھی گئی۔ مجتوں نے تمام عشق کی داستانیں دیوان قیس میں لکھیں مگر اس نے بھی یہ نہ کیا کہ کسی کو نوکر رکھ کر اپنے احوال زندگی لکھوائے آخر اس میں راز کیا تھا جیسے مجتوں اپنے فراق کی داستان لکھ سکتا تھا ویسے ہی وہ اپنے محبوبہ لیلیٰ کی سوانح عمری بھی تحریر کر سکتا تھا مگر اس میں راز تھا وہ سمجھتا تھا کہ لیلیٰ تو میری محبوبہ ہے مجھے اس کی ہر بات پسند ہے مگر دنیا کے سامنے اگر اس کے احوال زندگی پیش کئے گئے تو کوئی اعتراض کرے گا، کوئی مذاق اڑائے گا تو میں اپنے محبوب کی ذلت کا باعث بنوں گا۔ لیکن صحابہ کرام کو یقین تھا کہ یہ تو عالم کے محبوب ہیں، ہر شخص پسند ہی کرے گا۔ بے دھڑک احوال ظاہر کر دیئے، لوگ کوشش کرتے ہیں کہ ان کا ذکر کر کے مگر نرؤکا نرؤکا۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا

کوثر اولادِ کثیر ہے

یا کوثر سے مراد اولادِ کثیر ہے۔ یعنی اگرچہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصال فرما گئے اور نسل بیٹے سے ہوتی ہے مگر آپ کو ایک صاحبزادی سے وہ نسل دی جاوے گی جو قیامت تک باقی رہے گی چنانچہ آج آٹھ آٹھ دس دس بیٹیوں والوں کی نسلیں مٹ گئیں مگر صاحبزادی والے آقا کی ایسی نسل باقی رہی کہ ہر جگہ سادات کرام نظر آتے ہیں اور انتہا عالم قیامت تک رہیں گے۔ ہاں بد کو اپنی خبر لے لے گا مگر چہ وہ بیٹیوں والا ہے مگر اس کے فرزند کو تو فیق اسلام دی جاوے گی جس سے کہ وہ حکماً اپنے باپ سے نسلًا منقطع ہو جاویں گے اور وہ اہترہ جاوے گا کیونکہ اختلاف دین سے حق یعنی وراثت وغیرہ سب ختم ہو جاتا ہے ایسا ہی ہوا کہ حضرت عمر و ابن عباس مسلمان ہوئے اور باپ سے جدا ہو گئے اور وہ اہترہ ہو گیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ نسل پاک مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسی معظم ہے کہ خدا نے اُن کو کوثر فرمایا۔

(مواہظہ نمبر ۷ ص ۳۹۴)

نبی الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فیض القرآن میں زیر آیت ان شانک حوالہ تر لکھتے ہیں!

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ اولاد پیدا ہوئی! قاسم، پھر زینب، پھر عبد اللہ، پھر ام کلثوم، پھر قاطمہ، پھر قتیبہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہم السلام۔ پہلے قاسم کا انتقال ہوا۔ پھر عبد اللہ (جن کا لقب طیب و طاہر ہے) دارغِ مفارقت دے گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو بی بیوں کے بعد تو سارے کدوالے دشمن بن گئے تھے جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے دونوں فرزند فوت ہو گئے ہیں۔ اب صرف صاحبزادیاں ہی ہیں تو انہوں نے طرح طرح کی باتیں بنا کر شروع کر دیں۔

عاص بن وائل کہنے لگا! خدا! نقطع نسلہ وھو ابتر۔ کہ ان کی نسل منقطع ہوگئی، پس وہ ابتر ہیں۔

کفار جب اسلام کی روز افزوں ترقی کو دیکھتے تو اپنا دل بہلانے کے لئے کہا کرتے تھے کہ کوئی بات نہیں یہ چند روزہ کھیل ہے لڑکان کا کوئی نہیں جو ان کے بعد اس مشن کو جاری رکھ سکے، یہ چند سال کے مہمان ہیں جب یہاں سے رخصت ہوں گے تو ان کا دین بھی اسی روز نیست و نابود ہو جائے گا اللہ تعالیٰ نے اس ایک آیت سے اُن کی گستاخیوں کا منہ توڑ جواب دیا۔ اُن کی خوش فہمیوں کا خاتمہ کر دیا فرمایا!

جو میرے محبوب کا دشمن ہوگا، جو اس کے دین کا بدخواہ ہوگا، جو اس کے نظامِ شریعت سے پر خاش رکھے گا، وہ مٹ جائے گا۔ اُس کی قوم اُسے بھول جائے گی۔ تاریخ اسے فراموش کر دے گی۔ اُس کا کوئی نام لینے والا نہیں ہوگا۔ اُس کی اولاد بھی اُس کا نام لینا چھوڑ دے گی۔ اُس کی طرف ہر قسم کی نسبت اُن کے لئے باعثِ تنگ و عار بن جائے گی اور میرے محبوب کی یہ شان ہے کہ اُس کا ہر امتی خواہ وہ کسی قبیلہ کا فریبہ، کسی ملک کا رہنے والا ہو، کوئی زبان بولنے والا ہو، میرے

محبوب کی شمع ہر وقت روشن رکھے گا۔

دوسرے لوگوں کی نسل اُن کے بیٹوں سے چلتی ہے لیکن میں اپنے حبیب کی نسل اُن کی نور
نظر نعتِ جگر بتول زہرا خاتونِ جنت، سیدہ طاہرہ ذکیہہ قاطرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چلاؤں گا اور اُس
نسل میں اتنی برکت دوں گا کہ دنیاۓ اسلام کے گوشے گوشے میں یہ نسل پھیل جائے گی۔

(تفسیر فی القرآن جلد ۵ صفحہ ۶۸۸)

لكل نبی امر عصبۃ یبتمون الا النبی فاضمة فاننا ولیہا
وعصبۃہما

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء کی نسل اُن کے
بیٹوں سے شروع ہوئی اور میری نسل میری بیٹی سے شروع ہوگی۔

(المستدرک ج ۳ ص ۱۶۲)

ان اللہ تعالیٰ جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریۃتی فی
صلب علی ابن ابی طالب۔

پھر فرمایا! تمام نبیوں کا سلسلہ نسل اُن کی اپنی پشت سے چلا لیکن
میری اولاد کا تصور علی کی پشت سے ہوگا۔

(جامع البصغریٰ ص ۲۹)

مقصود ہے یہ سورہ کوثر میں آگیا
خیر کثیر آپ کو اللہ نے عطا

والضحیٰ، واللیل اذا سجد اور شان اہل بیت

اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے !

وَالضُّحٰی ﴿۱﴾ وَاللَّیْلِ اِذَا تَسَبَّحْتَ ﴿۲﴾

چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے

(سورۃ الضحیٰ آیت ۱-۲)

نورالعینین فی ذکرالحسین میں لکھا ہے کہ اس آیت کی کئی تفسیریں ہیں ان میں سے ایک

تفسیر یہ ہے !

والضحیٰ سے مراد مردان آل محمد، علی حسن و حسین رضی اللہ عنہم

ہیں۔ اور وائل سے مراد مستورات آل محمد ہیں خدا نے ان کی قسم فرمائی۔

(نورالعینین فی ذکرالحسین صفحہ ۲۵)

آیت ان اللہ اصطفیٰ اور عظمت اہل بیت

اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے !

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِيسَىٰ عَلَى
الْعَالَمِينَ
بے شک اللہ نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کی آل اور عمران کی آل کو
سارے جہان سے۔

سورۃ آل عمران آیت (۳۳)

امام جعفر صادق کا قول

امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ آپ تو اولاد علیؑ کی آل علی رضی اللہ عنہ
ہیں آپ آل رسولؐ کس دلیل سے بن گئے ؟

آپ رضی اللہ عنہ نے دلیل کے طور پر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔
إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِيسَىٰ عَلَى
الْعَالَمِينَ
بے شک اللہ نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کی آل اور عمران کی آل کو
سارے جہان سے۔

سورۃ آل عمران آیت (۳۳)

آیت کریمہ میں آل عمران سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اس پر اجماع مفسرین
ہے فرمایا ! اگر عمران کی بیٹی مریم کا بیٹا قرآن کی زو سے آل عمران سے ہو سکتا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی بیٹی کے بیٹے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کیوں آل محمد نہیں ہو سکتے ؟
”لہذا ہم سادات حسنی و حسینی آل رسول ہیں۔“

(نور العینین فی ذکر الحسنین صفحہ ۲۴)

وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ أَوْ رِشْقًا أَوْ لَبَنًا

اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ أَوْ رِشْقًا أَوْ لَبَنًا
اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو

(سورۃ النحل آیت ۸)

اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں قاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ القرآن کترالایمان کے حاشیہ پر صدرالاقاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں !

یہ آیت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی کثیرہ فسطحہ کے حق میں نازل ہوئی، جنہیں کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہوئے، ان حضرات نے ان کی صحت پر تین روزوں کی نذر مانی، اللہ تعالیٰ نے صحت دی، نذر کی وفا کا وقت آیا، سب صاحبوں نے روزے رکھے، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک یہودی سے تین صاع (صاع ایک پیمانہ ہے) جو لائے، حضرت خاتونِ جنت نے ایک ایک صاع تینوں دن پکایا لیکن جب افطار کا وقت آیا اور روٹیاں سامنے رکھیں تو ایک روز مسکین، ایک روز یتیم، ایک روز اسیر آیا اور تینوں روز یہ سب روٹیاں ان لوگوں کو دے دی گئیں اور صرف پانی سے افطار کر کے اگلا روزہ رکھ لیا گیا۔

(تفسیر خزائن امرقان)

کتاب تفسیر میں آتا ہے کہ ایک دفعہ شہزادی رسول سیدہ بتول سلام اللہ علیہا کے دونوں صاحبزادے سیدنا حسن علیہ السلام اور سیدنا حسین علیہ السلام بیمار ہو گئے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزوں کی منت ماننے کا ارشاد فرمایا۔

چنانچہ جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ اور جناب قاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تین روزے رکھنے کی سنت مان لی اللہ تبارک و تعالیٰ نے صاحبزادگان بتول کو جلد ہی شفا عطا فرمادی۔
گھر میں تو قاتوں کی وجہ سے پہلے ہی روزوں جیسا معاملہ تھا تاہم روزوں کے لئے حصری اور افطاری کا اہتمام ضروری تھا مگر خدا کی قدرت دیکھئے کہ دونوں عالم کے تاجدار کی بیٹی کے گھر میں اس قدر آتا بھی موجود نہیں کہ روزہ افطار کرنے کے لئے چند روٹیاں ہی پکائی جائیں۔

تاجدار بل اتی امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم شمعون یہودی کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے تین صاع جو ادھا رلا کر جناب سیدہ قاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو پیش کر دیئے رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی نے وہ جو صاف کئے اور انہیں چکی میں پیسنا شروع کر دیا تیسرا حصہ آتا تیار ہو گیا تو آپ نے اُسے کو ٹھہ کر پانچ روٹیاں تیار فرمائیں آپ کے پاس فقہہ کنیز تھی اور وہ بھی روزے سے تھی۔

مغرب کے وقت روزہ کی افطاری کی تیاری ہو رہی تھی کہ دروازہ کے باہر سائل نے آواز دی السلام علیکم یا اہل بیت محمد! مسکین ہوں اور روٹی کا سوال ہے اہل بیت رسول سے سوال کیا گیا تھا کیسا نکار کرتے؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے حصے کی روٹی اٹھائی اور سائل کی طرف چلے تو مجسمہ ایثار و سخاوت سیدہ قاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا سرتاج! یہ میرے حصے کی روٹی بھی سائل کو عطا کر دیجئے آپ نے سیدہ قاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے حصے کی روٹی بھی اٹھائی تو فقہہ کنیز نے عرض کیا آقا میری بھی تربیت آپ کے زیر سایہ ہو رہی ہے میرے حصے کی روٹی بھی سائل کو عطا فرمادیں۔

والدین کی شانِ سخاوت دیکھی تو جناب حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے بھی اپنی اپنی روٹی پیش کر دی پانچ روٹیاں ہی پکا گئیں اور پانچوں ہی سائل کو عطا فرمادی گئیں اور خاندانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی سے روزہ افطار کر کے مصروفِ عبادت ہو گیا۔

دوسرے روز پھر روزہ تھا جناب سیدہ قاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر تیسرا حصہ جو لے کر آتا تیار فرمایا اور پانچ روٹیاں پکائیں۔ افطاری کا وقت قریب آیا تو دروازہ پر سائل نے آواز دی السلام علیکم یا اہل بیت محمد! تمہیں ہوں خدا کے نام پر روٹی کا سوال ہے بالکل پہلے دن کی

طرح سب نے اپنی اپنی روٹی پیش کر دی اور پانی سے روزہ اظہار کر لیا سائل نے پانچوں روٹیاں کپڑے میں ڈالیں اور دعا دیتے ہوئے واپس ہو گیا۔

آج تیسرا اور منّت کا آخری روزہ ہے تیسرا حصہ جو باقی پڑے ہوئے تھے سیدۃ نساء العالمین سلام اللہ علیہا نے انہیں بھی چکی میں پیسنا شروع کر دیا۔

آتا تیار ہو گیا تو روٹیاں پکائی گئیں اظہار کی تیاری ہوئی گئی تو باہر سے آواز آئی یا اہل بیت محمد! قیدی ہوں روٹی کا سوال ہے۔

کوئی دنیا دار ہوتا تو پکارا اٹھتا کہ یہ کیا مصیبت ہے جاؤ یا با محاف کرو۔ مگر یہ تو خاندانِ رسول تھا یہ لوگ تو اہل قرآنی اور عطا داتا کے پیکر تھے کسی کے چہرے پر ملال تک نہ آیا۔ پہلے اور دوسرے دن ہی طرح سب نے اپنے اپنے حصہ کی روٹی سائل کو عطا فرمادی۔ سوالی دعا دیتا ہوا واپس چلا گیا اور اہل بیت رسول پانی سے روزہ اظہار کر کے مصروف عبادت ہو گئے۔

پہلے بھی قاتلوں پر قاتلے آیا کرتے تھے اور اب تو تین دن سے مسلسل روزہ تھا تھا بہت جسمانی میں بہت زیادہ اضافہ ہو چکا تھا جناب حیدر کرار نے دونوں صاحبزادوں سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین علیہما السلام کو ساتھ لیا اور بارگاہِ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو گئے۔ آپ مسجد نبوی کی محراب میں تشریف فرما تھے بھوک کی شدت سے نواسوں کو لڑکھڑاتے دیکھا تو بیقرار ہو گئے اسی عالم میں نزولِ وحی شروع ہو گیا۔ جبریل نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی اہل بیت کے امتحان کے لئے خدا تعالیٰ کے حکم سے میں ہی مسلسل تین روز مسکین یتیم اور قیدی بن کر حاضر ہوا ہوں۔ خدا آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے۔

وَ يُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَ لَا شُكُورًا ۝ إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَتَطِرًا ۝ فَوَقَفَهُمُ اللَّهُ فَذَرَهُمْ سَاهِيًا ۝ ذٰلِكَ الْيَوْمِ الَّذِي تَصِفُوهُمُ نَصْفًا وَ تُرَوُّوهُمُ ۝

ترجمہ! اور کھانا کھلاتے رہتے ہیں مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے ہم تو تمہیں بس اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کھانا کھلاتے ہیں اور نہ تم سے اس کا عوض چاہیں اور نہ شکر یہ ہم تو اپنے پروردگار کی

طرف سے ادا یشرکتے ہیں ایک تلخ اور سخت دن کا سو اللہ ان کو اس دن کی
سختی سے محفوظ رکھے گا اور ان کو نازگی اور خوشی عطا کرے گا۔

(سورہ بقرہ آیت ۸-۱۱)

تفاسیر میں ان آیات کریمہ کا شان نزول اس طرح بتایا گیا ہے۔

تفسیر کبیر

إِنَّ هَذِهِ الْآيَاتُ نَزَلَتْ فِي حَقِّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَالْوَالِدِيِّ مِنْ أَحْسَابِنَا ذَكَرْتُ فِي كِتَابِ الْبَسِيطِ إِنَّمَا نَزَلَتْ
فِي حَقِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَزُوِيَ عَنْ ابْنِ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَيْهِمَا
السَّلَامَ مَرَّضًا فَعَاذَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ فِي أَنْفُسٍ مِنْ شِعْبٍ فَوَضَعَتْ فَاصِطَةُ صَاغًا وَالْحَتَبَةُ
خَمْسَةَ أَقْرَاصٍ عَلَى عَدَدِهِمْ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْهِمُ أَهْلُ
بَيْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ (أَنَا) مُسْكِينٌ مِنْ
مَسَاكِينِ الْمُسْلِمِينَ أَطْعِمُونِي أَطْعَمْتُمْ اللَّهُ أَخَذَ عَلِيُّ عَلَيْهِ
السَّلَامُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَدَخَلُوا عَلَى
رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَعَهُمْ فَرَأَى فَاصِطَةَ فِي
حِجْرِ ابْنِهَا .

(تفسیر کبیر ۶۷۲-۸ ج ۸) (تفسیر مدارک ص ۲۱۸-۲۱۹ ج ۳)

(تفسیر نیشاپوری پوری حاشیہ ابن حجر ص ۱۱۲-۲۹)

(الجلول صفحہ ۱۱۹۰ از علامہ صائم چشتی)

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خانوادہ نور کا صبر دیکھ کر اللہ تبارک و تعالیٰ نے
اُن کے اہلی صبر کا ذکر اپنی کتاب حکم میں فرمایا جن نفوس قدسیہ کے شرف کو اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں
میں بیان فرما رہا ہے کوئی ان کی عظمت و رفعت کو کیسے جان سکتا ہے۔

آیت ان اللہ یرزق اور شان اہل بیت

قرآن مجید میں آتا ہے کہ جناب مریم علیہا السلام کو جبکہ وہ اپنی عبادت گاہ میں رہتی تھیں جنت کا رزق دیا جاتا تھا۔

كَلِمًا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ
يُمُوزِمُ أُنَىٰ لَكَ هَذَا قَالَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ
مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

جب زکریا اس کی عبادت کی جگہ پر جاتے تو وہاں نیا رزق پاتے فرمایا یہ میرے پاس کہاں سے آیا فرمایا اللہ کے پاس سے بے ٹک اللہ تعالیٰ جسے چاہے بغیر حساب کے دے۔

(سورۃ آل عمران آیت ۳۷)

حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے الجہول میں اس آیت کی تفسیر کے حوالہ سے مفسرین کے اقوال نقل فرمائے ہیں۔

مندرجہ بالا آیت کے تحت مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ حضرت مریم کو جو رزق دیا جاتا تھا وہ جنت کے پھل ہوتے تھے اور اسی مقام پر مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے لئے غیب سے پکا پکایا گوشت اور روٹیاں آئیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک قحط کے زمانہ میں فاطمہ کے پاس پکا ہوا گوشت اور روٹیاں آئیں اور پھر ہم نے گوشت اور روٹی کو ایک جگہ ملا دیا۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ جَاءَ فِي زَمَنِ
قَحْطٍ فَأَهْدَتْ لَهُ فَاطِمَةُ زَغِيْفَيْنِ وَبُضْعَةَ تَجْدٍ أَثْرَثَتْ بِهَا.
فَرَجَعَ بِهَا إِلَيْهَا وَقَالَ هَلْبَيْتِي يَا بِنْتِي وَكَشَفَ عَنِ الظَّنْبِيِّ فَإِذَا
هُوَ قَنْطَرٌ مُخْبِرٌ وَخَبْرٌ أَوْ لَحْمًا.

(تفسیر کشاف ج ۱ ص ۳۵۹)

آپ فرماتے ہیں کہ ہم کو معلوم تھا کہ یہ کھانا اللہ کی طرف سے ہے۔

وَعَلِمْتُ أَنَّهَا نَزَلَتْ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى فَقَالَ لَهَا

آپ نے فرمایا !

أَنْتِ لِكِ هَذَا ؟

میں یہ تیرے پاس کہاں سے آیا ؟

تو جناب سیدہ قاطبہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يَزُورُنِي مِنْ بَيْتِهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ

کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے بیچک اللہ تعالیٰ جسے چاہے بغیر حساب رزق عطا فرماتا

ہے۔

فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَكَ شَبِيهَهُ سَيِّدَةَ نِسَاءِ بَنِي

إِسْرَائِيلَ۔

میں کا جواب سنا تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب تعریف اللہ تعالیٰ کے

لئے ہے جس نے بنی اسرائیل کی عورتوں کی سردار کی مثال قائم فرمائی۔

پھر آپ نے جناب علی اور حسن و حسین و دیگر اہل بیت کو جمع فرمایا حتیٰ کہ تمام سیر ہو گئے مگر

کھانا پھر بھی ویسے ہی رہا اور پھر کھانا جناب سیدہ قاطبہ الزہراء سلام اللہ علیہا نے اپنے ہمسایوں میں

تقسیم کیا۔

ثُمَّ جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي

طَالِبٍ وَالحَسَنَ وَالحُسَيْنَ وَجَمَعَ أَهْلَ بَيْتِهِ حَتَّى شَبِعُوا وَتَقَنَّ

الطَّعَامُ كَمَا هُوَ وَأَوْسَعَتْ فَاحِضَةُ عَلِيٍّ جَبْرَانِيًّا۔

(تفسیر کشاف جلد اول ص ۳۵۹)

یہی واقعہ دیگر کتب تواریخ و سیر میں اس طرح مرقوم ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

و سلم ایک روز میں کے گھر تشریف لے گئے سیدہ تعظیم کے لئے انھیں محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے میں کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر فرمایا میں کیا حال ہے ؟

عرض کیا بچے بھی تین روز سے مجھ کے ہیں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر ایک

چوٹ سی پڑی اور پھر بارگاہِ خداوندی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور عرض کیا۔

اللَّهُمَّ أَنْزِلْ عَلَيَّ مِثْقَالَ حَبِّ خَلْتِي وَ أَهْلِ بَيْتِي كَمَا أَنْزَلْتَ عَلَيَّ مِثْقَالَ حَبِّ خَلْتِي وَ أَهْلِ بَيْتِي
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یا اللہ! محمد و اہل بیت محمد پر رزق نازل فرما جیسے تو نے مریم بنت عمران پر نازل فرمایا۔
محبوب خدا کی دعا تھی کیسے مسترد ہوئی جاوے گا ہر نگار زریں برتوں میں پکا پکا یا خوانِ نعمت بارگاہِ بیت
رسول میں حاضر ہو گیا۔

دعا کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نئی کو مخاطب کر کے فرمایا ذرا اپنی کوٹھڑی میں تو
نگاہ کرو کہ تمہیں کیا نظر آتا ہے۔

جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا روانہ ہوئیں تو آپ کے پیچھے پیچھے جناب حسین
کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی جا رہے تھے اور جب آپ نے کوٹھڑی میں پہنچ کر دیکھا تو ایک
جواہر نگار بیالہ شید سے بھرا ہوا رکھا ہے اور اس کے اوپر ایک کپے ہوئے کوشت کا ٹکڑا رکھا ہے اور
اس میں سے کستوری جیسی خوشبو نکل نکل کر پھیل رہی ہے۔

جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے وہ بیالہ اٹھایا اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی بارگاہِ اقدس میں پیش کر دیا آپ نے فرمایا کہ مسبو و محمد کا نام لے کر کھاؤ پھر جناب علی و فاطمہ
اور حسن و حسین نے اس نئی کھانے کو تناول فرمایا۔

(معارف النبیوت جلد ۴ ص ۱)

(روحۃ البہداء ص ۹۷)

آیتِ مباہلہ اور شانِ اہلِ بیت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے !

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا
نَدْعُ آبَتَنَا وَآبَتَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا
وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكٰذِبِينَ ﴿٦١﴾

(سورۃ آل عمران آیت 61)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہلِ بھران کو ایک مکتوب عالیہ بھیجا کہ اسلام قبول کر کے خداوندِ قدوس کی اوجہیت اور رسالتِ مصطفائی کا اقرار کر لیں چنانچہ اہلِ بھران نے اپنے علماء وغیرہ پر مشتمل چودہ افراد کا ایک وفد سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیج دیا کہ جا کر ان سے مناظرہ کریں۔

چنانچہ عیسائیوں کا یہ وفد جب جناب رسالتِ مآب علیہ التسلیمات والتسلیمات کے پاس مسجد نبوی میں پہنچا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف کوئی التفات نہ فرمایا بلکہ ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اس لئے کہ ان کے ہاتھوں میں ایک توسونے کی انگوٹھیاں پہنی ہوئی تھیں دوسرے ان کے تہ بندایز یوں کے نیچے زمین پر گھسٹ رہے تھے اور تیسری وجہ یہ کہ ان کے لباسِ ریشمی تھے

(دلائل النبوة ج ۲۹۸ ص ۱۲۹۸ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۶۸)

(طبقات ج ۱ ص ۳۵۰ ج ۲ ص ۲۵۰)

جب وہ لوگ مسجد نبوی سے باہر نکلے تو راستے میں انہیں سیدنا عثمان غنی و حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما ملے جو ان کو جانتے تھے وہ آگے بڑھے انہوں نے کہا تم لوگوں نے ہمیں خود ہی خطا بھیجا تھا اور پھر جب تمہاری دعوت پر حاضر ہوئے اور سلام کہا تو ہمیں جواب تک نہیں دیا گیا۔

ہم نے ہر ممکن کوشش کی کہ ہمارے ساتھ گفتگو کی جائے مگر آپ کے نبی نے بالکل سکوت

فرمائے رکھا لہذا ہمیں بتایا جائے کہ ہم لوگ واپس اپنے ملک کو چلے جائیں یا پھر سے رہیں یہ باتیں ہوئی رہی تھیں کہ سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بھی تشریف لے آئے۔

حضرت عثمان غنی اور حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہما نے ان کو اس صورت حال سے آگاہ کیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے انہیں مشورہ دیا کہ یہ لوگ اپنی طلاق انگوٹھیاں اور ریشمی لباس اتار کر دوسرا لباس پہن کر جائیں تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے گفتگو ضرور فرمائیں گے۔

چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے وہ لوگ جب دربارِ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق گفتگو شروع کر دی۔

عیسائیوں کا سوال

انہوں نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ عام لوگوں کی طرح پیدا نہیں ہوئے اور بغیر باپ کے پیدا ہوئے اس لئے خدا کے بیٹے ہیں۔

سرکار کا جواب

امام الانبیاء تاجدارِ مدینہ فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے حکم سے انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی مثال دے کر فرمایا کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے بغیر باپ کے اور بغیر ماں کے پیدا فرمایا اور یہ اللہ تعالیٰ کی حکمتیں ہیں ان میں شک نہ کرو۔

حکمِ مہابہلہ

اگرچہ عیسائیوں کو اس کے بعد جواب تو کوئی نہ آیا مگر وہ اپنی ضد پراڑ سے رہے تو اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو بھیجا اور حکم دیا کہ محبوب ان سے فرمادیتے کہ آؤ آپس میں مہابہلہ کر لیں تاکہ حق و باطل کی تمیز ہو جائے قرآن پاک میں یہ واقعہ اس طرح آتا ہے۔

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ
 قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٥٩﴾ الْحَقُّ مِنَ رَبِّكَ فَلَا تَكُن مِمَّن
 الْمُنْتَضِرِينَ ﴿٦٠﴾

عیسیٰ کا قصہ اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے اسے مٹی سے بنایا پھر
 فرمایا ہو جا تو ہو رہا ہو جاتا ہے اسے سننے والے یہ تیرے رب کی طرف سے
 حق ہے تو حکم والوں میں سے نہ ہوتا۔

(سورۃ آل عمران آیت ۵۹-۶۰)

فَمَنْ حَاكَمَكَ فَبِإِذْنِهِ وَمَنْ بَعَدَ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَلْتَأْتِيَنَّكَ
 نَدْعُ ابْتِغَاءً نَارًا وَابْتِغَاءً كُفْرًا وَنِسَاءً نَارًا وَنِسَاءً كُفْرًا وَ
 أَنْفُسًا كُفْرًا ثُمَّ نَبْتَهَلُ فَنَجْعَلُ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكٰذِبِينَ ﴿٦١﴾
 ترجمہ! پھر اے محبوب جو آپ سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کرتے ہیں
 بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا تو ان سے فرما دو کہ آؤ ہم تم بلائیں اپنے بیٹے
 اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جائیں اور
 تمہاری جائیں پھر مہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

(سورۃ آل عمران آیت ۶۱)

تفاسیر میں آتا ہے کہ عیسائیوں کو خدا تعالیٰ کا یہ فرمان سنا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم اپنی بیٹی کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ بیٹی تیار ہو جائے چادر ظہیر کو اچھی طرح اپنے جسم
 پر لپیٹ لو میرے نواسوں حسن و حسین کو بھی ساتھ لے لو جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا
 رہائے اقدس اوڑھ کر تیار ہو گئیں تو آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا علی تو بھی تیار ہو
 جاؤ۔

چنانچہ سب لوگ تیار ہو کر سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے حجرہ منورہ سے باہر آگئے کس
 شان کا یہ قافلہ نور ہے اور کس شان سے چلا جا رہا ہے تاجدار انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت
 حسین علیہ السلام کو کود میں اٹھا رکھا ہے اور حضرت حسن علیہ السلام کو انگلی سے لگا یا ہوا ہے جناب
 فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے باپ کی ٹہلی کے پلو کو تھام رکھا ہے اور جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم

نے جناب سیدہ کی رائے پاک کا کونہ پکڑ رکھا ہے۔

سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر پاؤں رکھتی ہیں اور جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے نشان قدم پر اپنا پاؤں رکھتے ہیں اور یوں سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے نقش قدم کو بھی پردہ دیا جا رہا ہے کہ اگر زمین دیکھے تو اُسے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم نظر آئیں اور اگر آسمان دیکھے تو اسے جناب حیدر کرار کے نقش قدم نظر آئیں بہر حال یہ قافلہ نورانی تقدیس و عظمت کے ساتھ چند قدم اور آگے بڑھتا ہے پھر ایک مقام پر تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آلِ عبا کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جب ہم دعا مانگیں تو تم سب مل کر آمین کہتے رہنا۔

فَدَا اِحْتَضَمْنَ الْحَسَنُ وَ اَحْتَضَمْنَ الْحُسَيْنَ وَ فَاَطَمَتْهُ تَمِيمَتِي
خَلْفِهِ وَ عَلِيًّا بِمَشِيَّتِي خَلَقَهَا وَ يَقُولُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَوْتُ فَاْتَمِنُوا

(تفسیر کبیر ۲-۴۰۰ بیضاوی ج ۱ ص ۲۶۳ نورالابصار ۱۱۱)

(سیرت رسول عربی ۳۶۱)

تحقیق آپ نے حسن کی انگلی پکڑی اور حسین کو گود میں اٹھایا آپ کے پیچھے جناب فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا تھیں اور حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے ان کو مخاطب کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب ہم دعا مانگیں تو آمین کہنا۔

پادری کہہ اٹھا

بہر حال جب یہ قافلہ نور و تقدیس چند قدم اور آگے بڑھا تو عیسائیوں کے بڑے پادری اسقف نے کہا کہ اے میری قوم ان لوگوں سے مہابہ نہ کرنا میں ان میں وہ صورتیں دیکھ رہا ہوں کہ اگر انہوں نے تمہارے لئے بد دعا کر دی تو قیامت تک کوئی عیسائی روئے زمین پر نہیں رہے گا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ اللہ سے سوال کر دیں کہ یہاں اپنی جگہ سے اُٹ جائے تو یقیناً یہاں اپنی جگہ سے ہٹ جائے۔

قَالَ اسْقُفُ يَا مَعْشَرَ النَّصَارَى إِنِّي لَأَرَى وَجُوهَهَا لَوَّ

سَأَلُوا اللَّهَ أَنْ يُزِيلَ حَبْلًا مِنْ مَكَلِّهِ آذَانَهُ فَلَا تَنْتَهِلُوا
فَتَهْلِكُوا وَلَا يَبْقَى عَلَى الْآرِضِ نَصْرٌ لِيُتَوَهَّرَ الْقَبِيحَاتُ

(حدیث المعانی ج ۳ ص ۶۸۲) (معارف ج ۳ ص ۲۵۰) (نور الابصار ۱۱۱)

کہا استغف نے اے گروہ نصاریٰ میں ایسے چہرے دکھ رہا ہوں کہ اگر یہ اللہ سے سوال
کر دیں کہ یہاں اپنی جگہ سے اٹل جائے تو بھینٹا اٹل جائے گا۔ پس ان کے ساتھ مہابہ نہ کرنا ورنہ
ہلاک ہو جاؤ گے اور کوئی عیسائی دنیا میں باقی نہیں رہے گا۔ چنانچہ عیسائیوں نے جب اپنے سردار کا
مشورہ سنا تو مہابہ اٹلے سے رُک گئے اور معذرت طلب کر لی۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست
قدرت میں میری جان ہے اہل نجران کی تباہی یقینی تھی اور اگر ہم ان پر لعنت کر دیتے تو ان کی
صورتیں مسخ ہو جاتیں وہ بندر اور سوربن جاتے ان کے شہروں پر آگ برستی اہل نجران جل کر رکھو
جاتے حتیٰ کہ پرندے اور درخت بھی جل جاتے اور تمام عیسائی ہلاک ہو جاتے۔

(خازن ج ۱ ص ۱۲۳ نور الابصار ۱۱۱)

(معالم اشتریل ج ۱ ص ۱۳۳) (خازن ج ۲ ص ۱۲۳)

(تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۱۷۱) (تفسیر کبیر ج ۲ ص ۷۱)

(تفسیر فی ج ۳ ص ۷۳) (روح المعانی)

(القول حضرت علامہ صائم چشتی)

عظمتِ اہل بیت احادیث کی روشنی میں

اب ہم شانِ اہلبیت میں
کتبِ احادیث سے منتخب احادیث
اور
اُن کی توضیح و تشریح پیش کر رہے ہیں

قارئین !

بعض لوگوں کا گمان ہے کہ کچھ محدثین نے جان بوجھ کر وہ روایات نقل نہیں کیں جن میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کی فضیلت اور مقام و مرتبہ کا اظہار ہوتا ہے لیکن یہ بات محققین کے نزدیک کسی طور پر بھی قابل قبول نہیں تمام محدثین کرام بشمول کتب صحاح و شریعہ میں فضائل اہل بیت پر ابواب قائم کر کے احادیث جمع کی گئیں ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المناقب میں مناقب علی ابن ابی طالب کے عنوان سے سات احادیث اور مناقب قرابت رسول اللہ و منقبہ قاطبہ علیہا السلام کے عنوان سے تین احادیث اور مناقب حسن و حسین کے عنوان سے آٹھ احادیث روایت فرمائی ہیں۔

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے مولائے کائنات شہید خدایا سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فضائل میں تیرہ احادیث اور سیدہ طیبہ طاہرہ قاطبہ الزہراء سلام اللہ علیہا کے فضائل کے باب میں آٹھ احادیث اور حسین کریمین علیہم السلام کے فضائل کے باب میں چھ احادیث روایت فرمائی ہیں واضح رہے کہ ان احادیث کے علاوہ بھی انہوں نے اپنی دیگر کتب میں ان نفوسِ قدسیہ کے متعلق بے شمار احادیث روایت فرمائی ہیں۔

اگر ہم محدثین کی کتب سے فضائل و مناقب اہل بیت میں جمع کی کئی روایات کی تعداد کے حوالہ سے تحقیق پیش کریں تو سینکڑوں صفحات درکار ہونگے اس لئے یہ بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ شاید ہی حدیث مبارکہ کی کوئی کتاب ایسی ہو جس میں اہل بیت رسول کے فضائل و مناقب میں احادیث موجود نہ ہوں اس لئے اب ہم اپنے موضوع کے مطابق احادیث رسول متبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتخاب پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں جو اہل بیت اطہار کے فضائل میں ہم نے مختلف کتب احادیث سے جمع کئے ہیں۔

دو بھاری چیزیں

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم ہمیں خم نامی چشمے پر خطبہ دینے کھڑے ہوئے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور وعظ و نصیحت فرمائی پھر ارشاد فرمایا اے لوگو! میں بشر ہوں قریب ہے کہ اللہ کا قاصد میرے پاس آئے اور میں اسے قبول کر لوں میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جن میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے پس اللہ کی کتاب کو لو اور اسے مضبوطی سے تمام لو آپ نے اللہ کی کتاب کی طرف ابھارا اور اس کی ترغیب دی۔

پھر فرمایا! دوسرے میرے اہل بیت ہیں اور میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں۔

(مسلم شریف باب فضائل علی)

عَنْ حَدِيثِ بِنْتِ أَبِي سَعِيدٍ الْخَطَّابِيِّ... فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ نَبَأْتُكَ بِالطَّبِيبِ الْخَبِيرِ أَنَّهُ لَنْ يُعَمَّرَ نَبِيٌّ إِلَّا يَضْفَ عُمَرُ الَّذِي تَلِيهِ مِنْ قَبْلِهِ وَإِنِّي لَأَكْطُبُ أَيْ يُوْشِكُ أَنْ أُذْعَى فَأَجِيبْ. وَإِنِّي مَسْئُولٌ وَإِنَّكُمْ مَسْئُولُونَ فَمَاذَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟ قَالُوا: نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَغْتَ وَجَهَدْتَ وَنَصَبْتَ. فَيَزَاكَ اللَّهُ حَيًّا. فَقَالَ: أَلَيْسَ نَشْهَدُونَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّ حَتَّهَ حَقٌّ وَتَارَهُ حَقٌّ وَأَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ وَأَنَّ الْبِتْعَةَ بَعْدَ الْمَوْتِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَتَّبِعُ مَنْ فِي الْقُبُورِ؟ قَالُوا: بَلَى. نَشْهَدُ بِذَلِكَ. قَالَ: اللَّهُمَّ! ائْتِنَا بِمَا نَشْهَدُ لَكَ. يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللَّهَ مُؤَلِّمٌ وَأَنَا مُؤَلِّمٌ الْمُؤْمِنِينَ وَأَنَا أَوْقِفُ بِهِمْ مِنَ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ كُنْتُ مُؤَلِّمًا فَهَذَا مُؤَلِّمًا يُعْنَى عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ... اللَّهُمَّ! وَالِ مِنَ وَالِاهُ وَعَادِ مِنَ عَادَاهُ. ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي فَزَطْتُكُمْ وَإِنَّكُمْ وَارِدُونَ عَلَى الْحَوْضِ حَوْضِ أُعْرَضُ مَا بَيْنَ بَصْرَى وَصَنْعَاءَ فِيهِ عَدَدُ النَّجُومِ

قَدْ حَانَ مِنْ فِضَّةٍ. وَإِنِّي سَأَلْتُكُمْ جِئْتُمْ تَرُدُّونَ عَلَيَّ عَنِ
الْقَلْبَيْنِ. فَانظُرُوا كَيْفَ نُحْفِلُونِي فِيهِمَا. الثَّقَلِ الْأَثْوَرِ
كَتَابِ الدَّلِيلِ سَبَبَ ظَرْفُهُ يَبِيدُ اللُّهُ وَ ظَرْفُهُ بِأَيْدِيكُمْ
فَأَسْتَسْكِنُوا بِهِ لَا تَضِلُّوا وَلَا تُبَدَلُوا. وَعِزَّتِي أَهْلُ بَيْتِي.
فَإِنَّهُ قَدْ نَبَأَنِي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ أَنَّمَا لَنْ يَنْقُضِيَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ
الْحَوْضَ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْمَعْجَمِ الْكَبِيرِ.

”حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! مجھے لطیف و خیر ذات نے خبر دی ہے
کہ اللہ نے ہر نبی کو اپنے سے پہلے نبی کی نصف عمر عطا فرمائی اور مجھے گمان
ہے مجھے (عقرب) بلاوا آئے گا اور میں اُسے قبول کر لوں گا، اور مجھ سے
(میری ذمہ داریوں کے متعلق) پوچھا جائے گا اور تم سے بھی (میرے
متعلق) پوچھا جائے گا، (اس بابت) تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم
کو ابی دیتے ہیں کہ آپ نے ہمیں انتہائی جدوجہد کے ساتھ دین پہنچایا اور
بھلائی کی باتیں ارشاد فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بات کی کو ابی نہیں دیتے کہ
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں،
جنت و دوزخ حق ہیں اور موت اور موت کے بعد کی زندگی حق ہے، اور
قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں، اور اللہ تعالیٰ اہل قبور کو دیکھ رہا ٹھائے
گا؟ سب نے جواب دیا: کیوں نہیں! ہم ان سب کی کو ابی دیتے ہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! تو گواہ بن جا، آپ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! بیشک اللہ میرا مولیٰ ہے اور میں تمام
مؤمنین کا مولا ہوں اور میں ان کی جانوں سے قریب تر ہوں۔ جس کا میں
مولا ہوں یہ اُس کا یہ (علی) مولا ہے۔ اے اللہ! جو اے دوست رکھے تو
اُسے دوست رکھ، جو اِس سے عداوت رکھے تو اُس سے عداوت رکھ۔

”اے لوگو! میں تم سے پہلے جانے والا ہوں اور تم مجھے حوض پر ملو گے، یہ حوض بصرہ اور صنعاء کے درمیانی فاصلے سے بھی زیادہ چوڑا ہے۔ اس میں ستاروں کے برابر چاندی کے پیالے ہیں، جب تم میرے پاس آؤ گے میں تم سے دو انتہائی اہم چیزوں کے متعلق پوچھوں گا، دیکھنے کی بات یہ ہے کہ تم میرے پیچھے ان دونوں سے کیا سلوک کرتے ہو! پہلی اہم چیز اللہ کی کتاب ہے، جو ایک حیثیت سے اللہ سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری حیثیت سے بندوں سے تعلق رکھتی ہے۔ تم اسے مضبوطی سے تھام لو تو گمراہ ہو گے نہ (حق سے) منحرف، اور (دوسری اہم چیز) میری عترت یعنی اہل بیت ہیں (ان کا دامن تھام لیا)۔ مجھے لطیف و خیر ذات نے خبر دی ہے کہ بیشک یہ دونوں حق سے نہیں ہٹیں گی یہاں تک کہ مجھے حوض پر ملیں گی۔ اس حدیث کا نام طبرانی نے ”مجمع الکبیر“ میں روایت کیا ہے۔“

(طبرانی فی المعجم الکبیر جلد ۳ صفحہ ۱۸۰) (مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۱۲۳)

(کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۱۸۸) (البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۳۳)

(کنز الطالب فی مناقب علی بن طالب صفحہ ۳۳) (تاریخ دمشق جلد ۳۵ صفحہ ۱۲۶)

عن ابن واثلة أنه سمع زيد بن أرقم يقول: نزل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بين مكة و المدينة عند شجرات خمس دوحات عظام. فكنس الناس ما تحت الشجرات. ثم راح رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عيشة فضلى. ثم قام خطيباً فحمد الله وأثنى عليه وذكر وعظ. فقال ما شاء الله أن يقول: ثم قال: أيها الناس! إني تارك فيكم أمرين. لن تضلوا إن اتبعتموهما. وهما كتاب الله وأهل بيته عترتي.

ابن واثلہ سے روایت کہ انہوں نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ اور مدینہ کے درمیان پانچ

بڑے گھنے درختوں کے قریب پڑاؤ کیا اور لوگوں نے درختوں کے نیچے صفائی کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ دیر آرام فرمایا۔ نماز ادا فرمائی، پھر خطاب فرمانے کیلئے کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی اور وعظ و نصیحت فرمائی، پھر جو اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تک تم ان کی پیروی کرو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے اور وہ (دو چیزیں) اللہ کی کتاب اور میرے اہل بیت اولاد ہیں۔“

(حاکم المستدرک ج ۳ ص ۱۰۹)

(البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۱۲۸)

(ابن عساکر ج ۵ ص ۱۲۳)

(کنز العمال ج ۱ ص ۳۸۱)

(کنز المطالب فی مناقب علی بن ابی طالب ص ۵۱)

غلط تاویل

مولانا غلام رسول سعیدی صاحب نے حدیث ثقلین کی غلط تاویل کی ہے۔ شیعہ کی تردید کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہونا چاہیے کہ تنقیح اہل بیت کی جائے۔ ترمذی شریف میں آنے والی حدیث انی نازکھ فیکم ہما تمسکھ جو کہ علامہ سید محمود آلوسی نحوی رحمۃ اللہ علیہ کا اس حدیث مبارکہ پر تبصرہ ملاحظہ فرمائیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑ رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری امت (اہل بیت) ہے وہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گے حتیٰ کہ دونوں حوض پر وارد ہوں گے، جمہور علماء کا اس آیت کو علماء پر محمول کرنا بالخصوص اہلبیت پر محمول کرنے سے زیادہ بہتر ہے اور علماء امت میں علماء اہلبیت سب سے پہلے داخل ہیں کیونکہ ان ہی کے گھر میں کتاب نازل ہوئی ہے اور وہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گے حتیٰ کہ یوم حساب کو

وہ دونوں حوض پر وارد ہوں گے۔

(روح المعانی ج ۲۲ ص ۲۹۰)

مولانا سعیدی صاحب لکھتے ہیں کہ علامہ آلوسی نے اہلبیت کی فضیلت میں جس حدیث کا ذکر کیا ہے اس کو امام طبرانی نے حضرت ابو سعید خدری سے اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے جہاں بن ابراہیم العامری از یحییٰ بن الحسن بن فرات القزاز۔

سعیدی صاحب اس روایت پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

نہ علامہ آلوسی کا یہ کہنا صحیح ہے کہ علامہ اہل بیت اس آیت میں سب سے پہلے داخل ہیں کیونکہ ہر منصف مزاج شخص کو معلوم ہے کہ قرآن مجید کو سب سے پہلے حضرت عمر کے مشورہ سے حضرت ابو بکر نے منج کیا اور آپ نے حضرت زید بن ثابت، حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت ابی بن کعب پر مشتمل ایک کمیٹی بتائی جس نے نعت قریش کے مطابق قرآن مجید کو منج کیا اس کو حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر رکھا دیا۔

(تفسیر تیان ص ۶۸۱)

لاجواب منطق

جب کوئی شخص سٹھیا جائے تو وہ عجیب غریب حرکتیں کرنے لگتا ہے عموماً ایسے بزرگ مساجد میں پائے جاتے ہیں جو گھر والوں کے ساتھ لڑنے کے بعد مسجد میں تشریف لے آتے ہیں اور طرح طرح کی باتیں بنا تے نظر آتے ہیں ایسے بزرگوں کی گفتگو کا نہ کوئی سراہوتا ہے نہ پیرا ہی لئے نہ ان کی گھر والوں سے بنتی ہے نہ باہر والوں سے یہی حال مولانا سعیدی صاحب کا ہے اپنی غلط سلط بات منوانے کے لئے گھر والوں سے بھی بگاڑ لیتے ہیں اور اسی بنا پر یہ عقیدہ لوگوں کو بھی باتیں بنانے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔

مولانا سعیدی نے حدیث نقلین کو جس تناظر میں بیان کیا ہے وہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانِ اقدس کے قطعاً خلاف ہے اگرچہ انہوں نے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اپنی اس غلط تاویل میں کھدیٹ رکھا ہے لیکن پھر بھی کچھ بات نہیں بن سکی کیونکہ علامہ آلوسی نے حدیث

تقلین میں اہلبیت اطہار کفو قیت دے رکھی ہے اور یہ سعیدی صاحب کو ہرگز پسند نہیں۔
 علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت پیش کرنے کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ آپ کو اطمینان
 حاصل ہو جاتا کہ پہلو اس حدیث رسول جس میں قرآن اور اہلبیت کا ایک ساتھ حوض کوثر پر سرکار
 دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے کا ذکر ہے اُس میں ان کو بھی شامل کر لیا گیا ہے کیونکہ آلوسی نے
 لکھا ہے کہ اس میں علماء شامل ہیں چاہیے تو یہ تھا کہ یہ خوشی سے بھینس بجاتے لیکن انہوں نے علامہ
 آلوسی کی توضیحات کو بھی حقائق منافی قرار دے دیا۔

مولانا سعیدی نے قرآن پاک اور اہل بیت کے ایک ساتھ حوض کوثر پر سرکار دو عالم سے
 ملنے کو خارج از مکان قرار دینے کی کوشش کی ہے اور وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جو قرآن اور اہل
 بیت کا ذکر حدیث میں ایک ساتھ ملتا ہے اُس سے غراد اہلبیت اطہار نہیں بلکہ اصحاب رسول ہیں
 کیونکہ وہ قرآن پاک کو زیادہ جاننے والے تھے۔

کوئی مولانا سعیدی صاحب سے پوچھے کہ کیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر تھی
 کہ آپ قرآن کے کبہ رہے ہیں اور اہل بیت کون ہیں۔

ہم مولانا سے یہی گزارش کریں گے کہ اپنی منطق کو چھوڑیں اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کو
 دیکھیں جس نے فرما رکھا ہے کہ قرآن ہم نے نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔
 جب یہ بات طے ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ خود محافظ قرآن ہے تو اس سے ہرگز یہ بات نہیں
 لی جاسکتی کہ قرآن مقدس کو ایک جگہ جمع کرنے سے غراد قرآن کا سب سے زیادہ عالم ہونا ہے یہ
 درست ہے کہ اصحاب رسول علیہم الرضوان نے قرآن پاک کو ایک جگہ جمع فرمایا لیکن اس سے یہ مراد
 نہیں کہ قرآن مجید کو جمع کرنا ہی اُس کو سب سے زیادہ جانتا ہے اگر باعثِ فضیلت یہی امر ہے تو
 حضرت علی علیہ السلام نے بھی قرآن پاک جمع فرمایا تھا۔

لا جواب تحقیق

مولانا سعیدی نے خود یہ تحقیق پیش کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت
 زید بن ثابت، حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت طبعی بن ابی کعب وغیرہ پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی
 جنہوں نے قرآن مجید کو جمع کیا اور حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر رکھا دیا اس سے تو

یہ ثابت ہوتا ہے کہ کئی میں شامل اصحاب رسول اصحاب ثلاثہ سے بھی زیادہ قرآن پاک کو جاننے والے تھے۔

قارئین! مولانا سعیدی صاحب نے کسی بھی صحابی یا کسی بھی منسک کا کوئی قول اس حوالہ سے نقل نہیں کیا اس لئے ہم یہ گزارش کریں گے کہ جو اعزازات اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس جس کو عطا فرمائے ہیں ان کو ماننا ہی ایمان ہے اور اپنی مرضی سے من چاہی شریعت کرنا ایمان کو خطرے میں ڈالنے والی بات ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ مولانا سعیدی صاحب اس بات کو سمجھنے کی کوشش فرمائیں کہ فرمان رسول میں واضح طور پر اُمت کو مخاطب کیا گیا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اصحاب رسول علیہم الرضوان آپ کے اس فرمان کو نہ سمجھتے ہوں اس لئے کہ واضح ترین ارشاد ہے کہ میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑ کے جا رہا ہوں اور یہ مخاطب صحابہ کرام سے ہی ہے اس لئے ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ قرآن اور اہمیت اکٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حوض کوثر پر ملاقات کریں گے اور جو لوگ اس بات کو دوسری جانب موڑنے کی کوشش کرتے ہیں وہ یا تو فرمان رسول کی روح کو نہیں سمجھتے یا فرمان رسول کی تکذیب کر رہے ہیں۔

میری وجہ سے محبت کرو

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو کہ وہ تمہیں اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے اور اللہ سے محبت رکھنے کی وجہ سے مجھ سے محبت رکھو اور مجھ سے محبت رکھنے کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت رکھو۔

(ترمذی شریف) (المستدرک حاکم)

گمراہ نہیں ہو گے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حج

کے موقع پر عرفات میں دیکھا کہ اپنی قصویٰ اونٹنی پر خطبہ دے رہے تھے آپ نے فرمایا !
اے لوگو ! میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر انہیں
پکڑے رہو گے تو گمراہ نہیں ہو گے وہ اللہ کی کتاب اور میری عمرت یعنی
اہل بیت ہیں۔

(ترمذی شریف)

اولاد کو محبت اہل بیت سکھاؤ

جامع البخیر نے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے
فرمایا !

اپنی اولاد کو تین چیزیں سکھاؤ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت، آپ
کے اہل بیت کی محبت، اور قرآن مجید پڑھنا۔

(جامع البخیر جلد ۱ ص ۱۷)

آیت تطہیر کا مصداق

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت طہارت کا مصداق جن نفوسِ قدسیہ کی تقریر دیا
ہے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا، امام حسن اور امام حسین علیہما
السلام ہیں جس کی تصدیق اس حدیث مبارکہ سے ہو رہی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا !

اللہم ہو لاء اهل بيتي فاذهب عنهم الرجس وطهرهم
تطهيرا

وقالت امر سلمة فرفعت الكساء لا دخلبعهم فبذ به من
يدي فقلت وانا معكم يا رسول الله فقال انك من ازواج
النبي صلي الله عليه وآله وسلم على خير

یعنی یا اللہ میرے اہل بیت ہیں جسے میں تو ان کو دور کر کے انہیں اچھی

طرح پاکیزہ فرما دے اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے چادر کا گوشہ اٹھا کر چاہا کہ ان کے ساتھ داخل ہو جاؤں تو آپ نے بھینچ لیا۔

میں نے کہا ! یا رسول اللہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔

آپ نے فرمایا ! تم ازواج النبی میں سے ہو اور خیر پر ہو۔

(شرف سادات)

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ فرمایا کہ تم ازواج النبی میں سے ہو اور خیر پر ہو اور چاروں کو اپنی چادر میں لے کر تلاوت فرمائی تو یہ خصوصیت ان چاروں کے لئے ثابت ہو گئی۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور طبرانی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وانزلت هذه الاية في خمسة وفي علي وحسن وحسين وفاطمة
ترجمہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ آیت کریمہ میرے علی و فاطمہ اور حسن و حسین پانچوں کے حق میں نازل ہوئی۔

ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان بعد نزول هذه الاية بيبيت فاطمة اذا خرج الى صلاة الفجر يقول الصلاة اهل البيت يطهروكم تطهروا

اے اہل بیت نماز (فرمان رسول ﷺ)

متعدد صحیح اور حسن طریقوں سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت آئی ہے چٹک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کریمہ کے نزل کے بعد جب فجر کی نماز کے لئے سیدہ فاطمہ الزہراء کے گھر سے گذرتے تو فرماتے اے اہل بیت نماز بے شک اللہ تعالیٰ تو جی چاہتا ہے اسے اہل بیت تم سے ہر جس کو دور کر کے تمہیں خوب پاکیزہ کر دے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور سائتآب صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد چالیس صحیحین جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دروازے پر فرماتے رہے۔

السلام علیکم اهل البیت ورحمة الله وبركاته الصلاة
رحمکم الله ائمتنا یؤید الله لیذہب عنکم الرجس اهل
البیت ویتطہرکم تطہیرا
یعنی اے اہلبیت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ تم پر رحم فرمائے
بے شک اللہ تو بھی چاہتا ہے اے اہلبیت تم سے ہر رجس کو دور کر دے اور
تمہیں خوب اچھی طرح پاکیزہ فرمادے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سائتآب صلی اللہ علیہ وسلم سات مہینے جناب سیدہ کے دروازے پر آیت تلاوت فرماتے ہیں۔

اہل بیت کی محبت عمر بڑھاتی ہے (فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم)
حضرت امام یوسف بن اسمعیل بیہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اشرف الموبدائل محمد
میں لکھا ہے۔

اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ان کی
محبت عمر کو طویل اور قیامت کے دن چروں کو سنور کرتی ہے۔ جبکہ ان کا بغض
اسکے برعکس نتائج برآمد کرتا ہے۔

(شرف سادات اردو ترجمہ اشرف الموبدیں ۱۳۶)

قارئین محترم!

سرکار دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت سے محبت کرنے والے کے لئے جہاں یہ
بتا رہا ہے کہ وہ قیامت کے دن روشن چروں والے ہوں گے اور اس دنیا میں طویل عمر پائیں گے

وہیں یہ بات بھی ظاہر ہوئی کہ جو شخص اہلبیت علیہم الرضوان سے بغض رکھے گا اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی عمر سے برکت ختم فرما دیتا ہے اور قیامت کو وہ سیاہ چہروں کے ساتھ آئیں گے۔

رسول پاک کی اُلفت اگر دل میں ساؤ گے
تو تم اللہ کی رحمت کے سایا میں بھی آؤ گے

اگر آلِ محمد سے کرو گے آج تم اُلفت
تو پھر مقصودِ محشر میں بڑے اعزاز پاؤ گے

(محمد مقصود مدنی)

پنجتن پاک کی محبت کا صلہ (فرمانِ رسول ﷺ)

امیر المومنین امامِ ستین حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام روایت کرتے ہیں۔
سرکارِ مدینہ سرور قلب و سینہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے حسنینِ کریمین کے ہاتھ پکڑے اور فرمایا ! جو شخص مجھ سے، ان دونوں
سے اور ان کے والدین سے محبت رکھتا ہے۔ وہ قیامت میں ہمارے محل
میں ہمارے ساتھ ہوگا۔

(کنز العمال جلد ۱۳ ص ۳۹۹)

قارئین محترم! اس حدیث کے راوی خود مولا مشکل کشا، شیر خدا علیہ السلام ہیں اور اس
روایت کو کنز العمال میں علامہ علاء الدین متقی بن حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا !

جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے۔ جو شخص حسنین سے محبت کرتا ہے۔ جو

علی و فاطمہ سلام اللہ علیہما سے محبت کرتا ہے۔ اسکے لئے عظیم خوشخبری ہے اس
کے لئے عظیم درجہ ہے۔

وہ عظیم خوشخبری کیا ہے ؟

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ! جو ان نفوس سے محبت

کرے گا وہ قیامت میں ہمارے نکل میں ہمارے ساتھ ہوگا۔

سُبْحَانَ اللَّهِ

وہ عظیم نکل جہاں امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہوں گے۔

وہ عظیم درجہ جہاں امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جلوہ گری ہوگی۔

وہ عظیم جگہ جہاں محبوب خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جلوہ گاہ ہوگی۔

اس عظیم نکل میں آپ کے ان غلاموں کو بھی داخلگی کی اجازت ہوگی جو آپ سے اور آپ کے

اہل بیت سے والہانہ محبت رکھنے والے ہوں گے جو حق غلامی ادا کرنے والے ہوں گے جو اہل بیت

کی محبت میں مستغرق رہنے والے ہوں گے اور جو اہل بیت کی مودت میں صادق ہوں گے وہ لوگ خوش

قسمت ترین ہوں گے کیونکہ یہ وہ مجین آل رسول ہوں گے جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دفتر بیت عطا فرمائے گا جو دوسرے لوگوں کو حاصل نہ ہوگی خوش قسمت ترین ہیں

وہ لوگ جن کا عقیدہ پاکیزہ ہے اور وہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت پر اپنی ہر چیز

فدا کرنے کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیتے ہیں۔

جسے حاصل ہوئی حسنین کی الفت کی دولت ہے

اسے سمجھو کے حاصل ہوگئی ہر اک سعادت ہے

رسول پاک نے مقصود ہے ارشاد فرمایا

جسے ان سے محبت ہے مجھے اس سے محبت ہے

(محمد مقصود مدنی)

اہل بیت کی محبت لازم کر لو

شہزادہ رسول جگر گوشہ، بول حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام

فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

میری اہل بیت کی محبت کو اپنے لئے لازم کر لو کیونکہ جس شخص نے

اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی یعنی اس کا انتقال ہو گیا، اور یہ ملاقات اس حال

میں ہوئی کہ اسے ہم اہل بیت سے پیار تھا تو ہماری شفاعت کے ساتھ وہ

جنت میں داخل ہو جائے گا۔ مجھ سے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کسی شخص کو اس کا کوئی نیک عمل اس وقت تک نفع نہ دے گا جب تک وہ ہمارے حق کو نہ پہچانے۔

(مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۱۷۲)

اس حدیث مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل بیت کی محبت کو مسلمانوں پر لازم قرار دیا ہے اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکماً ارشاد فرمایا ہے کہ لوگو! محبت اہل بیت کو خود پر لازم کر لو۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتھ ہی اس محبت کے اجرِ عظیم کا بھی اعلان فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص محبت اہل بیت دل میں لے کر مرے گا۔

اگر کوئی شخص محبت اہل بیت کو قلب میں بسا کر دنیا سے جائے گا تو اسے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت مبارکہ بھی حاصل ہوگی اور وہ آپ کے ساتھ جنت میں بھی داخل ہو جائے گا اس مبارک خوش خبری کے بعد کسی مسلمان کے لئے زیادتیں کہ وہ دل کو محبت اہل بیت سے خالی رکھے۔

عظیم و عید بھی ہے

قارئین محترم! اس حدیث مبارکہ میں اجرِ عظیم کے اعلان کے ساتھ ساتھ ایک عظیم و عید بھی حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذات الٰہی کی قسم ارشاد فرما کر یہ اعلان فرمایا کہ وہ ذات جس کے قبضہ میں میری جان ہے کسی شخص کو اس کا کوئی نیک عمل کام نہ آئے گا جب تک وہ ہم اہل بیت کے حق کو نہ پہچانے، اب ہمیں غور کرنا چاہیے کہ اہل بیت رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں۔

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ کتاب الشفاہتہ فی حق المصطفیٰ میں رقمطراز ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی اہل و اولاد اور ازواج کی تعظیم و توقیر کی

جائے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تزیین و تعلقین فرمائی ہے اور اسی پر سلف صالحین کا عمل ہے۔ حضرت قاضی عیاض حضرت زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! میں تم کو اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کی قسم دیتا ہوں یہ تم مرتبہ فرمایا یعنی اہل بیت کی تعظیم و توقیر کرو۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ آل نبی کی منزلت کی معرفت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت و عزت کی وجہ سے ہے چنانچہ جس نے آل نبی کی عزت پہچان لی بلاشبہ اس نے ان کی اس عزت و حقوق کی معرفت حاصل کر لی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہے۔

(اشفا و صحریف حقوق المصطفیٰ ص ۳۳۸)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمان عالی شان کی روشنی میں اہل بیت کے بارے میں بدگمان رہنے والے اور اہل بیت کے بارے میں غلط سلط یا تم کرنے والے لوگوں کو اپنی عاقبت کی فکر کرنی چاہیے۔

نبی نے بے طلب کی مومنوں سے آل کی نسبت
جسے ہے آل سے الفت عطا ہوگی اسے جنت

عمل کوئی بھی نہ مقصود اس کے کام آئے گا
نہیں ہے جس کے دل میں مصطفیٰ کی آل کی الفت

(محمد مقصود مدنی)

وسیلہ اہل بیت رسول ہیں

شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کہتے ہیں۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا !

جنت میں ایک مقام ہے جسے وسیلہ کہتے ہیں اور جب تم دعا کیا کرو تو میرے لیے وسیلہ کی

دعا کیا کرو۔

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے پوچھا !

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! اس مقام وسیلہ میں آپ کے ساتھ اور کون ہوگا ؟
 آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !
 علی المرتضیٰ (علیہ السلام)
 فاطمہ الزہرا (سلام اللہ علیہا)
 حسن (علیہ السلام)
 حسین (علیہ السلام)

(کتب الاعمال جلد ۳ ص ۳۹)

قارئین محترم ! غور فرمائیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام کی محفل میں کیا ارشاد فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا وسیلہ کے لیے دعا مانگا کرو جو کہ جنت کا ایک مقام ہے۔

صحابہ کرام پوچھتے ہیں ! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مقام میں آپ کے ساتھ اور کون کون ہوگا ؟

تو بیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پیاروں کے نام بھی بتا دیتے ہیں۔
 ثابت ہوا بیچین پاک ہی وسیلہ ہیں۔
 دنیا میں بھی وسیلہ ہیں۔
 قبر میں بھی وسیلہ ہیں۔
 آخرت میں بھی وسیلہ ہیں۔

عزیزان محترم ! اہلبیت رسول کا وسیلہ مانگا کریں۔ آج اہل بیت سے محبت کریں کل یہی محبت کام آئے گی اہل بیت کی محبت سے خدا بھی راضی مصطفیٰ بھی راضی۔

رحمت کا دریا بیچین ہیں
 ہر غم کا چارا بیچین ہیں

مقصود حدیث سے ظاہر ہے
 مومن کا وسیلہ بیچین ہیں

(محمد مقصود مدنی)

دو چیزیں

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

انی نأرك فيكم ما ان تمسكم به لن تضلوا بعدى
احد هما اعظم من الاخر كتاب الله حبل ممدود من
السماء الى الارض وعاتق اهل البيتى ولن ينفرقا حتى
يرد على المحض فأنظروا كيف تخلفوني فيها

(جامع ترمذی جلد ۲ ص ۲۱۹)

ترجمہ !

میں تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے ان کو مضبوطی
سے تھامے رکھا تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ان میں سے ایک
دوسری سے بڑی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب آسمان سے زمین تک لگی ہوئی رہی ہے اور میری
عترت یعنی اہل بیت اور یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ دونوں
میرے پاس آئیں گے پس دیکھو کہ تم میرے بعد ان سے کیا سلوک کرتے
ہو۔

قارئین محترم !

اس حدیث مبارکہ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گمراہی سے بچنے کے لیے دو
چیزوں سے تمسک کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دونوں کی وضاحت بھی فرمادی۔

اول ! قرآن پاک ہے جو کلامِ الہی ہے

دوم ! سرکارِ دو عالم کی آل پاک اولادِ دطاہرہ ہے

قرآن اور اہل بیت کا ساتھ ازل سے ہے اور اب تک رہے گا۔

قرآن اہل بیت کی عظمت بیان کر رہا ہے۔
 اہل بیت قرآن کی عظمت بیان کر رہے ہیں۔
 قرآن اہل بیت کے حقوق کی حفاظت کر رہا ہے۔
 اہل بیت قرآن پاک کے احکامات کی حفاظت کر رہے ہیں۔
 قرآن اہل بیت سے تمسک کا حکم دے رہا ہے۔
 اہل بیت قرآن پاک کو مضبوطی سے تھامنے کی تبلیغ کر رہے ہیں۔
 تاریخ کواد ہے !

جب بھی قرآن پاک کے خلاف کوئی سازش ہونے لگی اس کے احکامات سے روگردانی ہونے لگی تو اہل بیت نے ہی جان کا نذر مانہ پیش کیا۔
 قرآن پاک میں تریف کا ڈھونگ رچایا گیا تو اہل بیت نے ہی اس کی مخالفت کی۔
 سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانِ عالی شان ہے کہ یہ دونوں مجھ سے خوش کوثر پر ملیں گے ساتھ ہی آپ نے یہ اعلان بھی فرما رکھا ہے کہ میں دیکھوں گا کہ میرے بعد تم ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو ؟

دونوں اہم ہیں

قارئین ! یہ دونوں اہم ہیں۔

اگر کوئی اہل قرآن کہلائے، اہل ایمان کہلائے لیکن اہل بیت کو نہ مانے۔ ان سے محبت نہ رکھے، اہل بیت کے دامن کو چھوڑ دے تو وہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خوش کوثر پر جام کوثر نہ پی سکے گا۔
 آج آپ دیکھ لیں خارجی قرآن کو تھامے ہوئے ہیں اور رافضی قرآن کو چھوڑے ہوئے ہیں۔

خارجی اہل بیت کے دشمن ہیں اور رافضی قرآن میں تریف کے قائل کو یا کہ دونوں سرکار کے فرمان کو بھولے ہوئے ہیں۔
 اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانینِ اقدس پر کما حقہ عمل کی

توفیق عطا فرمائے آمین۔

دو چیزیں مصطفیٰ نے عطا کی ہیں مومنو
رب کی کتاب پاک ہے اور آل پاک ہے
مقصودِ تمامو دونوں کا دامن یہ حکم ہے
اک سے تمسک ان کو نہ ہرگز قبول ہے
(محمد مقصود دہلوی)

اہل بیت اور حوض کوثر

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!
میرے اہل بیت حوضِ کوثر پر آئیں گے اور میری امت میں سے
مجھ سے محبت کرنے والے بھی ان کے ساتھ ایسے ہو گئے جیسے دو انگلیوں
یا ہاتھ قریب ہوتی ہیں۔

(اصواعق الخرقہ ص ۲۳۵)

(اشرف الموبد لآل محمد)

علمائے کرام نے لکھا ہے کہ اس حدیث مبارکہ کی تائید بخاری اور مسلم کی اس حدیث
مبارکہ سے ہوتی ہے کہ جو جس سے محبت کرتا ہے وہ اسی کے ساتھ ہوگا۔

پہل صراط پر ثابت قدم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اثبتکم علی
الصراط احدکم حباً لاهل بیئتی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہل صراط پر تم میں سے زیادہ وہ
ثابت قدم رہے گا جس کی محبت میری آل سے زیادہ ہوگی۔

(انقاصہ السنہ ص ۷۵)

(کنز العمال حدیث ۳۲۱۳۳) (ابن عدی ص ۲۳۰۲)

اہل بیت امانتِ رسول ﷺ ہیں

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اللهم اهل بيتي
وإنما مستودعهم كل مؤمن
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نے عرض کیا یا اللہ میں اپنے اہل بیت کو ہر
ایک مؤمن کے پاس امانت رکھتا ہوں۔

(انقاص المؤمنین ص ۲۵۳)

(۶۰۶-۲۹۸) (کنز العمال ۳۳۱۸۵)

اہل بیت کو تکلیف دینا

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من آذاني في اهل
بيتي فقد آذني الله
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نے فرمایا! جس نے مجھے میرے اہل بیت
کی نسبت تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی۔

(انقاص المؤمنین ص ۲۰۴)

نبی ﷺ کے پیارے

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور رسالت
مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا فرما رہے تھے۔ جب آپ سجدہ میں تشریف لے گئے تو حضرات
حسن و حسین علیہما السلام دونوں آپ کی پشت انور پر سوار ہو گئے۔
صحابہ کرام نے ان کو اتارنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اشارے
سے منع فرما دیا۔

نماز مکمل کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کو اپنی گود میں لے لیا اور
فرمایا! جس کو مجھ سے پیار ہے اسے ان دونوں سے بھی پیار کرنا چاہیے۔

بلکہ آپ نے یہ بھی فرمایا ! اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت کرو اور فرمایا جس نے ان دونوں سے محبت کی کو یا اس نے مجھ سے پیار کیا۔
(صحیح ازود جلد ۵ ص ۱۸۱)

بیہقی کی حدیث

حضرت زربن جیش سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن نماز پڑھا رہے تھے اسی اثناء میں امام حسن و امام حسین علیہما السلام آئے جبکہ دونوں شہزادے ابھی بیچے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدے میں تھے تو یہ دونوں آپ کی پیٹھ پر سوار ہو گئے۔ یہ دیکھ کر لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور ان کو ہٹانے لگے۔
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

دعو ہما بآبی و امی من احببنی فلیحب ہذین
ان دونوں کو چھوڑ دو، میرے ماں یا پتر یا ان ہوں جو مجھ سے محبت کرے گا
ان دونوں سے محبت کرے گا۔

قارئین محترم !

ان دونوں روایات میں سرکارِ مدینہ سرور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادگان سے کمال محبت کا اظہار ہو رہا ہے۔
بتول پاک کے ان شہزادوں کی عظمت کا کیا کہنا جن کیلئے امام الانبیاء سجدوں کو طویل فرماتے تھے۔ ان امامین کریمین کی شان و عظمت کا کیا کہنا جن کی محبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طلب فرمائی۔

ان صاحبزادگان رسول کی عظمت و رفعت کیا بیان ہو سکتی ہے جن کے پیار کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیار سے شروء فرمایا ہے یعنی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کرنا چاہتا ہے وہ شہزادگان رسول سے محبت کر لے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسین کریمین کی محبت اللہ تعالیٰ سے بھی مانگی ہے۔ وہ لوگ جو ان پاکیزہ نفوس سے بغض رکھتے ہیں وہ یقیناً اللہ اور اس کے رسول سے بغض رکھتے ہیں

کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کا محبوب تو ان کو محبوب رکھتا ہے۔

محبت آلِ اطہر کی رسولی دو جہاں مانگیں
محبت دونوں کی ہم سے شہ کون و مکاں مانگیں
جو ان سے بغض رکھتا ہے جہنم میں وہ جائے گا
محبت آل کی مقصود سب پیرو جہاں مانگیں

(محمد مقصود مدنی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں!
کہ حضرت صفیہ کا ایک بیٹا وقت پا گیا تو وہ رونے لگیں۔ حضور رسالتاً صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے انہیں روتے ہوئے دیکھا تو فرمایا!

بھو بھئی جان آپ روتی ہیں!

حالانکہ حالت اسلام میں جس کا ایک بیٹا فوت ہو جائے اسے جنت میں ایک گھر ملے گا۔
جب وہ آپ کے پاس سے مطمئن لوٹیں تو ایک شخص ملا،

اس نے کہا! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت سے اللہ کے ہاں آپ کو کوئی
فائدہ نہ پہنچے گا۔ تو آپ رونے لگیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے رونے کی آواز سنی تو آپ گھبرا کر باہر
تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بھو بھئی جان! آپ رورہی ہیں میں نے
آپ سے جو کہا وہ آپ کو یا نہیں؟

حضرت صفیہ نے کہا! یا رسول اللہ یہ بات نہیں۔ اور آپ کو وہ بات بتائی جو اس شخص نے
کہی تھی۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنا تو آپ غضبناک ہو گئے اور فرمایا!
بلال نماز کا اعلان کر دو انہوں نے ایسا ہی کیا۔

پھر آپ کھڑے ہوئے اور حمد و ثناء کے بعد فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کہتے ہیں میری

قربت فائدہ دے گی۔

ستو !

میرا رقم و نسب دنیا و آخرت میں موصول رہے گا۔

(شاہد مقبول ص ۶۵)

قربت حضور ﷺ فائدہ دے گی

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آل نبی کی ایک خادمہ تھی جس کا نام بریرہؓ تھا۔ انہیں ایک شخص ملا اور کہنے لگا، اے بریرہ اپنے گیسوؤں کو ڈھانپ لو کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے خدا سے بچا نہیں سکتے۔

حضرت بریرہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی تو آپ اپنی چادر مبارک کھینٹے ہوئے سرخ رخساروں کے ساتھ یا ہر تشریف لائے۔ جب صحابہ نے آپ کو غضبناک حالت میں دیکھا تو ہتھیار سنبھال لئے اور آپ کی خدمت میں عرض کرنے لگے !

یا رسول اللہ آپ ہمیں حکم دیجئے ،

قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے اگر آپ ہمیں ہماری ماؤں یا پوں اور اولاد کے بارے میں بھی حکم فرمائیں گے تو ہم کر گزریں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ فرمادے ہوئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں !

پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حمد و ثناء کے بعد ہم سے پوچھا !

میں کون ہوں ؟

ہم نے عرض کی ! آپ رسول خدا ہیں

فرمایا ! ہاں مگر میں ہوں کون ؟

ہم نے عرض کی آپ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہیں۔

فرمایا میں سید اولاد آدم ہوں اور مجھے کوئی فخر نہیں۔

میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جس سے قیامت کے دن زمین شق ہوگی اور مجھے کوئی فخر

نہیں۔

اور صاحب لو! تمہوں کا اور مجھے کوئی فخر نہیں۔

اور قیامت کے دن اللہ کے سامنے کے نیچے ہوں گا جس دن سوائے اس کے سامنے کے کسی کا سایہ نہ ہوگا۔ اور مجھ سے اس پر کوئی فخر نہیں۔

”کیا ہو گیا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ میری قرابت قائمہ نہ دے گی؟“

ما اور حکم تک کی میں شفاعت کروں گا اور میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ حتیٰ کہ میں جس کی شفاعت کروں گا وہ بھی شفاعت کرے گا تو اسکی بھی شفاعت سنی جائے گی۔ حتیٰ کہ ابلیس بھی میری شفاعت کی طرح کرے گا۔

اہل بیت کی شفاعت سب سے پہلے ہوگی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اپنی امت میں سب سے پہلے میں اپنی اہل بیت کی شفاعت کروں گا۔ پھر قریش میں سے جو ان کے قریب ہوں گے پھر جو ان سے قریب ہوں گے پھر انصار کی پھر جو مکہ میں ہیں۔ ایمان لائے اور میرے شیخ ہوئے پھر سارے اہل عرب کی پھر عجمیوں کی۔ جس کی شفاعت میں سب سے پہلے کروں گا وہ سب سے افضل ہوگا۔

(شاہد المستبول بفضل اولاد رسول صفحہ ۶۶)

آل رسول سے محبت ہی حضور سے محبت ہے

ترمذی شریف میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے مناقب اہل بیت میں اس حدیث مبارکہ کو روایت کیا ہے۔

متدرک میں امام حاکم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی اسناد صحیح ہیں امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

و عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احبوا لہ لہما یغذو کما بہ

من نعمه واحبونی بحب الله واحبواهل البیتى الحبی
ترجمہ !

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں
نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اور اللہ کی
محبت کے لئے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کے پیش نظر میرے اہل بیت
سے محبت کرو۔ کہ محبوب کا محبوب بھی محبوب ہوتا ہے۔

(ترمذی شریف بحوالہ اولاد و محبت اہل بیت سکھاؤس ۳۴)

قارئین محترم !

اس حدیث مبارکہ میں اللہ تعالیٰ سے محبت کی تلقین فرمائی گئی ہے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی محبت کے ساتھ ساتھ اپنی محبت کی طرف بھی بلایا ہے اور اپنی محبت کے ساتھ
اپنی آل پاک کی محبت کو بھی مشرود فرمایا ہے۔

خود فرمائیں کس قدر عظمت حاصل ہے آل رسول کو کہ جن کی محبت رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم طلب فرما رہے ہیں۔ اور اس حکم میں خاص بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما
یا کہ میری محبت کے پیش نظر میری آل سے محبت کرو۔

گویا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا تقاضا ہی یہی ہے کہ آپ کی آل پاک سے
محبت کی جائے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی بات سے خوش ہوتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ ہمیں آل رسول سے محبت کی توفیق عطا فرمائے۔

نبی کی الفت خدا کی الفت
خدا کی الفت نبی کی الفت
نبی کی مقصود ہے رضا یہ
خدا سے مانگو علی کی الفت

مقام اہل بیت

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

فرماتے ہوئے بتا !

اجعلوا اهل بيئتي منكم مكان الراس من الجسد و مكان
العينين من الرأس
یعنی میرے اہل بیت کو سر کے مقام پر سمجھو اور سر میں آنکھوں کے مقام پر
سمجھو اور سر بغیر آنکھوں کے ہدایت نہیں پاتا روایت کی حاکم نے اور شرط
شخصین پر اس کی صحیح کی

(اشرف الموبد لآل محمد ص ۷۶)

اہل بیت جہنم سے آزاد ہیں

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لفاطمۃ رضی اللہ عنہا ان اللہ غیر
معذبک ولا ولدک
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہاری
اولاد کو آگ کا عذاب نہیں دے گا۔

(کتاب المسیوک للحدادی ص ۳۹۱)

قارئین ! ان فرامین رسول سے معلوم ہوا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے
اہل بیت کی محبت و موڈت کے حوالہ سے اپنی امت سے اس بات کے خواہاں ہیں کہ وہ اہل بیت
سے آپ کے نسب کی وجہ سے محبت کریں۔

موت میں تاخیر کا نسخہ

ابن حجر کی رحمت اللہ علیہ نے صواعقِ محرّقہ میں حضور رسالتآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
فرمان لکھا ہے۔

من احب ان ینسا ای یو خراجله وان یمتبع بما خوله

فلیحلفتی فی اہلی خلا فتنہ حسنة فمن لم یخلفنی فیہم بتر
 عمر وورد علی یوم القیامة مسودا ووجهہ
 ترجمہ ! جس کی خواہش ہے کہ اس کی موت میں تاخیر ہو جائے اور وہ خدا
 کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو تو اسے چاہیے کہ وہ میرے بعد میرے
 اہلیت سے اچھا سلوک کرے جو شخص میری آل سے اچھا سلوک نہیں
 کرے گا اس کی عمر کٹ جائے گی اور وہ قیامت کے دن ہمارے سامنے
 رویا ہو کر آئے گا۔

(اشرف الموبد لال محمد اس ۱۳۶)

سرکار نے اہل بیت کی محبت کا درس دیا ہے

قارئین محترم !

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آل پاک کی محبت کے لئے ہر لوگوں کو بار بار دعوت ارشاد
 فرمائی ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کو اہل بیت سے محبت کا
 درس دیا ہے اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت عمر کو
 بڑھاتی ہے۔

☆ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت چہروں کو نور کرتی ہے۔

☆ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اجل کو روک دیتی ہے۔

☆ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت قلب و جاں کو راحت عطا کر دیتی ہے۔

☆ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی عمر کو کم کر دیتی ہے

☆ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض چہروں کو سیاہ کر دیتا ہے

قارئین !

اللہ سے رحمت حاصلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک کی محبت و مودت
 مانگتے رہو۔

مودت آل احمد کی دلوں کو نور دیتی ہے
 مودت آل احمد کی نظر کو طور دیتی ہے
 ہے برہمتی عمر بھی چہرے پہ بھی ہے روشنی آتی ہے
 محبت آل کی مقصود کر بھر پور دیتی ہے
 (محمد مقصود مدنی)

اہل بیت پر ظلم کرنے والا دوزخی ہے (فرمان رسول ﷺ)

حرمت الجنة علی من ظلمہ اهل بیته و اذانی فی عاتری
 اس شخص پر جنت حرام ہے جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور
 میری اولاد کے بارے میں مجھے تکلیف دی۔

قارئین محترم! آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت پر
 ظلم کرنے والے کے دوزخی ہونے کا اعلان کر رکھا ہے۔

جو لوگ اہل بیت کرام کا احترام نہیں کرتے اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کا
 خیال نہیں رکھتے وہ یقیناً ظالم بھی ہیں اور جہنمی بھی۔

وہ لوگ جو اہل بیت کرام پر ظلم کرنے والوں کو مسلمان سمجھتے ہیں وہ سرکار مدینہ سرور سینہ
 حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان مقدس کی تکذیب کر رہے ہیں۔

جو یزید کے جتنی ہونے کا اعلان کر رہے ہیں وہ یزید کی طرف سے اہل بیت پر کیے گئے
 ظلم کے برابر کے ساتھی بن رہے ہیں۔

ایسے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دے رہے ہیں۔ جو لوگ امام الانبیاء صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دے رہے ہیں وہ یقیناً جہنمی ہیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اہل بیت کے بارے میں امت سے خیر اور بھلائی
 کے طالب ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آنتی سے خوش ہوں گے جو آپ کی آل سے مودت و محبت
 کرے گا اور جو شخص آل سے دشمنی کرے گا وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دشمنی کرے گا۔

جو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی کرے گا اللہ سے دشمنی کرے گا اور جو اللہ کا دشمن ہوگا وہ جہنم میں جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک کی موڈت و محبت عطا فرمائے اور دشمنان آل رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مذمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

علم جس نے کیا آل اطہار پر
بالیقین وہ جہنم کا ہمدار ہے
جو ہے تکلیف دینا نبی پاک کو
ہوتا مقصود وہ واصل نار ہے

(محمد مصمودی)

آل رسول سفینہٴ شجاعت ہے (فرمان رسول ﷺ)

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سر کا مدینہ سرور قلب و سینہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبہ شریف کا دروازہ پکڑ کر ارشاد فرمایا۔

الا ان مثل اهل بيتي فيكم. مثل سفينة نوح من
ركبها نجا ومن تخلف عنها هلك
ترجمہ ! خبردار کہ تم میں میرے اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ
السلام کی کشتی کی طرح ہے جو اس میں سوار ہو گیا وہ ہلاک ہونے سے بچ گیا
اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہو گیا۔

(انقاص السنہ ص ۱۹۲) (روض البصر ص ۹۵۳)

(شرف سادات ص ۷۵)

قارئین محترم ! صحابی رسول حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث شریف کو روایت کرتے ہوئے اپنے مشاہدہ کو بھی بیان کیا ہے۔ وہ یہ کہ سر کا دروازہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبہ اللہ کا دروازہ پکڑ کر اس بات کی اہمیت کو واضح کیا ہے

آپ نے فرمایا! اے لوگو جو یات میں تم کو بتانا چاہتا ہوں وہ بہت اہم ہے یہ بات بھول نہ جانا۔

آپ نے مسلمانوں کو خیر دافرا فرمایا ہے کہ اگر تم نجات چاہتے ہو۔

اگر تم طوفان سے بچنا چاہتے ہو۔

اگر تم قیامت کے دن سائل تک پہنچنا چاہتے ہو۔

اگر تم بلاکت سے بچنا چاہتے ہو۔

اگر تم خیر اور بھلائی چاہتے ہو۔

اگر تم جان کی امان چاہتے ہو تو میری آل کے دامن کو تھام لو۔

جو میرے اہل بیت کے دامن سے وابستہ ہو گیا اسے نجات مل جائے گی اور وہ کامیاب ہو

جائے گا اور جو شخص میرے اہل بیت سے محبت نہیں کرے گا اور بغض رکھے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقے ہمیں نوحی سفینے کے ساتھ وابستگی عطا فرمائے۔

آل نبی سے رابطہ راہ نجات ہے

نوحی سفینہ آل ہے آقا کی بات ہے

مقصود جس نے تھاما ہے دامن آل کا

خوش اس پہ بالیقین ہوئی اللہ کی ذات ہے

محبت اہل بیت سے ہر بھلائی ملتی ہے (فرمان رسول ﷺ)

حضرت تافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

من اراد النور کل فلیحب اهل بیته ومن اراد ان ینجو من

عذاب القبر فلیحب اهل البیت ومن اراد الحکمة

فلیحب اهل البیت ومن اراد دخول الجنة بغير حساب

فلیحب اهل بیته فوالله ما احبهم احد الله یریح فی الدنيا

وفی الآخرة

ترجمہ ! جو توکل کرنا چاہے اسے چاہیے کہ وہ میری اہل بیت کو دوست رکھے اور جو کوئی عذابِ قبر سے نجات پانا چاہے اس کو چاہیے کہ وہ میری اہل بیت سے محبت کرے اور جو کوئی علم و حکمت حاصل کرنا چاہے اس کو چاہیے کہ میری اہل بیت سے محبت کرے اور جو کوئی چاہے کہ بے حساب جنت میں داخل ہو اس کو چاہیے کہ میری اہل بیت کو دوست رکھے۔
خدا کی قسم ! جو کوئی ان کو محبوب رکھے گا وہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی فائدہ اٹھائے گا۔

قارئین محترم ! سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمانِ مبارک میں اہل اسلام کو نجات اور فلاح کے راستہ کی طرف رہنمائی کی گئی ہے۔
توکلِ طریقت و معرفت کی اہلی ترین منزل ہے اور اس کا حصول انتہائی ریاضت و مشقت کے بغیر ممکن نہیں حب مال حب دنیا سب کچھ چھوڑنے سے سب کچھ ترک کرنے سے اس اعلیٰ مقام تک رسائی ہو سکتی ہے۔

سرکارِ مدینہ سرور قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمت کے لیے رؤف بھی ہیں رحیم بھی ہیں۔ آپ راہداریت کی رہنمائی کرنے والے ہیں۔
آپ نے انتہائی آسان ذریعہ ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم توکل کی منزل تک پہنچنا چاہتے ہو ! اگر تم توکل کے ثمرات حاصل کرنا چاہتے ہو تو میرے اہل بیت کی محبت کو اپنے دلوں میں جاگزیں کر لو۔
اہل بیت کے تعلق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہیں توکل کی منزل عطا فرمائے گا۔

عذابِ قبر سے نجات کا نسخہ

قارئین محترم ! اسی روایت میں مومنین کو نبیؐ غیب دان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک اور خوش خبری دے رہے ہیں اور عذابِ قبر سے بچنے کا انتہائی آسان نسخہ تجویز فرما رہے ہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !
ومن اراد ان ینجو من عذاب القبر فلیحب اہل بیئتی

یعنی اگر کسی کا عذاب قبر سے نجات پانے کا ارادہ ہے تو وہ میرے

اہل بیت سے محبت کرے۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امتیوں کو بتا رہے ہیں کہ اگر تمہارے اعمال درست نہیں اور ایسے اعمال کر بیٹھے ہو کہ عذابِ قبر یقینی ہو چکا ہے تو میرے اہل بیت سے محبت کر لو عذابِ قبر سے بچ جاؤ گے، الحمد للہ یہ نیزہ کیسا ہلست و جماعت کی قسمت میں ہے اسی لئے ہمیں اپنے اعمال پر فخر نہیں بلکہ اس بات پر فخر ہے کہ ہم غلامانِ اہلبیت ہیں۔

وہ لوگ جنہیں اپنے اعمال پر بڑا فخر ہے کہ ان کے پاس نیکیوں کے انبار ہیں حج و عمرہ کا بڑا ثواب ہے، قرآن بہت پڑھتے ہیں لیکن ان کے دل اہلبیت رسول علیہم السلام کی محبت سے خالی ہیں کل قیامت کے روز ان کا یہ فخر ان کے کام نہ آئے گا کیونکہ کوئی بھی عمل محبتِ اہلبیت کے بغیر قابل قبول نہ ہو گا اس لئے ہم بار بار یہی گزارش کرتے ہیں کہ خدا را اہلبیت کی محبت سے نبی دامن نہ رہنا ورنہ بچھٹانا پڑے گا۔

علم و حکمت کا حصول

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینۃ العلم ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

انا مدینۃ العلم و علی باہبنا

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے

اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

انا دار الحکمة و علی باہبنا

میں دار الحکمت ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے

اور اس فرمانِ عالیہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

ومن اراد الحکمة فلیحب اہل بیئتی

اے لوگو ! اگر حکمت چاہتے ہو تو میرے اہلبیت سے محبت کرو۔

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ جو شخص حکمت اور دانائی کا طالب ہے اور چاہتا ہے کہ

اُسے علوم ظاہری و باطنی میں دسترس حاصل ہو جائے تو اُسے چاہیے کہ وہ حضورِ ربیب عالم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے اہلیت سے محبت کرے۔

جنت میں لے جانے والا عمل

اسی حدیث مبارکہ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے امتیوں کو جنت میں لے جانے والے راستے کی خبر دی ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بشارت میں بغیر حساب کتاب کے جنت میں پہنچنے کی کلیدی بات ہے۔

ومن اراد دخول الجنة بغیر حساب فلیحب اهل بیته
اور جو کوئی چاہے کہ بے حساب جنت میں داخل ہو تو اس کو چاہیے کہ
میرے اہل بیت کو دوست رکھے۔

قارئین محترم! آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنت میں داخلہ کے لیے حب اہل بیت کو بہترین ذریعہ قرار دیا ہے کہ جس سے بندہ روزِ شکر کے لیے چوڑے حساب و کتاب سے بھی بچ سکتا ہے اس لیے ہر مومن کو چاہیے کہ وہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت سے محبت کر کے جنت کا ہتھیار بٹھیرے۔

دنیا و آخرت کی بھلائی

عزیزانِ محترم! اس روایت کے آخر پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے عظیم بشارت عطا ہوئی ہے اور یہ بشارت آپ نے اللہ کی قسم اٹھا کر ارشاد فرمائی ہے۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

فلیحب اهل بیته فوالله ما احبهم احد الا ریح فی الدنیا
وفی الآخرة
خدا کی قسم جو کوئی انہیں محبوب رکھے گا وہ دنیا میں بھی اور آخرت میں
بھی قائم رہے گا۔

قارئین محترم! دنیا اور آخرت کی بھلائی اہل بیت کی محبت کا صدقہ عطا ہوتی ہے اس لئے
جسے اہل بیت کی محبت مل جائے گی اُسے دنیا کی ہر نعمت مل جائے گی۔

اس جامع روایت میں ہر شے کے حصول کا یا عث محبت اہل بیت کو قرار دیا گیا ہے خوش
بخت ہے وہ شخص جو اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لازم پکڑے اور قرب الہی کی منزل کو پا
لے۔

آلفتِ آلِ پیہر جس کو حاصل ہوگئی
بالتقیں حاصل اُسے رحمت کی منزل ہوگئی
دامنِ آلِ نبی مقصود جس کو مل گیا
کشتیءِ ایمان اُس کی رنگِ ساحل ہوگئی

محبتِ اہلِ بیت میں شہادت کی موت (فرمانِ رسول ﷺ)

حضرت امام نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے الشرف الموبد لائل محمد میں تفسیر کشاف اور تفسیر کبیر
کے حوالہ سے ایک طویل حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے۔
یہ حدیث عجمین اہل بیت رسول کو ملنے والے انعامات اور اہل بیت رسول سے بغض رکھنے
والوں کے لیے وعید کا مجموعہ ہے۔

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا !

من مات علی حسب آلِ محمد مات شہیداً

ترجمہ ! جو شخص آلِ محمد کی محبت میں فوت ہو وہ شہید فوت ہوا۔

یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آلِ پاک سے محبت کا کس قدر عظیم صلہ ہے جو شخص
آلِ پاک سے موذت رکھے گا محبت رکھے گا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانِ ذیشان کی روشنی
میں وہ شہادت کا مرتبہ حاصل کرے گا اور شہید کو حاصل ہونے والے انعامات کا احداً و بظہرے گا۔

حبِ آلِ مصطفیٰ جس کے ہے دل میں آگئی
اس کو ہے سرکار کی رحمت بڑا چمکا گئی
ہے شہادت کی سند مقصود اُس کو مل گئی
آلفتِ آلِ نبی میں موت جس کو آگئی

اہلبیت سے بغض رکھنے والا دوزخی ہے (فرمان رسول ﷺ)

واخرج ابن حبان في صحيحه والحاكم عن ابى سعيد قال
قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم والذي نفسي
بيده لا يبغضنا اهل البيت رجل الا اذخله النار
ابن حبان رحمه الله عليه نے اپنی صحیح میں اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مستدرک میں اور
حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

فرماتے ہیں ! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! قسم
بے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ ہم اہل بیت سے جو
بغض رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں داخل کرے گا۔

(احیاء الیت فضائل اہل بیت ص ۲۵)

(اصواعق المحرقہ ص ۲۳۷)

نورالابصار میں بحوالہ تفسیر کشاف ہے !

ومن مات على بغض آل محمد مات كافرا
اور جو آل محمد کے بغض و عناد پر مراد وہ حالت کفر میں مرا۔

(نورالابصار ص ۱۹۹)

عزیزان محترم ! آقائے دو جہاں سیدناں و جاں رحمۃ العالمین شیخ المذنبین حضرت محمد
مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ رب العزت کی ذات کی قسم اٹھا کر ارشاد فرمایا۔
جو شخص ہم اہل بیت سے بغض رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں داخل کرے گا۔
امام ابن حجر کی رحمۃ اللہ علیہ نے اصواعق المحرقہ میں روایت نقل فرمائی ہے۔
صیب کبریٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ! اے بنو عبدالمطلب میں نے
تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ وہ تمہارے دیندار کو استقامت،
بے علم کو علم اور بے راہ کو ہدایت دے گا کہ کوئی شخص رکن اور مقام ابراہیم کے
درمیان چلا جائے اور نماز پڑھے اور روزے رکھے پھر وہ اہل بیت سے

بغض رکھتے ہوئے مر جائے تو وہ آگ میں داخل کیا جائے گا۔

(اصواعق المحرّقہ ص ۲۶۵ بحوالہ طبرانی، حاکم)

عزیزانِ من!

جو شخص نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت سے محروم ہو جائے گا کہ جو تمام گنہگاروں کی شفاعت فرما کر جنت میں لے جانے والے ہیں اس جیسے سبب قسمت اور کون ہوگا؟
اس حدیث مبارکہ سے واضح ہے کہ اگر کوئی جنت میں جانا چاہتا ہے تو وہ محبتِ اہلبیت کو دلوں میں جاگزیں کر لے ساتھ یہ بات بھی واضح ہے کہ وہ لوگ جو اہل بیت سے بغض رکھتے ہیں وہ یقیناً جہنم کا ایندھن بنیں گے اور ان کی نجات ممکن ہی نہیں کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب کے اہلبیت کے دشمنوں کو دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ جلتے رہیں گے۔
کچھ لوگ آج بغضِ اہل بیت کی آگ میں جل رہے ہیں اور اپنی من مانی کر رہے ہیں اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناراضگی مول لے رہے ہیں۔ وہ یہاں بھی بے سکون ہیں آخرت میں بھی معذب ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں محبتِ اہل بیت میں جینے اور مرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

بغیر حُبِ احمد کچھ سعادت مل نہیں سکتی

خداوندِ دو عالم کی بھی رحمت مل نہیں سکتی

جو ہے مقصودِ آلِ پاک کا دشمن وہ ناری ہے

منافق کو تو ہرگز رب سے جنت مل نہیں سکتی

(عمر محمودی)

دُشمنِ اہل بیت سے حضور کی جنگ ہے (فرمانِ رسول ﷺ)

کنز الاعمال میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اور حسین کربیین علیہما السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

جو ان سے جنگ کرے گا میں ان سے جنگ کروں گا جو انہیں کچھ نہیں کہے گا میں بھی انہیں کچھ نہیں کہوں گا۔

(کنز العمال جلد ۱۳ ص ۶۳)

قارئین محترم!

اس حدیث مبارکہ میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دشمنان اہل بیت کے ساتھ اعلان جنگ فرماتے ہوئے واضح اعلان کیا۔

جویری بنی قاطمہ (سلام اللہ علیہا) سے جنگ کرے گا میں اس سے جنگ کروں گا۔

جویرے علی (علیہ السلام) سے جنگ کرے گا میں اس سے جنگ کروں گا۔

جویرے حسن (علیہ السلام) سے جنگ کرے گا میں اس سے جنگ کروں گا۔

جویرے حسین (علیہ السلام) سے جنگ کرے گا میں اس سے جنگ کروں گا۔

اب جو لوگ خوارج کی خانہ نادر نفرت انگیز کتابوں کو پڑھ کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان پیاروں کے خلاف بدگمانی کرتے رہتے ہیں اور خارجیوں کے ساتھ مل کر یزید پلید اور اس کے ساتھیوں کے ہنواہنے ہوئے ہیں کیا وہ حضور کے ساتھ دشمنی نہیں کر رہے؟

جو امام عالی مقام علیہ السلام کو یاغی قرار دیتے ہیں کیا سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان

سے راضی ہو سکتے ہیں؟

ہرگز نہیں!

ایسے لوگ اللہ کے بھی دشمن ہیں اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی دشمن ہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان سے جنگ ہے اور جو شخص اللہ کے محبوب سے جنگ کرے گا وہ اللہ سے جنگ کرے گا اور جو اللہ سے جنگ کرے گا وہ جہنم کا بندھن ضرور بنے گا۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسی کتابوں اور ایسے لٹریچر کا مطالعہ نہ کیا جائے جو آپ کا ایمان ہی لے جائے بلکہ ایسی کتابوں کا مطالعہ کیا کریں۔ جن میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درس ملتا ہو۔ جن میں موذات اہلبیت کی تلقین کی گئی ہو۔ جن میں حُب صحابہ کا اعلان ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل پاک کی سچی غلامی نصیب فرمائے آمین۔

ہے جو بھی آل کا دشمن ہے وہ سرکار کا دشمن
 وہ ایندھن ہے جہنم کا جو ہے انوار کا دشمن
 جو ان سے جنگ کرتا ہے نبی سے جنگ کرتا ہے
 نہیں مقصود سچ سکتا خدا کے یار کا دشمن

شفاعت نہیں ہوگی

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلیت سے دشمنی رکھنے والا شخص ہرگز ہرگز مومن نہیں ہو سکتا بلکہ فرمانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے بھی محروم ہوگا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی بیان کرتے ہیں

من اذانی فی اہل بیتی فقد اذی اللہ ومن اعان علی اذا ہر
 وراکن الی اعدا ہر فقد اذن بحرب من اللہ ولا نصیب لہ
 عذابہ شفاعتہ رسول اللہ

جو میرے اہلیت کو ناراض کرے گا وہ مجھے آزرده کرے گا جو مجھے
 آزرده کرے گا وہ اللہ کو ناراض کرے گا جو شخص اس ناراضگی میں ان کی
 اعانت کرے گا یا دشمنوں سے دوستی کرے گا وہ اللہ سے جنگ کرے گا اور
 حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شفاعت نہ پاسکے گا۔

(شرف النبی، نیچا پوری ص ۲۶۰)

معلوم ہوا ! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلیت کی ناراضگی سرکارِ دو جہان صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کی ناراضگی ہے اور جس سے سرکارِ دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہو جائیں گے اُس
 سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات بھی ناراض ہو جائیگی اور دشمنانِ اہلیت سے دوستی رکھنے والے کے
 لئے بھی اس فرمان میں یہ وعید ہے جو ایسے لوگوں کی اعانت کرے گا جو کہ سرکارِ دو جہان صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کے اہلیت سے بغض و نفاق رکھنے والے ہوں تو ایسا شخص اللہ سے جنگ کرے گا اور آپ
 جانتے ہیں جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ سے جنگ کرنے والا ہوگا اُس کی نجات و مغفرت کیسے ممکن

ہوگی اسی حدیث مبارکہ میں سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید وضاحت فرمادی کہ دشمن اہلیت اور دشمنان اہلیت سے دوستی رکھنے والے لوگ میری شفاعت سے بھی محروم ہوں گے۔

شفاعت کن لوگوں کی ہوگی

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ چار ایسے اشخاص ہیں جن کی شفاعت میرے ذمہ ہے اگرچہ وہ ساری دنیا کے گناہ بھی کر لیں تاہم میں ان کی شفاعت کروں گا ایک وہ جو میری اولاد کی امداد کے لئے تگوار لے کر نکل آئے گا۔

دوسرا وہ جو ان کی ضروریات پوری کرے گا۔

تیسرا وہ جو ان کی حاجات کو پورا کرنے کے لئے کوشش کرتا رہے گا۔

چوتھا وہ جو ان سے دل و جان سے محبت کرے گا۔

(شرف النبی ص ۲۶۱)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ شفاعت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ آپ کے اہلیت سے محبت و موڈت ہے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اہلیت علیہ السلام کے بارے میں امت سے جو چیز طلب کر رہے ہیں اُس پر بہت کم لوگ عمل کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جیسا کہ اس حدیث مبارکہ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گنہگار ترین شخص کی شفاعت کرنے کا بھی اعلان فرمایا ہے جو آپ کی اولاد کی حفاظت اور اعانت میں دشمنان اہلیت کے خلاف نکلے گا تو جو لوگ اہلیت سے دشمنی رکھتے ہیں وہ کس طرح اس بات کا دعویٰ کر رہے ہیں کہ وہ جنت میں جائیں گے حالانکہ جنت کے وارث تو اہلیت اطہار ہیں اور دوسری بات اس حدیث مبارکہ سے یہ ثابت ہو رہی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اہلیتوں کو اس بات پر عمل کرنے کی طرف مائل کر رہے ہیں کہ وہ آپ کے اہلیت کی ضروریات پوری کرنے کے لئے کوشاں رہیں اور اپنا تن من و دھن آپ کے اہلیت پر نثار کرنے کے لئے ہمد وقت تیار رہیں یہ نہ ہو کہ کوئی شخص اہلیت اطہار سے دشمنی کا اعلان کرے اُن کو برا بھلا کہے اور ایمان کا دعویٰ ارا خاموشی سے یہ سب کچھ برداشت کرتا رہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ! اللہ تعالیٰ نے اُس شخص کے لئے بہشت حرام کر دی

ہے جس نے اہلبیت پر ظلم کیا جس نے ان سے جنگ کی جس نے انہیں گالیاں دیں، جس نے انہیں لوٹا اللہ تعالیٰ سے بات نہ کرے گا اور وہ سخت عذاب دیکھنے جائیں گے۔

(شرف النبی ص ۲۶۱)

سرکارِ دو عالم سرورِ کونین تاجدارِ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت سے دشمنی روا رکھنے والے لوگ قطعاً جنتی نہیں ہو سکتے اس لئے کہ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے بہشت کو حرام قرار دے دیا ہے۔

اہلِ بیت سے بغضِ منافقت ہے (فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

صحابی رسول حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے! حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم من

ابغضنا اهل البيت فهو منافق

جو ہم اہل بیت سے بغض رکھے وہ منافق ہے۔

(ذخائر العقبیٰ مودۃ فی القربی ص ۱۸۰)

(احیاء المیت فضائل اہل بیت ص ۴۴)

(بیان صحیح المودۃ ص ۴۷ مطبوعہ مصر)

(مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۲۶۱)

اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

لو ان رجلاً صف بين الركن والمقام فضلى وصام ثم لقي

الله وهو مبغض لا اهل بيت محمد دخل النار

اگر کوئی شخص کعبہ مکرمہ کے پاس رکنِ یمنی اور مقامِ ابراہیم کے

درمیان نماز پڑھے اور روزہ بھی رکھے پھر اس حالت میں مرے کہ اہلبیت

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بغض رکھنے والا ہو تو وہ شخص دوزخ میں داخل ہوگا۔

(ذخائر عقبیٰ ص ۵۱)

منافق و مومن کی پہچان

قارئین محترم! سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافق کی پہچان کروادی۔ آپ ﷺ کے اس فرمانِ عالیہ کی روشنی میں واضح ہو جاتا ہے کہ منافق کون ہے اور مومن کون ہے؟

اہل بیت اطہار کا غلام ذکر اہل بیت سے خوش ہو جاتا ہے جبکہ جس کے دل میں اہل بیت سے بغض ہوتا ہے وہ ذکر اہل بیت سے پریشان ہو جاتا ہے اور اپنی پریشانی کا اظہار بڑے غلط طریقہ سے کرتا ہے کہ چھوڑو جی یہ تو شیعوں کی باتیں ہیں ایسی باتیں نہ کرو کیونکہ اس سے شیعوں کو تقویت ملتی ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ تم اپنی خواہش طبعی کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے تمہاری یہ فضول منطق تمہیں جہنم کی طرف لے جائے گی کیونکہ جن باتوں کو تم شیعہ کی تقویت کا باعث قرار دے رہے ہو یہ باتیں تو اس مدنی کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانِ حق ترجمان ارشاد ہوئی ہیں جس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے مہر تصدیق ثبت فرمائی ہوئی ہے کہ

وَمَا يَنْظِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ إِنْ هُوَ إِلَّا وَخْيٌ يُؤَيِّسُ ۗ

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو

انہیں کی جاتی ہے۔ (ترجمہ کنز الایمان)

عزیزانِ من! اگر کسی شخص کا دامنِ محبت اہل بیت سے خالی ہے تو وہ منافق ہے۔ اگر ہم کسی خارجی کو منافق کہہ دیں تو اسے بہت ناگوار گذرتا ہے مگر واضح رہے کہ یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے یہ تو اس نبیِ غیبِ دان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جو ہر چیز کی خبر رکھتے ہیں۔ وہ نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو منافقین کی آنے والی نسلوں کو بھی جاننے والے ہیں۔ وہ نبیِ اکرم نبیِ غیبِ دان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو جانتے ہیں کہ ایک گروہ آنے والا ہے جو میرے اہلبیت کے ذکر سے ناخوش ہوگا اور وہ گروہ منافقین کا گروہ ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ ایک گروہ آنے گا جو اہل بیت سے بغض رکھے گا وہ منافقوں کا گروہ ہوگا۔ ایک گروہ آنے گا جسے اہل بیت سے دشمنی ہوگی۔ وہ منافق ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمانِ مقدس کی روشنی میں ہم ہر منافق کی پہچان کر سکتے ہیں۔ جو محبوب ہوگا وہ ذکر اہل بیت سے خوش ہوگا اور صاحبِ ایمان ہوگا اور جو بغض رکھنے والا ہوگا وہ منافق ہوگا۔ خارجی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اہل بیت کی محبت نصیب فرمائے آمین۔

مقصود جس کو آل عیبر سے بغض ہے
وہ خارجی ، منافق و ایماں سے دور ہے
شعب الایمان میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ سرکار مدینہ
سرورینہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا !

من لہ یعرف عنوتی و الا انصبار فہو لاحد ی ثلاث اما منافق و اما
لذنبہ و اما لغیبر طہور یعنی حملنہ امہ غیبر طہر
جو میری عنترت اور مدگاروں کو نہیں پہچانتا وہ تین چیزوں میں سے ایک کی وجہ سے
نہیں پہچانتا۔ یا تو وہ منافق ہے یا وہ بدکاری کی پیداوار ہے یعنی حرامزادہ ہے یا وہ نجاست کی پیدا
وار یعنی اس کی ماں حائضہ تھی جب وہ حاملہ ہوئی۔

(احیاء المیت بغضائل اہل بیت سیوطی ص ۴۸) (الصواعق المحرقات ابن حجر کی ص ۲۳)
نبی غیب دان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت اور آپ کے مدگاروں
کو نہ پہچاننے والے کی تین خصوصیات بیان فرمائی ہیں۔ حرامزادہ اہل بیت کو نہیں پہچانتا۔ منافق
اہل بیت کو نہیں پہچانتا۔ حائضہ کا بچہ اہل بیت کو نہیں پہچانتا۔
قارئین محترم ! اہل بیت کی عظمت کو وہی پہچانے گا جس کے دل میں حب رسول ہوگی۔
اہل بیت کی فضیلت اور رفعت کو وہی پہچانے گا جو نکاح سے دنیا میں آیا ہوگا۔ اہل بیت کے مقام و
مرتبہ کو وہی پہچانے گا جو صاحب ایمان ہوگا۔ اہل بیت کی طہارت و پاکیزگی کو وہی پہچانے گا جس کی
ماں پاکیزہ ہو وہ شخص جس کا جسم ناپاک ہو جس کا قلب ناپاک ہو جس کی نوح ناپاک ہو وہ اہل
بیت کو پہچان ہی نہیں سکتا اس لئے کہ یہ اس رسول غیب دان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے جو
محبوب رب العالمین بھی ہے اور عالم مآکان و مآبیکون بھی۔ آج کے خوارج کو دیکھ لیں ان
کے دلوں میں حب آل رسول کی کوئی کرن نظر نہیں آتی۔ اس لئے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس
فرمان مبارک کی روشنی میں وہ ان تین حالتوں سے ہرگز خالی نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ بد عقیدگی سے
بچائے اور میں آل پاک کی سچی محبت نصیب فرمائے آمین۔

حدیث پاک میں سرکار نے ارشاد فرمایا
ہے آل پاک سے الفت ہر اک مؤمن کا سرمایہ
جو دشمن آل کا ہے وہ حرامی ہے ، منافق ہے
وہ ہے مقصود ولدائیں غیر طہر ہے آیا

عظمتِ اہلبیت علیہم السلام
اور
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

عزیزان محترم !

اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت احاطہ الفاظ میں لانا ناممکنات سے ہے
کہ قرآن پاک میں اللہ تبارک و تعالیٰ اہل بیت اطہار کی شان بیان فرما رہا ہے۔

کہیں اہل بیت اطہار کی عظمت بیان ہو رہی ہے۔

کہیں اہل بیت اطہار کی پاکیزگی بیان ہو رہی ہے۔

کہیں اہل بیت اطہار کی فضیلت کا چہرہ ہو رہا ہے۔

کہیں اہل بیت اطہار کی شرافت کی بات ہو رہی ہے۔

کہیں اہل بیت اطہار کی سخاوت کا ذکر ہو رہا ہے۔

کہیں اہل بیت اطہار کی طہارت کا ذکر ہو رہا ہے۔

جن کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیان

قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہل بیت

وہ قدر والے !

جنہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

وہ صحابہ کرام !

جن کو آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے ایسے انعامات عطا فرمائے کہ آج ہر

مسلمان ان کے فضائل و ثنائیں کو سلام پیش کرتا ہے۔

ان کی گراں قدر خدمات پر ہر مسلمان صحابہ کرام کے احسانوں کے بوجھ تلے ہے۔

وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جنہوں نے اپنی جان، مال، عزت، اولاد، گھریاں ہر

چیز سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر قربان کر دی۔

صحابہ کرامؓ کا جذبہٴ تحب مقصود دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محبت اہل بیت اس قدر تھا

کہ محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھرانہ ان کے لئے پیر خا نہ تھا اور اس پیر خانے کو صحابہ کرامؓ

اپنے اوپر گھروالوں پر ترجیح دیتے۔ اس عشق و محبت کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بلند مقام عطا فرمائے۔

استاذی المکرم علامہ صائم چشتی فرماتے ہیں۔

شان صدیق و فاروق دا کی دساں کہتا جہاں دا اللہ نے اُنچا نشان
بزرگنبدے اندر جو چ دی سی تھاں کھلی والے دے یا راں دے کم آگئی

صحابہ نے سکھائی ہے محبت آلِ الطہر کی
کرو تسلیم اُن کی بات گر اُن سے محبت ہے
صحابہ کے عمل کو ماننا مقصود ہے لازم
یہی راہ صداقت ہے یہی راہ عقیدت ہے

(محمد مصمودی)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، اور عظمت اہل بیت

اکابرین سلف و خلف حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پر قائم رہے ان اکابرین کے سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقریبوں کی صلہ رگی مجھ سے تقریبوں کی صلہ رگی سے زیادہ محبوب ہے۔ بخاری نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکریم کی وجہ سے آپ کے اہل بیت کی تکریم کرو۔

(شرف سادات صحفیر ۲۴۰)

یہ عقیدہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے جن کے سیدنا اطہر میں محبت رسول و آل رسول کا دریا موجزن ہے جنہوں نے خلیفہ راشد بننے کے بعد اہل بیت کا ہر طرح سے خیال رکھا آج منکرین یہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اہل بیت نبوت کے ساتھ زیادتی کی۔ انہوں نے حضور علیہ السلام کا ورثہ جو باغ فدک کی شکل میں تھا وہ اہل بیت کو نہ دیا اور حضرت سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کو نہ راض کیا۔

ان سے میں کہتا ہوں کہ کچھ خیال کرو صحابہ کرام پر جو نئے الزامات نہ لگاؤ کیونکہ تمہارے انہیں الزامات کی زد میں حضرت مولانا علی علیہ السلام بھی آ رہے ہیں بلکہ اس قسم کی غلط روایات پیش کر کے تم صرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توہین ہی نہیں کرتے بلکہ اہل بیت اطہار کی توہین کا ارتکاب کرتے ہو۔ باغ فدک کے مسئلے کو میں نہیں چھیڑوں گا کیونکہ ابھی صرف محبت کی بات ہوگی پھر کبھی موقع کی مناسبت سے اس مسئلہ پر بات ہوگی۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد اسلامی امور و سلطنت کو نبھایا۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چہرہ علی المرتضیٰ علیہ السلام کی

زیارت کرتے ہیں۔

جب حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پوچھتی ہیں کہ آپ
حضرت علی کے چہرہ کی طرف اس قدر انہماک سے کیوں دیکھ رہے تھے؟
تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! کہ حضرت علی
کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ
حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں اہل بیت اطہار کی
کیسی قدر و منزلت تھی۔

چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا!

اتربوا آل محمد فی اہل البیت

اہل بیت اطہار کا احترام کرو۔

(اولاد کو سکھاؤ محبت اہل بیت میں ۸۰)

اہل بیت کا احترام حضور کا احترام ہے

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی اہل بیت اطہار کا احترام فرماتے ہیں بلکہ حکم
دیئے ہیں کہ اہل بیت کا احترام کرو۔

فدائین رسالت تا بصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی
جماعت اللہ اور اس کے رسول کے پسندیدہ اور پختے ہوئے لوگوں کی جماعت ہے۔ اور سب صحابہ
کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے سردار سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یار غار اور یار رازار
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہل بیت سے محبت کا انداز ملاحظہ فرمائیں۔
بخاری کی روایت ہے۔

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان ابابکر رضی
اللہ تعالیٰ عنہ قال ارقبوا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فی اہل بیئته

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت
ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا احترام یہ ہے کہ ان کے اہل بیت کا احترام کیا جائے۔
بخاری شریف میں ہی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری روایت ہے۔
عن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال والذی نفسی بیدہ
لقرآنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احب الی ان
اصل من قرأ بہی
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں
نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھے جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقربا کے ساتھ تعلق جوڑنا اپنے رشتہ
داروں کے ساتھ تعلق استوار کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

(بخاری شریف باب مناقب اہل بیت)

قارئین کرام!

یہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سردار کا عقیدہ اور عمل ہے۔ جو لوگ صحابہ
کرام کی محبت کے دعوے دار ہیں انہیں چاہیے کہ اپنے آئیڈیل کے عقیدہ کو بھی اپنائیں اور اہل بیت
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور موڈت کو اپنے قلوب میں سولیں۔
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اہل قرابت پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی آل پاک کی محبت کو ترجیح دی ہے سب سے بڑی بات یہ خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کا پاکیزہ عقیدہ یہ ہے کہ اہل بیت رسول سے محبت فی الحقیقت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے ہی محبت کا دوسرا نام ہے۔

قارئین!

اور بھی روایات ہیں جن میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت کی محبت کو

اپنی محبت قرار دیا ہے۔

ہم ان لوگوں کو دعوتِ فکر دیتے ہیں جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمیشی ہونے
کے باوجود آپ کے اہل بیت سے بغض رکھتے ہیں۔ ان کا یہ بغض انہیں جہنم کی طرف لے جا رہا
ہے۔ ہر کلمہ کو کیلئے ضروری ہے کہ وہ اہل بیت سے محبت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت

سے کرے یہی ایمان ہے۔ یہی اسلام ہے۔

آفت آل محمد دین ہے ایمان ہے
آفت آل نبی ایمان کی بھی جان ہے
آل کی آفت ہی ہے مقصودِ حبِ مصطفیٰ
یارِ غارِ مصطفیٰ کا بھی یہی فرمان ہے

صدقہ بقیہ اکبر کا اندازِ محبت

مسند امام احمد بن حنبل میں ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے چند روز بعد ایک دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک راستے سے گزرے تو دیکھا کہ حضرت امام حسن بن علی علیہ السلام کھیل رہے ہیں آپ نے انہیں اٹھا کر اپنے کندھے پر بٹھالیا اور یہ شعر پڑھا!

و ابائی شہبہ النبی لیس شہبہا بالعلی
میرے ماں باپ تم پر قرآن کے تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ہمشکل ہو۔ علی کے دشمن نہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم بھی ساتھ تھے وہ یہ بات سن کر ہنس پڑے۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۸)

عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور عظمت اہل بیت

حضرت سیدنا قاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ دوم ہیں آپ کی شان کیا بیان ہو کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رب سے دُعا فرما کر قاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو حاصل فرمایا۔
حضرت عمر ذُعا نے مصطفیٰ ہیں، حضرت عمر مراد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔
ایک مرتبہ سیدنا قاروق اعظم رضی اللہ عنہ مالِ نبوت تقسیم فرما رہے تھے اور ہر ایک کو پانچ سو درہم دے رہے تھے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف لائے۔

حضرت قاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو تعظیم بھی دی اور ایک ہزار درہم پیش کیا۔
آپ کے صاحبزادے نے کہا! ایا جان آپ نے ہمیں پانچ سو درہم دیا اور حسین کو ایک ہزار ایسا کیوں کیا؟ میں بھی خلیفہ راشد کا بیٹا ہوں۔

حضرت عمر قاروق رضی اللہ عنہ کو جلال آگیا فرمایا بیٹا!
تم حسین (علیہ السلام) سے کیسے مقابلہ کر سکتے ہو۔
نہ تم حسین جیسے ہو

نہ تمہارا باپ اُن کے باپ جیسا
نہ تمہاری ماں اُن کی ماں جیسی
نہ تمہارا نانا اُن کے نانا جیسا
نہ تمہاری نانی اُن کی نانی جیسی
اُن کے باپ علی المرتضیٰ ہیں۔
اُن کی ماں سیدۃ النساء ہیں۔
اُن کی نانی خدیجہ الکبریٰ ہیں۔

اُن کے نانا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کا کلمہ پڑھ کر اس مرتبہ پر پہنچے
ہیں اس لئے خیر دار آئندہ ایسی بات نہ کرنا۔

تو حضرت سیدنا قاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہل بیت سے محبت ایسی بے مثال۔ کہ

سب پر ترجیح اہل بیت کو دے رہے ہیں۔

جب ایران فتح ہوا تو ایران کی شہزادی مال غنیمت میں آئیں جن کا نام حضرت شہر یانو تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہزادی کی شادی شہزادہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے کر دی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت امام حسن علیہ السلام سے کہتے ہیں۔
کہ ہمارے سروں پر بال آپ کے مٹانا جان نے ہی آگائے ہیں۔
گویا یہ سب عزت و دولت سب سرور کون مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان
کی آل اطہار کے صدقے عطا کر دہے۔

(ساجح کربلا ص ۳۰)

یہ ہے جذبہ محبت اہل بیت کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بر ملا اطہار فرما رہے ہیں،
اہل بیت کی عظمت کو دل و جان سے تسلیم فرماتے ہیں چنانچہ حضرت امام حسین علیہ السلام
نے ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو اپنا غلام زادہ کہہ دیا تو انہوں نے حضرت عمر
فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر شکایت کی کہ حسین بن علی علیہ السلام نے مجھے یوں کہا ہے۔ تو
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! جاؤ ان سے لکھوا کر لاؤ۔
آپ کے صاحبزادے گئے کہ میں لکھوا کر لاؤں گا اور ایسا جان ایکشن لیں گے۔
جب لکھوا کر لائے تو آپ نے فرمایا بیٹا! جب میں اس دنیا سے جاؤں تو یہ امام حسین کا
لکھا ہوا میری قبر میں رکھ دینا۔

بسمان اللہ! کیا محبت ہے، کیا عشق ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اہل بیت
سے۔ اگر آج کوئی بدتمیز یہ کہے کہ معاذ اللہ وہ اہل بیت سے لڑتے تھے۔ انہوں نے اہل بیت کو تنگ
کیا تو یہ بات بکواس سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آل پاک کو اپنی جان
سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔

حضور کی قرابت سے عقیدت

حدیث زہری سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس جب بھی اعراق سے

جز یہ یا جس غنیمت آتا۔ آپ بنی ہاشم کے ہر غیر شادی شدہ شخص کی شادی کرتے اور غلام سے محروم شخص کو غلام سے نواز دیتے تھے۔ اسے ابن البختری رزاق نے روایت کیا ہے۔

(ریاض النضر فی مناقب عشرہ ج ۱ ص ۷۳)

حسنین کی خوشی میں خوشی

حدیث محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس یمن سے لیجے آئے آپ نے مہاجرین و انصار میں تقسیم کئے جن میں سے کوئی بھی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہم السلام کے کناپ کا نہ نکلا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فوراً حاکم یمن کو خط لکھا کہ ان کے کناپ کے دو لیجے سلوا کر جہاں ہی طرح کے ہوں بھیج دیں۔

انہوں نے بھیج دیئے۔ آپ نے حسنین کو لیجے پہنائے اور فرمایا جب تک ان دونوں نے کپڑا نہیں پہنایا مجھے دوسروں کے پہننے کی خوشی نہ تھی۔

(ریاض النضر فی مناقب عشرہ ج ۱ ص ۷۳)

حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) منبر پر بیٹھے تھے میں (ایک بار بچپن میں) آیا اور منبر پر چڑھ گیا اور آپ سے کہا کہ میرے باپ کے منبر سے اتر جاؤ اپنے باپ کے منبر پر جا کر بیٹھو!

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میرے باپ کا کوئی منبر نہیں یہ کہہ کر مجھے اپنی جھولی میں بٹھا لیا میرے ہاتھ میں کنگر تھے جن سے میں کھیلتا رہا۔

جب آپ فارغ ہوئے تو مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے اور کہا کہ بتلاؤ تمہیں یہ بات کس نے سکھلائی؟

میں نے کہا! کسی نے نہیں سکھلائی۔

آپ نے کہا! اے بیٹے اگر کسی دن تم ہمیں ڈھانپ لو (فرصت کے وقت آؤ اور ہمیں سارے کاموں سے بے نیاز کر کے ہم سے گفتگو کرو) تو بہتر ہو چنانچہ میں ایک دن آپ کے گھر گیا مگر آپ امیر معاویہ کے ساتھ علیحدگی میں مصروف گفتگو تھے۔

آپ کے بیٹے دروازہ پر کھڑے تھے جب ابن عمر دروازہ سے واپس لوٹ آئے تو فرمایا

اے میرے بیٹے آپ ہمارے پاس نہیں آئے؟
 میں نے کہا اے امیر المومنین ! میں تو گیا تھا مگر آپ معاویہ سے معروف گفتگو تھے
 دروازے پر آپ کے بیٹے تھے جو وہاں لوٹ آئے میں نے سوچا جب بیٹے کو اندر آنے کی
 اجازت نہیں تو مجھے کب ہوگی تو میں بیٹ گیا۔
 آپ نے فرمایا اے حسین (علیہ السلام) ! آپ کو میری اپنی اولاد سے بھی زیادہ اندر
 آنے کی اجازت ہے ہمارے سروں میں اللہ کے بعد تم لوگ ہی ایسے ہو۔
 (ریاض الصغرہ فی مناقب عشرہ مجاہدین ص ۱۴۷)

وظیفے کا سادات سے آغاز

امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد امام محمد باقر علیہ السلام سے راوی ہیں کہ عمر فاروق
 رضی اللہ عنہ نے وظائف مقرر کئے اور مردم شماری ہوئی تو مشورہ لیا کہ سب سے پہلے کس کا وظیفہ مقرر
 کیا جائے آغاز کس سے کیا جائے؟
 صحابہ کہتے ہیں ہم نے کہا یا امیر المومنین ! سب سے پہلے آپ اپنا وظیفہ مقرر کریں مگر
 آپ نے بنو ہاشم سادات کرام سے آغاز کیا اور امام حسن اور امام حسین کے لئے پانچ پانچ سو مہمانہ
 وظیفہ مقرر کیا ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مردم شماری کا کام حضرت
 ابی زید بن ثابت کے حوالے کیا انہوں نے پوچھا آغاز کس سے کیا جائے؟ آپ نے فرمایا ! نبی
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان سے۔
 تیسری روایت میں ہے کہ صحابہ کہتے ہیں ہم نے کہا آپ اپنی ذات سے آغاز کریں
 کیونکہ آپ امام ہیں۔
 آپ نے فرمایا ! نہیں میں امام نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام ہیں اس لئے
 ان کے خاندان سے آغاز کیا جاتا ہے پھر جو درجہ بدرجہ رشتے دار ہو۔
 (ریاض الصغرہ فی مناقب عشرہ مجاہدین ص ۱۴۷)

عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور عظمت اہل بیت

علیہ سوسوم امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اہل بیت اطہار کے ساتھ خصوصی محبت و اراادت رکھتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نقوش قدم پر چلتے ہوئے اپنے عہد خلافت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہزادگان رسول کے ساتھ بہت محبت اور عقیدت کا اظہار فرماتے، شہزادگان رسول، امانین کریمین امام حسن و حسین علیہما السلام بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بہت محبت فرماتے۔

اُن کی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبت کا اظہار دیکھنا، تو تاریخ کے اُن اوراق کو ملاحظہ کریں جن میں لکھا ہوا ہے کہ جس وقت بلوایوں نے مدینہ طیبہ پر حملہ کیا تو اُس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر بلوایوں کو روکنے کے لئے اپنی جانوں کو خطرے میں ڈال کر شہزادگان رسول حضرات حسین کریمین علیہما السلام کھڑے رہے اور کسی کو دروازہ کے راستے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

اہل بیت رسول کے لئے ہدیہ

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ فرمانے کا واقعہ اس طرح ہے کہ آل محمد کو مسلسل چار روز تک کچھ کھانے کو نہ ملا یہاں تک کہ ہمارے بچوں نے بھی کچھ نہیں کھایا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے فرمایا!

يا عائشة هل اصبته بعدى شيئا؟

اے عائشہ! کیا میرے بعد تمہیں کوئی چیز پہنچی؟

میں نے کہا! کہاں سے۔

اگر اللہ عزوجل آپ کے ہاتھ پر نہ بھیجے۔

پھر آپ نے وضو فرمایا اور تشریف لے گئے اور ایک مرتبہ ایک جگہ اور ایک مرتبہ دوسری

جگہ نماز پڑھ کر دعا فرماتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ! پھر دن کے آخری وقت عثمان آئے اور اجازت طلب کی تو میں نے سوچا کہ اس سے پردہ رکھوں۔ پھر میں نے کہا یہ شخص مکہ کا ہیر صحابہ سے ہے ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے ہمارے پاس بھیجا ہی اس لئے ہو اس کے ہاتھوں بہتری ہو جائے تو میں نے اسے کہا ! اجازت ہے۔

اُس نے کہا اُئی جان ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں ؟
میں نے کہا بیٹا ! آل محمد نے چار روز سے کچھ نہیں کھایا۔
اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے، تو آپ کو جو گفتگو ہوئی بتا دی۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں ! کہ عثمان بن عفان رونے لگے اور کہا دُنیا کے لئے پسندیدگی نہیں، پھر کہا، اے ام المومنین ! آپ پر جو جنتی ہے اس کا تذکرہ آپ نے مجھ سے اور عبد الرحمن بن عوف اور ثابت بن قیس سے کیوں نہ کیا جو لوگوں میں زیادہ مال والے ہیں۔
پھر عثمان چلے گئے اور ہمارے ہاں ایک اونٹ پر آنا، ایک اونٹ پر گندم، ایک اونٹ پر کھجوریں اور تین سو درہم نقد بھیج دیئے۔

پھر روٹیاں اور بہت سا شور بہ بھیجا اور کہا کہ آپ لوگ کھائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھانا تیار کریں یہاں تک کہ آپ تشریف لے آئیں۔

ثم اقسام علی ان یکون مثل هذا الا علمتہ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ! پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا !

یا عائشۃ هل اصببتہ بعدی شیباً ؟

یعنی اے عائشہ ! کیا میرے بعد تمہیں کوئی چیز بچتی ہے ؟

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! آپ جانتے ہیں کہ جب آپ گھر سے تشریف لے گئے تھے تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی اور آپ جانتے ہیں کہ اللہ عزوجل کبھی آپ کا سوال نہ نہیں فرماتا۔

آپ نے فرمایا! تمہیں کیا پہنچتی ہے؟

میں نے کہا! ایسے اور ایسے ایک اونٹ کا بوجھ آنا اور ایک اونٹ کا بوجھ گندم اور ایسے اور ایسے ایک اونٹ کا بوجھ کھجوریں اور تین سو درہم کی تھیلی اور مصفا کھال اور روٹیاں اور بہت سا شوربہ

آپ نے فرمایا! یہ سامان کس نے بھیجا ہے؟

میں نے کہا! عثمان بن عفان نے۔ اور بتایا کہ عثمان ہمارے حال پر رو پڑے تھے اور دنیا کی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں! کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بتا تو بیٹھنے کی بجائے مسجد میں تشریف لے گئے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ فرمایا!

اللّٰهُمَّ قَدْرَ ضَمِيمَتِ عَنِ عَثْمَانَ فَأَرْضِ عَنهُ .

یعنی الہی! میں عثمان سے خوش ہوں تو اس سے خوش ہو جا۔

اس روایت کی تخریج حافظ ابوالقاسم دمشقی نے اربعین میں کی۔

(ریاض البھر فی مناقب عشرہ مبشرہ ترجمہ علامہ صائم چشتی، ص ۷۳ تا ۷۴)

زرہ خرید کر ہلدیہ کر دی

جب حضرت علی علیہ السلام کا نکاح شہزادی کونین سلام اللہ علیہا کے ساتھ طے پایا تو حق مہر کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم پر حضرت علی نے زرہ فروخت کرنے کا ارادہ فرمایا تو اسے امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خریدا تھا۔

اور ایک روایت کے مطابق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسے چار صد اسی درہموں میں خریدا تھا اور وہ زرہ انتہائی مضبوط اور اعلیٰ قسم کی تھی اور لوہا اس پر قطعاً اثر نہ کرتی تھی۔

جب زرہ کی قیمت ادا کر کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے قبضہ میں لے لیا اور حضرت علی علیہ السلام سے کہا اے ابوالحسن میرے لیے بہترین عمل یہ ہے کہ اس کو اپنے پاس رکھنے کی بجائے آپ کو بیہ شرعی کردوں، شاہ و مرداں، شیر یزدان سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم چونکہ خود بیکر وجود و خاتم تھے اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روش محبت کا مشاہدہ کیا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے شکر یہ کے ساتھ زرہ قبول کر لی اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

خدمت میں زراور زرہ دونوں چیزیں لے کر حاضر ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زراور زرہ دونوں چیزوں کے جمع ہو جانے کے متعلق استفسار فرمایا تو امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے من و عن تمام قصہ بیان کر دیا حضور رسالتاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ واقعہ ساعت فرمانے کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

دوسری روایت میں ہے! جناب علی علیہ السلام کی زرہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار سو اسی درہم کی خرید کر وہ آپ کو دو بارہ ہدیہ کے طور پر دے دی اور اس رقم سے خوشبو اور چھوہارے منگوانے کے بعد جو رقم بچی وہ اس ولیہ میں شامل تھی، اگرچہ صحابہ کرام کا اپنی طرف سے سامان خورد و نوش جمع کرنا بھی درست اور ثابت ہے۔

(شہزادی کوئین ص ۲۲۷) (طبقات ابن سعد)

(مشکل کشا ما زعمہ صائم چہ شی جلد اول ص ۳۰۳)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے شاہ قارس کی دو شہزادیاں امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو عطا فرمادیں۔

(امام اعظم ابوحنیفہ اور اہل بیت ص ۲۷)

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور محبت اہل بیت

ایک بار ایک عراقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ چمحر کا خون جو کپڑے سے لگ جاتا ہے اُس کا کیا حکم ہے۔ فرمایا! ان کو دیکھو (ان لوگوں نے) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کو شہید کر ڈالا اور چمحر کے خون کا سوال کرتے ہیں۔
(ترمذی شریف کتاب المناقب الحسن والحسين)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عظمت اہل بیت

ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے دونوں پاؤں سے اپنے کپڑے کے کونے پر خاک چماڑی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا! یا ابو ہریرہ! یہ کیا کرتے ہیں؟
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی! حضور مجھے معاف کیجئے واللہ جتنے آپ کے مراتب میں جانتا ہوں اگر لوگوں کو معلوم ہو جائیں تو وہ آپ کو کندھوں پر اٹھائے پھریں۔

(اعلیٰ راسخات بحوالہ فضائل اہل بیت صفحہ ۶۶)

ایک دن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام حسن علیہ السلام سے ملے اور کہا کہ ذرا کپڑا ہٹائیے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوسہ دیا تھا وہیں میں بھی بوسہ دوں گا، چنانچہ انہوں نے امام حسن علیہ السلام کے پیٹ پر بوسہ دیا (جہاں پر سر کارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا تھا)

(سنن امام احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۴۷)

(صحابیہ کا عشق رسول صفحہ ۱۵۱)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ، اور عشقِ اہل بیت

حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ طویل اللقدار صحابی رسول ہیں ان کا ہر فعل ہر قول محبت رسول سے سرشار تھا۔

آپ کو اہل بیت اطہار سے اس حد تک عشق و محبت اور عقیدت تھی کہ ہر معاملے میں اہلیت کی اطاعت میں کوتاہاں رہتے اور اہل بیت کے حکم کو مقدم رکھتے چنانچہ جب سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری وصال یا کمال ہوا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ اسی غمِ بھر میں مدینے کو چھوڑ کر ملک شام کے شہر حلب چلے گئے۔ ایک سال کے بعد آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ سے فرمایا کہ اے بلال! تم نے ہم سے ملنا کیوں چھوڑا کیا تمہارا دل ہم سے ملنے کو نہیں چاہتا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے یہ خواب دیکھ کر لبیک یا سیدی، اے آقا غلام حاضر ہے کہتے ہوئے اٹھے اور اسی وقت اونٹنی پر سوار ہو کر مدینے چل پڑے۔ رات دن برابر چل کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے حضرت بلال سیدھے مسجد نبوی پہنچے اور حضور کو ڈھونڈا مگر حضور کو نہ دیکھا پھر حجرہوں میں تلاش کیا جب وہاں نہ ملے تب مزرا انوار پر حاضر ہوئے اور رو کر عرض کیا یا رسول اللہ! حلب سے غلام کو یہ فرما کر بلا یا کہ ہم سے مل جاؤ اور جب بلال زیارت کے لئے حاضر ہوا تب آپ زیارت کیوں عطا نہیں فرما رہے

حضرت بلال روتے روتے بیہوش ہو کر قبر انور کے پاس گر گئے بہت دیر میں جب آپ کو ہوش آیا تو لوگ قبر انور سے اٹھا کر یاہر لائے اس عرصہ میں بلال کے آنے کا سارے مدینہ میں غل ہوا اہل مدینہ کہنے لگے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذان سناتے تھے۔ ہمیں بھی زمانہ نبوی کی اذان سنائیے۔

بلال فرمانے لگے دوستو! یہ بات میری طاقت سے باہر ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دنیوی زندگی میں اذان دیتا تھا تو جس وقت اَنَّهُمْ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُولُ اللہ کہتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سائے آنکھوں سے دیکھ لیتا تھا۔

اب بتاؤ کہ کسے دیکھوں گا؟ مجھے اس خدمت سے معاف رکھو۔
 ہر چند لوگوں نے اصرار کیا، مگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے انکار ہی کیا بعض صحابہ کی یہ
 رائے ہوئی کہ بلال کسی کا کہنا نہیں مانیں گے تم کسی کو بیچ کر حضرت حسن و حسین علیہما السلام کو بلا لو اگر
 وہ آکر بلال سے اذان کی فرمائش کریں گے تو بلال ضرور مان جائیں گے۔
 کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت سے بلال کو عشق ہے یہ سن کر ایک صاحب
 جا کر امام حسن اور امام حسین کو بلا لائے۔

حضرت حسین علیہ السلام نے آکر بلال کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اے بلال!
 آج ہمیں بھی وہی اذان سنا دو جو ہمارے نانا جان کو سنایا کرتے تھے۔
 حضرت بلال نے حضرت امام حسین کو گود میں اٹھا کر کہا! تم میرے محبوب کے گلے ہو،
 نبی کے بارگ کے پھول ہو، جو کچھ تم کہو گے منظور کروں گا تمہیں رنجیدہ نہ کروں گا کہ اس طرح حضور کو
 مزار میں رنج پہنچے گا اور پھر فرمایا حسین مجھے لے چلو جہاں کہو گے اذان کہوں گا۔
 حضرت امام حسین نے حضرت بلال کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو مسجد کی چھت پر کھڑا کر دیا۔
 بلال نے اذان کہنا شروع کی۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ مدینہ منورہ میں یہ وقت عجب غم اور
 صدمہ کا وقت تھا۔

حضور کو وصال فرمائے ہوئے ایک زمانہ نہ ہوا تھا۔ آج مجیوں کے بعد اذان بلال کی آواز
 سن کر حضور کی دنیوی حیات مبارکہ کا تصور بند گیا۔
 بلال کی اذان سن کر مدینہ منورہ کے بازار گلی کوچوں سے لوگ آن کر مسجد میں جمع ہوئے،
 ہر ایک شخص گھر سے نکل آیا۔ پردہ والی عورتیں یا ہر آئیں اپنے بچوں کو ساتھ لائیں۔
 جس وقت بلال نے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ سے نکالا، جب حضور علیہ
 السلام نظر نہ آئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرط غم سے بے ہوش ہو گئے۔
 (صحابی کا عشق رسول ص ۱۸۸)

عزیزان گرامی!

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اہمیت و اطہار سے محبت کو الفاظ میں کیسے بیان کیا جاسکتا ہے
 جنہوں نے حضرات حسنین کریمین کو اپنے ہاتھوں سے کھلایا، اور اہل بیت اطہار کیلئے اپنی خواہشات

کفر یا ن کیا۔ اہل بیت کی عظمت کے لئے اپنی جان کی پروا بھی نہیں کی اور اپنے آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے کا نوکر سمجھا۔
 آج اگر کوئی اپنے آپ کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عاشق تو کہے لیکن اہل بیت اطہار سے بغض و عناد رکھے۔

سرکار مدینہ علیہ السلام کے گھرانے سے دشمنی کرے۔ تو وہ اپنے دعویٰ محبت میں جھوٹا ہے، جب تک اہل بیت سے محبت نہ کی جائے اس وقت تک صحابہ کرام کی محبت کا دم بھی نہیں بھرا جاسکتا اسی لئے کہ آؤ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عقیدہ کو قبول کر لو۔
 اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم سے محبت کر کے اپنے دعوے میں سچے ہو جاؤ۔
 مطالعہ کرو صحابہ کرام کی زندگیوں کا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عشق دیکھو۔
 حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی محبت دیکھو۔
 حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی محبت دیکھو۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیار دیکھو جنہوں نے مصائب برداشت کر لئے
 کالیف برداشت کر لیں لیکن اہل بیت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔
 حضرت سلیمان قاری رضی اللہ عنہ کی محبت اہل بیت دیکھو کی اپنی ساری زندگی خدمت
 اہلبیت کیلئے وقف رکھی۔

کملی والے آقا۔ والضحیٰ کے چہرے والے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
 محبت میں اپنا ملک چھوڑا اور مدینہ طیبہ کی سر زمین مقدس میں آگئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
 گھرانے کی خدمت میں اپنی عمر صرف کر دی اور حضور علیہ السلام سلمان قاری رضی اللہ عنہ سے اتنے
 خوش ہوئے کہ آپ نے سلمان قاری رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے گھرانے کا نذر قرار دے دیا۔
 چونکہ حضرت سلمان قاری عمر میں ضعیف تھے اور جب حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کو مولیٰ شہر خدا کریم اللہ وجہ الکریم سے کام ہوتا یا حسنین کریمین علیہم السلام کو بلانا ہوتا تو دروازہ
 سیدۃ النساء العالمین پر حضرت سلمان قاری رضی اللہ عنہ ہی جاتے۔

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور عظمت اہل بیت

ایک بار حضرت امام باقر علیہ السلام حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حجۃ الوداع کی کیفیت پوچھنے کی غرض سے حاضر ہوئے۔ اس وقت اگرچہ وہ طالب علمانہ اور نیاز مندانہ آئے تھے تاہم حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے نہایت تپاک سے ان کا خیر مقدم کیا۔ پہلے ان کے سر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور ان کے اوپر نیچے کے تسمے کھولے سینے پر ہاتھ رکھا اور مرحبا کہا پھر اصل مسئلہ پر گفتگو کرنے کی اجازت دی۔

(ابوداؤد کتاب المناسک بحوالہ صحابہ کا عشق رسول)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اہل بیت کی حمایت و نصرت میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر دیئے بہت سے صحابہ کرام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سر کا بھوک کر جام شہادت نوش فرمایا۔ بعد ازاں جب حادثہ کربلا رونما ہوا تو صحابہ کرام اور ان کے بیٹوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خانوادہ کی حمایت و نصرت میں جام شہادت نوش کر کے اہل دنیا کو یہ پیغام دیا کہ جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خانوادہ پر کوئی مصیبت آجائے تو اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی دریغ نہ کرنا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اہل بیت رسول سے والہانہ محبت کرتے تھے اس لئے وہ لوگ جو محبت صحابہ کا نعرہ لگاتے ہیں انہیں چاہیے کہ صحابہ کرام کا طرز عمل بھی اختیار کریں اور اہل بیت رسول سے والہانہ محبت کر کے عیب صحابہ ہونے کا ثبوت پیش کریں اگر صحابہ کا نعرہ لگا کر محبت کا دعویٰ کرتے رہو گے تو نہ صحابہ تم سے خوش ہوں گے نہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہوں گے اور نہ ہی اللہ تم سے راضی ہوگا۔

صحابہ نے سکھائی ہے محبت آل اطہر کی
 کرو تسلیم ان کی بات گر ان سے محبت ہے
 صحابہ کے عمل کو ماننا مقصود ہے لازم
 یہی راہ صداقت ہے یہی راہ عقیدت ہے

(محمد مصمودی)

عظمتِ اہل بیت
اور
اولیاء، علماء و محدثین

فرض ہے آلِ محمد کی محبت فرض ہے
ہم یہ مقصود پیارے مصطفیٰ کا فرض ہے

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اطہار سے محبت و موڈت کرنا ہر مومن کے لئے لازم ہے جیسی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خانوادہ نوری کی عزت و توقیر کو ہمیشہ پیش نظر رکھا اور امت مسلمہ کو یہ پیغام دیا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کو کبھی نہ جھولنا اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ ان کے پیش نظر اللہ تبارک و تعالیٰ کے نازل کردہ احکام بھی تھے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین مقدسہ بھی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مقدس جماعت کے بعد اصلاح امت کا فریضہ تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تبع تابعین کے سپرد ہوا اور انہوں نے اپنے اپنے عہد میں قرآن اور حدیث کے احکامات جو اہل بیت رسول علیہم السلام کے حوالہ سے ان تک پہنچے تھے انہوں نے اہل اسلام پر پیش کر دیئے۔

تابعین اور تبع تابعین کی مقدس جماعتوں کے بعد یہی فریضہ صحابہ کرام اور اولیاء کا ملین کے سپرد ہوا اور انہوں نے لوگوں کو اس بات سے آگاہ رکھا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان اپنے شرف و کرامت اور طہارت و پاکیزگی، عزت و وقار میں ہر لحاظ سے منفرد ہے اور اس خاندان کے افراد کی توقیر تمام مومنین و مومنات پر لازم ہے۔

اس باب میں ہم نے علماء و محدثین اور اولیاء کا ملین کے فرمودات جمع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے جنہوں نے اپنے اپنے اعزاز میں اہل بیت رسول سے محبت و موڈت کا حق ادا کیا ہے۔

عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ اور عظمت اہل بیت

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ حج تا بعین میں سے ہیں ان کے دور خلافت کو امن و سکون اور عین خلافت راشدہ کے دور کا لگس قرار دیا گیا ہے بنو امیہ سے ہونے کے باوجود انہوں نے ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت سے حسن سلوک اور موذت کار شدہ قائم رکھا جو ان کے پہلے حکمرانوں میں نظر نہیں آتا۔ اب آپ ان کے اہل بیت رسول کے ساتھ حسن سلوک اور محبت کے واقعات ملاحظہ فرمائیں۔

عن یزید بن عمر بن مروق قال: كنت بالشام و عمر بن عبد العزیز يعطى الناس فتقدمت إليه فقال لي: من أنت؟ قلت: من قريش. قال: من أي قريش؟ قلت: من بني هاشم. قال: من أي بني هاشم؟ قال: فسكته. فقال: من أي بني هاشم؟ قلت: مولى علي. قال: من علي؟ فسكته. قال: فوضع يده على صدري وقال: وأنا والله مولى علي بن أبي طالب عليه السلام. ثم قال: حدثني عدة أنهم سمعوا النبي صلى الله عليه وآله وسلم يقول: من كنت مولاه فعلى مولاه. ثم قال: يا مزاحم! كم تعطي أمثاله؟ قال: مائة أو مائتي درهم. قال: اعطه خمسين ديناراً. وقال ابن أبي داود: سنتين ديناراً لولايته علي بن أبي طالب رضي الله عنه. ثم قال: ألحق ببلدك فسيأتيك مغل ما يأتي نظراءك.

یزید بن عمر بن مروق روایت کرتے ہیں کہ ایک موقع پر میں شام میں تھا جب حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ لوگوں کو نوازرے تھے۔ پس میں ان کے پاس آیا، انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کس قبیلے سے ہیں؟ میں

نے کہا: قریش سے۔ انہوں نے پوچھا کہ قریش کی کس (شاخ) سے؟ میں نے کہا: بنی ہاشم سے۔ انہوں نے پوچھا کہ بنی ہاشم کے کس (خاندان) سے؟ راوی کہتے ہیں کہ میں خاموش رہا۔ انہوں نے (پھر) پوچھا کہ بنی ہاشم کے کس (خاندان) سے؟ میں نے کہا: مولا علی (کے خاندان سے)۔ انہوں نے پوچھا کہ علی کون ہے؟ میں خاموش رہا۔ راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے میرے سینے پر ہاتھ رکھا اور کہا: ”بخدا! میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا غلام ہوں۔“ اور پھر کہا کہ مجھے بے شمار لوگوں نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے۔“ پھر مزاجم سے پوچھا کہ اِس قبیل کے لوگوں کو کتنا دے رہے ہو؟ تو اُس نے جواب دیا: سو (100) یا دو سو (200) درہم۔ اِس پر انہوں نے کہا: ”علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی قرابت کی وجہ سے اُسے پچاس (50) دینار دے دو، اور ابن ابی داؤد کی روایت کے مطابق ساٹھ (60) دینار دینے کی ہدایت کی، اور (اُن سے مخاطب ہو کر) فرمایا: آپ اپنے شہر تشریف لے جائیں، آپ کے پاس آپ کے قبیل کے لوگوں کے برابر حصہ پہنچ جائے گا۔“

(ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء، طبقات الاصفیاء، 5: 364)

(ابن عساکر، تاریخ دمشق الکبیر، 48: 233-69: 127)

(ابن اثیر، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، 6: 427، 428)

اولادِ رسول کے بارے میں کیا گمان ہے

ایک دن حضرت أسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی آپ نے اُسے اپنی جگہ بٹھایا اور خود اُس کے سامنے بیٹھے اور اُس کی ہر حاجت پوری کی۔

عمر بن عبدالعزیز کا یہ سلوک حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام کی بیٹی کے

ساتھ ہے تو آپ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد اور ذریت کے بارے میں تیرا کیا گمان ہو سکتا ہے۔

(طائف المہن ص ۵۷۹)

ایک واعظ کا بیان

ایک دفعہ ایک واعظ نے اہل بیت کرام کی خوب مدح و ثناء کی اور ان کے فضائل و محاسن بیان کئے۔ کئی کہ سورج غروب ہونے لگا۔

وہ سورج کی طرف توجہ ہوئے اور کہا !

لا تغربى يا شمس حتى ينقضى مدح لآل محمد
ولنسله و اثني عنائك ان اردتني ثناء هم النسيت اذ كان
الوقوف لاجله ان كان للمولانا وقوفك فليكن هذا الوقوف
لغيره ولنجله

اے سورج غروب نہ ہو کئی کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی نسل کی مدح اور ثناء پوری ہو جائے۔ اگر ان کی ثناء چاہتا ہے تو اپنی گام تمام لے۔ کیا تو یہ بھول گیا ہے جب ان کے لیے ٹھہرا کرتا تھا۔

اگر تو حضرت امیر المومنین کے لیے ٹھہرا گیا تھا تو اب ان کی اولاد کے لیے بھی ٹھہرنا چاہیے۔ اس کے فوراً بعد سورج طلوع ہو گیا۔ اس مبارک مجلس میں بہت محبت اور زور حاصل ہوا۔

ابوالفضل واعظ کا فرمان

حب آل النبي خالط عظمي وجرح في مفاصلي فاعذروني انا
والله مغرم ليهوا هم عللوني بذكرهم عللوني
آل نبی کی محبت میری ہڈیوں سے مل گئی ہے۔ اور میرے جوڑوں میں سرایت کر گئی ہے۔ لہذا مجھے معذور سمجھو۔ اللہ کی قسم میں ان کی محبت میں جلا ہوں، ان کا ذکر خیر کر کے مجھے خوب تسلی دو۔

ابن وردی کا کلام

یا اهل بیت النبى من بذلت فى حبتكم روحه. فما
غبنامن جاءكم يطلب الحديث له قولوا لنا البيت
والحديث لنا

اے اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس شخص کی روح تمہاری محبت میں قربان ہو گئی
پس ہم خسارے میں نہ رہے۔ جو شخص تمہارے پاس حدیث کی طلب کو آئے تم اُسے کہو ! ہمارا
گھر ہے اور ہماری حدیث ہے۔

عمر بن عبدالعزیز کا فرمان

ایک دفعہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عبداللہ بن حسن رضی اللہ
عنہما کسی ضروری کام کے لیے تشریف لائے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا !
حضور اگر میرے متعلق کوئی کام ہوا کرے تو مجھے پیغام بھیج دیا کریں میں خود حاضر ہو جایا
کروں گا۔ یا پھر آپ لکھ کر بھیج دیا کریں۔ مجھے شرم آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو میرے دروازہ پر کھڑا
دیکھے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ، اور عظمت اہل بیت

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ آسمانِ ہست میں سے ہیں آپ سے فقہ مالکی منسوب ہے آپ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق صادق تھے آپ اس لئے مدینہ طیبہ سے حج کے لئے بھی سفر نہ کرتے کہ کہیں انہیں مدینہ طیبہ کے علاوہ موت نہ آجائے۔

آپ اُن محدثین میں شامل ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مجموعہ ہائے احادیث کی ترتیب کا کام کیا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خانوادہ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ اُن کی حیات طیبہ سے اُن کی سادات سے وابستگی کا یہ واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

جب حضرت بن سلیمان نے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زدوکوب کیا تو آپ پر خشن طاری ہو گئی لوگ آپ کے پاس آئے تو ہوش میں آنے پر آپ نے انہیں فرمایا کہ تم گواہ ہو کہ میں نے زدوکوب کرنے والے کو معاف کر دیا آپ سے پوچھا گیا کہ کس لئے؟

فرمایا ! مجھے خوف ہوا کہ میں فوت ہو جاؤں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہو تو شرمانا ہوں کہ آپ کی آل میں سے کوئی میری وجہ سے آگ میں داخل ہو۔ پھر جب منصور روٹی ہوا تو اس نے طلب کیا کہ آپ اس سے اس کا قصاص لے لیں۔ آپ نے پناہ بخدا۔ واللہ ! میں نے ہر کوڑا جو میرے جسم سے اٹھایا گیا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کی وجہ سے اسے معاف کر دیا۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص شرف (سیدزادہ ہونے) کا جھوٹا دعویٰ کرے اسے شدید زدوکوب کیا جائے پھر اس کی شہرت کی جائے اور اسے طویل مدت تک قید میں رکھا جائے حتیٰ کہ ہمارے لئے اس کی توبہ ظاہر ہو کیونکہ یہ اس کی طرف سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق کا استخفاف ہے۔ اور اس کے باوجود آپ اس کی تعظیم کرتے تھے جس کے نسب میں طعن کیا جاتا اور فرماتے شاید وہ نفس الامر میں سیدزادہ ہو۔

بعض علماء نے فرمایا کہ سیدزادہ جب محرمات کا ارتکاب کرے تو اس کی تعظیم نہ کی جائے

جبکہ عظیم علماء نے اس کی مخالفت کی اور فرمایا کہ سید زاوے کی تعظیم اس وجہ سے مطلوب ہے کہ اس میں کوئی گناہ نہیں گرچہ خطا کار ہو۔ علی الخصوص اگر یہ خطائیں اس سے حاکم شرعی کے ہاتھ پر ثابت نہ ہوں۔ صرف بعض حاسدوں نے اس سے مشہور کر رکھی ہوں۔ جیسا کہ اکثر آج عام لوگوں کی عادت ہے۔ کوئی قلیل ہی ہے جس سے ایسی چیز ثابت ہو جو حد واجب کرے کیونکہ بعض معاصی در پردہ ہوتے ہیں جن کا ارتکاب لوگ اپنے گھروں میں کرتے ہیں جبکہ دروازوں پر تالے پڑے ہوتے ہیں۔

(طائفہ المؤمن)

امام شافعی رضی اللہ عنہ اور عظمت اہل بیت

حضرت امام ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رخصتین کے سرخیل سمجھے جاتے ہیں اکثر بڑے بڑے محدثین آپ کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ صحاح ستہ میں شامل کتب احادیث اکثر شوافع محدثین کی مرتب و مدوّن کردہ ہیں۔ جس سے امام شافعی کے مقام و مرتبہ کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہل بیت سے محبت ضرب النمل ہے جہاں بھی محبین اہل بیت کا ذکر ہوتا ہے وہاں امام شافعی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ضرور کیا جاتا ہے۔ آپ محبت و موڈت اہل بیت میں مستغرق تھے اسی بناء پر آپ پر رخصت کی تہمت لگائی گئی۔

ہمارے عہد میں بھی اہل بیت اطہار کا ذکر کرنے والوں اور ان سے محبت اور موڈت کا اعلان کرنے والوں پر یہی تہمت لگائی جاتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندانہ نور سے بغض رکھتے ہیں۔

امام شافعی کی محبت اہل بیت کے حوالہ سے چند عبارات پیش خدمت ہیں۔

فصول الہمہ میں ہے کہ جب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل بیت کے ساتھ محبت کی تصریح کی کہ وہ اہل بیت کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ اور ان کو اس کلام میں مطعون کیا گیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا!

اذا نحن فضلنا علينا فاننا روافض بالتمضييل عند
ذی الجہل و فضل ابی بکر اذا ما ذکرته رميت بنصب
عند ذکری للفضل فلا زلت ذا رفض و نصب كلاهما
لجہما حتی اوسد فی الرمل

جب ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فضیلت دیں تو اس تفضیل کے باعث جاہل لوگوں کے نزدیک ہم رافضی ہیں اور جب میں ابو بکر کی

فضیلت کا ذکر کروں تو ان کی فضیلت ذکر کرتے وقت مجھے نصب کہا جاتا ہے۔ میں دونوں کی محبت کے باعث ہمیشہ صاحبِ رُفُض اور صاحبِ نَصَب رہوں گا۔ حتیٰ کہ میں ریت میں مدفون ہو جاؤں گا۔

امام ابو بکر صدیق رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی کے مناقب میں تصنیف کتاب میں ذکر کیا کہ امام شافعی سے دریافت کیا گیا کہ لوگ اہل بیت کی مقبوت یا فضیلت سننے سے گریز کیوں کرتے ہیں؟ اور جب کسی کو ان کی فضیلت بیان کرتے سُنیں تو کہتے ہیں کہ یہ حد سے زیادہ تجاوز کرتا ہے۔ اور یہ رافضی ہے۔؟

تو امام نے جواب دیا!

اذافی مجلس نذکر علیاً وسبطیہ و فاضلہ الزکیة یقال
تجاوزوا یا قوم هذا فہذا من حدیث الرافضیۃ برئت الی
المہین من انایس بیرون الرفض حب الفاضلیۃ

جب ہم کسی مجلس میں حضرت علی اور ان کے دونوں شہزادوں اور قاطبہ طاہرہ کا ذکر کریں تو کہا جاتا ہے، اے قوم! یہ حد سے بڑھ گئے ہیں اور یہ رافضیوں کی باتیں ہیں۔ خُداوندِ قدوس کے حضور میں ان لوگوں سے بری الزمہ ہوں جو سیدہ قاطبہ کی محبت کو رُفُض گمان کرتے ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! آج بھی یہی ہو رہا ہے جو اہل محبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کا ذکر کرتا ہے اس پر طعن کیا جاتا ہے چھوڑو جی یہ تو شیعہ ہے حالانکہ ان لوگوں کے دل حُبِ اہل بیت سے خالی ہوتے ہیں۔

فالوا ترفضت قلت کلاماً الرفض دینی ولا اعتقادی
لکن تولیت غیر شرک خیر امامہ و خیر ہادی ان کان حب
الوئی رفضاً فاننی ارفض العباد
لوگ کہتے ہیں تو رافضی ہو گیا ہے؟

میں کہتا ہوں! ہرگز نہیں میرا دین رُفُض نہیں اور نہ ہی یہ میرا عقیدہ ہے۔ لیکن کسی شک و خُجّہ کے بغیر میں بہتر امام اور بہتر ہادی سے محبت کرتا ہوں۔ اگر وہی سے محبت رُفُض ہے تو میں یقیناً سب سے بڑا رافضی ہوں۔

نیز امام شافعی نے فرمایا !

يا ركباً قف بل محصب من منى
 واهتف بقاعد خيفها والناهض
 سحرًا اذا فاد الحجيج الى منى
 فيضاً كملتطم القرات القائض
 ان كان رفضاً حب آل محمد
 فليشهد الثقلان انى رافضى
 يا آل بيت رسول الله حبيكم
 فروعن من الله فى القرآن انزله
 يكفيكم من عظيم الفخر انكم
 من لم يوصل عليكم لا صلاة له

اے سوار منی کی وادی محصب میں ٹھہر جا اور خیف منی کے رہنے والوں اور صبح کے وقت پلٹے والوں کو آواز دو۔ جب کہ حاجی منی کی طرف جانے لگیں جیسے دریا نے فرات موزن ہے۔ اگر حجر مصطفیٰ کی آل کی محبت رفس ہے تو جن و انس کو اور میں کہ میں رافضی ہوں،

اے اللہ کے رسول کی اہل بیت قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی محبت فرض کی گئی ہے۔ آپ لوگوں کے لئے یہی افتخار کیا کم ہے کہ جو شخص آپ لوگوں پر درود نہ بھیجے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

(طبقات امام کی بحوالہ اشرف الموبد لال محمد صفحہ ۲۳۳)

ابوالحسن بن جبیر کا فرمان

احب النبی المصطفیٰ و ابن عمه و علیبا و سبطیه و فاضلہ

الزاهراء همواهل بيت اذهب الرجس عنهموا واطلعهما
 فق الهدى النجماً زهرا موالا بهم فرض على كل مسلم و
 حبهما سنى الذخائر لئلا خرى وما انا لئلصا حب الكرم
 بمبغض فانى ارنى البغضاء فى حقهم كقراً هموا جاهدوا فى
 الله حتى جهادة وهم نصر وادينالهدى بالظبا نصرًا عليهم
 سلام الله ما دام ذكرهم لذى الملاء الا على واکرم به
 ذكراً

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے چچا کے بیٹے علی اور دونوں شہزادوں اور سیدہ
 خاتون جنت سے محبت کرتا ہوں، وہ اہل بیت کرام ہیں ان سے جس دور کردی گئی ہے اور ان کو
 ہدایت کے کناروں میں روشن ستارے ظاہر کیا گیا ہے۔
 ان سے دوستی کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ان کی محبت آخرت کے لیے روشن ذخیرے
 ہیں۔

میں صحابہ کرام کے ساتھ کبھی بغض نہ کروں گا کیونکہ ان سے بغض رکھنے کو کفر سمجھتا
 ہوں۔ انہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کیا اور انہوں نے گرم جوشی سے دین ہدایت کی مدد کی
 ہے جب تک فرشتوں میں ان کا ذکر ہوتا رہے ان پر اللہ کی سلامتی ہوتی رہے۔ ان کا ذکر کیا ہی
 معزز و مکرم ہے۔
 بغض نے کہا !

هم العروة الوثقى لمعتصم بها مناقبهم جأت
 بوجہ انزل مناقب فى الشورى وفى هل اتى انت فى سورة
 احزاب يعقها التالى وهم آل بيت المصطفى فوداد هم
 عليا للناس مفروض بحكمه و استجالي
 جو کوئی ان کا دامن تھامے وہ اس کے لیے مضبوط قبضہ ہیں۔ ان کی خوبیاں جبرائیل اور
 قرآن نے ذکر کی ہیں۔

ان کے مخان سورہ شوریٰ اور سورہ دہر میں مذکور ہیں۔ اور سورہ احزاب پڑھنے والا ان کو

جاتا ہے۔ وہ آل بیتِ مصطفیٰ ہیں۔ ان کی محبت حکماً لوگوں پر فرض و واجب ہے۔

اہل بیت سے دوستی اور محبت

هم اقوام من اصفاہم الود مخلصاً تمسک فی اخراة
بالسبب الاقوی هم القوم فاقوا العلمین مناقباً
عما سنبہت علی و اثارہم تروی مولائہم فرض و وجہہم
ہدی و طاعتہم و وودہم تقوی

وہ ایسے نفوسِ قدسیہ ہیں جس نے ان سے محبت کی وہ قیامت میں مضبوطی رکھتا ہے اور آقا
لئے ہوگا۔ ان حضرات کے محاسن ساری کائنات سے فائق ہیں۔ ان کے محاسن روشن ہیں اور آثار
مشہور ہیں۔ ان سے دوستی فرض اور ان کی محبت ہدایت ہے۔ ان کی محبت فرمانبرداری اور ان کی محبت
تقویٰ ہے۔

امام شافعی کا فرمان

آلی نبی ذریعتی و ہما البیہ و سبیلتی ار جو بہم اعطی غداً بید
الیسین صحیفتی

آل نبی میرا ذریعہ نجات ہے۔ اور وہی اللہ کے حضور میرا وسیلہ ہیں۔ ان کے باعث امید
رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے دائیں ہاتھ میں مجھ سے دیا جائے گا۔
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسی مستبر اور مستند شخصیت کی قرآن و حدیث سے پیش کی گئی
شانِ اہل بیت میں یہ اسناد اور ان کے اقوال کو دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ محققین
علمائے حدیث کا عقیدہ کس قدر پاکیزہ اور ان کے حضور کے اہل بیت سے محبت کس قدر روشن تھی کہ
انہیں کسی بے دین اور گمراہ شخص کے کسی فتویٰ کا کوئی خوف نہ تھا بلکہ وہ ایسے لوگوں کو مطلع کرتے رہے
ہیں کہ اپنے عقیدہ کو درست رکھنا کہ قلاح حاصل کر سکو۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور عظمت اہل بیت

امام موفق علیہ الرحمۃ روایت کرتے ہیں ! ایک دفعہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ حج پر گئے، آپ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تو آپ کو محمد بن علی بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ ملے اور کہا تم وہی ابو حنیفہ ہو جس نے ہمارے دادا کے مذہب کو تیس میں بدل دیا ہے۔

آپ نے عرض کی ! معاذ اللہ میں کون ہوتا ہوں ایسی جرأت کرنے والا۔

امام باقر نے فرمایا ! تحقیق سے ثابت کرو کہ تم واقعی تیس سے حادثہ کو نہیں بدلتے، حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی ! حضور آپ اپنی مجلس میں شان بان کے ساتھ تشریف رکھیں میں حاضر ہو کر دوڑا نو بیٹھ کر وضاحت کرتا ہوں، میری نگاہ میں آپ ناسب رسول ہیں اور میں آپ کی مجلس میں ویسے ہی حاضری دینا چاہتا ہوں جیسے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک غلام حاضر ہوتا ہے۔

سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ اپنی پوری شان سے مسند پر تشریف فرما ہوئے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ دوڑا نو ہو کر سامنے بیٹھے اور عرض کی، حضور ! تین گزارشات کرنا چاہتا ہوں، آپ مجھے ارشاد فرمائیں۔ مرد کمزور ہے یا عورت ؟

حضرت امام باقر نے فرمایا ! عورت۔

آپ نے عرض کی ! پھر وراثت میں عورت کا کتنا حصہ ہے ؟

فرمایا ! عورت کو ایک حصہ اور مرد کو دو حصہ ملیں گے۔

آپ نے عرض کی ! حضور، آپ کے دادا جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کی روشنی میں یہی فیصلہ ہے، اگر میں اس وراثت کا فیصلہ قیاسی یا عقلی کرتا تو کمزور کو دو حصے دیتا اور مضبوط کو ایک حصہ مگر میں تو حدیث رسول کا پابند ہوں۔

پھر عرض کی حضور ! بتائیے کہ نماز افضل ہے یا روزہ ؟

فرمایا ! نماز۔

آپ نے عرض کی ! اگر میں قیاس سے فیصلہ کرتا تو جو عورت حیض سے پاک ہوتی ہے

اسے حکم دیتا کہ وہ قضا شدہ نمازیں لوٹائے اور اسے روزے معاف کر دیتا۔
 پھر آپ نے عرض کی حضور! یہ بتائیے کہ پیشاب زیادہ پلید ہے یا منی؟
 فرمایا! پیشاب زیادہ پلید ہے۔
 آپ نے عرض کی! اگر میں قیاس کرتا تو پیشاب کرنے والے کو غسل کرنے کا حکم دیتا اور
 تحلیم یا جنی کو صرف وضو کرنے کو کہتا۔
 یہ یا تمس عن کر حضرت امام باقر رضی اللہ عنہما اٹھے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو گلے لگایا اور
 نہایت لطف و کرم سے پیش آئے۔

(اہل بیت اور امام ابوحنیفہ ص ۵۳)

امام جعفر صادق کے شاگرد

آج ہر سنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا منگھور رہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ
 رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیت کو علوم و حقائق سے بہرہ مند فرمایا۔
 امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے سوال کیا جناب آپ کی عمر کتنی ہے؟
 آپ نے فرمایا دو سال۔
 اُس سوال کرنے والے نے حیرانگی سے کہا؟ دو سال؟
 فرمایا! ہاں کیونکہ دو سال مجھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت کے لئے
 پہلے اور میں آپ کی خدمت میں رہا اور آپ سے علم و فیض حاصل کیا اگر مجھے یہ دو سال نہ ملتے اور میں
 امام جعفر صادق علیہ السلام کی جو تیاں سیدھی نہ کر پاتا تو ہلاک ہو جاتا۔
 اتنا بڑا جملہ حضرت امام اعظم حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرما کر ہم کو درس دیا کہ جو کچھ بھی
 ملتا ہے جس کو بھی ملتا ہے اہل بیت الطہار کے در اقدس ہی سے ملتا ہے۔
 (کرامات اہل بیت ص ۲۷۰)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے!
 يَا أَيُّهَا مَنَازِلُ مَنْ أَعْلَمَهُ مِنْ جَعْفَرٍ صَادِقٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَبَنِ مُحَمَّدٍ
 وَآئِهِ أَعْلَمَهُ الْأُمَّةُ.

میں نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بڑے عالم

نہیں دیکھے بے جھگ وہ امت میں سب سے زیادہ علم والے ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ کی اکثر روایات امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ ان کو اہل بیت سے بہت پیارتھا وہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آتے جاتے رہتے تھے، مسائل پوچھا کرتے تھے اور نہایت ادب کے ساتھ بات کرتے تھے ان الفاظ کے ساتھ مخاطب کرتے۔

جَعَلْتُ فِيكَ يَا بَنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لخت جگر میں آپ پر قربان جاؤں۔ ان سے

حدیث بھی لی اور مدینہ منورہ میں قیام بھی کیا۔

حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ کے خروج میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کا ساتھ دیا وہ اس کے خروج کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ خروج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خروہ بدر سے مطابقت رکھتا ہے۔ کسی نے پوچھا کہ آپ عملی طور پر ساتھ کیوں نہ نکلے؟ فرمایا! لوگوں کی امانتیں میرے پاس تھیں، میں نے علی بن ابی طالب سے کہا کہ میری طرف سے یہ امانتیں آپ رکھ لیں (تا کہ میں جہاد کر سکوں) لیکن انہوں نے قبول نہ کیا۔

(اہل بیت اور ابوحنیفہ ۶۴)

روایت ہے کہ سیدنا موسیٰ بن امام جعفر رضی اللہ عنہ نے جب امام موسیٰ بن امام جعفر نے

امام ابوحنیفہ کو پہلی بار دیکھا تو آپ سے فرمایا! کیا تم ہی ابوحنیفہ ہو؟

عرض کی حضور! مجھے ہی نعمان بن ثابت (ابوحنیفہ) کہتے ہیں۔ اس پر امام موسیٰ رضی

اللہ عنہ سے پوچھا، حضور! آپ نے مجھے کیسے پہچانا؟ آپ نے فرمایا! میں نے قرآن پاک

میں پڑھا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ فِي وَجُوهِهِمْ مِنْ آثَرِ السُّجُودِ

یعنی ان کے چہروں پر سجدوں کے نشان ہیں (میں نے) اس کی روشنی میں آپ کو پہچان

لیا۔

(مناقب اہل بیت ص ۲۶۷ بحوالہ اہل بیت اور ابوحنیفہ ۷۸)

سیدزادے کا ادب

ایک دفعہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ طالب علموں کو درس دے رہے تھے اس دوران متعدد بار کھڑے ہو جاتے اور بیٹھ جاتے۔ شاگردوں نے پوچھا حضرت! آج کیا بات ہے کہ آپ درس کے دوران خلاف معمول کبھی کھڑے ہو جاتے ہیں اور کبھی بیٹھ جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ! میرے سامنے چھت پر سیدزادہ کھیل رہا ہے جب وہ کھیلتے کھیلتے میرے سامنے آجاتے ہیں تو میں ان کے ادب کے لئے کھڑا ہو جاتا ہوں اور جب وہ کھیلتے کھیلتے نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

(مرغوب السائلین صفحہ ۵۲)

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اور عظمت اہل بیت

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما آئینہ امت میں سے ہیں فقہ حنبلی آپ سے منسوب ہے فقہ حنبلی کے لئے یہی باعث فخر ہے کہ اس میں حضرت پیران پیر پیر دیگر محبوب بھائی قدیل نورانی حضور نبوت اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں۔

آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث کے جامع اور فقہ حنبلی کے بانی ہیں، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کی محبت و عقیدت مثالی تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا تذکرہ انتہائی عقیدت کے ساتھ فرماتے اور بنو امیہ کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ خاصیت کو ناجائز سمجھتے تھے۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کے ساتھ محبت و مودت کی معراج پر قائم تھے آپ کی حیات طیبہ سے ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

سیدزادے کی تعظیم

ایک مرتبہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جامع مسجد کے دروازے پر بنو ہاشم کے ایک چھوٹے لڑکے سے ملے جو دروازہ سے باہر جانا چاہتا تھا مگر اس نے امام کو دیکھا تو تعظیماً رُک گیا تاکہ آپ باہر نکل جائیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اس کو دیکھ کر پیچھے ہٹ گئے۔ بچے کو بوسہ دیا اور ٹھہر گئے، حتیٰ کہ بچہ باہر چلا گیا۔ فرمایا کہ یہ بچہ اہل بیت میں سے ہے اللہ تعالیٰ نے ہم پر ان کا احترام فرض کیا ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے صواعق محرقہ میں حضرت امام ابن حجر کی رحمتہ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ آپ جب کبھی سیدزادے کو دیکھتے تو فوراً تعظیماً کھڑے ہو جاتے تھے۔

(صواعق محرقہ) (حرمت اہل اور رسول صفحہ ۱۴۷)

عظمتِ اہل بیت اور عبدالمالک نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوزہ تنہیم کی زیبائی سنا ہے کہ جو شخص حسن و حسین کو دوست بنائے گا وہ مجھے دوست بنائے گا جو ان سے دشمنی کرے گا وہ میرا دشمن ہوگا۔

حضرت ابوسعید الخدری فرماتے ہیں۔

قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الحسن
والحسين سيد الشبان اهل الجنة
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نے فرمایا ! حسن اور حسین جنتی جوانوں
کے سردار ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور مقام پر فرمایا !

بنأ اہلبیت یداللہ الاسلام وبنأ یعید وبنأ یختم
الدنیا
(اللہ تعالیٰ نے میرے اہلبیت سے اسلام کا آغاز کیا اور ہم نے ہی
لوگوں کو عبادت کا طریقہ سکھایا اور ہم پر ہی دنیا کا اختتام ہوگا)
پھر فرمایا !

لا تذهب الدنیا حتی یملکھا رجل من اهل بیتی یواظب
اسمہ اسمی

(اس وقت تک دنیا ختم نہ ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے
ایک ایسا شخص اس کا حکمران نہ بن جائے جس کا نام میرے نام پر ہوگا)

لا تصلو فی الصلوۃ البتوا قالوا او ما الصلوۃ البتوا

یا رسول اللہ قال لا تقولوا اللہم صلی اللہ علی محمد
 وتمسکوا بقلوبہم صلی اللہ علی محمد و آل محمد
 مجھے ڈم بریدہ درود پاک نہ بھیجو! لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ص
 بریدہ درود کیا ہوتا ہے آپ نے فرمایا !
 یہ بھی نہ کہہ اللہم صلی علی محمد بلکہ یہ کہو اللہم صلی علی
 محمد و علی آل محمد -

حضرت امین عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
 زیبائی سنا آپ نے فرمایا !

مثل اهل بیتى سفینہ نوح من ركب فہیبا نجادا ومن
 تخلف عنہا غرق
 میری اہلیت کی مثال سفینہ نوح کی طرح ہے جو اس پر سوار ہوا
 نجات پا گیا جو پیچھے رہ گیا غرق ہو گیا۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چیز
 الوداع پر خطاب ارشاد فرماتے ہوئے اعلان کیا۔

انی امر و لقبوض وانی تارک فیکم ما ان تمسکم بہ
 لن تفعلوا من بعدی کتاب اللہ عتوقی اهل بیتى ان
 اللطیف الخبیر نیشاقی انہا لن یفتقر قاہم و القرآن حتی
 یردا علی الحوض۔

میں اس دنیا سے جا رہا ہوں مگر تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑے
 جا رہا ہوں اگر تم لوگ انہیں مضبوطی سے تھام لو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے وہ دو
 چیزیں قرآن پاک اور میرے اہل بیت ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے
 کہ یہ دونوں چیزیں ساتھ ساتھ چلیں گی ایک دوسری سے جدا نہ ہوں گی حتیٰ کہ
 حوض کوثر پر بھی دو چیزیں مجھے ملیں گی۔

ایک صحابی کی روایت کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

النجوم امان اهل السماء واهل بيته امان لاهل الارض ما ذا ذهب النجوم من السماء اتى اهل السماء ما يوعدون واذا ذهب اهل بيته من الارض اتى اهل الارض ما يوعدون

ستارے آسمان والوں کے لئے راہنمائی کی علامت ہیں اسی طرح میرے اہل بیت اہل زمین کے لئے راہنمائی کی علامت ہیں جس وقت آسمانوں سے ستارے چھپ جائیں گے اور زمین سے میرے اہل بیت ختم ہو جائیں گے تو قیامت آجائے گی۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ جب اہل بیت سے زمین خالی ہو جائے گی تو زمین پر اللہ کا عذاب آجائے گا حضرت اسامہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ وہ حضرت حسن اور حسین کے ہاتھ اٹھا کر فرما رہے تھے۔

اللہم انی احبہما فاحبہما

اے اللہ میں ان دونوں کو پیار کرتا ہوں تو مجھی دونوں کو پیار فرما۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار حضرت قاطمہ کو فرمایا ! اللہ تعالیٰ تمہارے غصہ پر غصہ ہوتا ہے اور تمہاری رضا پر راضی ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کیا بات ہے کہ آپ جب قاطمہ کو چومتے ہیں تو اپنی زبان اس کے منہ میں ڈال دیتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شبِ محرانج کو مجھے جبرائیل بہشت دکھا رہے تھے اور مجھے ایک سیب پیش کیا میں نے کھایا اللہ تعالیٰ نے قاطمہ کو اس سیب سے پیدا فرمایا ہے میں جس وقت قاطمہ کو بوسہ دیتا ہوں تو مجھے بہشت کی آرزو ہوتی ہے حسن میرے سینہ تک کے جسم سے ملتا جلتا ہے اور حسین سینہ سے پاؤں تک میرے مشابہ ہے۔

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا کھیل اوڑھا حضرت علی کی پشت اپنے سینے سے لگائی اور قاطمہ کی پشت اپنی پشت سے لگائی حسن کو دیکھیں ہاتھ بٹھایا اور حسین کو بائیں ہاتھ بٹھایا تمام پر وہ

کمل اوڑھ دیا کمل کے کنارے اپنے پاؤں کے نیچے دیا لیے اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔
 اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں میرے خاص ہیں جو شخص ان سے
 راضی رہے گا میں اس سے راضی ہوں جو شخص ان سے لڑے گا میں اس سے
 لڑوں گا اے اللہ ان کے دوست کو اپنا دوست بنا لے اور ان کے دشمن کو
 دشمن رکھ جو ان کی مدد کرے گا تو اس کی مدد فرما جو ان کو تکلیف پہنچائے تو اس
 کو تکلیف دے اس موقع پر حضرت جبریل آئے اور آکر کہا یا رسول اللہ ایسا
 ہی ہو گا اور کہا یا رسول اللہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے فرمایا! ہاں جبریل تم ہمارے ساتھ ہو۔

راکب دوش رسول

حضرت عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے یا سنا دیکھو روایت کی ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم رؤف
 الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے، حضرات حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آئے دونوں کو پیار
 سے اٹھایا کندھوں پر بٹھالیا ایک صحابی نے فرمایا کتنی اچھی سواری ہے آپ نے محبت سے فرمایا کتنے
 اچھے سوار ہیں۔

فضائل کا گلدستہ

ایک اور مقام پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!
 جو شخص میرے اہل بیت سے نیکی کرے گا وہ قیامت کے دن اس کا اجر سو گنا
 زیادہ پائے گا، میں محمد ابن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قیامت کے دن
 اس نیکی کا ضامن ہوں گا۔
 آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا!
 میں اور میرے اہل بیت بہشت کا ایک درخت ہیں اور دنیا پر اس کی
 شاخیں سایہ قنن ہیں جو شخص اللہ کی طرف راستہ تلاش کرنا چاہے وہ ان سے
 راہنمائی حاصل کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !
جو شخص مجھے اور میرے اہلیت سے محبت رکھے گا اگر دنیا میں کہیں اس کا
پاؤں پھسلے گا تو ہم اس کو سنبھالیں گے اور قیامت کے دن اس کا سہارا بنیں
گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو فرمایا !
یاد رکھو تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک مجھے محبت نہ کرو اور تم اس
وقت تک میری محبت میں پورے نہیں آؤ سکتے جب تک میری اہل بیت
سے محبت نہ کرو جس طرح تم مجھے اپنی اولاد، اپنے اہل و عیال سے زیادہ
عزیز رکھتے ہو اسی طرح میرے اہل بیت کو اپنے اہل و عیال سے عزیز تر
رکھو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت

ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو صحابہ
کرام کے ساتھ جاتے دیکھا آپ نے فرمایا میرے دل کے ٹکڑے ہیں۔
میرے حق تم پر ہیں میں کل قیامت کے دن اہلیت کی دوستی کی وجہ سے شفاعت کروں گا
اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کچھ فراموش رکھے ہیں بعض حالات میں وہ اپنے فراموش میں رعایت
فرماتا ہے اور تخفیف کرتا ہے لیکن اہل بیت کی دوستی میں نہ رعایت برتے گا نہ تخفیف فرمائے گا
میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق وصیت کرتا ہوں قیامت کے دن میری محبت ان کی وجہ سے
ہوگی اور میری ناراضگی بھی ان کی وجہ سے ہوگی جس پر میں ناراض ہوں گا وہ یقیناً دوزخ کا ایندھن
بنے گا۔

اہل بیت کے بارے میں عقیدہ

ایک شخص جو سادات سے تعلق رکھتا تھا نے حضرت یحییٰ معاذ راہی کو کہا آپ اہل بیت
کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں فرمایا میں اس مٹی کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں جسے پیغمبری

کے پانی سے کوڑھا گیا ہو۔

میں اس درخت کے بارے میں کیا کہوں جسے سرزمین رسالت میں لگایا گیا ہو جس نے
تقویٰ اور ہدایت کی خوشبو عین ہو گئی ہوں۔
میں ان کی شان کس طرح بیان کر سکتا ہوں اس سید نے کہا یحییٰ کا منہ موتیوں سے بھر دیا
جائے۔

(شرف النبی)

قارئین !

امام عبدالملک نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے شرف النبوت میں تعظیم سادات کے حوالہ سے
نہایت خوبصورت اور رقت انگیز واقعات نقل فرمائے ہیں جو عظمت سادات کے باب میں پیش کئے
جائیں گے۔

شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور عظمت اہل بیت

امام الکاشغین حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا!
میرا عقیدہ یہ ہے کہ اہل بیت کہ گناہ حقیقت میں گناہ نہیں صرف صورت گناہوں جیسی ہوتی
ہے کیوں کہ ابتدائے آفرینش میں ہی اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہ معاف کر دیے ہیں۔

چنانچہ ارشادِ ربانی ہے۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿۱۱﴾

اے اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور فرما دے اور تم کو پاک

اور صاف تھرا کر دے۔

(سورہ احزاب آیت ۳۳)

گناہوں سے زیادہ نجاست اور کیا ہو سکتی ہے اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہلبیت کو ہر قسم کی نجاست و برائی سے پاک فرما رکھا ہے۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! حضرات سادات کرام رضی اللہ عنہم
سے اگر ہم کو اذیت پہنچے تو ہم پر فرض ہے کہ ان کے ساتھ آداب کی حدود کے اندر رہیں اور ہم پر
واجب ہے کہ از روادب ہم اسے نقدِ رائی سے آنے والی بیماریوں سے مشابہہ قرار دیں ہمارے
لئے اس سے رضایا اس پر صبر ضروری اگرچہ یہ حضرات ہمارے مال چھین لیں اور ہمیں عطا نہ کرے
اور ہمیں ان میں سے کسی کو قید نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی ان کے خلاف حاکم کے پاس مقدمہ دائر کرنا
چاہیے کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ ہیں۔

(خلافت الحسن شہرانی ص ۵۷۸)

(تورالصابر جلد اول ص ۳۷۸)

امام الکاشغین شیخ اکبر محی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ان کی محبت مناسبت روحانیت کی مقتضی ہے۔

وہ لکھتے ہیں اجر أ لا العو ذة في القربى میں اس کا معنی اجر کی مطلقاً نفی ہے کیونکہ حضور رسالتاً تب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مودت کا ثمران کی طرف عائد وہ امر ہے جو ان کی نجات کا باعث ہے اس لئے کہ مودت اس مناسبت روحانیت کی مقتضی ہے جو انہیں حشر میں اکٹھا کرنے کو ملتزم ہے جیسا کہ حضور رسالتاً تب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انسان کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

اور جس شخص کی روح آپ کے اقرباء سے دور مگر ہے اس پر انکی محبت کافی الحقیقت مرحب ہونا ممکن نہیں اگر وہ اہل بیت نبوت معدن ولایت و فتوت عنایت سے دل میں مجبورین اور عمل اعلیٰ میں مربوطین سے محبت نہیں کرتا تو اس کی روح کا منور ہونا ممکن نہیں اسے نہ عرفان الہی حاصل ہو سکتا ہے اور نہ وہ اہل توحید سے محبت کر سکتا ہے تو اہلیت رسول سے وہی محبت کرے گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے محبت کرتے ہیں اگر اہلیت رسول ہدایت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے محبوب نہ ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے کیوں محبت فرماتے اس لئے کہ صورت تفصیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اور یہ چار ہیں جن کا ذکر حدیث میں ہوا کیا تو نے دیکھا کہ ان کے مراتب میں آپ کی دوسری اولاد اور ذرابت دار بہت سے ہیں جن کا ذکر نہیں کیا گیا اور نہ ہی امت کو ان کی محبت پر ابھارا گیا ہے اور انہی کی محبت پر برا بھینہ کیا گیا اور تخریش دلائی گئی ہے اور ان چاروں کے ذکر کو خاص کیا گیا چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ ! آپ کے وہ ذرابت دار کون ہیں جن کی مودت ہم پر واجب کی گئی ؟

تو آپ نے فرمایا ! علی و قاتلہ اور حسن و حسین اور حسن و حسین کی اولاد علیہم السلام۔

پھر اس لئے کہ مناسبت مزاحیہ کی مقتضی قرابت جنیت روحانیت کا انحصار کرتی ہے کہ ان کی اولاد ان کے راستہ پر چلنے والی اور ان کے حکم کے تابع ہے اس لئے ان پر مطلقاً احسان کرنے اور ان سے محبت کرنے کی ترغیب دی گئی اور ان پر جن ان کے لئے جنت کا وعدہ کیا گیا اور ان پر ظلم کرنے سے منع کر دیا گیا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! جو شخص میرے اہلبیت پر ظلم کرتا ہے اور میری اولاد و عزت کو تکلیف پہنچاتا ہے اس پر جنت حرام ہے اور جو شخص اولاد عبدالمطلب میں سے کسی پر احسان کرتا ہے اور اس کا بدلہ نہیں لیتا کل قیامت کے دن جب وہ مجھ سے ملے گا اس کا بدلہ میں دوں گا۔ اور حضور رسالتاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

☆ جان لو ! جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا اس کے لئے مغفرت ہے

☆ خبردار ! جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا وہ توبہ پر فوت ہوا۔

☆ جان لو ! جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا ایمان پر فوت ہوا۔

☆ خبردار ! جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا شہید اور کامل مومن فوت ہوا

☆ جان لو ! جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا اسے ملک الموت اور پھر منکر نکیر جنت کی

بتاوت دیتے ہیں۔

☆ خبردار ! جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا اس کی قبر میں جنت کی طرف دروازے

کھولے جاتے ہیں۔

☆ جان لو ! جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا اس کی قبر کفرشتوں کی زیارت گاہ بنا دیا

جاتا ہے !

☆ خبردار ! جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا سنت و جماعت پر فوت ہوا

☆ جان لو ! جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا کہ اے رحمت

خداوندی سے مایوس کر دیا گیا۔

☆ خبردار ! جو شخص آل محمد کے بغض پر مرادہ کا فر ہے۔

☆ جان لو ! جو آل محمد کے بغض پر مرادہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھ سکے گا۔

(تفسیر ابن عربی ج ۲۲ ص ۳۲۲-۳۲۳)

اولادِ رسول کا احترام اور حقوق

قارئین !

سیدی شیخ اکبر قدس سرہ کی تفسیر قرآن تفسیر ابن حوالہ سے آیت کریمہ مودت فی القربی کی

تفسیر ملاحظہ فرمائیے کہ یہ اور جان چکے ہیں کہ شیخ کے نزدیک اقرباء رسول سے مراد اہل رسول ہے اور یہ اقرباء یا اہل رسول سیدنا حیدر کرار سیدہ فاطمہ الزہرا سیدنا امام حسن سیدنا امام حسین علیہم السلام اور سیدنا حسین کریمین علیہما السلام کی تمام اولاد پاک ہے۔

قارئین ! اب آپ شیخ اکبری کی مشہور زمانہ تصنیف فتوحات کبریہ کے حوالہ سے آیت تطہیر کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں جس میں شیخ نے حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقدس مآب صاحبزادی سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی تمام اولاد پاک کو آیت تطہیر کا مصداق قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ تمام اولاد رسول کی مغفرت لازمی ہے اس لئے مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اولاد رسول کا احترام کریں اور ان کے حقوق کا خیال رکھیں۔

فَمَا ظَنُّكَ بِأَهْلِ الْبَيْتِ فِي نَفْسِهِمْ فَهَمَّ الْمَطْهُرُونَ بِلَهُمْ
عَيْنَ الطَّهَارَةِ فَهَذَا . آلا يَتَذَكَّرُ عَلَيَّ أَنْ اللَّهُ قَدْ شَرَكَ أَهْلَ
الْبَيْتِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ
تَعَالَى لِيَتَغَيَّرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ
اہلبیت کے نفوس میں میں تیرا کیا گمان ہے ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے اہل بیت پاک ہیں بلکہ سب سے طہارت ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے
اہلبیت کرام کو اپنے اس ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
شریک فرمایا۔

لِيَتَغَيَّرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ
تاکہ اللہ تمہارے سب سے گناہ بخشے تمہارے گناہوں کے اور تمہارے پچھلوں کے
(سورۃ فتح آیت ۲)

گناہوں سے بڑھ کر اور کون سا میل پچھل اور غلاطی ہے تو اللہ نے اپنے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مغفرت کے ساتھ فرمایا۔

صورتاً ذنب ہے

وہ امر جو ہماری طرف ذنب و گناہ کی نسبت سے ہے اگر حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم سے واقع ہو تو وہ صورتاً ذنب ہوگا نہ کہ معنیاً کیونکہ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ذنب کا اطلاق نہیں اور اگر اس کا حکم گناہ کا حکم ہوتا تو آپ کیلئے ذنب مذمت کے معنوں میں ہوتا ہے اور ارشاد اللہ تعالیٰ کے ارشاد۔

لِيُنذِرَ لَكُمْ مِنَ الْجِنَّةِ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ أَلَمْ يَكْفُرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَإِلَىٰ آلِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ أَتَىٰ لَهُمُ الْبَيْتَ كَمَا كَانُوا يُكْفَرُونَ بِهِ فَأَقْبَرَكُمُ اللَّهُ كَمَا كُنْتُمْ تُكْفِرُونَ بِاللَّهِ وَأَنْتُمْ لَا تَدْرُونَ

کی تصدیق نہ ہوتی۔

چنانچہ سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کی اولاد پاک سے قیامت تک تمام تر سادات کرام اس آیت کریمہ کے حکم میں داخل ہیں اور وہ بھی حضرت سلمان قاری کی طرح ہیں تو اہل بیت کرام اللہ تعالیٰ کے اختصاص و عنایت سے حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف کے لئے پاک اور مطہر ہیں اور ان کے لئے اس کا حکم دار آخرت میں ظاہر ہوگا اس لئے کہ وہ بخشے ہوئے اٹھائے جائیں گے۔ جبکہ دنیا میں ان میں سے جس پر حد قائم کی جائے جیسا کہ توبہ کرنے والا جس کا زنا سرور اور شراب پینے سے کوئی امر حاکم وقت کو پہنچے تو اس پر مغفرت کے تحقق ہونے کے باوجود حد قائم کی جائے جیسا کہ عزت اور ان کی امثال اور اس کی مذمت جائز نہیں اور ہر مسلمان کا حق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لائے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے نازل فرمودہ اس حکم کی تصدیق کرے۔

یہ اللہ کا فضل ہے

شیخ اکبر آیت انما یرید اللہ کے تحت فتوحات مکہ میں رقمطراز ہیں!

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَ كُفْرًا تَقَطُّهُ بِرَّ

مومن کو چاہیے کہ اہلبیت کرام سے صادر ہونے والے تمام امور میں یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں معاف فرمادیا ہے اور کسی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ان کے ساتھ مذہب اور برائی کو ملائے اور اسے عیب لگا کر اس سے رخ پھیر لے اس لئے کہ جس کی طہارت اور اس کے گناہوں کو دور کرنے کی گواہی خود اللہ تعالیٰ نے دی ہوئی ہے اور یہ اعزاز

اس عمل کہ ساتھ نہیں جو انہوں نے کیا اور نہ کسی خیر اور بھلائی کی بناء پر ہے جو انہوں نے کی بلکہ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عنایت نے سبقت کی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

(فتوحات مکیہ جلد سوم صفحہ نمبر ۱۹۷)

سب سے زیادہ اکرام والا

شیخ اکبر جی الدین عربی نے مسامرات میں بیان کیا ہے ایک دن حضرت معاویہ کے پاس قریش کے اشراف وغیرہ موجود تھے انہوں نے ان سے پوچھا مجھے بتائیں پچھو بچی خالہ ماموں اور نانی کا اعتبار سے لوگوں میں سب سے زیادہ اکرام والا کون ہے۔

حضرت مالک بن نجلان نے انھیں کہہ کر امام حسن علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ ہیں، ان کے والد گرامی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔

☆ ان کی والدہ مکرمہ حضرت فاطمہ الزہرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی ہیں۔

☆ ان کی نانی حضرت خدیجہ الکبریٰ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہیں

☆ ان کے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆ ان کے چچا حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت میں اُڑنے والے ہیں

☆ ان کی چھو بچی حضرت اُمّ مانی بنت حضرت ابوطالب ہیں

☆ ان کے ماموں اور خالائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہیں

نجلان کی یہ گفتگو سن کر لوگوں نے خاموشی اختیار کر لی اور امام حسن علیہ السلام انھیں کھڑے ہوئے جو ہم کے ایک شخص نے کھڑے ہو کر امام حسن علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا نجلان نے یہ باتیں آپ کے حکم سے کی ہیں۔

نجلان نے کہا ! مجھے انہوں نے نہیں کہا بلکہ میں نے وہ بات کی ہے جو حق تھی اس لئے کہ جو شخص مخلوق کی رضا حاصل کرنے کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا وہ دنیا میں محروم رہتا رہے گا اور آخرت میں بھی اس پر شقاوت کی سہر لگا دی جائے گی۔

بنو ہاشم تم سب میں زیادہ عزت افتخار اور غیرت و محبت والے ہیں۔ اے معاویہ کیا ایسا ہی ہے یا میرا معاویہ نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔

(اشرف الموبد لائل محمد صفحہ نمبر ۱۷۱)

خلاصہ کلام شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ

☆ اگر آپ روح کو منور کرنا چاہتے تو اہل بیت نبوت معدن ولایت سے محبت کرو۔
☆ اگر عرفان الہی حاصل کرنا چاہتے ہو تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت سے محبت کرو۔

☆ اہل بیت رسول سے وہی محبت کرے گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔
☆ اہل بیت رسول اللہ کی محبت عین اللہ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے۔

☆ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمت کو اپنی آل کی محبت پر ابھارا ہے۔

☆ اہل بیت رسول پر مطلق احسان کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔
☆ اہل بیت رسول کے محبوبوں سے جنت کا وعدہ کیا۔
☆ آل رسول کے دشمنوں اور آپ کی اولادِ حضرت کو تکلیف پہنچانے والوں کے لئے جہنم کی وعید دی گئی ہے۔

☆ آل رسول پر احسان کرنے والوں کے احسان کا بدلہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت میں دیں گے۔

☆ آیت مودت فی القربیٰ حمید کرار قاطبۃ الزہراء امامین کریمین علیہم السلام کی تمام اولادِ پاک کے حق میں نازل ہوئی۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کے گناہوں کو مغفرت کے ساتھ پاک فرما دیا ہے۔
☆ اہل بیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف کے لئے پاک اور مطہر ہیں اور ان کے لئے اس شرف کا حکم دارِ آخرت میں ظاہر ہو گا اس لئے وہ بخشنے ہوئے اٹھائے جائیں گے۔

☆ اہل بیت سے صادر ہونے والے تمام امور میں یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرمادیا ہے اس لئے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ان کی برائی کرے۔
☆ اہل بیت رسول کو گناہوں کی آلودگی سے پاک کرنے کی بشارت اللہ تعالیٰ نے دے رکھی ہے۔

☆ اہل بیت کو رسول کو اللہ تعالیٰ نے پاک کر دیا ہے اس لئے اہل بیت کی مذمت کرنے والے کی مذمت اسی کی طرف لوٹے گی۔

☆ اہل بیت رسول کی طرف سے کیا گیا فعل ہرگز قلم نہیں ہوگا کیونکہ اہل بیت علیہم السلام کا ہمارے اوپر قلم کرنا حقیقت میں تقدیر الہی جاری ہونے کی طرح ہے۔

☆ سادات کی طرف سے کئے گئے قلم کو قضاۃ الہی جانتا چاہیے جس طرح قضاۃ الہی کے وقت صبر کا دامن مضبوطی کے ساتھ تھامنا ضروری ہے اسی طرح اہل بیت کی طرف سے کئی گئی سختی کو برداشت کرنے کا بڑا اجر ہے۔

☆ اہل بیت رسول سے اپنے حقوق کا مطالبہ نہ کرنے والے کے لئے بارگاہ خداوندی سے بہت بڑا انعام حاصل ہوگا۔

☆ اہل بیت رسول کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے قریب الہی نصیب ہو جاتا ہے۔
☆ اہل بیت رسول کی محبت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مانگی ہے کل قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے طلب گار کے لئے ضروری ہے کہ آپ کی آل پاک سے مودت رکھے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مودت مانگی ہے مودت کا مطلب ہے محبت پر قائم رہنا۔ اور مودت یہی ہے کہ اپنے حقوق سے دستبردار ہو کر اہل بیت کی محبت کو ترجیح دے۔

☆ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت کا تقاضا ہے کہ اہل بیت کی طرف سے خلاف مرضی صادر ہونے والے افعال پر ناخوش نہ ہو۔

☆ اللہ رب العزت کی خاص عنایت سے اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت نصیب ہوتی ہے۔

☆ ہر مسلمان اہل بیت کا محتاج ہے کیونکہ اسے اہل بیت علیہم السلام کے صدقے ہی ہدایت حاصل ہوگی۔

☆ اگر کوئی اہل بیت علیہم السلام سے اپنا حق طلب کرتا ہے اور ان پر اپنی ذات کو ترجیح دیتا ہے تو جانتا چاہئے کہ اہل بیت کرام علیہم السلام سے حقوق طلب کرنا مہلک بیماری ہے، اس لئے اپنے حقوق سے دستبردار ہو جانا ہی اس کا واحد اور شافی علاج ہے۔

☆ حاکم کو چاہیے کہ وہ حکم نافذ کرتے ہوئے بھی اہل بیت رسول کا وصیان رکھنے اور حاکم صاحب حق سے کہتے ہیں کہ وہ اپنے حق سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کے لئے دستبردار ہو جائے۔

☆ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی ہی راہِ رشد و ہدایت ہے۔

قارئین محترم!

امام الکاشفین سنداً لثقتین امام الائمہ واقف فردع واصول حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے محبت آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ خوش رنگ پھول مہکائے ہیں جو عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محبانِ آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلوب کو مہکاتے رہیں گے آج دجولی محبت اہل بیت علیہم السلام تو ہر کوئی کر رہا ہے لیکن اہل بیت علیہم السلام کے حقوق کا علم بہت کم لوگوں کو ہے کوئی اپنے علم کی وجہ سے خود کو آل رسول علیہم السلام سے اٹلی سمجھنے لگتا ہے کوئی مال و دولت کو معیار بنا لیتا ہے اور کوئی حسن جمال کو معیار بنا لیتا ہے پھر اسے اللہ تعالیٰ کے احکامات بھی یاد نہیں رہتے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات بھی بھول جاتے ہیں نفس اور شیطان اسے جہنم کی طرف دھکیل رہا ہوتا ہے اور انسان اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

اہلبیت اطہار شیخ اکبر کی نظر میں

شیخ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا شیخ اکبر تو حات کیے میں کیا ہی اچھا کہتے ہیں!
فلا تعدل باہل البیت خلقاً فأهل البیت ہم اہل
اسیادۃ فبغضہم من الانسان خسر حقیقاً وحبہم
عبادۃ

اہل بیت کے برابر کسی کو نہ کرو کیونکہ اہل بیت ہی سردار ہیں کسی
انسان کا ان سے بغض رکھنا حقیقتاً خسارہ ہے۔ اور ان کی محبت عین عبادت
ہے۔

صاحبِ مثنیٰ نے کہا !

میرے اوپر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ میں حضراتِ ساداتِ کرام اور اہل بیت کے
ساتھ محبت رکھتا ہوں اگرچہ وہ صرف والدہ کی طرف سے سید ہوں یا اعمال میں قدمِ استقامت پر نہ
ہوں۔ کیونکہ وہ یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔
اور جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرے اُس کے ساتھ بغض ہی جائز ہے اور نہ ہی سب و شتم
کیونکہ نعمان جب بھی شراب پیتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کو حد لگایا کرتے تھے۔
ایک مرتبہ اُس نے شراب پی اور لوگ اُس کو پکڑ کر لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اُس کو حد لگائی۔

ایک شخص نے اُس پر لعنت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! نعمان پر لعنت نہ
کرو وہ اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

حدود اللہ کا قیام اور بغض

معلوم ہوا کہ سادات پر حدود اللہ قائم کرنے کو یہ لازم نہیں کہ ہم اُن سے بغض کرنا شروع
کریں۔ بلکہ ان پر حدود کی اقامت ان کے ساتھ محبت ہے اور ان کی تطہیر ہے۔

ان اللہ یحبب التواہب

یقیناً اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

ساداتِ کرام کے بارے میں ابنِ عربی کا تاثر

شیخ اکبر محمد بن عبدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میرا عقیدہ یہ ہے کہ اہل بیت کے گناہ
حقیقتاً گناہ نہیں صرف صورت گناہوں جیسی ہوتی ہے کیونکہ ابتدائے آفرینش میں ہی اللہ تعالیٰ نے
ان کے گناہ معاف فرمادیئے ہیں۔

چنانچہ ارشاد ہے !

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ التَّبِيَةِ وَيُطَهِّرَ
كُفْرَ تَطَهَّرُوا
ترجمہ !

اے اہل بیت! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور فرمائے اور تم کو پاک
اور صاف سُخرا کر دے
گناہوں سے زیادہ نجاست اور کیا ہو سکتی ہے۔

شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ! ان سات کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اگر ہم
کو اذیت پہنچے تو ہم پر فرض ہے کہ ان کے ساتھ آداب کی حدود کے اندر رہیں اس کو امراض وغیرہ
جیسے مقادیر الہیہ سے تشبیہ دیں۔ ہمارے لیے اس سے رضایا اس پر صبر ضروری ہے۔ اگرچہ یہ
حضرات ہمارے مال چھین لیں اور ہم کو ذرہ کی مقدار بھی واپس نہ کریں۔ ہمارے لیے یہ قطعاً
مناسب نہیں کہ ان میں سے کسی کو مجبوس کریں یا ان کو حاکم کی عدالت میں لے جائیں۔ کیونکہ یہ
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم کا ٹکڑا ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق کافر مان

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے اہل بیت کی تعظیم و توقیر کرو۔ مجھے خداوند قدوس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ سید
عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت مجھے اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے۔
قارئین!

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگوں کو بتایا جائے کہ اہل بیت رسول علیہم السلام کی
عظمت و شرف کی وجہ کیا ہے انہیں یہ عظمت کیوں حاصل ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں آل پاک
علیہم السلام کی سچی محبت عطا فرمائے۔ (آمین)

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اور عظمت اہل بیت

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اُن عظیم المرتبت علما محدثین میں شامل ہوتے ہیں جو ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی علوم پر بھی دسترس رکھتے تھے آپ کے القابات قطب ربانی، پیکل صمانی، عارف باللہ تعالیٰ، ہیں اور آپ کا ام مبارک سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ نورانی ہے۔

آپ اہلبیت کی غلامی کو سرمایہ حیات سمجھتے ہیں، آپ لکھتے ہیں میں سادات کی کثرت سے تعظیم کرتا ہوں اور یہ تعظیم میں اُن کے بعض حقوق سے سمجھتا ہوں جو کہ مجھ پر ہیں اور اسی طرح اللہ کا مجھ پر یہ انعام ہے کہ شریعت کے ساتھ علما و اولیاء کی اولاد کی توقیر کرتا ہوں پھر میں تعظیم و تکریم میں کم سے کم ایسا سلوک کرتا ہوں جو نائب مصر یا فوج کے چیف آف آرمی سٹاف کے ساتھ کرتا ہوں۔

سادات کے آداب میں یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی بستر یا مقام پر ایسی حالت میں نہ بیٹھے جبکہ سید اُس سے کم تر مقام پر بیٹھا ہو اسی طرح سید کا ادب یہ ہے کہ اگر وہ کوئی چیز طلب کرے تو اُسے نہ روکیں کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مٹی کے ایک ڈرے کی طرح ہے۔

آپ لکھتے ہیں مجھ پر احسان خداوندی ہے کہ میں سید کی آواز پہچان لیتا ہوں اور غیر سید سے امتیاز کر لیتا ہوں اگرچہ پردے کے پیچھے سے ہو یہ مجھ پر اللہ کا احسان ہے کہ میں کلام نبوت پہچان لیتا ہوں۔

(طائف الحسن ص ۲۳۵-۲۳۶)

طائف الحسن میں اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں! میں اہلبیت سے محبت کرتا ہوں اگرچہ صرف ماں کی طرف سے ہو اگرچہ وہ استقامت کے قدم پر نہ ہوں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہے اُس (یعنی سید زادے) سے بغض رکھنا یا اُسے برا بھلا کہنا جائز نہیں قرینہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعمان کو شراب کی بنا پر حد لگاتے تھے ایک وفد آپ کی خدمت میں اُسے لایا گیا تو آپ نے اُسے حد لگانے بغض لوگ اُسے لعنت کرنے لگے تو آپ نے فرمایا! نعمان پر لعنت نہ کرو بے شک وہ اللہ اور اُس کے رسول سے محبت

کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ سادات پر حدود قائم کرنے سے لازم نہیں کہ ہم ان سے بغض رکھتے ہیں بلکہ ہمارا ان پر حدود قائم کرنا تو ان سے محبت کی بناء پر اور انہیں پاک کرنے کے لئے ہے۔

(طائف لمن ص ۵۳۸)

امام شمرانی کا مشاہدہ اور تبصرہ

علامہ شمرانی نے کہا میں نے اپنے ہم عصر لوگوں میں سے چند حضرات کو دیکھا ہے جن میں ایسے پاکیزہ اخلاق پائے جاتے ہیں بلکہ بعض ایسے لوگ بھی دیکھنے میں آئے ہیں جو سادات سے خدمت لیتے ہیں اور ان کو زین کے پردہ پر بٹھاتے ہیں اور اپنی سواری کے پیچھے پیچھے چلنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ ان کا سادات کے ساتھ ایسا معاملہ کرنا اللہ اور اس کے رسول کے آداب سے جہالت کی زبردست دلیل ہے۔ ایسے لوگ اللہ کے قرب کا دعویٰ کیسے کر سکتے ہیں اور کیسے لوگوں کو اس طرف بلاتے ہیں۔

لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم

حالانکہ اوپر گزر چکا ہے کہ سادات پر حدود قائم کرنا ان کی تعظیم و توقیر کے منافی نہیں۔ ہم ان کی تعظیم اس حیثیت سے کریں گے۔ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہیں اور ان پر وہ حدیں قائم کریں گے جو ان کے جد امجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شروع فرمائی ہیں اور کسی کا ان سے مخصوص نہیں فرمایا۔

ہم پر سادات کا حق ہے

سیدی علی خواص رحمۃ اللہ علیہ نے کہا! سادات کرام کو نعمتوں سے نوازا، کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نسبت ہے۔ اور ان انعامات میں حدیث و تذرانہ کی نسبت اور ذوی القربی کی محبت قصد کرو۔ زکوٰۃ کی نیت مت کرو۔ کیونکہ ان حضرات کا ہمارے اوپر حق عیودیت ہے۔ اور ان کے جد امجد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم پر جو حق ہے ہم اس کا بغض بھی ادا کرنے پر قادر نہیں۔

کیا یہ ممکن ہے ؟

اسی من میں گزرا ہے کہ ادب کا مختصر یہ ہے کہ ہم سیدہ عورت سے نکاح نہ کریں۔ ہاں اگر کوئی شخص بذات خود یہ جانتا ہے کہ وہ سیدہ کا فرما رہا ہے تو وہ اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ اس حالت میں اس کی جوتی اٹھا کر اس کے آگے رکھے۔ جب وہ باہر سے آئے تو احتراماً کھڑا ہو جائے۔ اور کسی اور عورت سے نکاح نہ کرے۔ اس کی ضروریات زندگی میں بخل نہ کرے ہاں اگر وہ اپنی مرضی سے وسعت نہ چاہے تو اور بات ہے۔

اگر سیدہ زادی اجنبیہ ہو اور اس پر صرف چادر ہو تو اس کی طرف نگاہ نہ کرے۔ جب وہ اس سے خرید و فروخت کرے تو وہ اس کا چہرہ نہ دیکھے۔ اگر اسے جوتی فروخت کرے تو اس کے پاؤں نہ دیکھے۔

شرعی ضابطہ کے بغیر تمام امور میں سیدہ سے کسی شے کا سوال نہ کرے۔

جب وہ راستہ پر بیٹھی سوال کر رہی ہو اور وہ مسؤل پر قادر ہونے کے باوجود نہ دینا چاہے تو وہ اس راستہ سے نہ گزرے۔

میرے بھائی ان اخلاق پر عمل کرو ہدایت پاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری ہدایت کا مالک ہے۔

سرکار سے التجاء

صاحب من نے کہا اللہ تعالیٰ کا یہ مجھ پر احسان ہے کہ اگر سیدہ مجھ پر ظلم کرے تو میں اس کے حق میں بددعا نہیں کروں گا۔ کمرۂ عدالت میں جا کر ان کا شکوہ کرنا تو بڑی بات ہے۔

اگر سادات آپس میں لڑ پڑیں تو ایک کی وجہ سے میں دوسرے سے انتقام نہیں لیتا ہوں۔ بلکہ صرف یہ چاہتا ہوں کہ وہ آپس میں صلح کر لیں۔ میں بہت دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کرتا ہوں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو چہرہ مائیں کہ اللہ تعالیٰ ان میں صلح کرا دے۔

مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک بزرگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں متوجہ ہوئے جبکہ ایک سید زادے

نے سلطان مکہ کو اس لیے قتل کیا تھا کہ اُس کے بعد اُس کے چچوں کی اولاد کا ولی ہو۔

میں نے کہا ! سبحان اللہ

اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے والے کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ ضروری ہے تو اب وہ کیا کہے گا کہ یا رسول اللہ اُس آدمی کے بدلے اپنے بیٹے کو قتل کر دیں۔

ایک مغربی کا واقعہ

شیخ عبدالرحمن اجہوری مالکی نے اپنی تصنیف مشارق الانوار میں نقل کیا ہے۔ کہ اہل مغرب سے ایک شخص نے حج کا ارادہ کیا تو کسی نے اُسے سو دینار دیئے کہ مدینہ منورہ میں کسی صحیح النسب سید کی خدمت میں حدیہ پیش کر دینا۔

مغربی شخص جب مدینہ منورہ پہنچا تو سادات کے متعلق دریافت کرنے لگا۔ لوگوں نے کہا ! یہاں کے سادات شیعہ ہیں۔ وہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اچھا نہیں سمجھتے مغربی نے وہ حدیہ ان کو عطا کرنا اچھا نہ سمجھا،

مدینہ منورہ میں ایک شخص اُن کے پاس بیٹھا تھا تو آپ نے اُن سے پوچھا ! کیا آپ سید ہیں ؟

اُس نے کہا ! جی ہاں میں سید ہوں،

مغربی نے کہا ! آپ کا عقیدہ کیا ہے ؟

سید نے کہا میں شیعہ ہوں، مغربی نے اُسے عطا کرنا اچھا نہ سمجھا،

مغربی کا بیان ہے کہ میں اُس رات سویا تو خواب میں قیامت قائم دیکھ رہا ہوں اور لوگ پانصراط سے گزر رہے ہیں۔ میں نے بھی گزرنے کا ارادہ کیا مگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مجھے گزرنے سے منع کر دیا۔

اسی اثناء میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔ میں نے آپ کی

خدمت میں عرض کی تو آپ نے سیدہ سے فرمایا !

فاطمہ اسے کیوں روک رکھا ہے ؟

سیدہ نے کہا اس شخص نے میرے بیٹے کا رزق روک رکھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ اس نے رزق اس لیے روک رکھا ہے کہ وہ ابو بکر اور عمر کو برا کہتا ہے۔

سیدہ فاطمہ نے دونوں حضرات کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا! کیا اس وجہ سے میرے بیٹے سے مواخذہ کرو گے؟

شہین نے کہا ہم اُسے معاف کرتے ہیں۔

پھر سیدہ فاطمہ میری طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا! مجھے میرے

بیٹے اور شہین کے درمیان کس نے دخل بنایا؟

مغرنی کا کہنا ہے کہ میں گھبرا کر بیدار ہوا اور نہ کوہ رقم لے کر اُس سید کے حوالے کر دی۔

وہ اس واقعہ سے متاثر اور حجب ہوا،، میں نے یہ خواب بیان کیا تو سید نے کہا تم گواہ ہو جاؤ کہ میں آئندہ ان حضرات کو برا نہ کہوں گا۔

سادات کے لیے صدقہ حرام ہے

حضرات سادات کرام پر صدقہ حرام ہے کیونکہ صدقہ لوگوں کی میل ہے۔

امام شہرائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

میں شرف اہل بیت سے محبت کرتا ہوں اگرچہ صرف ماں کی طرف سے ہو۔ گرچہ وہ استقامت کے قدم پر نہ ہوں کیونکہ وہ یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔ اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کرتا ہے اس سے بغض رکھنا یا اسے برا بھلا کہنا جائز نہیں۔

مولانا سید محفوظ الحق شاہ صاحب لکھتے ہیں! امام اہلسنت امام احمد بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ کسی سید زادے کو استاد مار سکتا ہے یا نہیں؟ آپ نے اس کا بصیرت افروز جواب عطا فرمایا۔ فرماتے ہیں! قاضی جو حدودِ الہیہ قائم کرنے پر مجبور ہے اس کے سامنے اگر کسی سید پر حد ثابت ہوئی تو یا وجود یکہ اس پر حد لگانا فرض ہے اور وہ حد لگائے گا۔ لیکن اس کو حکم ہے کہ سزا دینے کی نیت نہ کرے بلکہ دل میں یہ نیت کرے کہ شہزادے کے پیر میں کچھ لگ گئی ہے اسے صاف کر رہا ہوں تو جس قاضی پر سزا دینا فرض ہے اس کو یہ حکم۔ تاہم معلم چہ رسد۔

اور ماغز پر حد درجہ قائم کی تو ارشاد فرمایا ! اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے اہل زمین پر تقسیم کیا جائے تو سب کو عام ہو۔ یعنی ان سے قبول ہو اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرمائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ! ان اللہ یحب النواہین (المقرہ آیت 222) بیشک اللہ تعالیٰ بہت توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس امر کا قائل ہوں کہ اہل بیت کے ذنوب محض صورتاً ذنوب ہیں حقیقتاً نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سابقہ کی بنا پر ان کے ذنوب بخش دیئے ہیں۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ
كُفْرًا تَطَهَّرُوا

اللہ تعالیٰ توبہ کی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو ! تم سے پلیدی کو دور کر دے اور تمہیں پوری طرح پاک صاف کر دے۔

اور ذنوب سے زیادہ کوئی نجاست نہیں نیز آپ نے فرمایا ! ان کی طرف سے ہمیں جتنی بھی اذیت پہنچے ہم پر واجب ہے کہ ازرہ ادب ہم سے تقدیر الہیہ سے آنے والی بیماریوں وغیرہ کے مشابہہ قرار دیں۔ بس ہم پر اس سے راضی ہونا اور اس سے صبر کرنا واجب ہے اور اگر وہ ہم سے ہمارے اموال چھین لیں اور ہمیں عطا نہ کریں تو ہمیں ان میں سے کسی کو قید نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی اس کے خلاف حاکم کی طرف مرافقہ یعنی مقدمہ دائر کرنا چاہیے کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلہا ہے۔

حُسن عقیدہ

حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں کے رشتے داروں میں میرا کوئی نسبتی تعلق ہوتا اور مجھے جنت اور جہنم میں اختیار دیا جاتا تو میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حیاء کرتے ہوئے جہنم میں داخلہ اختیار کرتا کہ کہیں جنت میں آپ کی نظر مجھ پر پڑ جائے۔

اور ابو بکر بن عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر، عمر اور علی رضی اللہ تعالیٰ

عظیم میرے پاس کسی حاجت کے پیش نظر تشریف لائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قربت کی وجہ سے میں حضرت علی کی حاجت پہلے پوری کروں گا۔

جوکل کے لئے وہ جُز کے لئے

اور میں نے حضرت علی انھوں رحمة اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ شریف (سید) کا ہم پر حق ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوشت اور خون مبارک کے اس میں سرایت کرنے کی وجہ سے ہم اس پر اپنی روغنیں بنا کر کریں۔ پس وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ٹکڑا ہے اور بعض کے لئے تعظیم و توقیر میں وہی مقام ہے جو کل کے لئے ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کی جُز وہی وہی حرمت ہے جو کہ آپ کی حیات ظاہری میں اسے حاصل ہے۔ اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ہم پر شرفاء کے حقوق میں سے یہ حق ہے کہ چھ نسب میں ان کے لئے دُوری ہو کہ ان کی خوشنودی کو ہم اپنی خواہشات پر ترجیح دیں۔ ان کی تعظیم و توقیر کریں اور وہ زمین پر بیٹھے ہوں تو ہم چار پائی پر ہرگز نہ بیٹھیں۔

سید کا ادب

اور سیدی ابراہیم البیہولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جب کوئی سید بیٹھا ہوتا تو اس کے لئے انکساری کا اظہار کرتے اور اس کے سامنے سٹ کر بیٹھتے اور فرماتے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جُز ہے اور فرماتے جس نے کسی شریف (سید) کو ستایا پینک اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت پہنچائی اور فرماتے کہ ہر مالدار کے لئے لازم ہے کہ جس کسی سید زادے کو مقروض دیکھے تو اس پر اپنا مال بنا کر رکھے کیونکہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جُز ہے۔ اور فرماتے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرے اسے نہیں چاہیے کہ سید زادے کی تعظیم سے اور اس کے ساتھ اچھے سلوک سے اس وقت تک توقف کرے کہ اس نسب کی صحت معلوم ہو بلکہ اس کے لئے شریف کا شرف کے ساتھ مشہور ہونا کافی ہے اور یہ امر رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک صاحب ایمان کے لئے زیادہ وجہ عزت ہے کہ ہم نے اس کی تعظیم و توقیر نسب کی صحت پر توقف کے بغیر کی۔

ادب سے دُور لوگ

امام شمرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے معاصرین میں بہت کم کو دیکھا جو اس خلق کے ساتھ مُتَخَلِّق ہو بلکہ بعض تو اس سید زادے سے خدمت لیتے ہیں جس کی حالت مستور ہو اس سے اپنے زین، مصلا اٹھواتے ہیں اور اسے اپنی ٹُخّر کے پیچھے چلنے کو کہتے ہیں اور یہ بات اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب سے اس کے جاہل ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے پس وہ دریا رخصاوندی سے قرب کا کس طرح دعویٰ کرتا ہے حالانکہ وہ لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیتا ہے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

شریعت کا حکم جاری ہوگا

سادات کرام پر حد و وقایم کرنا ان کی تعظیم و توقیر کے منافی نہیں۔ پس ہم ان کی تعظیم ان کے ذریعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کی حیثیت سے کرتے ہیں جبکہ ان پر حد اس لئے قائم کرتے ہیں کہ ان کے جدِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شروع فرمائی ہے اور اس میں کسی کی تخصیص نہیں فرمائی۔ سب پر لاکھوتی ہے۔

اور سیدی علی انوار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اشراف کی خدمت اس لئے کرو کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرہی ہیں اور اس سے ہدیہ اور زوی القربی کے ساتھ مودت کی نیت کرو نہ کہ خیرات کی کیونکہ ان کے لئے ہماری گردنوں میں غلامی کا حق ہے جس کو ہم پورے طور پر ادا نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے جدِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم پر عظیم حق ہے۔

یہ گمان بھی درست ہے

امام شمرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ! میں مصر میں مدفون اہل بیت کی، سب کی یا صرف ان کے سربرآوردہ حضرات کی گا ہے گا ہے زیارت کرتا ہوں۔ پس سال میں تین مرتبہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صلہ رُحی کے قصد سے ان کی زیارت کرتا ہوں اور اپنے معاصرین میں سے میں نے کسی کو اس طرف متوجہ نہیں پایا تو اگلے مرتبے سے ناواقف ہونے کی وجہ سے یا اپنے اس

دعویٰ کی بنا پر کہ ان کا مصر میں دفن ہونا ثابت نہیں اور یہ سردھری ہے پس بے شک ایسی صورت میں ہمیں گمان ہی کافی ہے۔

اور مجھے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ قاطر السباع میں مدفون ہیں بلاشبہ اسی مکان میں ہیں۔ اور آپ بڑے دروازے کی دلیز سے جوتا اُتار کر ننگے پاؤں چلے حتیٰ کہ آپ کی مسجد سے گزر جاتے۔ اور آپ کے مواجہہ کے بالقابل کھڑے ہو جاتے اور اپنی مقفرت کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ سے توسل کرتے۔ اور آپ نے مجھے بتایا کہ سیدہ نصیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بلاشبہ اسی مکان میں ہیں جہاں کہ آپ ہیں اور سیدہ نے اپنے مزار شریف سے کئی مرتبہ آپ سے کلام فرمایا۔ اور آپ نے مجھے بتایا کہ سیدنا زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر انور اور سیدنا زید بن الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک اسی قبہ میں ہے جو کہ ٹیلہ کے درمیان قلعہ کی گزرگاہ کے قریب ہے۔ اور سیدہ نصیہ کے والد سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق مجھے خبر دی کہ آپ اس مشہور تربت میں ہیں جو کہ جامع الفراء سے قریب قلعہ کی گزرگاہ اور جامع عمرو کے درمیان ہے۔

امام شمرانی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت اہل بیت کے انداز آپ نے ملاحظہ فرمائے انہیں الفاظ پر آپ کا کلام ختم کیا جاتا ہے اگر ہم سارے واقعات اور آپ کی تحقیقات پیش کریں تو اس کے لئے بہت صفحات درکار ہیں جن کی یہ کتاب تحمل نہیں ہو سکتی۔

امام شمرانی رحمۃ اللہ علیہ کے ان ملفوظات و مکشوفات سے معلوم ہوا کہ سادات کرام کی تعظیم آئمہ دین کے دلوں میں کس قدر راسخ تھی اسی لئے وہ مقاماتِ علیہ پر قازم ہوئے، آج کے عہد میں تعظیم سادات سے گریز پانہونے والے اکثر لوگ عالم دین ہونے کے دعویدار ہیں یہ یقیناً بہت بڑا المیہ ہے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین

عظمتِ اہل بیت اور خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ، قطب الواصلین، سید العارفین، خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد پارسا
تقتبندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ تفتبندیہ روح رواں ہیں۔

امام یوسف بن اسماعیل بھائی آپ کا تعارف جامع کرامات اولیاء میں یوں کرواتے ہیں!

آپ حضرت بہا والدین تفتبندیہ کے خلیفہ عجاز ہیں۔

آپ سلسلہ عالیہ تفتبندیہ کے عظیم امام ہیں۔

آپ حضرات صوفیاء میں شامل ہیں۔

آپ اپنے دور کے عظیم عالم دین ہیں۔

آپ کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہیں۔

آپ آل رسول کے بہت بڑے محب تھے اسی حوالہ سے آپ نے کتاب فصل الخطاب

لکھی جس میں اہل بیت رسول کے مناقب بیان کئے گئے ہیں۔ اب ہم اسی کتاب کے اقتباسات
کی روشنی میں عظمتِ اہل بیت بیان کریں گے۔

حضرت خواجہ محمد پارسا تفتبندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

”امام واحدی نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت اعش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

ہے وہ سعید بن جبیر سے، وہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ جب آیت

کریمہ **خُلِّفَ لَكُمْ أَنْتُمْ عَلَىٰ آخِرِ الْأُمَّوَيَّةِ فِي الْقُرْبَىٰ نَزَلَ** ہوئی تو لوگوں نے عرض کی

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وآلک وسلم! وہ کون سے لوگ ہیں جن سے موذت رکھنا ہمارے اوپر

واجب ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ علی، قاطلہ اور ان دونوں کے فرزند ہیں۔

(فصل الخطاب بحوالہ تاریخ المودۃ ص ۵۹۱)

دوسری روایت

امام واحدی اپنی سند سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں ہمارے حق میں آلِ محمد آیت ہے جس کو ہر مومن یاد رکھتا ہے۔ پھر آپ نے قُلْ لَا آئِبَتُكُمْ عَلَيْهِمْ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةُ فِي الْقُرْبَىٰ سلاوت فرمائی۔

فصل الخطاب میں خواجہ محمد پارسا نقشبندی لکھتے ہیں ! امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ روایت کیا گیا یا رسول اللہ ! آپ کے قرابت دار کون ہیں جن کی موڈت ہم پر واجب کی گئی ہے ؟

فرمایا ! علی، فاطمہ اور ان دونوں کے فرزند ہیں۔

اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ چار حضرات زیادہ موڈت، زیادہ تعظیم کے ساتھ کئی وجوہ سے مخصوص ہیں۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ یہی آیت پاک دلالت کرتی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے محبت رکھتے تھے اور یہ بات نقل متواتر اور عقل سے ثابت ہے۔

یہ آیت پر بمصداق آیت وَاتَّبِعُوا أَوْلِيَاءَ رَسُولِكُمْ فَتَقْتَدُوا (سورۃ الاعراف آیت ۱۵۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو تا کہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت کے لئے

تیسری وجہ

آلِ پاک کی عظمت کی تیسری وجہ بیان کرتے ہوئے خواجہ محمد پارسا نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں !

آل کے لئے دُعا کرنا ایک منصبِ عظیم ہے، اس دُعا کو نماز کے تشہد کے خاتمہ پر اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے اور یہ تعظیم آلِ رسول کے سوا کسی کے لئے نہیں پائی جاتی۔

موڈت رکھنا باعثِ جنت ہے

بعض عارفین نے کہا ہے کہ اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے قرابت داروں سے محبت کرنے کا پھل خود انسانوں کے اپنے نفوس کی طرف عائد ہوتا ہے کیونکہ موڈت رکھنا خود ان کی نجات کا باعث ہے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا !

قُلْ أَرَأَيْتُمْ كَيْفَ آجَزْنَا بِالْإِيمَانِ فِي الْقُرْبَىٰ

ان سے کہہ دو کہ جس مزدوری کا میں نے تم سے سوال کیا ہے وہ تمہاری خاطر ہے، جو جس کے ساتھ محبت کرے گا۔

حضرت خواجہ محمد پارسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں !

موڈت اور محبت روحانی مناصب چاہتی ہے جس کا لازمی نتیجہ ان لوگوں کا حشر کے روز آپس میں اکٹھے ہونا ہے۔

حدیث میں وارد ہوا ”المُتَمَرِّعُ مِمَّنْ أَحَبَّ“ انسان کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس کو وہ دوست رکھتا ہوگا۔ اور یہ بات ناممکن ہے کہ کسی شخص کی رُوح حُبِّ ہو اور اہل بیت سے اس کا درجہ ڈور ہو وہ اہل بیت سے محبت اور خلوص دل سے موڈت رکھتا ہو۔

اس طرح یہ بات بھی ناممکن ہے کہ کسی شخص کی رُوح روشن ہو اور وہ ان حضرات کو دوست نہ رکھتا ہو۔

اہل بیت سے کون محبت کرے گا ؟

اہل بیت نبوت معادین ولایت اور صفوت کی مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں، ان حضرات کو وہی شخص دوست رکھے گا جو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوست رکھتا ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں محبتِ خدا ہے۔

حضرت علی وفا طہ اور ان دونوں کے فرزند مخصوص طور پر ذکر کئے گئے ہیں۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اُمت کو ان کے علاوہ کسی کی محبت پر ایسے نہیں ابھارا کہ وہ ان سے اور ان کی اولاد سے محبت کریں ؟

وہ لوگ ان حضرات کے راستے پر چلیں۔

ان کی ہدایت کی پیروی کریں۔

ان کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ ان حضرات کی محبت ان پر واجب ہے، ہر کار و دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرح اُمت کو ان نفوسِ قدسیہ سے محبت پر برا بھینتے کیا ہے اس طرح ان پر ظلم اور اذیت سے بھی منع فرمایا ہے۔

جنت حرام ہے

حدیث میں وارد ہوا کہ اس شخص پر جنت حرام ہے جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور میری عترت کے بارے میں مجھے اذیت دی۔

خواجہ محمد پارسا نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

جس شخص نے اہل رسول کی محبت کو حاصل کیا، ہم اس کی پیروی کرتے ہیں جو اس نے اہل بیت کے طریقہ پر کی اس کی اچھائی کو زیادہ کریں گے۔

محبت کس وجہ سے ہوتی ہے

آپ فرماتے ہیں! یہ محبت صفا، استعداد اور پاکیزگی فطرت کی وجہ سے ہوتی ہے، محبت ان سے یعنی اہل بیت سے اچھی متابعت کی توفیق کا باعث ہوتی ہے ان کی ہدایت کو قبول کرنے والے کو مقامِ مشاہدہ میں لے آتی ہے، اہل ولایت سے محبت کرنے والا قیامت کے دن ان حضرات کے ساتھ محشور ہوگا۔

(فصل الخطاب من نتائج الموعظة ۵۱۶، ۵۱۷)

امام ابو اسحاق ثعلبی نے اپنی تفسیر میں امام محمد بن مسلم طوسی سے وہ اسماعیل ابن ابی خالد سے وہ قیس بن ابی حازم سے وہ جریر بن عبد اللہ بنکلی رضی اللہ عنہ سے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

خبردار! جو آل محمد علیہم السلام کی محبت پر مر گیا وہ شہید ہو کر مرا۔

خبردار! جو آل محمد علیہم السلام کی محبت پر مر گیا وہ مشغور ہو کر مرا۔

خبردار ! جو شخص آل محمد علیہم السلام کی محبت پر مر گیا تو اس کے لئے اس کی قبر میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

خبردار ! جو شخص آل محمد علیہم السلام کی محبت پر مر گیا وہ جنت کی طرف اس شان سے جائے گا جس طرح ذلہن شان کے ساتھ اپنے شوہر کے گھر جاتی ہے۔

خبردار ! جو شخص آل محمد علیہم السلام کی محبت پر مر گیا اللہ تعالیٰ اس کی قبر کی زیارت کرنے والے رحمت کے فرشتوں کو مقرر کرتا ہے

خبردار ! جو شخص آل محمد علیہم السلام کی محبت پر مر گیا وہ عنقت وجماعت پر عزرا۔

خبردار ! جو شخص آل محمد علیہم السلام سے بغض رکھ کر مر گیا وہ قیامت کے روز اس حالت میں آئے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا کہ یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔

خبردار ! جو شخص آل محمد علیہم السلام سے بغض رکھ کر مر گیا وہ جنت کی خوشبوئیں سونگھے گا۔

جس نے اہل بیت سے محبت کی

جامع الاصول میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی قاطبہ اور حسنین علیہم السلام سے فرمایا !

میری اس سے جنگ ہے جس سے تم نے جنگ کی اور میری اس سے صلح ہے جس سے تم نے صلح کی اس حدیث کو ترمذی نے بیان کیا ہے۔

(بیان صحیح ابوداؤد ص ۵۹۳)

عظمتِ اہل بیت اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت سے کون واقف نہیں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو یام عروج پر پہنچانے والی آپ ہی کی آستی ہے۔
آج برصغیر پاک و ہند اور پوری دنیا میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے غلام تبلیغ کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

الحمد للہ! مجھے بھی میرے شیخ کامل فخر مشائخ چوراہیہ تائب خواجہ چوراہی حاصل فیضان خواجگان نقشبندیہ فیضیاب چورہ دسر ہندیہ طریقت، رہبر شریعت، قدوۃ الاولیاء، زبد الاصفیاء حضرت پیر سید محمد منظور آصف طاہر یا دشاہ سجادہ نشین چورہ شریف نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی خلافت سے فیضیاب کیا اور میری روحانی تربیت فرمائی۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا غلام ہونے کی حیثیت سے میرے نزدیک حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت بہت محترم ہے۔

مجھے اعتراف ہے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے نسبت رکھنے والے بعض احباب شان اہل بیت کا ادراک نہیں رکھتے۔ اہل بیت رسول کی عظمت سے واقف نہیں۔ بعض احباب تو اس قدر خشکی کا شکار ہوتے ہیں کہ ذکر اہل بیت عن کران کے ماتھے پر مل پڑ جاتے ہیں۔

حالانکہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے تمام بزرگ تمام اولیاء اس بات پر متفق ہیں کہ اہل بیت علیہم السلام کی محبت ہی دین ہے، ان کی محبت ہی ایمان ہے

مجھے بھی آستانہ عالیہ چورہ شریف پر اپنے شیخ کامل سے یہی سبق ملا، میرے شیخ، میرے مہا دی و رہنما خواجہ خواجگان حضرت پیر سید محمد منظور آصف طاہر مدظلہ العالی نے ہمیشہ اہل بیت علیہم السلام کی عظمت بیان کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں اس گھر کی غلامی سے تو سب کچھ ملتا ہے۔
قارئین!

عظمتِ اہل بیت کی تدوین کے سلسلہ میں بہت سی کتابوں کا مطالعہ کیا تو یہ احساس ہوا کہ عظمتِ اہل بیت کے حوالہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں نے بہت گرا نمایہ کام کیا ہے۔

میں نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے کئی بزرگوں کی تصنیفات سے عظمت اہل بیت کے خوش رنگ پھول اکٹھے کرنے کی کوشش کی ہے۔

قارئین!

بعض لوگ سلاسل عالیہ کی فضیلت کے لئے شخصیات کے حوالہ سے خود معیار متعین کر لیتے ہیں حالانکہ سلاسل طریقت میں ایسا نہیں ہے۔ سبھی سلاسل عالیہ کے بزرگ اپنے سالکین کی تربیت کر کے انہیں بارگاہ رسالت تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔

سبھی سلاسل کے بزرگ ایک دوسرے کا احترام کرتے ہیں لیکن بعض مبتدی سالکین اپنے اپنے سلسلہ کی افضلیت کے پیکر میں الجھ کر پیچھے رہ جاتے ہیں جو کہ بڑی محرومی ہے۔

قارئین! اگر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تکمیل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہوتی ہے تو آپ بھی اپنے غلاموں کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی بارگاہ میں لے جاتے ہیں اور اگر باقی تین سلاسل کی انتہا سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام پر ہوتی ہے تو آپ بھی اپنے غلاموں کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ ہی میں پیش کرتے ہیں۔

اسی لئے تو ہم کہتے ہیں طریق میں بھی تفریق نہ کرو کیونکہ سب کی منزل ایک ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کا عقیدہ

خوارج جو اپنے آپ کو اہل حدیث اور سلفی وغیرہ کہلاتے ہیں۔ عوام کو ان کے زہر پلے اور خطرناک پروپیگنڈے سے بچانا بھی از حد ضروری ہے۔

کیونکہ ان کی باتوں میں آکر لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک کے مخالف ہو جاتے ہیں۔ ان کے اس منہ پر اپنی گٹھہ کی بدولت اب پاکستان میں ان کے ہنوا بہت زیادہ تعداد میں پیدا ہو چکے ہیں۔

لہذا ضروری تھا کہ حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف کی عبارات کی روشنی میں اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقامات عالیہ سے لوگوں کو باخبر کر دیا جائے تاکہ سادہ لوح لوگ ان کے دام ترویج میں پھنس کر اپنے ایمانوں کو ضائع نہ کریں۔

اقتباسات از مکتوبات

(۱) اے برادر حضرت امیر چونکہ حاصل یار ولایت محمدی اعلیٰ صا
حبہا الصلوٰۃ والسلام و اختیہ تربیت مقام اقطاب و ابدال و ادوات کہ از اولیاء
عزالت اعدا و جانب کمالات ولایت در ایشان غالب است۔ مفوض یا مداد
اعانت آنحضرت است سر قطب الاقطاب کہ قطب مدار است زیر قدم
اوست قطب مدار تہمایہ و رعایت او ہم خود را سر انجام سے نماید و از عہدہ
مدارنت برے آید۔

حضرت قاطمہ و امین نیز دریں مقام یا حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ
عنہم شریک اند۔

(فتر اول مکتوب ۲۵۱)

(۲) اے برادر چونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولایت
محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و اختیہ کے بوجھ کے حامل ہیں اس لیے
اقطاب، ابدال اور ادواتوں کے مقام کی تربیت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی امداد و اعانت کے سپرد ہے۔ اور یہ مذکورہ صدر اولیاء اولیائے
عزالت کہلاتے ہیں۔ اور ان پر ولایت کا پہلو غالب ہوتا ہے۔
قطب الاقطاب جسے قطب مدار بھی کہتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ کا
قدم مبارک اس کے سر پر ہوتا ہے قطب مدار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی حمایت و رعایت کے ذریعہ ہی اپنی ڈیوٹی انجام دے سکتا ہے
اور اپنے عہدہ قبطیت کو سنبھال سکتا ہے۔

حضرت قاطمہ سلام اللہ علیہا اور حسنین کریمین علیہما السلام بھی اس کام
میں آپ کے ساتھ شریک ہیں۔

منصبِ عظیمِ اہل بیت کے پاس ہے

مزید فرماتے ہیں!

پیشواے واصلانِ راہِ سرگردۂ نہما و منہجِ فیضِ این بزرگوارانِ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ است کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و این منصبِ تعلق دارد۔ در این مقام کو نیا و قدیم مبارک آن سرور علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام بر فرق مبارک اوست کرم اللہ تعالیٰ وجہہ و حضرت فاطمہ و حضراتِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم در این مقام یا پیشاں شریک اند۔ انکارم کہ حضرت امیر قریب ازنتہ عصری نیز ماویٰ و بجا ماہیں مقام بودہ اند۔

چنانچہ بعد ازنتہ عصری و ہر کرا فیض و ہدایت ازین راہ میرسد بتوسط ایشان میرسد چایشان نزد نقطہ ختم ہائے این راہ اند و مرکز این مقام یا پیشاں تعلق دارد۔

و چون دورہ حضرت امیر تمام شد این منصب عظیم القدر حضرت حسینؑ ترسمیا مقوض و مسلم گشت و بعد از ایشان ہماں منصب بہر یکے از ائمہ اثنا عشر علی الترتیب و التخصیل قرار گرفت۔

و در اعصار این بزرگواران و بختین بعد از ارتحال ایشان ہر کرا فیض و ہدایت میرسد بتوسط این بزرگواران بودہ و بسیلہ ایشان ہاں ہر چند انقلاب و نجبائے وقت بودہا شد و ماویٰ و بجا ہما ایشان بودہ اند۔

یعنی راہ ولایت کے ذریعہ خداوند تعالیٰ تک پہنچنے والوں کے امام اور پیشوا اور اس گروہ اولیاء کے سردار اور ان اولیاء عزالت کے فیض و برکت کا منبع حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات مبارک ہے۔ اور یہ منصب عظیم آپ ہی سے تعلق رکھتا ہے۔

گویا اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں قدم مبارک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر ہیں اور حضرت

فاطمہ الزہرا اور حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس مقام میں آپ کے ساتھ شریک ہیں۔

ولادت سے قبل قاسم ولایت

میرا گمان ہے کہ دنیا میں تشریف لانے سے قبل ہی حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقام تربیت میں انقلاب وادنا وغیرہ کے بلا وادائی تھے۔ جس طرح کے بعد از پیدائش بلا وادائی ہیں۔

اور جو بزرگ بھی قطیعت وغیرہ کے درجہ پر فائز ہوتا ہے۔ اور جس کسی کو جو فیض اور ہدایت ملتی ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ کے وسیلہ اور واسطہ سے ملتی ہے۔ کیونکہ آپ اُس کے نقطہ انتہائی کے قریب ہیں۔ اور اس مقام کا مرکز آپ ہی سے تعلق رکھتا ہے اور جب آپ کا دور مبارک ختم ہوا تو یہ تربیت و فیض رسانی کا منصب عظیم حضرات حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو علی الترتیب بارہ اماموں کے حوالہ کیا گیا۔

چنانچہ ان حضرات کے زمانوں میں اور ان کے بعد کے زمانوں میں جس کو جو بھی ہدایت اور فیض ملتا رہا ان کے واسطے اور وسیلے سے ہی ملتا رہا۔ اگرچہ انقلاب و نجباء وغیرہم ہی کیوں نہ ہوں۔ سب کے بلا وادائی یہی آئینہ شامع ہے۔

اہل بیت کرام کے بارہ ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسمائے گرامی یہ ہیں

- ☆ امام اول حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
- ☆ اور دوسرے امام ہیں حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
- ☆ تیسرے امام حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
- ☆ چوتھے امام حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
- ☆ پانچویں امام حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
- ☆ چھٹے امام حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

- ☆ ساتویں امام حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
- ☆ آٹھویں امام حضرت علی موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
- ☆ نویں امام حضرت محمد تقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
- ☆ دسویں امام حضرت امام محمد تقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
- ☆ گیارہویں امام حضرت امام حسن عسکریؑ اور بارہویں امام حضرت امام محمد مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہما آمین۔

سلسلہ فیض رسائی آل رسول سے ہے

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

(۳)۔ چہ اطراف غیر از حقوق مرکز چارہ نیست تا آنکہ نوبت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رسیدہ قدس سزہ و چون نوبت یابن بزرگوار شد منصب مذکور یا قدس سرہ مفوض گشت و مابین ائمہ مذکورین و حضرت شیخ بیچ کس بریں مرکز مشہور و محکوم و وصول فیوض و برکات دریں راہ ہیر کہ باشد از اقطاب و نجباء توسط شریف او مفہوم میشود چہ این مرکز غیر اورا میسر نندہ از بنجاست کفر مودہ۔ شعر

افلت شہوش الا ولین شمسنا

ایداً علی افق العلی لا تغرب

و نیز تا معاملہ توسط فیضان برپاست بتوسل اوست

ترجمہ

یعنی کیونکہ اطراف و جوانب کا کسی مرکز کے ساتھ رہنا ضروری ہے (یہ سلسلہ انہیں بزرگواروں سے چلتا رہا یہاں تک کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا دور آگیا) چنانچہ آپ کے وقت میں یہ منصب عظیم القدر آپ کو پہنچا دیا گیا۔
آئمہ اثنا عشر اور حضور غوث پاک کے درمیان کوئی بھی اس مرتبہ کا بزرگ محسوس نہیں ہوتا۔ کہ جس کو یہ مرتبہ عطا ہوا ہو۔

چنانچہ حضورِ غوثِ پاک کے زمانہ مبارک سے لے کر اب تک اور
آئندہ بھی بن کو فیض و ہدایت ملتی ہے چاہے وہ اقطاب و نجیبی کیوں نہ
ہوں حضورِ غوثِ پاک کے وسیلہ اور واسطہ سے ملتی ہے اور بعد از ان بعداً ثانی عشر
یہ مرکز آپ کو ہی عطا ہوا ہے اور کسی کو یہ مقام عطا نہیں ہوا اسی بنا پر آپ کا یہ
شعر مبارک ہے

اقلت شہوس الاولین شمسنا

ایداً علی افق العلی لا تغرب

یعنی پہلوں کے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا آفتابِ فیض ہمیشہ بلند یوں پر چمکتا رہے گا
اور کبھی غروب نہ ہوگا۔

نیز آئندہ بھی جب تک معاملہ فیضان جاری رہے گا حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے واسطے اور وسیلے سے ہی جاری رہے گا۔

مجرد غوثِ پاک کے قائم مقام

(۴) کوئم کہ مجدد الف ثانی دریں مقام ناسب مناب حضرت وہ نہایت
حضرت شیخ ایں مملہ یا در بوط است چنانکہ گفت اند
میں کہتا ہوں کہ مجدد الف ثانی اس مقامِ تربیت میں حضرت غوث
پاک کے قائم مقام ہیں۔ اور ان کی نیابت سے یہ معاملہ اس کے ساتھ
متعلق رہتا ہے۔ جیسا کہ چاند سورج سے روشنی لیتا ہے۔

(فتر سوم، مکتوب ۱۲۳)

(بنام مولانا نور محمد تہجدی قدس سرہ)

محبتِ علیؑ سنی ہونے کی شرط

(۵) ایس محبت حضرت امیرِ شرطِ سنن آمد و آنکہ ایں محبت مد اور داز اہل سنت
جماعت خارج کشت و خارجی نام یافت۔

پس اہل سنت و جماعت ہونے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ انسان
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھے
جس شخص کا دل اہل بیت کی محبت سے خالی ہے وہ اہل سنت
و جماعت سے خارج ہے اور خارجی فرقہ میں داخل ہے۔

محبت اہل بیت شیعیت نہیں

(۶)۔ خیلے جا بلے باید کہ اہل سنت و جماعت را از حجاب حضرت امیر را
مخصوص بر فضہ دارد۔ محبت امیر رضی نیست۔
تبری از خلفائے ثلاثہ رخصت و بیزارى از اصحاب کرام مذموم و ملام امام
شافعی فرماید۔

لو کان رفضاً حب آل محمد
فلبشہد الثقلان آتی رافض

یعنی

وہ شخص بہت ہی جاہل ہے جو اہل سنت و جماعت کو اہل بیت کا محب
نہیں سمجھتا اور اہل بیت سے محبت کرنا شیعوں کا خاصہ جانتا ہے۔
حضرت علی سے محبت کرنا شیعیت نہیں بلکہ اصحاب ثلاثہ کی شان
میں تبری کرنا شیعیت ہے اور صحابہ کرام سے بیزارى قابل مذمت و ملامت
ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا !

لو کان رفضاً حب آل محمد
فلبشہد الثقلان آتی رافض

اگر آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھنا شیعیت ہے تو جن و
انس کو اہر ہیں کہ میں رافضی ہوں۔

محبت اہل بیت جزو ایمان ہے

(۷) وگوئیں چونکہ عدم محبت اہل بیت در حق اہل سنت گمان بردہ شود کہ آن محبت نزد این بزرگواران جزو ایمان است و سلامتی خاتمہ را بزرگوں آن محبت مربوط ساختہ اند والد بزرگوار این فقیر کہ عالم بودہ بعلم ظاہری و بعلم باطنی در اکثر اوقات ترغیب ب محبت اہل بیت مینرمودند و مینرمودند کہ این محبت را در سلامتی خاتمہ مدخلت مستعظیم نیک رعایت آن باید نمود۔ در مرض موت ایشان این فقیر حاضر بود چون معاملہ ایشان باخر رسید و شعور باین کم ماند در آن وقت سخن ایشان را بیا و ایشان دادوازاں محبت استفسار نمود در آن بے خودی فرمودند کہ غرق محبت اہل بیت شکر خدا عز و جل را در آنوقت بجا آورده شد۔ محبت اہل بیت سرمایہ اہل سنت است

(فیتر دوم کتب ۳۶)

ترجمہ !

میں کہتا ہوں کہ اہل سنت و جماعت کے متعلق یہ کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ وہ اہل بیت کے محب نہیں ہیں حالانکہ اہل بیت کرام سے محبت رکھنا ان بزرگواروں کے نزدیک ایمان کا جزو ہے اور بوقت موت ایمان پر خاتمہ میں اہل بیت کے ساتھ محبت رکھنے کو بڑا دخل ہے۔ اس فقیر کے والد جو کہ ظاہری و باطنی علوم کے عالم تھے اکثر اوقات اہل بیت سے محبت کی ترغیب دیتے رہتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اس محبت کو سلامتی خاتمہ میں بڑا دخل ہے۔ اس کا اچھی طرح لحاظ رکھنا چاہیے۔

یہ فقیر آپ کے وصال کے وقت ان کی خدمت میں حاضر تھا۔ جب حضرت والد ماجد کا وقت اخیر آیا (نزع کے وقت) اور انہیں اس عالم دنیا کا شعور کم رہ گیا تو فقیر نے محبت اہل بیت کی بات یاد دلائی اور اس کے

متعلق دریافت کیا تو آپ نے اس بے خودی کے عالم میں فرمایا کہ میں اہل

بیت عظام کی محبت میں مستغرق ہوں

آپ کی اس حالت پر خدا کا شکر بجایا گیا۔ اہل بیت سے محبت

اہل سنت و جماعت کے نزدیک سرمایہ نجات ہے۔

حضرت شیخ مجدد صاحب اسی مکتوب ۳۶ کو حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے ان

دو شعروں پر ختم کرتے ہیں۔

اللہی بحق بنی قاطمہ

کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ

اگر دعوت رد کنی در قبول

من و دامن آل رسول

ترجمہ !

یا اللہی حضرت قاطمہ ازہر اسلام اللہ علیہا کی اولاد کے صدقے مجھے

ایمان پر خاتمے کی توفیق عطا فرما۔

تو میری دعا کو چاہے قبول فرمائے چاہے رد فرمادے میں تو آل

رسول کا دامن ہاتھ میں لیے تیرے حضور میں دعا کرتا ہوں۔

شانِ اہل بیت میں چند احادیث

مکتوبات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے

فتر دوم مکتوب ۳۶

علی کا دوست میرا دوست

روی ابن عبد البر انه قال عليه وعلى آله الصلوة والسلام من احب علياً فقد احبني ولكن ابغض علياً فقد ابغضني ومن اذا علياً فقد اذاني ومن اذاني فقد اذني الله علامہ ابن عبد البر نے روایت کی ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے علی سے دوستی کی اس نے مجھ سے دوستی کی اور جس نے علی سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا۔ اور جس نے علی کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اُس نے اللہ کو تکلیف دی۔

چار سے محبت

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان الله امرني بحب اربعته واخبرني انه يحبهم قيل يا رسول الله سمعهم لنا قال علي منهم يقول ذلك ثلاثه وابو ذر والمقداد وسليمان .
حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان مبارک ہے اللہ نے مجھ کو چار شخصوں سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے

اور مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں لوگوں نے عرض کی
ان چار شخصوں کے نام کیا ہے
آپ نے فرمایا ! علی ان چار میں سے ہے یہ آپ نے تین دفعہ
دہرایا۔ اور ابوذر غفاری حضرت مقداد اور سلمان قاری رضی اللہ عنہم۔
(ترمذی دحا کہ روایت یہ ہے) (کتوبات مجدد کتب نمبر ۳۶)

علی کو دیکھنا عبادت

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال قال
النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم النظر الی علی عبادة
حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا علی مرتضیٰ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ اسناد حسن
(طبرانی دحا کم بحوالہ کتوبات مجدد کتب نمبر ۳۶)

خیر کثیر سے محروم شخص

وحررم عن محبة اهل بیت رسول و موذقا و اولاد
البتول فمنعوا عن خیر کثیرنا لہا اهل السنة
وہ لوگ جو محبت اہل بیت رسول سے اور اولادِ قاطمہ کے ساتھ دوستی رکھنے
سے محروم ہیں۔ وہ خیر کثیر سے محروم ہیں
(فخر اول کتاب ۵۹)

اہل بیت سفینہ نوح

واهل بیت الرسول مثله کمثل سفینة نوح من
رکبها نجا و من تخلف عنها هلك
حضور نبی کریم علیہ السلام کے اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی

کشتی کی طرح ہے کہ جو اس کشتی پر سوار ہوئے وہ تو نجات پاگئے اور جو اس سے پیچھے بنے وہ ہلاک ہو گئے۔

(فیروز کتاب نمبر ۵۹)

فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا

وروی المسور بن مخرمۃ ان رسول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم

قال فاطمة بضعة مني فمن اغضبها اغضبني وفي
رواية يربني ما ارا بها ويو ذبني ما اذها
مسور بن مخرمہ راوی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !
فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے جو اسے ناراض کرے گا وہ مجھے
ناراض کرے گا۔

اور ایک روایت میں ہے جو چیز اسے پریشان کرتی ہے وہ مجھے
پریشان کرتی ہے اور جس چیز سے اسے تکلیف ہوتی ہے اس سے مجھے بھی
تکلیف ہوتی ہے۔

فاطمہ سب سے زیادہ عزیز

واخرج الحاکم عن ابی ہریرۃ ان انبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم قال لعلی فاطمة احب الی منک وانت اعز علی منہا
حاکم نے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا ! مجھے فاطمہ تجھ سے
زیادہ محبوب ہے اور تو مجھے فاطمہ سے زیادہ عزیز ہے۔

(کتوبات مجدد کتب نمبر ۳۶)

اللہ غضبناک ہوتا ہے

عن ابی سعید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال
اشتد غضب اللہ علی من اذانی فی عاتوقی
حضرت ابو سعید سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر سخت غضبناک ہوتا ہے جو میری آل کی وجہ
سے مجھے اذیت پہنچائے۔

(کتوبات مجدد کتب نمبر ۳۶)

بہترین شخص کی نشانی

وعن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم قال خیرکم خیرکمہ لاہلی من بعدی
حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے نزدیک تم میں سے بہتر وہ انسان ہے جو
میرے بعد میرے اہل بیت سے اچھا سلوک کرے۔

(کتوبات مجدد کتب نمبر ۳۶)

حضور بدلہ دیں گے

وعن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم قال من صنع الی اہل بیئتی ہر اکفأ ته
علیہا یوم القیامہ
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا جو میرے اہل بیت کے ساتھ اچھا سلوک کریگا میں قیامت
کے دن اس کو اس کا بدلہ دوں گا

(ابن عساکر) (کتوبات مجدد کتب نمبر ۳۶)

پہلے صراط پر ثابت قدم

عن علي رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال اثبتكم على الصراط اشدكم حبالا هل بيئتي ولا صحابي
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے پہلے صراط پر چلنے میں زیادہ ثابت قدمی وہی دکھلائے گا جو دنیا میں میرے صحابہ کے ساتھ زیادہ محبت رکھتا ہوگا۔

(ابن سعدی دہلی)

(فخر دوم کتب ۳۶)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! تم میں پہلے صراط پر سب سے زیادہ ثابت قدم وہ ہوگا جو میرے اہل بیت اور میرے صحابہ سے زیادہ محبت رکھتا ہوگا۔

(صواعق محرّقہ ۲۸۳)

خلاصہ اقتباساتِ مکتوبات

(۱) تمام اقطاب ابدال اور اوتاد وغیرہ کی تربیت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد ہے۔ ان کے تمام کام آپ کی مدد و اعانت سے انجام پاتے ہیں اور اس تربیت و فیض رسائی اور مدد و اعانت میں آپ کے ساتھ حضرت فاطمہ الزہراء اور حضرات امین کریمین بھی شریک ہیں۔

حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہ کے اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد و اعانت کے بغیر کسی کو ولاایت مل ہی نہیں سکتی۔ اور جب مخالفین کے نزدیک مدد و اعانت اللہ کا عقیدہ ہی کفریہ اور مشرکانہ ہے تو ان میں سے کوئی ولی اللہ کس طرح ہو سکتا ہے لہذا اقیامت تک ان میں سے کوئی ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔

(2) راہِ ولایت کے ذریعہ وصول الی اللہ کا مرتبہ پانے والوں کے سردار و پیشوا حضرت حیدر کرار ہیں۔ سرداری کا یہ منصب عظیم آپ ہی سے خاص ہے۔

(3) حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں قدم مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر ہیں اور حضرت علی کا قدم مبارک اولیا ء اللہ کے کے سروں پر۔

(4) اولیا ء اللہ کو یہ فیض اور مدد دینے کا یہ مرتبہ آپ کو اپنی ولادت سے پہلے بھی حاصل تھا۔ اور دنیا میں شریف لانے کے بعد بھی۔

آپ اعزازہ کا کہیں کہ حضرت شیخ محمد و صاحب قدس سرہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غائبانہ آمد کے کس قدر قائل اور معتقد ہیں۔

(5) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال شریف کے بعد یہ منصب و مرتبہ حضرات حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو علی الترتیب عطا ہوا ان کے بعد یہ منصب یا رہ اماموں کو عطا ہوا اور حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک انہیں کے پاس رہا۔ اور یہ یا رہ امام اپنے وصال کے بعد چار پانچ سو سال تک تمام اولیا ء اللہ کی غائبانہ دو اعانت کرتے رہے۔

پھر یہ مدد و اعانت کا منصب و مرتبہ حضور غوث پاک علیہ الرحمہ کو عطا ہوا اور حضرت علی علیہ السلام و امام مہدی کے علاوہ باقی تمام اولیا ء امت اس اخذ تربیت میں حضور غوث پاک کے ماتحت ہیں اور تجدد و لقب ثانی بھی اس معاملہ میں حضور غوث پاک کے نائب ہیں۔

(6) اہل بیت عظام سے محبت و عقیدت اہل سنت ہونے کے لیے شرط ہے۔ جس کا اہل اس محبت سے خالی ہے وہ اہل سنت نہیں بلکہ خارجی ہے۔

(7) اہل بیت کرام کے ساتھ محبت و عقیدت کا نام شیعیت نہیں بلکہ صحابہ کرام کی شان میں تبرایزی کا نام شیعیت ہے جیسا کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

(8) اہل بیت اور سادات کرام سے محبت و عقیدت اہل سنت کے نزدیک جزو ایمان ہے۔

(9) ایمان پر خاتمہ میں اہل بیت کی محبت کو بڑا دخل ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ جو اہل بیت سے محبت نہیں رکھتا بوقت موت اس کا ایمان چھن جائے گا خطرہ ہے۔

قارئین کرام !

مسلک امام ربانی مکتوبات کی روشنی میں لکھا ہے مذکورہ احادیث مبارکہ کو بھی غور سے دیکھیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے اہل بیت عظام کے ساتھ عقیدت و محبت رکھنے کی کس قدر تاکید و تلقین فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ حبیب صحابہ کرام اور حبیب اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر تمام مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات کو خاتمہ عطا فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ نبینا و مولانا
محمد و آلہ و اصحابہ و جمیع امتہ اجمعین۔ برحمتک یا ارحم
الرحمین۔

عظمت اہل بیت اور سید علی الخواص رضی اللہ عنہ

حضرت سید علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ عظیم المرتبت محدث اور شیخ طریقت تھے انہوں نے اہل بیت کی تعظیم پر بہت زور دیا ہے آپ کے اقوال کو شیخ شہاب الدین نے شاہد القبول میں جمع فرمایا ہے۔

حضرت سید علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سادات کا ہم پر حق یہ بھی ہے کہ ہم اپنی جائیں ان پر قربان کر دیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون اور جسم مبارک ان کے جسم میں سرایت کئے ہوئے ہے لہذا وہ آپ کا جگر گوشہ ہیں۔
تعظیم و تکریم میں جو کل کا حکم ہے وہی جزو کا بھی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جزو کی عزت و قات کے بعد بھی اسی طرح جیسے بحالت زندگی تھی کوئی فرق نہیں۔

سادات کے ساتھ احسان کرو

سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے!
سادات کے ساتھ احسان کرو کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزیز ہیں اور اس سے نیت ہدیا اور مودت قربانی کی رکھو زکوٰۃ کی نہیں کیونکہ ہماری گردنوں میں غلامی کے حقوق ہیں، ہم ان کا حق ادا نہیں کر سکتے اس لئے کہ ان کے مائیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق ہم پر ہیں

اہل بیت کے حقوق

قارئین محترم!

سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ اپنی معروف کتاب!

البحر المودود فی الموآئینی و العہود میں فرماتے ہیں۔

(۱) ہم سے عہد لیا گیا ہے کہ ہم کسی سیدزادے کے سامنے اپنے نفس کو نہ دیکھیں۔

- (۲) اس کی مطلقہ سے شادی نہ کریں اگرچہ تمین طلاق خوردہ ہو۔
 (۳) ہم سیدزادے کا احترام کریں سید خواہ بے علم ہو۔
 (۴) ہمیں چاہیے کہ علم عمل اور اپنے صلاح تقویٰ کی وجہ سے اپنے آپ کو ان پر ترجیح نہ دیں۔

(۵) کسی سیدزادے سے کوئی عہد نہ لیں کیونکہ اس طرح وہ ہمارے حکم اور ہماری خدمت کے ماتحت ہو جائے گا حالانکہ سیدزادے کا مقام اس سے بلند ہے۔
 (۶) ہر وہ شخص جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت ہوگی کو ارہ نہیں کرے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جگر گوشہ اس کے حکم اور تصرف اور خدمت کے تحت ہو۔

سیدزادے سے محفل کا آغاز کرو

سیدی علی انخواص آگے چل کر مزید یہ فرماتے ہیں!
 ہمارے لئے یہ زیبا ہے کہ ہم ذکر و وعظ کی ابتداء ایسی مجلس میں جس میں کوئی سیدزادہ موجود ہو خود نہ کریں اگرچہ وہ ہم سے عمر میں کم ہو بلکہ اگر وہ انکار کرے تو ہم اس سے درخواست کریں کہ وہ محفل کی ابتداء کرے۔ ایسا ہمیں جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیض و برکت حاصل کرنے کے لئے کرنا چاہیے۔

سیدزادے سے خدمت لینے والا

سیدی علی انخواص لکھتے ہیں! اگر کوئی شریف یعنی سیدزادہ خادم ہو جو لوگوں کی خدمت کرتا ہو تو کسی کو اسے خدمت کے لئے نہیں رکھنا چاہیے اگرچہ مالک حسب عرف وہ شیخ المشائخ ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اگر وہ ادب والا ہوتا تو کبھی اسے (سیدزادے) کو خدمت کے لئے نہ رکھتا نہ اسے گھوڑے کے پیچھے چلاتا نہ اسے (سیدزادے) کو اپنی زین کے کنارے پکڑنے کا حکم دیتا نہ اسے (سیدزادے) کو اپنے مصلے کا ٹھانے پر لگاتا یہ لوگ ادب میں کسی کی وجہ سے طریقت کی راہ میں ترقی نہیں کر سکتے۔ جو ان امور کی طرف دھیان نہیں دیتے

مطعون النسب کی تعظیم

سید علی الخواصؑ ایک اہم نکتہ اور اہم مسئلہ کی طرف رہنمائی فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔
اے ہرادر! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ شریف جو مطعون النسب ہو اس کی ہمیں بدرجہ
اولیٰ تعظیم کرنی چاہیے اس شریف کی نسبت جو صحیح النسب ہو کیونکہ جس کی شرافت ثابت ہو چکی اس کی
تعظیم تو ہر شخص پر واجب ہے لہذا اس کی تعظیم کی تو کیا غور فرمائیں!
اگر شخص تمہارے دوست کے پاس کے آئے اور وہ کہے کہ میں تمہارے فلاں دوست کے
گروہ سے ہوں اور وہ دراصل آپ کے گروہ سے نہ ہو آپ کا وہ دوست اس کا احترام کرے اے
لباس عطا کرے اسے ہدیہ دے تو آپ اپنے اس دوست سے کتنے خوش ہوں گے۔ کیونکہ اس شخص
نے ایسے شخص کا احترام کیا جس نے یہ ظاہر کیا کہ وہ تمہاری جماعت سے ہے۔

ہمارے پاس کوئی پیمانہ نہیں

قارئین محترم!

یہاں سید علی الخواصؑ نے ایک نہایت اہم مسئلہ کی طرف رہنمائی فرمائی ہے آج کل بعض
لوگ صحیح النسب سادات کے بارے میں بھی طعن سے کام لیتے ہیں اور اس کی بنیادی وجہ وہ لوگ ہوتے
ہیں جو خود کو آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کرتے ہیں۔

ایک انتہائی اہم مسئلہ

یہ ایک انتہائی اہم ترین مسئلہ ہے اس لئے ہم چاہیں گے کہ اس کو ذہن نشین کروا دیا جائے
ہمارے پاس کوئی پیمانہ نہیں ہے جس سے ہم سید زادے اور غیر سید میں تمیز کر سکیں۔
(۲) یہ کہ اگر کوئی سید نہیں ہے اور سید کہلاتا ہے تو ہمیں اس کا اکرام انتساب کی وجہ سے
کرنا ہوگا۔

(۳) یہ کہ اگر کوئی شخص اپنا نسب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملحق کرتا ہے تو وہ
خود اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔

کیونکہ نسبت تبدیل کرنے والے پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے
(۴) یہ کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت وہ عظیم و اعلیٰ نسبت ہے جس کا
اکرام فرض ہے۔ اگر ہم مطعون سید زادوں کی تکریم نہ کریں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
تاریخگی کا باعث ہوگا۔

(۵) بعض لوگ سفید رنگ اور خوبصورتی کو سیادت کا معیار مقرر کرتے ہیں وہ غلط ہیں
کیونکہ رنگ اور خوبصورتی سیادت کے لئے ضروری نہیں خونِ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
اہم ہے۔

(۶) سید زادوں کو اس لئے مطعون کرنا کہ ان کے پاس کوئی شجرہ نہ ہو یہ بھی انتہائی
ظلم ہے۔

(۷) مطعون سید زادوں کا ہم پر زیادہ حق ہے کیونکہ جن کی سیادت مسلمہ ہے ان کی
عزت و احترام تو بھی کرتے ہیں۔

(۸) شرافت و سیادت کو پرکھنے کی کوشش نہ کی جائے بلکہ نسبت کا احترام کیا جائے۔

سید زادہ کچھ طلب کرے تو کیا کریں

قارئین محترم!

سید علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

ہم پر واجب ہے کہ جب کوئی سید زادہ ہم سے کچھ طلب کرے تو ہم اسے دے دیں اگر
چہ ہمارے پاس اس کے علاوہ کچھ بھی نہ ہو یعنی وہ چیز ہمارے پاس بالکل نہ ہو تو پھر بھی ہمیں یہ خیال
کرنا چاہیے کہ اگر وہ چیز ہمارے پاس ہو تو ضرور پیش کر دیتے۔

سادات کی ضروریات کا خیال رکھو

آپ فرماتے ہیں کہ یہ سب اس لئے ہے کہ حرمتِ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
حفاظت نہ چھوڑ جائے کہ ہم ماہ سے گزرتے چلے جائیں وہ لوگوں سے مانگتے رہیں اور ہم اپنی بے
پرداہی کی بنا پر بے لگام جانوروں کی طرح ہو جائیں۔

سادات پر جان و مال قربان کر دیں

سیدی علی النخوص رحمۃ اللہ علیہ نے فرماتے ہیں۔

جو شخص راہ سے گزرے اور اس کے پاس دنیا کی کوئی بھی چیز ہو اور انہیں نہ دے تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کم ہے۔ لہذا ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیے کیونکہ محبوب کا یہ حق ہے کہ جو کچھ وہ مانگے تو دے دے جس طرح شہداء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کفار کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے اپنی جانوں کے ساتھ کیا۔

محبت کی طلب یہ ہے نبی بچپال کو مانگیں
رسول پاک کی خاطر نبی کی آل کو مانگیں
ضروری ہے یہی مقصود فوراً پیش ہم کر دیں
نبی کے لاڈلے ہم سے جو جان و مال کو مانگیں

(محمد مقصود مدنی)

سیدزادے کو طعن نہ کرو

سیدی علی النخوص رحمۃ اللہ علیہ نے آل رسول کی عظمت و شان بیان کرتے ہوئے نہایت اہم باتوں کی طرف توجہ فرمائی ہے۔

آج کل یہ بیماری عام ہے کہ سادات کرام سے اعراض کیا جاتا ہے۔
بعض لوگ اپنے علم و فضل کی جام سے خود زیادہ ہم سمجھتے ہیں اور سادات کا احترام نہیں
کر پاتے۔ بعض لوگ اپنے عقیدہ کو درست سمجھتے ہوئے سادات کا احترام چھوڑ بیٹھتے ہیں۔

بخل کی دلیل

آپ نے لکھا ہے!

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ شریف یعنی سیدزادہ نہیں ہے یا یہ کہتے ہیں کہ یہ رافضی ہے کہ یہ

سب باتیں بگل پر دیکھیں ہیں ہمیں ایسے شخص کو دنیا میں جس کے شریف یعنی سید زادہ ہونے کا ہمیں ثبوت نہیں ملا اس کی تکریم کریں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ پسند فرمائیں گے۔

سید زادہ نانا جان کی قسم دے تو

سید علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ! سید زادہ نانا جان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم دے کر سوال کرے کہ مجھے نیا کپڑا روٹی یا دینا میرے نانا نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل دو تو ہم پر اس کا اکرام بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔ (سید زادے کی ضرورت پوری کرنے کے لئے) اگرچہ ہمیں بازار میں اپنے آپ ہی کو کیوں بیخود کرنا پڑے

(شاہد المقبول بفضل اولاد رسول ص۔ ۱۵۲)

سبحان اللہ !

قارئین !

☆ یہ ہے عقیدہ صوفیاء کرام کا۔

☆ یہ ہے عقیدہ اولیائے کرام کا۔

☆ یہ ہے عقیدہ مفسرین اور محدثین کا۔

وہ اہل بیت کی تکریم میں اس قدر غلو فرماتے۔ آج ہم کو اہل بیت کے حقوق سے آگاہ ہی نہیں علمائے کرام اس وجہ سے اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و عظمت بیان نہیں کرتے کہ لوگ انہیں شیعہ کہیں گے حالانکہ سادات کی عظمت کا بیان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کا باعث ہے۔

بادشاہ کی تعظیم کی مثال

شاہد المقبول بفضل اولاد رسول میں علی الخواص کے فرمودات بیان کرتے ہوئے شیخ

شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں !

اے بھائی سوچو !

اگر مثال کے طور پر آپ کسی بادشاہ کے ساتھ ہوں اور کوئی یہ کہے ہمارے آقا بادشاہ کی

خاطر نصف یا دینار دے دو یا عمامہ یا کوئی کپڑا طلب کرے تم اس کی مطلوبہ اسے دے دو گے
صرف رضائے بادشاہ کے لئے۔

کاش تم اپنے نزدیک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و اکرام یا بادشاہ کے برابر ہی قرار
دے دیتے اگر تم یہ نہیں کر سکتے تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کیا ہوا حتیٰ کہ میں مومن کو اور
اس کی اولاد اور اہل اولاد اور تمام لوگوں سے محبوب تر ہو جاؤں۔
قارئین!

ہم ایسا بادشاہ کے خوف سے کرتے ہیں کہ کہیں سزا نہ دے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سراپا رحمت و شفقت ہیں ہم اس کا یہ جواب دیں گے اگر تم دل پر جبر کر کے ایسا کرتے تو چہرے
پر بدشمت کا اظہار نہ ہوتا کیونکہ زبردستی خوش ہونے والے کے چہرے پر اثر ہوتا ہے پھر تمہارا یہ
قول کہاں گیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ساری مخلوق کے مقابلہ میں زیادہ محبت کرتا
ہوں۔

قارئین!

سید علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے یہ سب دعوے بیکار ہیں۔ جب سید زادہ یہ کہے کہ
میرے ماما جان کے طفیل دو اور بندہ اس کی خدمت نہ کریں۔

(شاہد القبول بفضل اولاد رسول)

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت سے محبت و مودت دین کی اساس اس
لئے قرار دیا ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت دین کی اساس ہے تو اہل بیت بھی ساتھ ہی
شامل ہیں کیونکہ اہل بیت کی محبت ہر کار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود طلب فرمائی ہے۔
قارئین! خوارج نے بد عقیدگی کا زہر اہل سنت میں بھی پھیلا دیا ہے اور بعض اہل سنت
بھی تعظیم سادات کو ضروری خیال نہیں کرتے حالانکہ یہ مذہب حق اہل سنت کے بنیادی اصولوں کے
خلاف ہے سب محدثین و مفسرین، آئمہ دین و علمائے حق نے معیار سنیت موثرت اہل بیت کو قرار
دیا ہے ہم بھی اپنے ان بھائیوں کو بھولا ہوا سبق یاد کروا رہے ہیں جو خاریجوں کے زیر اثر ہیں امید
ہے ہماری گزارشات پر عمل کرتے ہوئے حبیب اہل رسول کو دل میں بسانے کی ضرورت کو شش کریں
گے۔

عظمت اہل بیت اور ملا حسین واعظ الکاشفی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ملا حسین واعظ الکاشفی حنفی تہذیبی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی کمال الدین حسین بن علی معروف بہ علامہ حسین واعظ الکاشفی ہے آپ قاری ادب کے نثر نگار جدید عالم اور ثقہ مومنین میں سے ہیں نویں صدی میں آپ اس مقام و مرتبہ پر فائز ہوئے۔ اس مقام و مرتبہ پر فائز ہونے والے بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے موصوف کو عطا فرمایا تھا۔

آپ قطب الاولیٰ، سلطان العارفین کشتہ عشق رسول حضرت عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے سنے بہنوئی اور صاحب معارج النبوت ملا محمد الدین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ کے اخوان واقرباء میں سے تھے، آپ بہت شیریں سخن تھے۔ آپ کی علمی وجاہت و زور خطابت سے متاثر ہو کر سلطان حسین مرزا نے آپ کو دربار میں جگہ دی۔

آپ کی تفسیر حسینی قادری، خاص و عام میں مشہور و معروف ہے اس کا ترجمہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے جن کی اہل بیت رسول کی عظمت پر اپنی تحقیقی کتاب اور اقغم کے نام سے لکھی ہوئی ہے۔

حضرت ملا حسین واعظ الکاشفی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ اہل سنت و جماعت تھا اور آپ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد تھے آپ غلبہ و محبت اہل بیت کی وجہ سے شیعہ سنی دونوں فرقوں میں مقبول تھے ملا حسین واعظ الکاشفی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب روضۃ الشہداء کا ترجمہ میرے آقائے نعمت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرما کر اردو دان طبقے پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔

اس کتاب میں بالخصوص سیدۃ انسا، العالین سلام اللہ علیہا حضرات الامین کریمین اور آپ کی اولاد و امجاد کے واقعات و فضائل بیان کئے گئے ہیں امام حسین علیہ السلام کی سیرت و سوانح کے علاوہ واقعہ کربلا مکمل بیان کیا ہے۔

اب ہم حضرت ملا حسین واعظ الکاشفی تہذیبی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب روضۃ الشہداء سے

عظمت اہل بیت کے پھول چین کر حیا ان اہل بیت کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اہل بیت کی مودت کا حکم ارشاد کرتے ہوئے
فرمایا۔

حضور ﷺ کی محبت کا انداز

روایت آئی ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنا چہرہ مبارک سید عالم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے چہرہء اقدس پر رکھا ہوا تھا اور سیدنا امام حسین علیہ السلام نے اپنا چہرہ مبارک آپ کے
سینہء انور پر رکھا ہوا تھا۔

آپ اپنی پھیمان مبارک کو کھول کر دونوں کی طرف نگاہ لطف و شفقت سے دیکھ رہے تھے
، کبھی ان کو چومتے اور کبھی ان کو گھمتے تھے اسی حال میں آپ نے لوگوں کو وصیت فرمائی۔
ان کا احترام و اکرام کرنا اور ان کے ساتھ دوستی و مودت رکھنا۔

قارئین !

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادگان کے ساتھ محبت کا انداز دیکھیں آپ ان کو
چوم رہے تھے اور سونگھ رہے تھے اور آپ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یہ وصیت فرمائی۔

☆ میرے بیٹوں کا اکرام کرنا۔

☆ میرے بیٹوں کا احترام کرنا۔

☆ میرے بیٹوں کی تعظیم کرنا۔

☆ میرے بیٹوں سے مودت رکھنا۔

☆ میرے بیٹوں سے دوستی رکھنا۔

(روحہ الشہداء جلد اول صفحہ نمبر ۲۳۹)

سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے فضائل

ملا حسین واعطاء کاشفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں !

جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا طاہرہ، مطہرہ، اور پاکیزہ جب زمین پر تشریف لائیں

تو آپ کا نور مبارک درخشاں ہو گیا چنانچہ آپ کے نور نے مکہ معظمہ کے مکانوں کو گھیر لیا۔ اور زمین کے مشرق و مغرب میں کوئی ایسی جگہ نہ تھی جسے آپ کے نور نے روشن نہ کیا ہو۔

بر آسمان رسالت بلا لے از نو تافت
بوستان نبوت کلی از نو بختفت

(کاشفی)

ہے چاند چکا رسالت کے آسماں پہ نیا
کلی کلی ہے نبوت کے بوستاں میں نئی

(عبد مقصود مدنی)

گلستان احمدی کے اقبال کا شجر ثمر بار ہو گیا۔

چمن محمدی صلوات اللہ علیہ غنچہ دلہند سے آراستہ ہو گیا۔

گلشن عصمت کا پھول تقدس و طہارت کے باغ میں نسیم جمال اور نسیم کمال سے پیرا ستہ ہو

گیا۔

ہے چاند چکا رسالت کے آسماں پہ نیا
کلی کلی ہے نبوت کے بوستاں میں نئی

(عبد مقصود مدنی)

آب کوثر سے غسل

حضرت ملاحسین واعظ الکاشفی لکھتے ہیں۔

روایات میں آتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ پاک میں جنت کی دس حوروں کو بھیجا گیا ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک چمکتی چھاگل تھی اور ایک ایک طشت تھا اور ان چھاگلوں میں کوثر کا پانی تھا چنانچہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے سامنے بیٹھی ہوئی خاتون نے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو لے کر کوثر کے پانی سے غسل کروایا اور مبارک پیش کی۔

(روحہ اشہد ا جلد اول صفحہ نمبر ۲۶۲)

سب سے زیادہ محبت

ملا حسین واعظ الکاظمی روایت بیان کرتے ہیں۔

روضۃ الاحباب میں آیا ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا گیا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عورتوں میں سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟
فرمایا! قاطمہ الزہراء،
پوچھا مردوں میں سب سے زیادہ کون محبوب تھا؟
فرمایا! قاطمہ کے شوہر،

(روضۃ الشہداء جلد اول صفحہ نمبر ۲۶۳)

شان زہرا کب سے ہے

روضۃ الشہداء میں ابن بابویہ کی کتاب آل کے حوالہ سے لکھا ہے۔

”جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم و حوا علیہما السلام کو بہشت میں منتقل فرمایا تو یہ دونوں باغ جنت میں چلتے ہوئے خود کو اتھائی عزت و احتشام پر دیکھتے ہیں۔ ایک روز حضرت آدم نے جناب حواء سے فرمایا!
اللہ تعالیٰ نے تجھے نہایت خوبصورت بنایا ہے اور لوح وجود پر تجھ سے خوبصورت تر کوئی تحریر نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ ان کو فر دوس اعلیٰ پر لے جاؤ۔

جب آدم و حوا علیہما السلام فر دوس اعلیٰ پر آئے تو دیکھا کہ ایک خوبصورت تخت پر ایک لڑکی ہے جس کے سر پر نور کا تاج ہے اور کانوں میں دو گوشوارے تھے اور چہرہ انور کے نور سے بہشت ایسے روشن تھی جیسے آفتاب۔

حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا اے جبریل یہ لڑکی کون ہے اور یہ کس شخص کی بیٹی ہے جس کے چہرے کی نورانیت سے ریاض جنت نورانی ہو گیا ہے۔

جبریل نے کہا! یہ آپ کی اولاد کے پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

صاحبزادی ہیں۔

حضرت آدم نے پوچھا ! وہ جو تاج سر پر پہن رکھا ہے وہ کیا ہے ؟
 جبریل نے کہا ! یہ ان کے شوہر حضرت علی (علیہ السلام) ہیں۔
 حضرت آدم نے پوچھا ! وہ کھوارے کیا ہیں ؟
 حضرت جبریل نے کہا ! حضرت حسن اور حضرت حسین علیہما السلام ہیں۔
 حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا ! اے جبریل کیا یہ مجھ سے پہلے پیدا کئے گئے ہیں ؟
 جبریل علیہ السلام نے کہا ! اے آدم علیہ السلام یہ آپ کی پیدائش سے چار ہزار سال
 پہلے خداوند قدوس کے پوشیدہ علم میں موجود تھے۔

آں دم کہ خانہ برسر کوئے تو ساختم
 آدم ہنوز محرم خلیو بریں نہ بود
 آں دم کہ ما بیار امانت در آدیم
 جبریل در خزانه رحمت امیں نہ بود

ترجمہ !

اس وقت تھا وجود دیا ان کی ذات کو
 آدم بھی نہ تھے محرم خلیو بریں ہنوز
 ان کو امانت کا امیں مقصود کر دیا
 جبریل بھی نہ تھے ہوئے بیارے امیں ہنوز

(روحہ اشہد اثر جملہ صائم پشچی جلد ۱ صفحہ نمبر ۲۷۵)

بسمان اللہ !

یہ نشان و عظمت ہے اہل بیت کی جبریل علیہ السلام بیان کر رہے ہیں کہ آدم علیہ السلام کا
 وجود بھی نہ تھا اور یہ تھے۔

آدم کے وجود سے چار ہزار سال پہلے پختن پاک کا نور تھا۔ یہ ستیاں اللہ تعالیٰ کے علم میں
 پوشیدہ رہیں۔

اس وقت تھا وجود دیا ان کی ذات کو
آدم بھی نہ تھے محرم غلہ بریں ہنوز

حدیث کساء اور شان اہل بیت

علا حسین کا شفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ حضور سید عالم صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا کبیل اوڑھے ہوئے تھے کہ سامنے امام حسن علیہ السلام آگئے۔
آپ نے انہیں کبیل میں چھپایا۔
پھر امام حسین علیہ السلام آئے ان کو بھی کبیل میں چھپایا۔
پھر سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا اور حضرت علی علیہ السلام آئے تو ان کو بھی کبیل میں چھپایا
تو جبریل یہ آیت لے کر نازل ہو گئے۔
إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيرًا
(روضۃ الشہداء صفحہ نمبر ۲۷۵)

چاروں کا ایک اور اعزاز

کلی والے کی کلی میں آنے والے ان چاروں نفوس قدسیہ کے حوالے سے
روضۃ الشہداء میں یہ روایت نقل کی گئی ہے
انأحرب لمن حاربكم. وسلم لمن سألکم.
یعنی جو ان سے جنگ کرے گا میں ان سے جنگ کروں گا اور جو ان
سے صلح رکھے گا میں اس سے صلح رکھوں گا۔

مجان آل رسول کی عظمت

قارئین! روضۃ الشہداء ایسی عظیم کتاب ہے کہ اس میں سے محبت و عظمت اہل بیت

کے پھولوں کو پچتا جائے تو عظیم گلستان ترتیب پا جائے۔ ہم نہایت اختصار سے اس میں سے واقعات بیان کر رہے ہیں۔

روضۃ الشہداء میں منقول ہے کہ سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا اور حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کا نکاح آسمانوں پر حضرت آدم علیہ السلام نے پڑھایا اور فرشتوں نے مبارک باد کے نذرانے پیش کئے اسی واقعہ کے ضمن میں اہل بیت رسول کے تحنیں کے لئے عظیم بتا رہے۔
اب ہم وہ بیان کرتے ہیں۔

نکاح کے وقت شجر طوبیٰ کو حکم ہوا تو اس نے اپنے زریں پتے نچھاور کئے جنہیں حورالعین نے اٹھالیا اور اس پر قیامت تک فخر کرتی رہیں گی۔

نجات کے پروانے

ایک روایت میں منقول ہے۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے لے کر قیامت تک مجاہدان اہل بیت کی تعداد کے برابر پتے نچھاور کئے اور اہل بیت سے محبت کرنے والے تمام مردوں اور عورتوں کے لئے ان پتوں کو مخصوص کر دیا جبکہ ایک ایک پتے پر ہر ایک کا نام درج ہے۔

چنانچہ، وہاں پر موجود فرشتوں نے ایک ایک پتہ اٹھالیا اور ہر ایک نے رکھ لیا کہ قیامت کے دن اس کو یہ پتہ اس شخص کو دینا ہے۔ جس کا نام اس پر مرقوم ہے اور اس پتے پر یہ مضمون تحریر ہے قلاں شخص اور قلاں عورت دوزخ سے آزاد ہے اور یہ جناب فاطمہ الزہراء اور حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کی برکت سے ہوگا۔

دُعائے برکت اور دم کا ثبوت

روضۃ الشہداء میں ہے۔

نکاح کے بعد سیدہ فاطمہ الزہراء جب حجرہ علی میں جا پہنچیں تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت علی علیہ السلام کے ہاں تشریف لے آئے۔
آپ نے پانی کے ایک کوزے میں اپنا لعاب دہن ڈال کر اس پر معوذتین اور دیگر

دعا میں پڑھیں اور دعائیں دونوں پر یعنی حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام و حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا پر چڑک دیا اور باقی پانی حضرت علی کو دے دیا اور فرمایا کہ اس سے وضو کر لو۔

(روح المعانی ج ۱ صفحہ ۲۹۰)

اولادِ نبی کے لئے دُعائے نبی

ایک روایت میں آیا ہے کہ سرکار نے پانی چھڑکنے کے بعد دعا فرمائی

اللھم اعیننا یا بئنا ذرینہما من الشیطن الرجیم

یعنی اے اللہ ان کو اور ان کی اولاد کو شیطان مردود کے شر سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

بعد ازاں اس پانی کا یا قی حضرت حضرت علی علیہ السلام کے فرق اقدس اور کاندھوں کے

درمیان چھڑک کر دعا فرمائی۔

اللھم انہما منی وانا منها اللھم کما اذہب عنی

الرجس و طہر تنی فطہرہما

الہی یہ دونوں مجھ سے ہیں اور میں ان دونوں سے ہوں جس طرح تو نے مجھے رجس سے

دور رکھ کر پاکیزہ فرمایا ہے اسی طرح ان دونوں کو بھی پاکیزہ فرما دے۔

قارئین کرام!

اس روایت میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں کا ذکر ہے پہلی دعا میں سید

عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہ طیبہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کی ساری اولاد طاہرہ کو شیطان

مردود کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دے دیا ہے۔

دوسری دعا

دوسری دعا میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ طیبہ طاہرہ سلام اللہ علیہا اور

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے لئے ویسی ہی پاکیزگی طلب فرمائی ہے جو حضور سید عالم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے حاصل ہے۔

اس دعا کا ایک اور جزء بھی قابلِ غور ہے وہ یہ ہے اس دعا میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے ان دونوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ میں ان سے ہوں اور یہ مجھ سے ہیں۔
بعض روایتوں میں الگ الگ فرمانا موجود ہے کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور
یہ کہ فاضلہ بضعتہ منی لیکن دونوں کے لئے ایک ہی وقت میں یہ ارشاد نہایت عظیم بتا رہا ہے

نکتہ

ہم یہاں ایک اور نکتہ پیش کرتے ہیں کہ نکاح کے بعد جب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ
علیہا کی رخصتی ہو گئی تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے گھر میں آتے ہیں
آپ پانی پر دم کر کے سیدہ فاطمہ طیبہ طاہرہ سلام اللہ علیہا پر چھڑکتے ہیں اور ساتھ ہی دعا
دیتے ہیں۔

ہم بتانا یہ چاہتے ہیں کہ جو لوگ دم کے مسکر ہیں اور کہتے ہیں دم وغیرہ کا کوئی ثبوت نہیں اور
لوگ دم کروا کے تعویذ لے کر شرک کرتے ہیں۔
وہ بتائیں کہ !

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورتیں پڑھ کر دم کیا یا نہیں؟
وہ بتائیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دم کرنے کے بعد دونوں ہستیوں کو اس سے
برکت عطا فرمائی یا نہیں؟

وہ بتائیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عمل سنت مصطفیٰ ہے یا نہیں؟
اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت دے جو اپنی کم علمی اور جہالت کی وجہ سے گستاخ مولویوں
کے چنگل میں پھنس جاتے ہیں اور ایسے نیک امور کو بھی شرک و بدعت کہتے ہیں جو سنت مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہیں۔

مناقب حضرت علی کا بیان

اب ہم روضۃ الشہداء کے حوالہ سے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کی شان میں بیان کی گئی
روایات نقل کریں گے۔

مسند احمد بن حنبل میں اس کے حوالہ سے مذکور ہے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے حضرت امام حسن اور امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ پکڑ کر فرمایا جو شخص ان کے ساتھ اور ان کے والدین کے ساتھ محبت کرے گا وہ قیامت میں میرے ساتھ ہوگا۔

(روحۃ اللہ ۱، صفحہ نمبر ۳۳۹)

محبتِ علی اور بغضِ علی

فردوس الاخبار حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

حب علی حسنة لا تعز عنها سيئة وبعض علي سيئة
تنفع معها حسنة
یعنی علی علیہ السلام کی محبت ایسے سنگی ہے جس کے ساتھ خطا میں
تقصان نہیں دیتیں اور بغضِ علی (علیہ السلام) ایسی برائی ہے اس کے ساتھ
کوئی سنگی نفع نہیں دیتی۔

(روحۃ اللہ ۱، صفحہ نمبر ۳۳۹)

یعنی اگر کوئی شخص ساری زندگی نیک اعمال کرتا رہے لیکن اس کے دن میں بغضِ علی ہو تو
اُس کے تمام اعمال اکارت جائیں گے اور اُسے دُنیا و آخرت میں کسی قسم کی بھلائی حاصل
نہیں ہو سکے گی۔

سب سے زیادہ محبت

روایت آئی ہے کہ ایک روز حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اسی اثناء
میں حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی پیشانی چوم لی
حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں پر موجود تھے انہوں نے کہا !
یا رسول اللہ! آپ اس شخص سے محبت کرتے ہیں ؟
آپ نے فرمایا !

ہاں میں اس سے محبت کرتا ہوں اور بہت زیادہ محبت کرتا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میں

اس سے زیادہ بھی کسی سے محبت کرتا ہوں۔

علی سے خدا نے سرگوشی کی

روحہ الاحباب میں ہے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے مجاہدہ طائف کے وقت حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو بلا کر ان کے ساتھ لوگوں سے الگ ہو کر رازداری کی طویل گفتگو فرمائی اس پر صحابہ نے عرض کی ! آپ نے اپنے بچپن سے مجھ اور طویل اسرار و موزیہ بیان فرماتے ہیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

ما انتجینہ ولیکن اللہ انتجناہ

یعنی میں نے علی کے ساتھ خود راز کی باتیں نہیں کیں بلکہ اللہ تعالیٰ

نے خود ان کے ساتھ سرگوشی فرمائی ہے۔

امام ترمذی نے نقل کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! اللہ تعالیٰ نے علی علیہ السلام کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں کی ہیں یعنی مجھے حکم دیا گیا تھا کہ میں علی علیہ السلام کے ساتھ رازداری کی باتیں کروں اور راز خداوند کا محرم ہوں اس شہنشاہ کے قرب کی نشانی ہے۔

اس کے بعد اشعار میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے حضرت ملاحسن واعظ الکاشفی

رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

محرم او بود کہبہ جاں را

محرم او کشتہ سر یزداں را

کاتب نقش نامہ خنزیر

خازن گنج نامہ نادیر

ہم نبی را وصی و ہم داماد

جان پیغمبر از جہاں شاد

ترجمہ !

کعبہ جاں کے ہیں علی محرم
بلکہ یزداں کے ہیں علی محرم

ہیں وہ کاتب خدا کے قرآن کے
ہیں وہ خازن بیان یزداں کے

وہ رسول خدا کے ہیں داماد
دیکھ کر جن کو ہوتے آقا شاد

(محمد مصدق مدنی)

علا حسین واعظ الکاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات میں حسب اہل بیت کے ایسے گلستان کھلے
ہوئے ہیں جن سے تمام اہل اسلام کی رُو میں معطر و متبر ہوئی رہتی ہیں۔

عظمتِ اہل بیت اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ محقق حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کی تعارف کی محتاج نہیں آپ کے والد گرامی اپنے دور کے شہور اور جید عالم دین تھے۔
حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھارہ برس کی عمر میں تمام علوم عقلیہ و نقلیہ مکمل کر لئے تھے۔ آپ ایسے آفتاب علم و حکمت تھے جن کی روشنی سے آج بھی پوری دنیا کے اہل اسلام اکتساب علوم دینیہ کر رہے ہیں میرے آقا نے نعمت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ محقق علیہ الرحمۃ کو اہل سنت میں میزان اعتدال کا درجہ دیتے تھے۔
آپ فرمایا کرتے تھے کہ عقیدہ کی پختگی کے لئے شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تصانیف کا مطالعہ اشد ضروری ہے۔

آپ فرماتے تھے کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ غیر حزل تھا اور آپ کی کتب کو عقیدے کا معیار بنالیا جائے تو موجودہ بدعقیدگی کی فضا یکسر ختم ہو سکتی ہے کیونکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے انفراط و تقریط سے کام نہیں لیا شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ مجدد بھی تھے اور آپ کی کتب ایسا علمی سرمایہ ہیں جو اہل اسلام کو راہداریت اور راہ اعتدال دکھاتی رہیں گی۔
آپ نے عقائد اہل سنت کے حوالہ سے بہت سی کتب تالیف فرمائیں۔

(۱) بحیثیہ الایمان

(۲) تقویۃ الایمان

سچے خادمِ اہل بیت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سچے غلامِ اہل بیت تھے آپ کی کتب میں

خوشبوئے اہل بیت کے سدا بہار پھول مہک رہے ہیں۔
اب ہم آپ کی کتب سے عظمت اہل بیت کے انہی پھولوں کو پیش کر رہے ہیں۔

فضیلت اہل بیت

شیخ محقق حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بحکیم الایمان میں لکھتے ہیں۔
شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب خصائص میں امام علیہ السلام عریقی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اور آپ کے بھائی حضرت ابراہیم علیہ السلام خلفاء اربعہ پر بالاتفاق افضل ہیں۔
شیخ محقق حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخت جگر سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہ سے کوئی افضل نہیں۔
فرماتے ہیں!

میں کسی کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر پارہ پر فضیلت نہیں دیتا،
(بحکیم الایمان صفحہ نمبر ۱۰۷)

اولادِ رسول حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جزو ہیں

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کثرتِ ثواب اور نفعِ اہل اسلام کی طرف راجح نہیں ہے بلکہ نسی شرافت اور ذاتی جوہر کی عظمت کی وجہ سے ہے۔
اس میں کوئی شک نہیں کہ اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور کا جسمانی جزو ہے اور وہ ایسی عظمت و شرافت ہے کہ جو شیخین یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ذات میں نہیں ہے۔
قارئین محترم!

شیخ محقق حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اہل بیت کی فضیلت اعمال کی وجہ سے نہیں۔
زیادہ تقویٰ کی وجہ سے نہیں۔

زیادہ علم و فہم کی وجہ سے نہیں۔

زیادہ ثواب کی وجہ سے نہیں۔

بلکہ اہل بیت کا یہ شرف طہارت نسب کی وجہ سے ہے۔

اہل بیت کرام کا یہ افتخار سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ منسوب ہونے کی وجہ سے ہے۔

اہل بیت کا یہ اعزاز سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون مقدس ہونے کی وجہ سے ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ آلِ رسول حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسمانی جزو ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جزو ہونے کا حکم کل کے لئے ہے یہی عقیدہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مفسرین و محققین کا ہے۔

نفوسِ قدسیہ کا ذکر

شیخ محقق حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل فرمائی۔

وفأحیمة سببۃ النساء اهل الجنة الحسن والحسين سبب

الشباب اهل الجنة

ترجمہ ! خاتونِ جنت جنّتی عورتوں کی سردار ہیں سیدنا امام حسن و امام حسین

جنّتی جوانوں کے سردار ہیں۔

ان تینوں نفوسِ قدسیہ کا تذکرہ فضائلِ اہل بیت نبوت کے ذکر میں کر

نا بھی مناسب رہے گا۔

(مجمیل الایمان صفحہ نمبر ۱۲۲)

سیدہ فاطمۃ الزہرا سب سے افضل ہیں

قارئین ! آج کل فضیلت کے حوالہ سے بہت سی باتیں کی جا رہی ہیں کوئی کہہ رہا ہے

کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سب سے افضل ہیں۔

کوئی کہہ رہا ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے افضل ہیں شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے فضیلت مطلق بیان کرتے ہوئے حضرت قاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کو تمام عورتوں پر فضیلت دی ہے۔
بعض احادیث میں سیدہ قاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کی فضیلت مطلقہ واقع ہوئی ہے۔
آپ فرماتے ہیں۔

قال العبد الضعيف اصدق الله حاله
یعنی حضرت شیخ محقق شاہ عبدالرحمن محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسلک حق یہ تھا
ہر ہوتا ہے کہ سیدہ قاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک اولاد
میں سب سے زیادہ پیاری اور محبوب ہیں۔
اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔
(تکمیل الایمان صفحہ نمبر ۱۳۳)

قارئین محترم! شیخ محقق علیہ الرحمۃ نے سیدہ قاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کو جنتی عورتوں کی سردار ہونے
والی نص کی رو سے سب سے زیادہ افضل قرار دیا ہے آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ ساری عورتیں جو مومنہ
اور مسلمہ جنتی ہوں گی وہ ساری کی ساری سرکارِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی والا نشان کی
سرداری کے تحت ہی ہوں گی اس لئے فضیلت آپ ہی کی ثابت ہوتی ہے۔

شرف ذات طہارت طینت

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔
مگر بحیثیت شرف ذات طینت اور پاکی جو ہر بھی سیدہ قاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا سیدنا
امام حسن اور سید امام حسین علیہم السلام کے مراتب تک نہیں پہنچتا۔
قارئین محترم!

اب ہم اسی عبارت کی تشریح و توضیح آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا
قول ہے شرف ذات میں کوئی آپ کے مقام تک نہیں پہنچتا یعنی سیدہ قاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا

آپ کے جگر گوشوں کو وہ مقام حاصل ہے جو شرف ذات سے موسوم ہے شرف ذات یہ ہے کہ سب نفوس سے سب لوگوں سے یہی ذوات مقدمہ شرف ہیں۔

طہارت طہینت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طہارت طہینت کے شرف میں بھی کوئی ان ذوات تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ ان کا تعلق سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے ان کی طہینت ہر کارو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طہینت ہے جو مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طہینت کا ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ کوئی ان طہارت طہینت تک بھی پہنچ نہیں سکتا۔

پاکئی جوہر

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ پاکئی جوہر کے شرف میں بھی کوئی ان کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا یعنی آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جوہر نور ربانی ہے آپ کی اصل نور ہے آپ کا نور اللہ کے نور میں سے ہے اسی لئے آپ نے فرمایا ہے کہ!

اول ما خلق الله نوري

سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کے بارے فرماتے ہیں۔

الفاطمية بضعة مني

فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

حسنین کریمین کے بارے میں فرمایا!

الحسن مني

حسن مجھ سے ہے۔

الحسين مني

حسین مجھ سے ہے۔

انا وعلی من نور واحد۔

میں اور علی ایک نور سے ہیں۔

انا و علی صن شجر واحد

میں اور علی ایک ہی شجر سے ہیں۔

گویا کہ یہ نفوس قدسیہ شرف ذات طہارت طینت اور پاک کی جوہر میں سب سے افضل ہیں۔

حضور کی آل سے محبت

شیخ محقق حضرت عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی معروف کتاب مدارج النبیوت میں لکھتے ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے چھوٹی شہزادی سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا سیدۃ النساء اہل الجنۃ ہیں۔

(مدارج النبیوت جلد دوم، صفحہ نمبر ۶۳)

آپ کا نام اور مقام

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں۔

آپ کے نام فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدہ کو اور آپ سے محبت رکھنے والے تمام مسلمانوں کو دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھا ہے۔

بتول آپ کا نام بتول اس لئے ہے کہ آپ اپنے زمانہ کی تمام عورتوں سے دین اور حسن و جمال میں منفرد تھیں آپ ماسوائے اللہ سے بالکل ہی بے نیاز تھیں۔

زہرا آپ کا نام زہرا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ زہرت بھجرت اور حسن و جمال میں کمال تھیں۔

القاب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے القاب زکیہ اور راضیہ ہیں۔

(مدارج النبیوت جلد دوم صفحہ نمبر ۲۶۷)

صورت و سیرت میں مشابہت

سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جملہ

لوگوں میں سب سے زیادہ صورت و میرت اور کرام کرنے میں مشابہت حاصل تھی۔
(مدارج النبیوت جلد دوم صفحہ ۴۲۷)

محبت کے انداز

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا جب آتی تھیں تو سید دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو جاتے اور سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتے اور ان کی پیشانی کو چوم لیتے اور ان کا اپنی جگہ بٹھا لیتے۔ اسی طرح جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے پاس تشریف لاتے تو وہ کھڑی ہو جاتیں اور آگے بڑھ کر آپ کا ہاتھ مبارک تمام لتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں تھیں۔

(مدارج النبیوت جلد دوم صفحہ نمبر ۶۴)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے چند احادیث نقل فرمائی ہیں جن سے شان فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا ظہور یوں ہوتا ہے۔

پہلی حدیث

فأضمة سيدة النساء اهل الجنة الحسن والحسين سيد
شباب اهل الجنة
ترجمہ!

فاطمہ (سلام اللہ علیہا) اہل جنت عورتوں کے سردار ہیں۔ حسن و حسین (علیہم السلام) نوجوانان جنت کے سردار ہیں۔

دوسری حدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

فأضمة بضعة مني من اذاها فقد اذاني ومن البغضها فقد
البغضني

فاطمہ میرا کھڑا ہے جس نے اسے ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی جس نے اس سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا۔

تیسری حدیث

ان اللہ بغضب فاضلہ ویرضی رضاها
بے شک اللہ فاطمہ کے غضبناک ہونے سے غضبناک ہوتا اور اس
کی رضا سے راضی۔

سب سے زیادہ محبوب

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدمیوں میں سب سے زیادہ محبوب کسے رکھتے تھے۔
آپ نے فرمایا! فاطمہ الزہراء (سلام اللہ علیہا کو۔
لوگوں نے پوچھا! مردوں میں سے
آپ نے فرمایا! ان کے شوہر یعنی علی المرتضیٰ (علیہ السلام) کو۔

سیدہ کی عبادت

حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں نے والدہ محترمہ فاطمہ الزہراء
کو دیکھا کہ گھر کی مسجد محراب میں ساری ساری رات نماز میں لگی رہتی تھیں۔
آپ اپنی ذات کیلئے کوئی بھی دعا نہیں کرتیں بلکہ مسلمانوں اور مسلمان عورتوں کے لئے
دعا میں مانگتی رہتیں۔

امام حسن علیہ السلام نے پوچھا! امی جان آپ اپنے لئے کوئی دعا نہیں فرماتیں۔
تو سیدہ نے فرمایا!

پہلے اپنے ہمسائے اور پھر اپنے گھر کے لئے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی یہ روایات بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں!

یہ اہل بیت اطہار ہیں۔ ان کے فضائل و مناقب حساب شمار سے باہر ہیں۔

(مدارج النبوت)

سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کی عظمت دیکھنے اپنے لئے دُعا بعد میں فرماتی ہیں پہلے اپنے ہمسایوں اور بعد میں اپنے گھروالوں کے لئے دُعا فرماتی ہیں۔

عظمت اہل بیت

اس لئے اہل بیت اطہار، صحابہ کرام، آنحضرت کی اولاد اور ازواج مطہرات سے محبت ایسے واجبات سے ہے جو متعین ہے اور ان پر گزیدہ ہستیوں سے بغض کینہ ہلاکت خیر سوا مح محبت سے ایک بے کمال بغض اور کمال محبت میں ایک چیز ہوتی ہے جو ان کے متعلقات میں سرایت کر جاتی ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ ایمان اور اسلام کے نور سے محروم ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَ كُفْرًا تَطْهِيرًا

اے نبی کے گھروالو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور فرما دے اور پاک اور تھرا کر دے جیسے کہ پاک کرنے کا حق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کے متعلق ارشاد فرمایا ہے!

وازواجه أمهاتهم۔

اور اس کی ازواج مومنوں کی ماکیں ہیں۔

اہل بیت کون کون ہیں

اہل بیت کے الفاظ کی تفسیر میں کچھ اقوال اور اطلاق آئے ہیں، کبھی اہل بیت کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جن پر صدقہ حرام ہے وہ ہیں آل علی جعفر اور آل جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور کبھی اس میں رسول کی اولاد اور ازواج بھی شامل ہوتے ہیں اور کسی وقت صرف حضرت فاطمہ امام حسن امام حسین اور حضرت علی سلام اللہ علیہم اجمعین ہی اس سے مراد لئے جاتے ہیں کیونکہ ان میں کثرت کے ساتھ فضیلت ہے۔ اہل بیت کے متعلق ان اقوال میں اس طرح تفلیق ہے کہ بیت کی تین قسمیں

ہوتی ہیں۔

اول بیعت نسب دوسری بیعت نکلی اور تیسری بیعت ہے بیعت ولادت۔ اس طرح سے عبدالمطلب کی سب اولاد اہل بیعت نسب ہے۔ ازواج نبوی اہل بیعت نکلی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک اہل بیعت ولادت ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اولاد سے نہیں ہیں لیکن وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے باعث اہل بیعت ولادت سے ملتی ہیں۔

اہل بیعت کی پہچان

حدیث میں ہے کہ تم میں سے دو چیزیں ایسی چھوڑنا ہوں اگر تم انہیں لازم پکڑو گے اور مضبوطی سے تھامو گے تو گمراہ نہ ہو گے ایک ہے کتاب اللہ اور دوسری چیز ہے میری عترت۔ اب تدبر لازم ہے کہ ان دونوں سے کس طرح مخالفت کی جا سکتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے!

آل محمد کو پہچان لینا دوزخ کی آگ سے چھکارے کا باعث ہے اور آل محمد کو محبوب رکھنا صراط سے گزرتا ہے اور آل محمد سے عقیدت رکھنا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے امان پاتا ہے۔

پہچاننے سے مراد ہے ان کا مرتبہ اور مقام سمجھنا یعنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کا تعلق کیا ہے اور جس وقت ان کی یہ نسبت پہچان لی جائے جو اللہ نے نازل فرمائی ہے تو پھر یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ ان کی مخالفت سے گمراہی کس طرح لازم آتی ہے اور ان کی پیروی اور احترام کیا جائے تو کس طرح گمراہی سے نجات اور عذاب سے چھکارا حاصل ہوتا ہے۔

یہ اہل بیعت ہیں

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ جس وقت اس آیت قرآنی کا نزول ہوا

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَ كُفْرًا تَقَطُّهُمُ

اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ اُس وقت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہ الزہراء امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم کو طلب فرمایا ان کو ایک چادر میں ڈھانپ لیا اور پھر اللہ تعالیٰ سے دُعا کی۔ خدایا یہ میرے اہل بیت ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پچھلی جانب کھڑے تھے۔

دُعائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دوسری روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن و حسین دونوں کو اپنی گود میں بٹھالیا۔ ایک ہاتھ سے حضرت علی کو پکڑ کر اپنے ساتھ لگایا اور دوسرے ہاتھ سے فاطمہ الزہراء کو اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ خدایا! یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے ناپاکی کو دُور کر دے اور ان کو خوب پاک تھرا بنا دے۔

ازواج بھی شامل ہیں

اہل بیت کی تفسیر میں مفسرین کو اختلاف ہے۔ اکثریت اس پر ہے کہ اہل بیت سے مراد حضرت فاطمہ، حسن و حسین اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ جس طرح کہ بہت سی روایات سے اس پر دلالت ہوتی ہے لیکن انصاف کا تقاضا ہے کہ اس میں ازواجِ مطہرات بھی شامل ہوں کیونکہ اس آیت کا سیاق و سباق اور اس آیت کا نزول ازواجِ مطہرات کے ضمن میں ہی ہوا ہے۔ رحمۃ اللہ علیکم و برکاتہا صل البیت۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جس طرح ارشاد ہے کہ ہمارے اہل بیت میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی مخالفت نہ رکھے گا بجز وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ دوزخ میں ڈالے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو ان چار مقدس نفوس کو طلب فرمایا اور آغوشِ پاک میں لے کر چادر اوڑھائی اور پھر دُعا کی! اللھم! ہولاء اہل بیتی۔ اے اللہ! یہ ہیں میرے اہل بیت۔ آپ کے اس (فعل و قول) میں ازواج کے داخل ہونے ان سے ناپاکی دور رکھے جانے کی فضیلت اور پاکیزگی اور طہارت میں ان کی شمولیت میں کسی قسم کی کوئی مناقات یا تناقض یا نکل نہ ہے۔ علاوہ ازیں وہ روایت جو جرید نے اُم سلمہ سے روایت کی ہے۔ اس میں وہ فرماتی ہیں کہ

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! میں بھی تو آپ کے اہل بیت سے ہوں، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم بھی میرے اہل میں سے ہو اور ایک روایت میں آیا ہے تم بھلائی پر ہو۔

اس کی مانند یہ آیت ہے !

قُلْ لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ

کہہ دو کہ تم سے میں اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا ہوں مگر یہ کہ میرے

قربنداروں سے محبت۔

اس کی تفسیر میں بھی مفسرین کا اختلاف ہے۔ روایت میں آیا ہے کہ جب اس آیت کا

نزول ہوا صحابہ کرام نے پوچھا ! من اهل قراہنتك؟ آپ کے قرابت دار کون ہیں ؟

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! علی، فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے۔ رضی اللہ

عنہم۔

لیکن ٹھیک حقیقت یہ ہے کہ اس میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب

قریبی شامل ہیں اور ان قرابت داروں میں عمدہ ترین یہ چاروں افراد ہیں باقی سب افراد ان

کے تحت ہیں۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس میں صحابہ کرام کا بھی مکمل حصہ موجود

ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ان کو بھی حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ معنوی قرابت بدرجہ

اقتم حاصل ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان پاک میں

ارشاد فرمایا ہے،

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاً فَعَلِيَ مَوْلَاً . اَللّٰهُمَّ وَالِهٍ مِّنْ وَالِهٍ

وَعَادٍ مِّنْ عَادَاةٍ .

جس کا میں مولا ہوں، علی بھی اُس کے مولا ہیں۔ اے اللہ تعالیٰ جو

شخص علی کو محبوب رکھے تو مجھے بھی اُسے محبوب رکھ اور جو ان سے دشمنی کرے تو مجھے

اُس سے عداوت رکھ۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں علی سے ارشاد فرمایا !

لَا يُجِنُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْعِضُكَ إِلَّا مُتَأَفِّقٌ
اے علی! تم سے مومن ہی محبت رکھے گا اور تم سے بغض رکھے والا منافق ہی ہوگا۔
نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

انت منی بمنزلة هارون من موسى
تم مجھے اس طرح جیسے ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھے۔
ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!
اما ترضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسى.
کیا تم یہ پسند نہیں کرتے ہو کہ مرے نزدیک تم بمنزلتہ ہارون کے ہو جیسے کہ
وہ موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھے۔

اس تہجیبہ میں ابہام پایا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! الا انہ
لانی بعدی۔ خبردار تحقیق میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس میں آپ نے فرمایا ہے کہ حضرت علی کو نبوت میں شمولیت نہیں ہے بلکہ ان کو نبوت کے
بغیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ قرابت اور اختصاص ہے۔ اور وہ خلافت ہوتی ہے۔ حضرت
موسیٰ علیہ السلام کی حیاتِ ظاہری میں ہی ہارون علیہ السلام ان کے خلیفہ بنے تھے۔ وقات کے بعد
نہیں کیونکہ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے پہلے وصال پا گئے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد اس پر دلیل ہے۔ جب آپ غزوہ جموک پر
جا رہے تھے، حضرت علی کو اپنے اہل و عیال پر خلیفہ مقرر کر گئے تھے جیسے کہ ہارون علیہ السلام کو
موسیٰ علیہ السلام خلیفہ بنا گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے!

وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي

(سورۃ الاعراف آیت 142)

اور اس میں شک نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابن ام مکتوم اور
علی رضی اللہ عنہ کو امام جماعت بنایا نیز حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد و من
کننت مولانا اس میں مولانا سے مطلب ہے، ولاء اسلام (اسلام کی محبت) ولایتِ حکمی اس سے
مراؤ نہیں ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ نبوت کے اعتبار سے مولیٰ کا معنی کسی مقام کا حاکم نہیں ہے۔

حضرت قاطرہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بارے میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے !

فاضحة بضعة مني يوذيني ما اذاها وينصيني من انصبيها.
 قاطرہ میری لخت جگر ہے جس سے اس کو اذیت پہنچے اس سے مجھے
 اذیت ہوتی ہے اور جس کے ساتھ وہ خوش ہو مجھے بھی اس سے خوشی ہوتی ہے
 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے !

احب النساء ابي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
 فاضحة و احب الرجال زوجها علي (رواه الترمذي)
 حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہاں اظہار میں کمال درجہ کا
 انصاف فرمایا ہے۔ قاطرہ رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں دریافت کیا گیا
 تو یہ فرمایا کرتی کہ !

كان احب الرجال ابوبكر و احب النساء عائشة
 اور یہ بھی درست ہے کیونکہ محبت کی وجوہات مختلف ہوتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے بارے فرمایا !
 الملهو اني احبهما و احب من يحبهما.

اندازِ محبت رسول ﷺ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ
 آپ نے امام حسن کا دہن مبارک کھولا اور اس میں اپنی زبان مبارک ڈالی اور آپ فرمایا کرتے
 تھے۔

اے اللہ تعالیٰ ! مجھے یہ محبوب ہیں تو بھی اس کو محبوب رکھ جو ان کو
 محبوب رکھتا ہے، آپ نے یہ دعائیں مرتب فرمائی۔
 اور آپ نے فرمایا کہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ ان دونوں کے
 ساتھ بھی محبت رکھے گا۔ ان کی والدہ قاطرہ قیامت کے دن میرے ساتھ

ہوگی میرے درجہ میں۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زبان مبارک امام حسن رضی اللہ عنہ کو چوسایا کرتے تھے اور ان پر بڑی مہربانی اور شفقت فرماتے تھے دونوں اماموں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بڑی مشابہت حاصل تھی۔

(مدارج النبیوت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ختم سخن اس پر کیا ہے کہ یہ خانوادہ نور ہے جس کی فضیلت کا حقیقہ بیان کرنا ممکنات سے ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اسی پاکیزہ عقیدہ پر زندہ رکھے اور اسی عقیدہ پر موت

دے۔

(آمین)

مومن شہلبنجی رحمۃ اللہ علیہ اور عظمت اہل بیت

حضرت مومن شہلبنجی رحمۃ اللہ علیہ اُن علمائے اہلسنت میں سے ہیں جنہوں نے عظمت اہل بیت میں قابل قدر تصانیف فرمائیں جن کی بدولت آج ہمیں عظمت و مقام اہل بیت سے آشنائی حاصل ہو رہی ہے۔ آپ کی کتاب 'نور الابصار شان اہل بیت میں تاخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ عظیم محدث، شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تفسیر البخاری اور تفسیر رضوی نے کیا ہے۔ آپ میرے دادا اُستاد ہیں اس لئے کہ میرے اُستاد گرامی حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے دورہ حدیث شریف انہیں سے کیا۔ آپ جامعہ رضویہ فیصل آباد میں دورہ حدیث شریف کرواتے رہے اور آج کے عہد کے بڑے بڑے علماء آپ ہی کے شاگردان عزیز ہیں۔

بہتر شخص کون ہے؟

حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو میرے بعد میرے اہل بیت کے حق میں اچھا ہو۔

اہل بیت سے حسن سلوک کرو

ابن سعد اور ملاح نے اپنی سیرت میں ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہل بیت کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ میں قیامت کے روز اُن کی طرف سے تمہارے ساتھ خاصیت کروں گا۔ اور جس سے میں خاصیت کروں گا اُس سے اللہ تعالیٰ خاصیت کرے گا جس سے اللہ تعالیٰ خاصیت کرے گا اُسے دوزخ میں داخل کرے گا۔

اہل بیت کشتی نوح

اصحاب یمن کی ایک جماعت نے چند صحابہ سے روایت کی ہے۔ کہ سرور کائنات صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

میرے اہل بیت کسی نوح جیسے ہیں جو اس میں سوار ہو گیا نجات پا گیا۔ اور جو پیچھے رہ گیا ہلاک ہو گیا۔

ایک روایت میں ہے غرق ہو گیا۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے وہ دوزخ میں پھینکا گیا اور یہ صحیح ہے۔ کیونکہ جب ابولہب کی مٹی نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو اس سے کہا گیا تمہارا ہجرت کرنا تمہیں مفید نہیں تو دوزخ کے ایندھن کی مٹی ہے۔

اُس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کیا آپ سخت ناراض ہوئے اور منبر شریف پر تشریف لائے اور فرمایا !

ان لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے نسب اور ذی رحم کے بارے میں مجھے تکلیف دیتے ہیں۔

یقین کر لو ! جس نے میرے نسب اور ذی رحم کو اذیت پہنچائی اُس نے مجھے اذیت پہنچائی۔ اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اُس نے خداوندِ قدوس کو اذیت پہنچائی۔ اسے ابن ابی عاصم، طبرانی، ابن مندہ اور بیہقی نے قریب قریب الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ (بحوالہ نور الابصار فی مناقب آل بیت نبی المختار از مومن شہنشاہی)

سب سے پہلے شفاعت

طبرانی اور دارقطنی نے مرفوع حدیث ذکر کی۔

کہ میں اپنی اُمت میں سب سے پہلے اپنے اہل بیت کی شفاعت کروں گا پھر ان کے قریبی قریش کی پھر انصار کی پھر یمن سے جو لوگ ایمان لائے اور میری اشہار کی پھر باقی عربوں کی اور پھر عجمیوں کی شفاعت کروں گا جن کی پہلے شفاعت کروں گا وہ سب سے افضل ہیں۔

آیتِ رضا

قطبی نے ابن عباس سے اس آیت کریمہ کی تفسیر ذکر کی !

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ

ترجمہ! اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔
کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضایہ ہے کہ آپ کے اہل بیت میں سے کوئی بھی
دورخ میں نہ جائے۔

حاکم نے صحیح حدیث ذکر کی کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!
میرے رب نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے۔ کہ میرے اہل بیت میں سے جس نے توحید
اور میری رسالت کا اقرار کیا اس کو عذاب نہ دے گا۔

حضور کی قرابت کی وجہ سے محبت

اور یہ صحیح اور درست ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی کہ قریش اُن سے ناک چڑھاتے ہیں۔ جب وہ باتوں میں مشغول
ہوں اور ہم وہاں آجائیں تو خاموش ہو جاتے ہیں۔ اور گھنگو بند کر دیتے ہیں۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت غصہ میں آگئے حتیٰ کہ چہرہ انور سرخ ہو گیا اور آنکھوں
کے درمیان پیدہ جاری ہو گیا۔

آپ نے فرمایا!

اُن لوگوں کا کیا حال ہے جو آپس میں باتیں کرتے ہیں اور جب میرے اہل بیت میں
سے کسی کو دیکھتے ہیں تو زک جاتے ہیں۔ اللہ کی قسم کسی شخص کے دل میں ایمان داخل نہ ہوگا جب
تک میری قرابت کی وجہ سے تمہارے ساتھ محبت نہ کرے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

مَا بَالُ اقْوَمِ تَحْدِثُونَ فَاذَا رَاوِ الرَّجُلَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِي
قَطَعُوا حَدِيثَهُمْ وَاللَّهِ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْاِيْمَانُ حَتَّى
يُحِبَّهُمْ لِقُرَابَتِهِمْ مَعِيَ

ترجمہ!

لوگوں کا کیا حال ہے وہ گھنگو میں مصروف ہوتے ہیں اور جب

میرے اہل بیت سے کسی شخص کو دیکھیں تو گفتگو بند کر دیتے ہیں۔ اللہ کی قسم
کسی شخص کے دل میں ایمان داخل نہ ہوگا جب تک میری قرابت کی وجہ
سے ان سے محبت نہ کرے گا۔

محبتِ اہل بیت سے جنت ملے گی

ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !
اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے لوگ جنت میں نہ جائیں گے جب
ایمان نہ لائیں گے۔ اور اُن کا ایمان صحیح نہ ہوگا حتیٰ کہ اللہ اور اُس کے رسول کے لیے تمہارے ساتھ
محبت کریں۔ کیا یہ لوگ میری شفاعت کی امید کرتے ہیں اور عبدالمطلب کی اولاد اس کی امید نہیں
کرتی ؟

مومن کی نشانی

دیلی ہلیرانی، ابو شیخ بن حبان اور بیہقی نے مرفوع حدیث ذکر کی کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا !
عبد کامل مومن نہیں ہوتا حتیٰ کہ اپنی جان سے میرے ساتھ زیادہ محبت کرے۔ اپنی اولاد
سے زیادہ محبت میری اولاد سے کرے۔ اور اپنے اہل اور ذات سے زیادہ محبت میرے اہل اور
میری ذات سے کرے۔

ابو شیخ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی !
انہوں نے فرمایا ! کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غصہ کی حالت میں یا ہر تشریف
لائے اور منبر شریف پر بیٹھ کر خدا نے ذوالجلال کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا ! اُن لوگوں کا کیا حال ہے ؟
جو میرے اہل بیت کے بارے میں مجھے اذیت پہنچاتے ہیں۔ اُس ذات کی قسم جس کے
ہاتھ میں میری جان ہے انسان مومن نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ میرے ساتھ محبت کرے اور حتیٰ کہ میری
اولاد سے محبت کرے۔ اسی لیے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا !
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت سے محبت مجھے اپنی قرابت کی محبت سے زیادہ

محبوب ہے۔

بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا!

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت سے ڈرو۔

حسن و حسین علیہما السلام سے محبت

مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے بارے میں فرمایا!

اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کرو اور جو ان سے محبت کرے گا تو اس سے محبت کر۔

امام ترمذی نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز امام حسن و حسین علیہما السلام کو دونوں رانوں پر بٹھا کر فرمایا!

یہ میرے دونوں بیٹے اور نواسے ہیں اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔ ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے اہل بیت میں سے آپ کو زیادہ محبوب کون ہے؟

فرمایا! حسن و حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔

چوتھی اسانید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ حسن و حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

حضور کی معیت

امام احمد اور ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے میرے ساتھ محبت کی اور ان دونوں شہزادوں اور ان کے باپ اور ان کی ماں سے محبت کی وہ قیامت کے روز میرے ساتھ ہوگا

سال کی عبادت سے بڑھ کر

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کے ساتھ ایک دن محبت کرنا ایک سال کی عبادت سے افضل ہے۔ اور جو ان کی محبت میں مر جائے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

آل کی محبت کے درجات

تفسیر کشاف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !
 جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کی محبت میں فوت ہوگا وہ شہید فوت ہوگا۔
 یقین کرو ! جو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں فوت ہو وہ مغفور ہے۔
 جو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں فوت ہوگا وہ ناسب فوت ہوگا۔
 جو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں فوت ہوگا وہ مومن فوت ہوگا۔
 اور اُس کا ایمان کامل ہوگا۔
 اور جو آل محمد کی محبت میں مرے اُس کو ملک الموت اور منکر نکیر جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔

اعزازات

خبردار ! جو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں فوت ہو اُس کو بڑے اعزاز کے ساتھ جنت میں داخل کیا جائے گا۔ جیسے دین کو اعزاز کے ساتھ دلہا کے گھر پہنچایا جاتا ہے۔
 یقین کرو جو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں فوت ہو اُس کی قبر میں دو دروازے جنت کی طرف کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اُس کی قبر کو رحمت کے فرشتوں کی زیارت گاہ بنا دیتا ہے۔ اور وہ اہل سنت و جماعت کے طریقہ پر فوت ہوگا۔

نا کام لوگ

خبردار جو شخص آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نفوس کرتے ہوئے فوت ہوگا قیامت کے

روز اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان یہ لکھا ہوگا !

اَکْس مِن رَحْمَةِ اللّٰهِ

یہ اللہ کی رحمت سے نا اُمید ہیں۔ اور وہ کافر سے گا اور جنت کی خوشبو اس کو گھسے گا۔

اہل بیت کا درجہ

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔ کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کرام پانچ اشیاء میں آپ کے مساوی ہیں۔ تہجد میں آپ پر اور ان پر درود شریف پڑھنے سلام، طہارت، تحریم صدقہ اور محبت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ساتھ ہیں۔ احادیث ساری سے اہل بیت کرام کی محبت اور ان کے ساتھ بغض کی حرمت معلوم ہو چکی ہے۔

علامہ بیہقی اور بغوی نے اس کی تصریح کی ہے۔ بلکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اس پر نص مذکور ہے۔ جو مشہور و معروف ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں!

يَا آلَ بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ حَبِيبِمْ فَرَضَ مِنَ اللّٰهِ فِي ا

لِقُرْآنِ اَنْزَلَهُ يَكْفِيْكُمْ مِنْ عَظِيْمِ الْفَخْرِ اَنْكُمْ مِنْ لَد

يَصِلْ عَلَيْكُمْ لَا صَلَوةَ لَه

اے آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری محبت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرض فرمائی ہے۔ تمہیں عظیم فخر بھی کافی ہے کہ جو تم پر درود نہ پڑھے اُس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔ یعنی نماز کامل نہیں ہوتی اور امام شافعی سے مرجوح قول یہ بھی ہے کہ نماز صحیح نہیں ہوتی۔

نور الابصار فی مناقب آل بیت نبی الخیر میں اہل بیت اطہار کی عظمت و شان پر جو روایات جمع کی گئی ہیں اُن کے لئے بہت سے دقا تر درکار ہیں اس لئے اہل محبت کے لئے انہیں پھولوں پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

عظمتِ اہل بیت اور ابنِ حجر کی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ ابن حجر کی رحمۃ اللہ علیہ محدثین میں بلند مقام رکھتے ہیں انہوں نے علم حدیث میں گراں قدر خدمات سر انجام دی ہیں بد قسمتی سے بعض کتب ان کے نام منسوب کر دی گئیں ہیں جو ان کا کلام نہیں انہوں نے مناقب صحابہ و اہل بیت میں ایک عظیم کتاب صواعق مخرقة تالیف کی جس کو تمام کاتبی فکر بطور حوالہ پیش کرتے ہیں۔ شانِ اہل بیت میں ان کی تحقیق پیش کی جا رہی ہے۔

اہل بیت پانچ باتوں میں حضور کے مساوی ہیں

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت پانچ باتوں میں آپ کے مساوی ہیں۔

☆ اول:- سلام میں جیسا کہ فرمایا!

السَّلَامُ عَلَيْنِكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ

اور اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے فرمایا

سَلَامٌ عَلَىٰ آلِ يَسْمِينِ تَشْبَهُ بِصَلْوَةِ:

☆ دوم! سر کا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے فرمایا گیا ہے ط:-

اور آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے فرمایا

وَيُطْفَرُ كُمْ تَطْفِيرًا

☆ سوم:- آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے صدقہ حرام ہے

☆ چہارم:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور محبت کا حکم ہے۔ آل رسول صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حکم ہے۔

قُلْ لَآ أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ

☆ پنجم:- اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَقَفَّوْا لَهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا

اور انہیں کھڑا کر دینے پوچھے جائیں گے

(سورۃ الصافات آیت ۲۲)

اس آیت مبارکہ کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔

کہ وہ یعنی مومنین حضرت علی علیہ السلام اور اہل بیت کی ولایت کے متعلق پوچھے جائیں گے۔

کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ وہ لوگوں کو بتادیں کہ وہ تبلیغ رسالت پر قریاء کی محبت کے علاوہ کوئی اجر طلب نہ کریں گے۔ اور پوچھے جانے کا مطلب یہ ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کے مطابق انہوں نے حق سوالات ادا کیا ہے یا نہیں۔

(الصواعق المحرقة ص ۵۰۳)

سرکار سے اہل بیت کو فائدہ نہیں ہوگا؟

وقال سعید بن جبیر: یدخل الرجل الجنة فيقول أين أبي
أين أمي أين ولدي أين زوجي فيقال له انهم لم يعملوا
مثل عملك فيقول كنت أعمل لى ولهم فيقال لهم
ادخلوا الجنة ثم قرأ جنات عدن يدخلونها ومن صلح
من آبائهم وازواجهم ووزراتهم فازا نفع الاب الصالح
مع انه السابح كما قيل في الآية عموم الذرية فما باء بآئك
بسيد الأ نبياء والمرسلين بالنسبة الى ذريته الطيبة
الظاهرة المظهرة وقد قيل ان حمام المحرم اغا أكرم الأ
نه من ذرية حمامين عشتنا على غار ثور الذي اختفى
فيه صلي الله عليه وآله وسلم عند خروجه من
مكة الهجرت.

ترجمہ ! سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ آدمی جنت میں داخل ہو کر کہے گا میرے ماں باپ اور

بیوی بچے کہاں ہیں ؟

اسے کہا جائے گا کہ انہوں نے تیرے پیسے عمل نہیں کئے۔

وہ کہے گا میں اپنے اور ان کے لئے عمل کرتا ہوں پس انہیں کہا جائے گا کہ تم بھی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

پھر آپ نے یہ آیت پڑھی جناب۔

جَنَّاتٌ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَأَمِّنَ صَلَاحٌ مِنْ أَبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ
وَذُرِّيَّتِهِمْ

(سورۃ الرعد آیت ۲۳)

جب صالح باپ ساتویں پشت تک کی عام اولاد کو قاتلہ پہنچا سکتا ہے

تو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں حیرا کیا خیال ہے کہ وہ اپنی طاہرہ طیبہ کی اولاد کو کس قدر قاتلہ پہنچا سکیں گے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ حرم کے کبوتروں کی اس لئے عزت کی جاتی ہے کہ وہ ان دو کبوتروں کی اولاد میں سے ہیں جنہوں نے غار ثور کہ منہ پر گھونسلا بنایا تھا جس میں ہجرت کہ وقت حضور علیہ السلام چھپے تھے۔

(اصواعق المحرقہ ص۔ ۲۳۲)

قارئین!

بعض خوارج ایسی روایات پیش کرتے رہتے ہیں جن سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے کہ محض اچھے اعمال ہی سے نجات ہوگی کوئی کسی کہ کام نہیں آسکے گا اس کا مقصد یہ کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت ان کے کام نہیں آسکے گی اور اہل بیت کا خاندان شرف انہیں نہیں بچا سکے گا۔

حرم کے کبوتروں کی مثال دے کر واضح کیا ہے کہ تم لوگ ان کبوتروں کی تعظیم تو کرتے ہو جو اس کبوتر کی نسل سے ہیں جو غار ثور میں حضور کی خدمت کا حقدار ٹھہرا تھا لیکن اس رسول کی اولاد پاک کی تعظیم سے روگردانی کرتے ہو جس کی بدولت ہر شے کو عظمت حاصل ہوگئی۔

ابن حجر کی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے !

جب صالح باپ ساتویں پشت تک کی تمام اولاد کو قائدہ پہنچا سکتا ہے تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ اپنی اولادِ طاہرہ کی شفاعت نہیں کریں گے یا ان کو آپ کی نسبت سے قائدہ نہ ہوگا کس قدر ظالمانہ عقیدہ ہے۔

(اصوٰع بن حرق)

قارئین! غور فرمائیں کہ وہ کیوں جنہوں حقِ غلامی ادا کرتے ہوئے گھونلا بنایا اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی جو آپ کی اپنی اولاد ہے اس کی عظمت کا کیا عالم ہوگا۔

خارجیوں کی بکواسات نہ دیکھو

ہم کہتے ہیں کہ مسلمانوں! خارجیوں کی بکواسات کو نہ دیکھو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کو دیکھو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت سے اہل بیت کی عزت کرو اہل بیت کے بارے میں غلط رویہ نہ رکھو۔ ان کے عظیم شرف کو دیکھو۔ خونِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرمت کا خیال رکھو۔

خصوصی شہادت

دوسرے باب میں متحدہ احادیث اس بارہ میں بیان ہو چکی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل بیت کے لئے مخصوص شفاعت کریں گے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

ان فاضلہ احصینت فرجھا فخر مر اللہ ذر ینہا علی النار

فاطمہ نے پاکدامنی اختیار کی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی

اولاد کو آگ پر حرام قرار دے دیا ہے۔

اسے تمام نے اپنے فوائد میں بیان کیا ہے اور بزار اور طبرانی نے

نحد مہا اللہ وذر ینہا علی النار

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کی ذریت کو آگ پر حرام قرار دے دیا ہے۔

(اصوٰع بن حرقس ۷۷۵)

سب سے پہلے جنت میں

حضرت علی کریم اللہ وجہ الکریم سے روایت بیان ہوئی ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لوگوں کے حسد کی شکایت کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تو چار میں سے چوتھا شخص ہو۔

سب سے پہلے جنت میں توحسن اور حسین (علیہم السلام) داخل ہو گئے اور ہماری بیویاں ہمارے دائیں بائیں ہو گئی اور ہماری اولاد ہماری بیویوں کے پیچھے ہو گئی۔

آل و اولاد جنت میں

ابن حجر لکھتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کریم اللہ وجہ الکریم سے فرمایا کہ جنت میں پہلے چار داخل ہونے والوں میں میں تو اور حسن و حسین ہیں اور ہماری اولاد ہمارے پیچھے ہو گئی اور ہمارے شیعہ یعنی یحییٰ ہمارے دائیں بائیں ہو گئے۔
(صواعق محرقة ۷۷۶)

آل رسول کو عذاب نہیں ہوگا

صحیح روایت میں ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب نے میرے گھرانے کے بارے میں مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جو ان سے توحید و رسالت کا اقرار کرے گا اس تک یہ اطلاع پہنچا دو کہ میں اسے عذاب نہیں دوں گا۔
(صواعق محرقة ۷۷۶)

آگ سے پناہ

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ میرے اہل بیت میں سے کوئی شخص آگ میں داخل نہ ہو تو اس نے میری دعا قبول فرمائی۔

اہل بیت کی بخشش

محب نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! یہ تیرے رسول کی اولاد ہیں ان کے خطا کار کو ان کے گنہگار کی وجہ سے بخش دے اور ان کو میری وجہ سے بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کر دیا۔

میں نے عرض کیا کیا کر دیا؟

آپ نے فرمایا! تمہارے رب نے تمہاری وجہ سے ان کو بخش دیا اور جو تمہارے بعد ہو گئے ان کی وجہ سے بخش کرے گا۔

حوض کوثر پر آنے والے

احمد نے روایت کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گروہ بنی ہاشم اس خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی مبعوث فرمایا ہے اگر میں اس کی مخلوق میں جنتیوں کو چنوں تو تم سے آغاز کروں اور ایک ضعیف السند حدیث میں ہے سب سے پہلے حوض کوثر پر آنے والے میرے اہل بیت اور میری امت میں سے مجھ سے محبت کرنے والے ہوں گے۔

صحیح روایت میں ہے کہ سب لوگوں سے پہلی حوض کوثر پر آنے والے ہماجرین پر آگندہ یا لوں والے لفقرا ہوں گے۔

(صواعق محرّوہ ص ۷۷۸)

عظمتِ اہلِ بیت اور امام نہبہانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نجفانی رحمۃ اللہ علیہ اُن عظیم شخصیات میں سے ہیں جنہوں نے آلِ رسول کی عظمت و طہارت کے حوالہ سے قابلِ قدر کام کیا ہے، آپ کی تصانیف میں عقین رسول کے سمندر موجزن ہیں۔

علامہ نجفانی رحمۃ اللہ علیہ نے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق و معجزات پر انتہائی جامع کتب تحریر فرمائی ہیں۔ آپ کی عظیم تخلیقات میں سے سیرت طیبہ پر جو اہم ایجابی فضائل نبی الختار عظیم عاشقانہ تالیف ہے، ہم نے اپنی کتاب ”عظمتِ اہلِ بیت“ کو آپ ہی کے اعزاز میں تحریر کیا ہے۔ اب ہم آپ کی کتاب ”اشرف الموبد لآلِ محمد“ سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آلِ اطہار کے فضائل و مناقب پیش کرتے ہیں۔

سادات کی تعظیم کہاں تک ہو

امام نجفانی لکھتے ہیں!

اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھ پر جو احسانات فرمائے ہیں، اُن میں سے اُس کا ایک احسان یہ ہے کہ میں سادات کرام کی بہت زیادہ تعظیم و تکریم کرتا ہوں خواہ لوگوں کے نزدیک اُن کا نسب مطعون ہی کیوں نہ ہو اور اُن کی تعظیم کو اپنے اوپر حق تصور کرتا ہوں۔

جیسا کہ باوجود صاحبِ استقامت نہ ہونے کے اولادِ اولیاء و علماء کی شرعی طور پر تعظیم کرنا ہوں، پھر میں سادات کرام کی تعظیم و تکریم کم از کم اتنی ضرور کرتا ہوں جتنی کہ مصر کے بادشاہ یا لشکر کے قاضی کی ہوتی ہے۔

جملہ آدابِ سادات میں یہ بھی ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی اُن کے برابر یا اُن کے سامنے اُن کی طرح نہ بیٹھے اور آدابِ سادات میں تاثرانِ اہلِ بیت کی کسی بیوہ یا مطلقہ خاتون سے نکاح نہ کریں اسی طرح کسی بھی سیدہ سے نکاح نہ کریں۔

سیدزادی کی طرف دیکھنا

ایسے ہی ہم کسی سیدہ کے جسم کی طرف نگاہ نہ اٹھائیں خواہ وہ خرید و فروخت کا معاملہ ہو جبکہ شرعی ضرورت نہ ہو۔

اگر وہ جو تا خریدیں تو جو تے فروخت کرنے والا اُن کے پاؤں کو نہ دیکھے جب وہ ہمارے سامنے سے گزریں تو اُن کے پا جاے کی طرف نہ دیکھیں اس لئے کہ ایسا کرنا اُن کے جدا سید حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی کا باعث ہے۔

علامہ عبد الوہاب شمرانی رحمۃ اللہ علیہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُن سے نفع پہنچائے اپنی تصنیف بحر المورود فی مواثیق العمور میں فرماتے ہیں!

ہم سے وعدہ لیا گیا ہے کہ کسی سید زادی سے نکاح نہ کریں بلکہ خود کو اُن کا خادم اور نوکر تصور کریں اس لئے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگر پارہ ہیں، البتہ اگر کوئی شخص خود کو اُن کا غلام تصور کرتے ہوئے یہ عقیدہ رکھے کہ میں جب بھی اُن کی فرمانبرداری سے بھاگا ہوا غلام اور بد سلوکی کرنے والا ہوں گا تو وہ اُن سے نکاح کر لے، اور جو اس شرط پر پورا نہیں آتے اُن کے لئے مناسب نہیں کہ سیدہ سے نکاح کریں۔

احسان کر کے برکت حاصل کرو

جو لوگ چاہتے ہیں کہ برکت کے حصول کے لئے سیدہ سے نکاح کریں تو ہم اُن سے کہیں گے کہ سلاحتی قیمت پر مقدم ہے، بالخصوص جب تم اُن پر سوت یا کنیز لاؤ یا اپنی کنجوسی اور بخل کی وجہ سے انہیں تکلیف پہنچاؤ رہی بات برکت کے حصول کی تو یہ مسلمان اُن کے ساتھ احسان کر کے بھی برکت حاصل کر سکتا ہے۔

مختصر یہ کہ سید زادی کے حقوق کی حفاظت وہی شخص کر سکتا ہے جس کا نفس قطع طور پر مرچکا ہو اور وہ بجا طور پر دنیا سے بے رغبت ہو اور ایمان اُس کے دل میں اس طرح جاگزیں ہو گیا ہو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک کے ساتھ اپنے گھر والوں اور اپنی اولاد سے زیادہ محبت رکھے کیونکہ سید زادی کی تکلیف کا باعث ہے، وہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

اذیت کا باعث ہے۔

بابر کت عقیدہ

میرے سردار علی خواص رحمۃ اللہ علیہ سید زادی کی طرف اُس وقت بھی دیکھنے سے روکتے تھے جب کہ وہ پردے میں ہوں اور انہوں نے برقع پہنا ہوا اور دیکھنے والے کو فرماتے کہ اگر تم یہ دیکھو کہ کوئی شخص تمہاری بیٹی کو دیکھ رہا ہے تو کیا تم رنج اور غصہ میں نہیں آؤ گے تو یا در کھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی اس معاملہ میں یہی حال ہے۔

میں کہتا ہوں کہ دین دار اور پرہیزگار شخص کے لئے لازم ہے کہ جب وہ کسی سید زادی کے ساتھ خرید و فروخت کرے یا اُس کا فصد کھولے یا علاج کرے تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انتہائی شرمندہ ہو کر خاص طور پر کنکاش فروش کے لئے ایسا کرنا نہایت ضروری ہے۔

حضور سے اجازت طلب کر لو

اے بھائی! اگر تو شرع شریف اور فروعی مسائل پر شدت سے کار بند ہے اور اس کے ساتھ ٹوٹا حاکم بھی ہے اور سید زادی کو گواہی وغیرہ کے لئے دیکھنا بھی ضروری ہے تو اپنے دل کے ساتھ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کرے۔

اے بھائی! اگر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد سے کمال محبت رکھتے ہیں تو وہ جو کچھ خریدنا چاہیں وہ انہیں تحفہ پیش کر دو۔

اگر سید رشتہ طلب کرے

بعد ازاں امام شہرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

ہم سے عہد لیا گیا ہے کہ ہماری بیٹی یا بہن جس کے لئے ہم نے بہت سا ہجیر تیار کیا ہو اُس کا رشتہ ایسا سید طلب کرے جس کے پاس مہرا دا کرنے کے علاوہ اور کوئی چیز نہ ہو تو ہمیں چاہیے کہ ہم یہ رشتہ فوراً قبول کر لیں اور اُس سے نکاح کر دیں اس لئے کہ فقر عیب نہیں کہ جس کی بنا پر ہم یہ رشتہ ستر کر دیں۔

بلکہ فقر تو شرف اور بزرگی ہے اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقر کی آرزو کرتے ہوئے اپنے پروردگار عز و جل سے التجا کی ہے کہ مجھے فقراء و مساکین کے ڈمرہ میں اٹھایا جائے اور دُعا فرمائی۔

اللھم اجعل رزق آل محمد قنوتنا
یعنی اے اللہ! آل محمد کو اتنا رزق عطا فرما جس سے صبح اور شام کا گزارا
چل سکے اور باقی نہ بچے۔

تو یہ وہ چیز ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذریت طاہرہ اور اہل بیت پاک کے لئے پسند فرمائی اور یہ انتہائی شرف اور بزرگی ہے، اگر کوئی شخص اپنی بیٹی کے لئے سید کے پیٹام کو مسترد کر دے گا اور اس رشتہ قبول نہیں کرے گا تو ہمیں ڈر ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو جائے اور بے شک اللہ تعالیٰ غنی و حمید ہے۔

اگر سید سائل ہو

ایسے ہی ہم سے وعدہ لیا گیا ہے کہ اگر ہم سر راہ کسی سید یا سیدہ کو سوال کرتا ہوا دیکھیں تو اپنی استطاعت کے مطابق انہیں رقم کھانا یا کپڑے پیش کرے یا ان کے حضور میں درخواست پیش کرے کہ وہ ہمارے ہاں قیام فرمائیں تاکہ ہم ان کی حسب استطاعت شرعی کفالت کر سکیں۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کا دعویدار ہو اور وہ آپ کی اولاد کو سر راہ سوال کرتے ہوئے دیکھے تو وہ کیسے پسند کر سکتا ہے کہ بغیر انہیں کوئی چیز پیش کرنے کے ان کے پاس سے گزر جائے اور اللہ غفور الرحیم ہے۔

حضور اپنی اولاد کے بارے میں جھگڑا کریں گے

حضرت امام عبدالوہاب شہرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ہیرت کی کتاب میں تخریج کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

استو صواباً اهل بیتی خیر افانی اخاصکم عنہم
غدا ومن اکن خصمه اخصمه اللہ ومن اخصمه اللہ

ادخلوا النار۔

یعنی میرے اہل بیت کے بارے میں خیر اور بھلائی کی تلقین کرو کیونکہ کل قیامت کے دن میں اپنی اولاد کے بارے میں تم سے جھگڑا کروں گا اور جس سے میں جھگڑا کروں گا اس سے اللہ تعالیٰ جھگڑا کرے گا اور جس سے اللہ تبارک و تعالیٰ جھگڑا فرمائے گا اُسے جہنم میں داخل کر دے گا۔

ابولہب کی بیٹی کی شان

صحیح میں ہے کہ جب بنت ابولہب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفا و کرمینا تشریف لائیں تو لوگوں نے کہا کہ تجھے ہجرت سے کیا فائدہ ہوگا کیونکہ تُو حطب النار کی بیٹی ہے۔ انہوں نے یہ بات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی تو آپ غضبناک ہو گئے اور منبر پر تشریف لاکر فرمایا!

مأبال اقوام یؤذونی فی نسبی وذوی رحمی الا ومن أذی
نسبی وذوی رحمی فقد أذانی فقد اذی اللہ۔

(خرچہ کثیر من اہل السنن)

یعنی لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ مجھے میرے نسب اور ذی الارحام کی وجہ سے تکلیف پہنچاتے ہیں، سزا جو شخص مجھے میرے نسب و ذی رحم کو ایذا دے گا وہ مجھے ایذا دے گا اور جو مجھے ایذا دے گا وہ اللہ تعالیٰ کو ایذا دے گا۔

مقام ابراہیم پر نماز پڑھنے والا جہنمی

کثیر اہل سنت اور طبرانی و حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

یا بنی عبدالمطلب انی سألت اللہ لک ثلاثا سألتہ ان

ینسب قائمکم۔

وان یعلم جاہلکم وایہدی ضالکم فلو ان رجلا

صعد بین الرکن والمقام فضلی وصام ثم مات وهو

مبغض لاهل بیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
اے بنی عبدالمطلب میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے تمہارے لئے تین چیزیں طلب کی

ہیں۔

- (۱) اللہ تعالیٰ تم میں سے سیدھے چلنے والے کو تابت قدمی عطا فرمائے۔
 - (۲) تم میں سے جو علم نہیں رکھتا اُسے عالم بنا دے۔
 - (۳) تم میں سے جو راہداریت کو پیٹھے اُسے راہداریت نصیب فرمادے۔
- اگر کوئی شخص کعبہ شریف میں یمانی اور مقام ابراہیم پر آ کر نماز ادا کرے اور روزے رکھے اور اس کے ساتھ ہی وہ میرے اہل بیت سے بغض رکھتا ہو تو وہ جہنم میں جائے گا۔
(شرفِ سادات از امام جہانی)

بغض بنی ہاشم کفر ہے

طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے کہ !
بغض بنی ہاشم و الانصار کفر و بغض العرب نفاق
یعنی بنی ہاشم اور انصار سے بغض رکھنا کفر اور عرب سے بغض رکھنا
منافقت ہے۔

عترت و انصار کا حق نہ پہچاننے والا کون ہے

ابن عدی نے روایت بیان کی اور علامہ بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی کرم اللہ
وجہہ الکریم سے اس کی تخریج کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !
من لم یعرف عترتی و الانصار فهو لاجد ثلاث اما منافق
واما لزنہ و اما لزنہ و اما لزنہ و اما لظہر طہر۔
یعنی جس نے میری عترت اور انصار کا حق نہیں پہچانا وہ تین صورتوں سے خالی نہیں۔
(۱) وہ منافق ہے۔
(۲) وہ مزادہ ہے۔

(۳) وہ ایامِ حج میں قرار پانے والے محل سے پیدا ہوا ہے۔

اہلِ بیت سے بغض رکھنے والا یہودی ہے

طبرانی نے اوسط میں حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطبہ دیتے ہوئے سنا !

ایہا الناس من ابغضنا اهل البيت حشرہ اللہ یوم القیامة یہودیاً۔

اے لوگو ! میرے اہل بیت سے بغض رکھنے والے کو اللہ تبارک و تعالیٰ قیامت کے دن یہودی اٹھائے گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

من ابغضنا اهل البيت حشرہ اللہ یوم القیامة یہوداً۔
یعنی جو شخص میرے اہل بیت سے بغض رکھے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسے یہودی اٹھائے گا۔

اہلِ بیت سے بغض رکھنے والا جہنمی

لا بغض اهل البيت احد الا ادخلہ اللہ النار۔
یعنی جو شخص میرے اہل بیت سے بغض رکھے گا اللہ تبارک و تعالیٰ اُسے آگ میں ڈال دے گا۔ اس روایت کو حاکم نے بیان کیا ہے۔

آگ کے کوڑے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت امیر معاویہ کو فرمایا ! ہمارے بغض سے بچو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے !

لا یبغضنا ولا یحسدنا احدنا الا ذبید عن الحوض یوم

القیامة بسبباًط من النار. (رواه طبرانی)
 یعنی ہم سے بغض اور حسد رکھنے والا ایک بھی شخص ایسا نہیں ہوگا کہ جسے
 قیامت کے دن آگ کے کوڑے برس کر حوضِ کوثر سے پیچھے نہ بنا دیا
 جائے۔

منافق کی نشانی

یہ روایت طبرانی نے نقل کی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرفوعاً یہ روایت
 بیان کی ہے!

من ابغض اهل البيت فهو منافق. وروى احمد مرفوعاً.
 یعنی جو شخص ہمارے اہل بیت سے بغض رکھے گا وہ منافق ہے۔

اہل بیت سے بغض رکھنے والے پر جنت حرام ہے

وقال صلى الله عليه وآله وسلم حرمت الجنة على من ظلم
 اهل البيتى واذانى فى عنونى
 حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے
 اُس پر جنت حرام کر دیا جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا یا میری امت کو
 ایذا دی۔

عظمتِ اہل بیت اور اکرام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نبیرہ شیخ عبدالحق محدثؒ

حضرت مفتی اکرام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خاندان کے چشم و چراغ تھے یہ وہ خاندان ہے جو علم الحدیث میں اہم ترین خدمات کا حامل ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وہ عظیم شخصیت ہیں جن کی بدولت علم حدیث ہندوستان میں روشناس ہوا آپ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے خُدا اور غلام تھے یہی سبق آپ کی تصانیف عالیہ سے ظاہر ہے حضرت مفتی اکرام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل حسنین بہترین کتاب تہنیت فرمائی جس کا نام سعادت الکوئین فی فضائل حسنین ہے اب ہم اس کتاب کا اقتباسات سے فضائل اہل بیت نقل کرتے ہیں۔

آپ لکھتے ہیں قاضی شہاب الدین مناقب السادات میں اہل بیت کی محبت و موذت کے باب میں تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کی بے حد محبت اور ان کی اعلیٰ درجہ کی تعظیم و تکریم قرآن مجید اور احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔

قُلْ أَرَأَيْتُمْ لَكُمْ عَلَيْهِمْ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ

یعنی میں تبلیغ احکام میں تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا ماں البتہ اپنے فریبوں کی محبت (کہ تم لوگ دل سے انہیں دوست رکھو)

مفتی اکرام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں !

صاحب تفسیر کشاف نے فرمایا کہ اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! آپ کے فریبی کون ہیں جن کی

مودت اور تعظیم و تکریم ہم پر واجب کی گئی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! علی، قاطرہ، حسن، حسین۔ علیہم السلام

مفتی اکرام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں !

تفسیر کشاف میں ایک اور روایت آئی ہے،

اپنے پیارے خدا سے بیار کرو، ہر صبح کرو خدا تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرو اور مجھ سے اللہ کی دوستی کی وجہ سے دوستی رکھو اور میری اولاد کو میری وجہ سے بیار کرو۔

(سجادہ کلومین فی فضائل حسین)

ان دونوں روایات سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا

دعویٰ کرے تو اسے ضروری ہوگا کہ وہ آپ کی اولاد کو دل و جان سے دوست رکھے۔

صاحب کشاف علامہ زنجیری رحمۃ اللہ علیہ زاہد یہ سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص اہل بیت کو

بیار کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور ان کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اسے رحمت

کی نگاہوں سے دیکھتا ہے اور اس کے حق میں بکثرت نیکی یعنی رحمت کرتا ہے۔

(سجادہ کلومین فی فضائل حسین)

مفتی اکرام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ علامہ زنجیری کے حوالہ نے اہل بیت رسول کی

عظمت اور شان میں دیگر روایات بھی نقل فرمائی ہیں جن میں سے کچھ روایات پیش خدمت ہیں۔

☆ جو شخص آل محمد کی دوستی میں جان دے گا وہ ثابت قدمی کے ساتھ گزرے گا۔

☆ آل محمد کی دوستی پر مرنے شہادت ہے۔

☆ جو اولاد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوستی میں جان و مال قربان کرے گا اسے جنت

میں ایسے بناؤ سنگھار کے ساتھ بھیجا جائے گا جیسے دلہن کو آراستہ کر کے اس کے شوہر کے گھر بھیج

ہیں۔

☆ جو کوئی اولاد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں مرے گا اہل سنت و جماعت

کے طریقہ پر مرے گا۔

☆ جو شخص ہم کو یعنی ہمیں اور ہمارے اہل بیت کو دوست رکھے اور ہماری اور ان کی تعظیم

کرنے والے کو محبوب جانے خدا تعالیٰ اسے ہمارا ہم نشین کرے گا۔

حاشیہ میں لکھا ہے ! زید بن ارقم سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا ! اے لوگو! تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک قرآن مجید اُس میں نور اور ہدایت ہے۔ اس کے تم پر فرض ہیں۔ اور دوسری میری اہل بیت ان کی محبت کو فرض جانو دیکھو میں اپنے اہل بیت کی یا بت تم کو وصیت کرتا ہوں انہیں ایذا نہ دینا۔
(سعادت الکونین ص ۲۷)

محبت کا تعویذ

مفتی اکرام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محبت اہل بیت میں اپنی وارفتگی کا ثبوت دیتے ہوئے وہ روایات کتب احادیث سے پیش کرتے ہیں جن میں اہل بیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبت بھرے باغ میکتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ ایک روایت ملاحظہ فرمائیں۔
مفتی اکرام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرف النبیۃ کے حوالہ سے لکھتے ہیں !
حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! جس کسی نے ہمارے اہل بیت کی محبت کا تعویذ جان کے بازو پر باندھا اور اہل بیت کی محبت میں مرا یا میری محبت میں مارا گیا اُسے خوشخبری اور مبارک ہو جائیے شخص کے لئے جنت ہے۔
شرف النبیۃ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! قیامت کے دن میں چار قسم کے لوگوں کا شقیع ضرور ہوں گا، اگرچہ وہ تمام اہل زمین کے گناہ اپنے ہمراہ لے کر آویں۔

پہلا گروہ ! جو میری اولاد کی محبت اور تعظیم کرے۔

دوسرے گروہ جو اہل بیت کی حاجت برآری اور مقاصد پورا کرنے میں مصروف ہو۔

تیسرے وہ جو ان یعنی اہل بیت کی پردہ پوشی کرنے والا ہو۔

چوتھا وہ جو ان یعنی اہل بیت اطہار کو دل و جان سے دوست رکھے۔

(سعادت الکونین ص ۲۸)

تفسیر کشف میں ہے !

میری اولاد میری جگر کے ٹکڑے ہیں جو شخص ہمارے بچوں کو شفقت کی نگاہ سے نہ دیکھے

اور ہمارے فرزندوں کی تعظیم دل و جان سے نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ یعنی اُس کا ایمان خطرے میں ہے۔

آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو عظمت و بزرگی عطا ہوئی ہے وہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے عطا ہوئی ہے، اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امت سے مودت مانگنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے جو لوگ اہل بیت سے بغض رکھتے ہیں وہ نہایت ظالم اور بد نصیب لوگ ہیں۔

کیسے مسلمان ہیں

اللہ تبارک و تعالیٰ اور اُس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واضح احکامات کے باوجود اہل بیت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بغض رکھنا بے دینی نہیں تو اور کیا ہے رسول خدا کے فرامینِ اقدس کو پس پشت ڈالنا بے دینی نہیں تو اور کیا ہے۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! جو شخص ہماری بیٹی فاطمہ (سلام اللہ علیہا) اُن کے شوہر علی (علیہ السلام) اور اُن کے بیٹوں کے ساتھ جنگ کرتا ہے اُس کے ساتھ ہماری جنگ ہے جو ان سے صلح رکھے گا ہماری اُس کے ساتھ صلح ہے۔

قارئین محترم ! جو لوگ اہل بیت رسول کے بارے میں بدعتیہ گئی کا شکار ہیں وہ ہرگز ہرگز مومن نہیں ہو سکتے۔ ایسے لوگ اللہ تبارک و تعالیٰ کے بھی دشمن ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی دشمن ہیں اور جو لوگ ان کے دشمن ہیں وہ جنت کی بونہی نہیں سو گھسکیں گے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین

ثقلین سے تمسک

سرکارِ مدینہ سرورِ قلب و سینہ احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو چیزوں یعنی قرآن پاک اور عترت کا نام لیا ہے۔

ثقلین کے بارے میں جان لیں کہ ثقلین کسے کہا جاتا ہے؟

اہل نسل اور قریبی تعلق داروں کو تقلیدین کہتے ہیں۔

کیونکہ عمل ہر نفس اہمیت والی چیز اور محفوظ چیز کو کہتے ہیں اور یہ دونوں یعنی قرآن پاک اور آل پاک علیہم السلام دونوں ہی ایسی چیزیں ہیں جبکہ ان میں ہر ایک علوم لدنی اور اسرار اور شاندار حکمتوں اور احکام شرعیہ کی کان ہے۔

اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی اقتداء کرنے ان سے تمسک کرنے اور ان سے علوم سیکھنے کی ترغیب دی ہے فرمایا! سب تعریف اس خدائے بزرگ و برتری ہے جس نے اہل بیت علیہم السلام کی حکمت کو ہمارے لئے بنایا۔

تقلیدین کا ایک اور معنی

یہن جزئی کہتے ہیں کہ ان کا نام تقلیدین ان کے حقوق کی رعایت کے وجوب کے بوجھ کی وجہ سے رکھا گیا ہے۔

قارئین! سرکارِ مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آل پاک کے بارے ترغیب دلائی ہے یعنی آل رسول ہمیشہ قرآن پاک کے ساتھ رہے گی اور قرآن و سنت کو ہرگز نہ چھوڑے گی۔

ایک اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الصواعق الحرقہ میں بیان ہوا ہے۔
تم نہیں (آل پاک) کو نہ سکھاؤ کیونکہ وہ تم سے زیادہ جاننے والے ہیں اور اس وجہ سے وہ دوسرے لوگوں سے امتیاز رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے ناپاکی کو دور کر کے پاک کر دیا ہے اور بے شمار خونیوں سے انہیں نوازا ہے۔

(الصواعق الحرقہ صفحہ نمبر ۵۰۹)

علامہ سمہودی کا قول

حضرت علامہ سمہودی صاحب خلاصۃ الوقاء میں فرماتے ہیں، حاصل یہ ہے کہ چونکہ قرآن اور اہل بیت دونوں معدن علوم دینیہ اسرار شرعیہ نفسیہ کنوز دقائق، منظر حقائق ہیں لہذا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں تقلیدین سے تعبیر فرمایا ہے۔

امام احمد نے حدیث نقل فرمائی ہے جس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !
حکمتِ اہل بیت میں ودیعت کی گئی ہے۔

(شاہد لہجیول بفضل اولاد رسول ص ۱۱۳ نمبر ۱۱۳)

قارئین محترم !

قرآن اور اہل بیت دونوں اللہ تعالیٰ کی خاص عنایات ہیں اسی لئے ان دونوں سے تمسک کا حکم ہے۔ آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قرآن پاک کے باطنی اسرار کا علم ہے اور یہ علوم سینہ بسینہ اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں منتقل ہوتے آ رہے ہیں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان اس بات کی دلالت کرتا ہے جس میں آپ نے فرمایا اگر میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر کھوں تو ستر اونٹ لے جاؤں۔

اور اس کے علاوہ آپ کا فرمان ہے کہ قرآن پاک کے تمام علوم سورۃ فاتحہ شریف میں ہیں اور سورۃ فاتحہ کے تمام علوم بسم اللہ شریف میں ہیں اور بسم اللہ شریف کے تمام علوم بسم اللہ شریف کی باء میں ہیں اور باء کے تمام علوم باء کے نقطے میں ہیں اور میں وہاں کا نقطہ ہوں۔
قارئین محترم ! غور فرمائیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان اقدس اس بات کی واضح برہان نظر آتا ہے جس میں آپ نے تفلیک سے تمسک کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔

حضرت شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ! ہر زمانے میں تاقیامت ایسے لوگ ہوں گے جو قابل تمسک و تھلید ہوں گے جیسا کہ کتاب عزیز کا بھی یہی حال ہے اسی لئے انہیں اُمت کے لئے امان کہا گیا ہے جیسا کہ عنقریب زمانہ آئے گا کہ جب وہ نہ رہیں گے تو اہل زمین بھی نہ رہیں گے، بعض علماء کا خیال ہے کہ ہر سو سال پر جو مجدد آئے گا وہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ہوگا۔

حدیث شریف

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ بن احمد بن حنبل سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا ! اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت سے ہر صدی پر ایک شخص بھیجے گا جو میری امت کو دین کی تعلیم دے گا۔

حضرت ابو سعید ہرودی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبل سے سنا وہ فرماتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین والوں پر ہر صدی کے شروع میں ایک شخص کے ذریعے مہربانی کرے گا جو میرے اہل بیت میں سے ہوگا وہ اُن کے دین کے معاملات بیان کرے گا۔

قارئین محترم ! اہل بیت رسول اللہ کے ساتھ تمکک اور قرآن پاک کے ساتھ تمکک کرنے کا اسی لئے حکم ہے کہ اہل بیت رسول قرآن پاک کے ظاہری علوم اور قرآن پاک کے باطنی علوم سے واقف ہیں! اسی لئے ہر صدی کے شروع میں اہل بیت رسول میں سے وہ افراد اہل اسلام کی تربیت کے لئے آتے رہے ہیں اور امت کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیتے رہے ہیں۔ نیز یہ بات ثابت شدہ ہے کہ ہر کار و دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باطنی خلافت اہل بیت رسول کے پاس ہے، بایں وجہ اہل بیت رسول ہر زمانہ میں لوگوں کی اصلاح کا رُس مہرُوف رہے۔

اگر ہم اولیائے کرام کے آستانوں کا جائزہ لیں تو بڑے بڑے جید اولیائے کرام اہل بیت رسول میں سے نظر آتے ہیں اور انہی آستانوں سے قال اللہ اور قال رسول اللہ کی صدا میں بلند ہوتی رہیں اور انہی آستانوں سے کروڑوں لوگوں کی اصلاح ہوتی رہی ہے اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔

بعض لوگ سادات کی تعظیم سے غافل ہوتے ہیں اور وہ شریعت مند مولویوں کے نرسے میں آجاتے ہیں اور اپنا ایمان بھی گنوا بیٹھتے ہیں، مفتی اکرام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے ہی لوگوں کے حوالہ سے الصواعق مخرّجہ کی ایک روایت نقل کی ہے !

فقہی قاسی نے بعض ائمہ سے بیان کیا کہ وہ یعنی ائمہ دین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے مدینہ اور سادات مدینہ کی تعظیم میں بڑے مبالغہ سے کام لیا کرتے تھے اہل مدینہ میں سے ایک شخص جس کا نام مطیر تھا وہ فوت ہو گیا تو انہوں نے اُس کا جنازہ پڑھنے سے توقف کیا کیونکہ وہ کبوتروں کے ساتھ کھلا کرتا تھا، اُس نے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ

عالیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ کے ساتھ حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا بھی
تھیں، حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا نے اُس شخص سے منہ پھیر لیا تو
اُس نے مہربانی کی التجا کی تو آپ نے اُس کی طرف توجہ کر کے ناراض
ہوتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے اکرام کی وجہ سے تیرے سینے میں مطیر کے
متعلق اشراج نہیں ہوا۔

(سعادت المؤمنین بحوالہ صواعق محرّوس ۲۳۲)

ہمارا تبصرہ

قارئین! اس روایت میں اُن لوگوں کی مذمت ہے جو کسی سیدزادے کی تکرم محض اِس
وجہ سے نہیں کرتے کہ وہ گناہ اور مصیبت کے ساتھ آلودہ ہے، اِس روایت میں ایک عالم دین نے
اپنا خواب بیان کیا ہے کیونکہ اُس کا علم اُس کے لئے حجاب بن گیا تھا اور وہ تقویٰ و پرہیزگاری اور علم
کو شرف و عظمت سمجھنے لگے تھے۔ اور دینہ طیبہ کے ایک سیدزادے کے جنازہ میں محض اِسی لئے
شریک نہ ہوئے کہ سیدزادہ کی پوتوں سے کھیلا کرتا تھا۔

نماز جنازہ نہ پڑھانے کی وجہ سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ناراض ہوئے اور
سیدہ طیبہ خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا بھی ناراض ہو گئیں جب یہ متذہب ستیاں ناراض ہو گئیں تو یقیناً
اللہ تبارک و تعالیٰ بھی ناراض ہو گیا اور اِس ناراضگی کی اِطلاح انہیں خواب میں بھی کر دی گئی۔

یہ پیغام تمام اہل اسلام کے لئے ہے جو القاسی کے ذریعے دیا گیا ہے کہ اے مسلمانو!
اپنے تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے سادات کی تکرم و تعظیم نہ بھولو اگر تم بھول گئے تو سرکارِ دو عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے ناراض ہو جائیں گے، علم والوں کو بھی پیغام ہے تم اپنے علم پر گھمنڈ
کرتے ہوئے سادات کرام کی تعظیم سے دُور نہ ہو جانا اگر ایسا کر بیٹھے تو حضور بھی ناراض ہوں گے
اور سیدہ کائنات بھی ناراض ہو جائیں گی۔

قارئین! آج اکثر دیکھا گیا ہے بعض لوگ عقیدہ کے اختلاف کی وجہ سے سادات کرام
کو اسلام سے بھی خارج سمجھنے لگتے ہیں اور وہ اُن کے جنازہ میں بھی شرکت نہیں کرتے ایسے لوگوں
کے لئے بھی اِس حکایت میں بہت بڑے سبقات موجود ہیں ہمیں فوراً چاہیے کہ سادات کرام کو جو

عظمت اور شرف حاصل ہے وہ سرکارِ دو عالم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے حاصل ہے، سادات میں خونِ رسول دوڑ رہا ہے اور ہر سیدِ زادہ کے لئے آخرت میں نجات کی نوید موجود ہے تو ہمیں چاہیے کہ ان کے اعمال کی بدولت سیدزادوں کو طعن نہ کریں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت کی وجہ سے ان کے ساتھ محبت کریں تاکہ نجات حاصل ہو سکے۔

عظمتِ اہل بیت اور سید آل رسول حسنین میاں رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا آل رسول حسنین میاں مارہروی رحمۃ اللہ علیہ اس خانوادہ نور کے چشم و چراغ ہیں جس کی نسبت تاجدارِ دو جہاں مالک دو جہاں سیدنا س و جاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔

آپ سادات مارہرہ انڈیا سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ خاندان سادات وہ عظیم خاندان ہے جس کے غلاموں میں مجددِ مائتہ حاضرہ تاجدارِ علمائے حقہ، مائی شرک و بدعت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ وہ بطلِ طیل ہیں جنہوں نے ہندوستان میں آنے والے بدعتیہ کی شہید ترین سیلاب کے آگے بند باندھا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے افراط و تفریط سے پاک عقیدہ اپنے شیخِ کامل آل رسول رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ سے حاصل کیا اور یہی عقیدہ ان کی کتب سے ظاہر ہے۔ جو فیضانِ آل رسول انہیں حاصل ہوا اس کا اعجاز ان کی کتب میں موجود ہے

یہ مضمون اعلیٰ حضرت کے مرشد خانہ سے طبع ہونے والی کتاب ذبحِ عظیم سے ماخوذ ہے۔ اس میں اہل بیت رسول کی شان میں آنے والی احادیث و روایات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اہل بیت کا کما حقہ ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

فضائلِ اہل بیت

شہادت نامہ میں فضائلِ اہل بیت کا مثال کیا جانا گویا اسے دو آتشہ بنانا ہے۔
ہمارا مقصد تو خاندانِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی برکتیں لوٹنا ہے۔
امام خضر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فضائلِ اہل بیت میں فرمایا ہے۔

قد جعل الله اهل بيت النبي صلى الله عليه وآله
وسلم مسأولين له في خمسة اشياء .

ترجمہ ! یعنی اللہ عزوجل نے پانچ باتوں میں اہل کو حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا مساوی ٹھہرایا۔

(1) پہلا امر جس میں ان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مساوی ٹھہرایا سلام ہے چنانچہ
اللہ نے نبی کے لئے تو فرمایا سلام ہو تجھ پر اے نبی رحمت اور برکت ہو اللہ کی تجھ پر اور ان کے لئے
فرمایا آل یا سین پر سلام ہو چنانچہ امام نور الدین سمہودی جو اہل اعتقاد میں فرماتے ہیں۔
مفسرین کی ایک جماعت نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ
وہ سلام علی آل یا سین کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس سے مراد آل محمد ہے۔

(2) دوسرا امر جس میں خدا نے اہل بیت کو آپ کا مساوی بنایا ہے وہ طہارت ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (نبی سے) اے طہ یعنی اے طاہر ہم نے تم پر قرآن کو اس لئے
نازل نہیں کیا ہے کہ تم شقت اٹھاؤ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کے واسطے
فرمایا ہے کہ طاہر رکھے تم کو جو حق طاہر رکھنے کا ہے۔

(3) تیسرا امر جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے اہل بیت کو
مساوات ہے وہ درود مبارک ہے جیسا تشہد نماز میں ہے چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ
ابن عجزہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اسے ایمان والو تم بھی نبی اللہ پر درود بھیجو اور سلام بھی تو ہم سب نے عرض
کی یا رسول اللہ ہمیں تعلیم فرمائیے کہ ہم آپ پر کس طرح درود پڑھا کریں۔ اور کیوں کر سلام بھیجا
کریں۔

آپ نے ارشاد فرمایا ! کہ تم یوں کہا کرو اے پروردگار درود بھیج اور اپنی رحمت نازل فرما
محمد پر جیسی کے تونے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر۔ اہل بیت پر درود بھیجا ارکان اسلام میں داخل
اور جزو ایمان میں شامل ہے۔ اگر نماز کے سارے ارکان ٹھیک ٹھیک ادا بھی کرنے اور اہل بیت پر
درود نہ بھیجا تو نماز قسطنطینی بے کار ہوگئی چنانچہ صواعق محرقہ میں علامہ ابن حجر کتاب عمل الیوم واللیلہ کے
حوالہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فتویٰ درج فرماتے ہیں کہ نماز نہیں ہوتی مگر ساتھ قرأت کے

ساتھ تشہید کے آنحضرت اور ان کی آل پر درود کے یہ اس شخص کا قول ہے کہ اس کی رائے کے مطابق وہی الٰہی اترنے پر تمام اہل بیت سنت ایمان لائے گئے ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ایک رباعی میں فرماتے ہیں۔

یا اہل بیت رسول اللہ حبکم فرض من اللہ فی القرآن
انزلہ کفایکم من عظیمہ القدر انکم من لہ یصل
علیکم لا صلوة لہ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اے اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم تمہاری محبت کو خدا نے فرض کیا ہے اور قرآن شریف کا نزول اس پر
شاہد ہے اے اہل بیت تمہارے مرتبہ کی بزرگی کے لئے یہی کافی ہے کہ جو
شخص تم پر درود بھیجے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

(4) چوتھا امر جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے اہل بیت
مساوی ہیں وہ قریم صدقہ ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ محمد اور آل محمد
پر حرام ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ نے ایک
پھل صدقہ کے پھلوں سے اپنے منہ میں ڈال لیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کج کج تا کہ منہ
سے نکال دیں پھر آپ نے ارشاد فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہم لوگوں کے لیے حلال نہیں ہے۔

(5) پانچواں امر جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے اہل بیت کو
مساوات کا درجہ حاصل ہے وہ محبت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی شان میں فرماتا ہے کہ اے
رسول کہہ دو کہ اتباع کرو میری تو اللہ تم کو اپنا دوست رکھے گا اور اہل بیت کی نسبت فرماتا ہے کہ یا محمد
کہہ دو امت سے کہ میں تم سے تبلیغ رسالت پر کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر یہ میرے اقربا سے محبت
رکھو۔

برادران اہل سنت! اہل بیت عظام کے فضائل اگر تفصیل سے بیان کئے جائیں تو دفتر
کے دفتر تا کافی ہوں۔ فضائل اہل بیت میں غلو اور مبالغہ سے بچنا چاہیے۔

اہل بیت عظام کے ذکر کی خوشبو سے ہم اس حسنی گلدستے کو مہکاتے چلیں اہل بیت کا
نام آتے ہی جس پاک ہستی کا تصور ذہن میں ابھرتا ہے آئے اس مخصوص باب کی ابتداء ان ہی کے

نام پاک سے کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر تھیں اور ہم سیدوں کی مقدس ماں یعنی خاتون جنت۔ صلوة اللہ علیہا

حضرت فاطمہ سب سے زیادہ محبوب

امام طبرانی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روای ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سے کون آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے ؟

فرمایا ! فاطمہ مجھے تم سے زیادہ محبوب ہے اور تم میرے نزدیک ان سے زیادہ محترم ہو۔ سیدی عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تصریح فرمادی کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا بارگاہ رسالت میں حضرت علی علیہ السلام سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کا محترم ہونا زیادہ محبوب ہونے سے اعلیٰ ہے یا بعد فی اس کے لئے ایک الگ دلیل کی ضرورت ہے بہت سے صحابہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کہ دن نما کرنے والا باطن عرش سے نما کرے گا اے اہل محشر اپنے سروں کو جھکا لو اپنی آنکھیں بند کر لو تا کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہل صراط سے گزر کر جنت کی طرف چلیں جائیں حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ستر ہزار حوروں کے ہمراہ بجلی کے کوندے کی طرح گزر جائیں گی۔

ابن حبان حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں۔

میں نے کسی کو نہیں دیکھا جس کا کلام حضرت فاطمہ الزہراء سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام سے زیادہ مشابہ ہو جب فاطمہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتیں تو نبی اکرم کھڑے ہو جاتے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اپنی مجلس میں بٹھا لیتے۔

امام طبرانی نے شیخین کی شرط پر سند صحیح کے ساتھ روایت کی کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ میں نے فاطمہ الزہراء سے زیادہ افضل ان کے والدین گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا۔

امام طبرانی وغیرہ نے سند حسن سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا، اللہ تعالیٰ تمہاری ناراضگی سے ناراض اور تمہاری خوشی سے راضی ہوتا ہے۔

جامع صغیر میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے جو چیز اس کے انتہائش کا سبب ہے۔ وہ میرے انتہائش کا سبب ہے اور جو اس کی رضا کا سبب ہے وہ میری رضا کا سبب ہے۔

امام بخاری راوی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !
 قاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے۔ اس کی ناراضگی کا سبب میری ناراضگی کا سبب ہے ایک روایت میں ہے۔ جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا
 ابن حبان وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! ایک فرشتے نے اللہ تعالیٰ سے میری زیارت کی اجازت طلب کی جس نے میری زیارت نہیں کی تھی۔

اس نے مجھے بتا دی اور خردی کے قاطمہ میری امت کی عورتوں کی سردار ہیں۔
 ابن عبد البر راوی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیٹی کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہو۔

انہوں نے عرض کیا یا جان ! پھر حضرت مریم کا کیا مقام ہے ؟
 فرمایا ! وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں۔

بہت سے محققین جن میں علامہ نقی الدین سکی علامہ جلال الدین سیوطی، علامہ بدر الدین زکشی اور نقی الدین مقریزی شامل ہیں تصریح فرماتے ہیں کہ حضرت قاطمہ جہان کی تمام عورتوں حتیٰ کہ سیدہ مریم سے بھی افضل ہیں۔ علامہ سکی سے جب اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا ہمارا بھتیجی جس کے ساتھ ہم اللہ تعالیٰ کی اعطاعت کرتے ہیں یہ ہے کہ حضرت قاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہیں ایسا ہی سوال ابن ابی داؤد سے کیا گیا تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے میں کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پارہ جسم کے برابر قرار نہیں دے سکتا۔

علامہ متادی اس کی شرح میں فرماتے ہیں سلف و خلف کی ایک جماعت نے فرمایا ہم کسی کو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لُحّت جگر کے برابر قرار نہیں دیتے بعض حضرات نے فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باقی اولاد حضرت فاطمہ کی مثل ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حافظ ابن حجر نے فرمایا ابو یعلیٰ کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کروا مرفوع حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیوں کو ازواج مطہرات پر فضیلت ہے۔

امام نسائی فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری بیٹی فاطمہ انسانی حور ہے جسے کبھی جنس نہیں آیا۔

جب اُن کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو ایک گھڑی کے بعد نفاس سے پاک ہو جاتیں یہاں تک کہ ان کی کوئی نماز قضا نہیں ہوتی تھی اسی لئے ان کا نام طاہرہ رکھا گیا جب کبھی انہیں بھوک لگتی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ رکھتے تو ان کی بھوک جاتی رہتی۔ جب ان کا وقت وصال قریب آیا تو انہوں نے خود غسل کیا اور وصیت کی کہ کوئی منکشف نہ کرے۔ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام نے انہیں اسی غسل کے ساتھ دفن کر دیا

نام بتول کی وجہ

آپ کا نام بتول رکھے جانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے علامہ صبان نے فرمایا۔
عجل کا معنی قطع کرنا ہے حضرت خاتون جنت سلام اللہ علیہا فضیلت دین اور نسب کے اعتبار سے زمانے کی تمام عورتوں سے جدا ہیں بلند مرتبہ ہونے کے باوجود انتہائی فقر وفاقہ میں زندگی بسر کی۔

سیدہ فاطمہ کا صبر

امام احمد راوی ہیں کہ ایک دن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کی نماز کے لئے دیر سے بیٹھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہیں کس چیز نے روکا۔
انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ! میں حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پاس سے گزرا وہ

آٹا پیس رہیں تھیں اور پچان کے پاس رو رہا تھا۔
میں نے ان سے کہا ! اگر آپ چاہیں تو میں آٹا پیس دیتا ہوں اور اگر چاہیں تو بچے کو
سنبھال لیتا ہوں۔
انہوں نے فرمایا ! میں اپنے بیٹے پر تم سے زیادہ مہربان ہوں۔

فضائل حضرت علی علیہ السلام

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا !

بہت سے اہل علم کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تمام لوگوں سے پہلے ایمان
لائے صحیح یہ ہے کہ بعثت سے دس سال پہلے آپ پیدا ہوئے آنغوش رسالت میں پرورش پائی۔ اور
آپ سے کہیں جدا نہیں ہوئے۔

غزوہ جوک کے علاوہ تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے
اس موقع پر آپ مدینہ منورہ میں مقرر فرما کر جاتے ہوئے فرمایا !
کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے وہی مقام حاصل ہو جو حضرت موسیٰ علیہ السلام
سے حضرت ہارون علیہ السلام کو حاصل ہوا (یعنی ان کی حیات مبارکہ میں خلیفہ بنے) اکثر غزوات
میں جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام (مہاجرین
وانصار) کو بھائی بھائی بنایا تو انہیں فرمایا ! تم میرے بھائی ہو۔

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے مناقب بے شمار ہیں یہاں تک کہ امام احمد نے فرمایا جتنے
فضائل حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہیں کسی صحابی کے اتنے فضائل منقول نہیں۔ بعض دیگر
حضرات نے فرمایا ! اس کا سبب یہ ہوا کہ بنو امیہ نے آپ کی تنقیص کی تو جس صحابی کو آپ کے
مناقب کا علم تھا اس نے بیان کر دیا جوں جوں انہوں نے آپ کا ذکر منانے کی کوشش کی اور آپ
کے مناقب بیان کرنے والے کو ہرگز نش کی آپ کے مناقب سنے ہی زیادہ پھیلنے رہے۔

امام ہناتی نے آپ کے ایسے خصائص تلاش کیے جو دوسرے صحابہ میں نہیں پائے جاتے۔
انہوں نے بہت سے ایسے مناقب جمع کیے جن میں سے اکثر کی سند جید ہے۔

حضرت علی ہدایت یافتہ رہتے تھے

حافظ ابن حجر نے الاصابہ میں مسند امام جنیل کے حوالہ سے عمدہ سند کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے یہ روایت نقل کی ہے۔

عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ہم آپ کے بعد کے امیر بنائیں؟
تو آپ نے فرمایا!

اگر تم ابو بکر کو امیر بناؤ گے تو انہیں امین، آخرت کی رغبت رکھنے والا اور دنیا سے بے نیاز پاؤ گے۔

اور اگر تم عمر کو امیر بناؤ گے تو انہیں طاقت ور اور امین پاؤ گے وہ راہ خدا میں کسی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

اور اگر تم علی کو امیر بناؤ گے تو میرا گمان یہ ہے کہ تم اس طرح نہیں کرو گے تو تم انہیں راہ خدا ہدایت یافتہ پاؤ گے وہ تمہیں لے کر وہ راہ راست پر چلیں گے۔

فضائل حضرت امام حسن علیہ السلام

آپ نص حدیث کے مطابق آخری خلیفہ راشد ہیں۔ نصف رمضان المبارک ۳ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نام حسن رکھا ولادت کے ساتویں دن آپ کا حقیقہ کیا۔ یال منڈوائے اور حکم دیا کہ وزن کے برابر چاندی صدقہ کی جائے۔ ابو احمد عسکری فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نام حسن رکھا اور کنیت ابو محمد رکھی، جاہلیت میں یہ نام معروف نہیں تھا۔

حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن کو کاغذ پر اٹھا رکھا تھا ایک شخص نے کہا اے بیٹے تو بہت اچھی سواری پر سوار ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور سواری تو بہت اچھا ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے حضرت حسن بن علی کو کندھے پر بٹھا رکھا ہے اور دعا فرما رہے ہیں: اے

اللہ میں اسے محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ۔

بخاری شریف میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے! میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبر شریف پر دیکھا حضرت حسن بن علی آپ کے ساتھ تھے آپ بھی صحابہ کرام کی طرف توجہ فرماتے تھے اور کبھی انکی طرف اور فرمایا میرا یہ بیٹا سردار ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان مصالحت کر دے گا۔

حضرت ابو بکر ہی سے روایت ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے اور جب آپ سجدے میں جاتے تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ کی پشت مبارک پر ٹھیل رہے ہوتے کئی دفعہ ایسا ہوا صحابہ نے عرض کیا ہم نے آپ کو یہ معاملہ کسی اور سے کرتے نہیں دیکھا فرمایا میرا یہ بیٹا سردار ہے معتزب اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کروائے گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد آپ کے حق میں پایا گیا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان مصالحت کرائے گا۔

جب آپ مسند آرائے خلافت ہوئے تو چالیس ہزار سے زیادہ ایسے افراد نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی جنہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر آخری دم تک ساتھ دینے کی بیعت کی تھی۔

وہ لوگ حضرت حسن کے بہت فرماں بردار اور محب تھے۔ آپ قریباً سات ماہ تک عراق، خراسان، یمن اور حجاز وغیرہ کے خلیفہ رہے۔ پھر آپ نے جنگ کیے بغیر معاملہ حضرت امیر معاویہ کے سپرد کر دیا۔

جب امیر معاویہ کو فہم میں تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا!

ہمارے درمیان جو کچھ طے پایا ہے اس کے بارے میں لوگوں کو آگاہ کیجئے۔ حضرت حسن علیہ السلام نے فی الہد یہ یہ خطبہ ارشاد فرمایا!

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہمارے اول کے ساتھ تمہیں ہدایت دی اور ہمارے آخر کے

ساتھ تمہارے خونِ محاف فرمائے۔

بہت دانا شخص ہے وہ جس کے دل میں خوفِ خدا ہے اور بدکار بہت ہی عاجز ہے۔ یہ معاملہ جس میں میرا اور حضرت امیر معاویہ کا اختلاف تھا اس میں یا تو وہ مجھ سے زیادہ حقدار ہیں، یا میں بخدا واسطے اور امت محمدیہ کی اصلاح اور تمہارے خونوں کی حفاظت کے لیے میں اپنے حق سے دستبردار ہو گیا ہوں پھر حضرت امیر معاویہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا !
مجھے نہیں معلوم تھا یہ کہ یہ تمہارے لئے آزمائش ہے اور ایک وقت تک قاکرہ ہے۔

اہلِ بیت کے لیے خلافتِ باطنیہ

حضرت صبان نے فرمایا ! جب حضرت امام حسن علیہ السلام رضائے الٰہی کے لیے خلافت سے دستبردار ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے اہل بیت کو اس کے عوض خلافتِ باطنیہ عطا فرمادی۔ حتیٰ کہ ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ ہر زمانے میں قطب الاولیاء اہل بیت ہی سے ہوتا ہے۔

جن حضرات نے کہا کہ قطب غیر سادات سے بھی ہوتا ہے ان میں سے ایک استاذ ابو العباس مرسی ہیں۔ جیسا کہ ان کے شاگرد تاج بن عطاء اللہ نے نقل کیا۔

درجہء قطبیت

اس میں اختلاف ہے کہ کیا پہلے قطب حضرت حسن علیہ السلام ہیں یا سب سے پہلے حضرت قاطبہ الزہراء سلام اللہ علیہا نے یا رگاہ رسالت سے قطبیت حاصل کی۔ اور تا زیت اس پر قائل ہیں۔ مجھے سب پر سبقت حاصل ہے۔

ابن سعد فرماتے ہیں۔ کہ حضرت سعید بن عبدالرحمن نے اپنے والد سے روایت کی، کہ قریش کے کچھ لوگوں نے ایک دوسرے پر فخر کا اظہار کیا ہر ایک نے اپنے اپنے فضائل بیان کیے۔ حضرت امیر معاویہ نے حضرت حسن ابن علی سے کہا کہ آپ کیوں نہیں بات کرتے۔ زور بیان میں آپ بھی تو کم نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا جو فضیلت و شرافت بھی بیان کی گئی ہے، میرے لئے اس کا مغز اور اس کی روح حاصل ہے اور مجھے بر ملا سبقت حاصل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے خاندان کے بارے میں امام عشق و محبت
تاجدار اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم!

تیری نسل پاک میں ہے بچے بچے نور کا
تُو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

ابتداءً آفرینش سے اس خاندان کی دھوم رہی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ذکر کے
ساتھ ساتھ آل نبی کا ذکر بھی بلند فرمایا۔ آل نبی کی محبت ایمان کا ٹوٹا حصہ قرار پائی۔

اہل بیت کی محبت

ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو کہ وہ تمہیں روزی عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ
کی محبت کے سبب مجھ سے اور میری محبت کے سبب میرے اہل بیت سے
محبت رکھو۔

ایک دن کی محبت

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!
اہل بیت کی ایک دن کی محبت ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

بہتر شخص کی نشانی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں!
تم میں سے بہتر وہ ہے جو میرے بعد میرے اہل سے اچھا ہو۔

مومن کی نشانی

اما طہرائی وغیرہ راوی ہیں کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !
 کوئی بندہ کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ مجھے اپنی جان سے، میری اولاد کو اپنی اولاد
 سے، میرے اہل کو اپنے اہل سے میری ذات کو اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ جانے۔

عظمتِ اہل بیت اور محمد سلیمان حنفی رحمۃ اللہ علیہ

امام حضرت علامہ شیخ سلیمان قندوزی رحمۃ اللہ علیہ قندوز میں پیدا ہوئے جو بلخ میں واقع ہے۔ حضرت علامہ شیخ سلیمان قندوزی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے بخارا میں گئے جو کہ آپ کے عہد میں علم و فضل کا مرکز تھا۔

آپ قونیہ میں بھی تعلیم حاصل کرنے کے لئے تشریف لے گئے قونیہ آپ کے عہد میں تصوف کا بہترین مرکز تھا شیخ صدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ میں آپ نے شیخ اکبر کی فتوحات مکہ اور آپ کی دیگر کتب کا مطالعہ کیا (الحمد للہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی فتوحات مکہ کا ترجمہ بھی میرے آقائے نعمت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے جو چھ جلدوں میں طبع ہو چکی ہے) حضرت علامہ شیخ سلیمان قندوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ینا بیع المودۃ کے نام سے شان اہل بیت میں عظیم کتاب تالیف فرمائی ہے۔

اس کتاب میں صحاح ستہ کے علاوہ دیگر فضائل اہل بیت لکھی گئی کتب سے استفادہ کیا گیا ہے آپ کی اس کتاب میں بہت سی قدیم تصانیف کا ذخیرہ جمع کیا گیا ہے۔

حضرت شیخ سلیمان حنفی قندوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١١٩﴾
اے (محمد) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں سے کہہ دیں میں تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا سوائے اس کے کہ میرے قراہنداروں سے محبت کرو جو نیکی حاصل کرے گا ہم اس کی نیکی میں اضافہ کریں گے اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور شکر گزار ہے۔

(سورۃ شوریٰ آیت ۲۳)

حضرت سلیمان حنفی قندوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کی محبت تمام مسلمانوں پر واجب قرار دی ہے جب تک دل سے تحقیق اور بصیرت نہ ہو اس وقت تک اہل بیت کی محبت حاصل نہیں ہوتی۔

حضرت شیخ محمد سلیمان حنفی قدوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اہل بیت مصطفیٰ علیہم السلام کے فضائل جاننے کے لئے ضروری ہے کہ اہل بیت کے مناقب میں لکھی جانے والی کتب کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

قارئین! موجودہ دور میں حوارج نے شان اہل بیت میں بیت گستاخانہ پراپیگنڈہ شروع کر رکھا ہے اس لئے بہت ہی اہم بات ہے کہ اہل بیت کی شان و عظمت میں لکھی جانے والی کتب کا نہ صرف مطالعہ کیا جاتا بلکہ لوگوں کو ایسا لٹریچر مہیا کیا جائے جس میں اہل بیت رسول کے فضائل بیان کئے گئے ہیں اس سلسلہ میں میرے آقا نے نعمت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی کتب اکسیر کا درجہ رکھتی ہیں۔

آپ نے خارجیوں کی بے فائدہ تحقیق کی لاجواب تردید کی ہے مولانا سلیمان حنفی قدوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اہل بیت کے ذکر کا مطالعہ کرنے سے، اہل بیت کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے، اہل بیت کے فضائل کا مطالعہ کرنے سے ہی ان ذوات مقدسہ کی شان و عظمت کا اندازہ ہو سکتا ہے اور قلوب میں محبت آل رسول کے پھول مہک سکتے ہیں۔

آل رسول کے ذکر کو عامی شامل کرنے کے حوالہ سے علامہ سلیمان حنفی قدوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

جس شخص نے اپنی دعا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے مکمل کیا اور آل پاک کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے ساتھ شامل کیا اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکمل رضا بندی کو حاصل کر لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو بے شمار اجر عطا فرمائے گا۔ قارئین محترم!

حضرت سلیمان حنفی قدوسی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کا خطبہ نقل فرمایا ہے جس میں حضرت امام حسن علیہ السلام نے عظمت اہلبیت خود بیان فرمائی ہے۔ آپ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا: اے لوگو! میں اس شخصیت کا فرزند ہوں جو اللہ کی طرف

باتے تھے،

میں اہل بیت میں سے ایک فرہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے ناپا کی کو دور کر رکھا ہے اور ان کو کھل پا کیزہ بنا دیا ہے۔ میں اس اہل بیت کا شخص ہوں جن پر جبرائیل نازل ہوتا تھا، میں اس اہل بیت میں سے ایک ہوں جن کی صحبت کو اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے
(بخاری المودۃ ص ۳۶)

خطبہ حضرت علی

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کا خطبہ نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔
اہل بیت رسول میں ایمان کی خوبیاں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے خزانے میں اگر کچھ بولتے ہیں،
اگر خاموش ہوں تو ان پر سبقت نہ کرو
(بخاری المودۃ ص ۳۶)

دو عظیم چیزیں

محمد سلیمان خلی قندوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔
حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عنقریب مجھے بلایا جائے گا اور میں ایک کھوں گا میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں ایک رب کی کتاب اور دوسرے اپنی عترت جو میرے اہل بیت ہیں، دیکھو ان کے بارے میں میرا لحاظ رکھتے رہو۔
(بخاری المودۃ ص ۵۵)

مہکتے ہوئے پھول

ترذی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! حسن اور حسین (علیہما السلام) دنیا میں میرے مہکتے ہوئے پھول ہیں،
(بخاری المودۃ ص ۳۹۳)

دوسری روایت میں ابن عدی اور ابن عساکر نے ابو بکر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے یہ دونوں فرزند دنیا میں میرے سبکدوش ہوئے پھول ہیں۔
(بیان صحیح المودعہ ص ۴۹۴)

میں ان کو دوست رکھتا ہوں

ترمذی اور طبرانی نے اسامہ بن زید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یہ دونوں (شہزادے) میرے فرزند ہیں اور میری بیٹی کے فرزند ہیں میں ان دونوں کو دوست رکھتا ہوں اور اس شخص کو بھی دوست رکھتا ہوں جو ان دونوں کو دوست رکھتا ہے۔

سب سے زیادہ محبوب

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے میرے اہل سے زیادہ محبوب حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام ہیں۔

(بیان صحیح المودعہ ص ۴۹۴)

حسنین کریمین عرش کی تلواریں ہیں

طبرانی نے عامر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسن اور حسین علیہم السلام عرش کی دو تلواریں ہیں لیکن وہاں لگی ہوئی نہیں ہیں۔

(بیان صحیح المودعہ ص ۴۹۴)

جو انان جنت کے سردار

ابویعلیٰ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات پسند

ہو کہ وہ جو انان جنت کے سردار کی طرف دیکھے وہ امام حسن علیہ السلام اور
امام حسین علیہ السلام کی طرف دیکھے۔

(بیانچ المودۃ صفحہ ۲۹۵)

محبت اور بغض

احد ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے ان دونوں (حسنین کریمین علیہم
السلام) کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا، جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے
بغض رکھا۔

(بیانچ المودۃ صفحہ ۲۹۳)

حضرت علامہ سلیمان حنفی قدوسی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام بہت طویل ہے جس میں سے چند
خوشبودار پھول آپ حضرات کی خدمت میں پیش کر دیئے گئے ہیں آپ کی کتاب بیانچ المودۃ
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا سرچشمہ ہے جس سے لاکھوں لوگوں کے دل محبت آل
رسول سے سیراب ہو رہے ہیں۔

عظمتِ اہل بیت اور شیخ امان پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ! کہ حضرت شیخ امان پانی پتی کا نام عبد الملک اور لقب امان تھا۔ اور اسی سے مشہور تھے۔

شیخ اکبر محمد الدین ابن عربی کے تلمیذین میں سے تھے۔ آپ نے علم تصوف و توحید میں بہت سی کتابیں لکھیں۔ ان میں سے ایک کتاب کا نام (کتاب الاحادیث) ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے !

درویشی میرے نزدیک دو چیزوں میں ہے،

اول ! خوش اخلاقی۔

دوم ! محبتِ اہل بیت۔

اور محبت کا کامل ترین درجہ یہی ہے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلقین سے محبت کی

جائے

اللہ تعالیٰ سے کمال محبت کی یہ نکتہ فنی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہو اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق کی یہ علامت ہے کہ آپ کے اہل بیت سے محبت ہو۔

حکایت ہے!

اگر آپ کے پڑھتے پڑھاتے آپ کی گلی میں کوئی سید زادے کھیلنے کودنے آئے تو آپ ہاتھ سے کتاب رکھ کر سیدھے یا ادب کھڑے ہو جاتے۔ اور جب تک سید زادے موجود رہتے آپ بیٹھے نہ تھے۔

(اخبار الاخیار مطبوعہ انڈیا ص ۴۹۶)

حضرت شیخ امان نے سید زادوں کی تکریم کر کے سبق دیا ہے کہ ولایت تو سادات کی غلامی کا نام ہے۔ جس نے سادات کی تعظیم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جزو ہونے کی وجہ سے کی

وہی صاحب مقام ہے۔ وہی ولی ہے۔

اور اگر دل میں یہ خیال ہو کہ سادات کا احترام ضروری نہیں تو ایسا شخص سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے عاری ہے۔ اور جس کے دل میں محبتِ رسول نہیں وہ مومن ہی نہیں،

صائمِ چشتی کا مجھ پہ خاص یہ احسان ہے
آل کی حضورِ آلفت بن گئی بچکان ہے

دردناک واقعہ

شیخ امان پانی پتی کا ایک واقعہ پہلے بھی ہم نے بیان کیا ہے جس میں اُن کی اہل بیت کرام سے محبت و تکریم کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ واقعہ بھی سادات کی تعظیم و تکریم کے حوالہ سے ہے۔
مستقل ہے کہ دو سیدزادے بغداد سے ہجرت کر کے ہندوستان میں تشریف لے آئے۔
یہاں سید محمد شاہ فیروز آبادی نے اُن کے آنے کی خبر پائی تو انہیں اپنے ہاں ٹھہرایا۔
حضرت سید محمد شاہ فیروز آبادی کی کئی صاحبزادیاں تھیں۔ جن کی شادی کی صورت ہندوستان میں تھی۔

ان دونوں شہزادوں کے آنے سے قبل بھی آپ فرمایا کرتے تھے کہ عرب میں ہمارے عزیز موجود ہیں اگر وہ یہاں آجائیں تو اپنی صاحبزادیوں کی شادیاں اُن سے کر دوں،
چونکہ یہ دونوں سیدزادے اس علاقے میں نووارد تھے اس لیے آپ نے انہیں اپنے ہاں ہی ٹھہرایا۔ اور اپنی صاحبزادیوں کے نکاح کا پیغام بھی دیا۔

ہوا یہ کہ کچھ ناعاقبت اندیشوں نے اُن شہزادوں کو ٹھکانا آپ کے گھر میں شہید کر دیا اور
الزام بھی آپ ہی پر لگا دیا کہ انہوں نے شہزادوں کو شہید کر دیا ہے۔
اُس وقت شیر شاہ لودھی کی حکومت تھی۔ اُس نے بورڈ بنا دیا کہ اس واقعہ کی مکمل تحقیق کی
جائے۔ کہ کس نے ان سیدزادوں کو شہید کیا ہے؟

یہ بورڈ اپنی تحقیقات کر رہا تھا،

لوگوں میں افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔

ہر کوئی حضرت محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ہو گیا۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ آیا اُن

سید زادوں کو انھوں نے شہید کیا ہے۔ یا کروایا ہے تو آپ نے جواب دیا کہ میں ایسا ذلیل کام کیوں کرنے لگا۔

بڑے بڑے علماء جمع ہوئے اور آپ کو تحقیقات کے لیے طلب کیا گیا۔ اور آپ سے صفائی طلب کی گئی۔

آپ نے اپنی صفائی میں کہا! آپ یقین رکھیں کہ شہزادوں کو میں نے شہید نہیں کیا۔ میں بے گناہ ہوں۔“

مظلومیت ہمارا شعار ہے۔

ہم کر بلا والے ہیں، اہل بیت ہیں،

ہمیں وراثت میں ملا ہے کہ ہم ظلم پر صبر کرتے ہیں،

اگر تم میری یقین دہانی کے باوجود بھی ظلم کرو گے تو میں صبر ہی کروں گا۔

علماء کو کوئی شرعی ثبوت نہ مل سکا جس کی بنیاد پر آپ کے قتل کا فتویٰ جاری کرتے۔

مستقل ہے کہ حضرت شیخ امان پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی علماء کے اس بورڈ میں متحدہ و مرتبہ دعوت دی گئی مگر آپ نے ہر بار شرکت سے انکار کر دیا،

آپ نے فرمایا! کسی معاملہ میں اگر اہل بیت کی توہین کی جارہی ہو اور اس واقعہ امان بھی

شریک ہو تو اس کا ٹھکانہ جہنم کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ حالانکہ میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یا عتق پیش ہو سکوں،،

ایک کے عوض دوسرے سید کا قتل اور بھی مذموم ہے۔ دوشہزادوں کا خون ہوگی۔ ان کے

قتل سے میرا دل پارہ پارہ ہے اگر تیرے سید زادے کا بھی خون ہو گیا تو میرا وجود گلے گلے سے ہو جائے گا

(اخبار الاخیار ص ۴۴۴)

آپ نے فرمایا!

حضرت سید شاہ محمد سے یہ فعل ہرگز نہیں ہو سکتا،، بعد ازاں سید محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ جنیل

میں ہی رحلت فرما گئے،، اور بعض بد قماش لوگوں نے آپ کی لاش کی بے حرمتی کی جس پر فلک بھی

آنسو بہاتا رہا۔

سبق

قارئین ! اس واقعہ میں کئی اسباق ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اگر معاملہ سید زادوں کا ہو تو اُس میں فریق نہ بنو،،
 دوسرا یہ کہ اگر سید زادے کا معاملہ آجائے تو حق کے لیے ڈٹ جاؤ۔ حضرت شاہ امان پانی پتی نے حکومت وقت کو اس مقدمہ میں چیلنج کیے رکھا۔ اور اپنے موقف سے نہیں ہٹے۔
 تیسرے یہ کہ اہل بیت کی توہین کرنے والوں میں سے کسی بھی گروہ میں کسی بھی صورت میں شامل نہ ہوں،،

جو بھی آلِ مُصطفیٰ سے بیار کر کے جائے گا
 کھلی والے مُصطفیٰ کی رحمتیں ہی پائے گا
 جس نے بھی مقصود کی توہین آلِ پاک کی
 حوضِ کوثر پر فرشتوں سے وہ کوڑے کھائے گا

(محمد مقصود دہلوی)

عظمتِ اہل بیت اور پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ خانوادہ رسول کے چشم و چراغ ہیں آپ گیلانی سادات میں سے ہیں آپ نے سادات کے حقوق کے تحفظ کے لئے گراں قدر تصنیفات فرمائیں آپ غیرت سادات کا پیکر تھے اور بالخصوص نکاح سیدہ کے حوالہ سے آپ نے وہ تحقیق پیش کی جس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔

تاجدارِ گولڑہ پیر مہر علی کا عقیدہ

ایک دن مجلس میں اہل بیت عظام کی شان کا تذکرہ آیا تو فرمایا!
مولانا روم جیسے شخص نے کہ ایک عالم ان سے فیضیاب ہوا ہے۔ شیخ عطار کی شان میں ارشاد فرمایا!

ہفت شہر عشق را عطار دید
ماہوز اندر خم یک کوچہ ام
عطار نے عشق کے سات شہر دیکھے اور ہم ابھی تک ایک ہی کوچہ کے موڑ میں ہیں اور شیخ عطار نے حدیث ذیل کو ارشاد فرمایا ہے۔

من امن بمحمد ولہدیو من بالہ فلیس بمومن
جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی اور
آپ کی آل پاک پر ایمان نہیں لایا وہ مومن نہیں۔

کاتب الحروف کہتا ہے!
شاید اس واقعہ پر شیخ عطار کے بارے میں مولانا صاحب کی تعریف سے شیخ عطار کی توثیق
روایت مراد ہو۔

(ملفوظات مہرہ ص ۳۶)

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانِ اقدس کی روشنی میں یہ عقیدہ بیان فرمایا ہے۔ کہ محض سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والا مومن نہیں ہو سکتا۔
جو لوگ آلِ پاک سے بغض رکھتے ہیں وہ لوگ اس فرمان کی روشنی میں کلمہ کو ہونے کے باوجود مومن نہیں۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!
اہل بیت کی محبت جزو ایمان ہے اور رکنِ عرفان ہے۔ بعض لوگ نادانی کی وجہ سے مضامینِ محبت کو تشبیح پر حمل کرتے ہیں اور یہ طبعِ حقیم کی آفت ہوتی ہے۔

(ملفوظات مہر یہ ص ۱۱۱)
آج کل کوئی شخص ذکرِ اہل بیت کرے تو فوراً فتویٰ بازی شروع ہو جاتی ہے۔ حالانکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکیم خداوندی اہل بیت کی محبت طلب فرمائی ہے۔ اسی لیے قطبِ زمانہ غوثِ الوری سید الساداتِ فخر السادات حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح فرمایا ہے کہ اہل بیت کی محبت جزو ایمان اور رکنِ ایمان ہے۔
آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہرگز تشبیح نہیں اس سلسلہ میں فتویٰ بازی صدیوں سے ہوتی رہی ہے۔ اور عشاقِ اس فتوے سے کہ ذکرِ اہل بیتِ جمعیت ہے نہ ڈرے ہیں اور نہ ڈریں گے کیونکہ ایمان کی تکمیل ہی ذکرِ اہل بیت سے ہوتی ہے۔
قارئین محترم!

اگر ذکرِ اہل بیت کو فرض سے متہم کیا جائے تو فرامینِ رسالت کی تکذیب بھی ہوگی اور صحابہ کرام، آئمہ کرام، محدثین و مفسرین کی مقدس جماعت اس فتوے کی زد میں آئے گی اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اگر آلِ پاک کی محبت دل میں ہوگی تو ذکرِ اہل بیت ضرور ہوگا اور جو اہل بیت کے ذکر کو فرض کہے گا اس کا اپنا ایمان کمزور ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اولیاءِ کرام کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے آلِ پاک کی محبت و ودت پر قائم رکھے۔

ذکر آل نبی اپنا ایمان ہے
 ذکر آل نبی دین کی جان ہے
 ہے یہ مقصود مہر علی نے کہا
 ذکر آل نبی رکن عرفان ہے

(حجر مقصودہ نبی)

حضور کی اولاد کی توقیر

اسی اثناء میں ایک شخص نے عرض کیا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے ہمعزت اور عقیدہ الونبیہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ اکثمہ عنترت نبی قطب ہیں۔ ان کی نسبت تقویٰ و طہارت و تزکیہ نفوس و زہد کی نسبت ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی یہی نسبت تھی۔

آپ نے قدر سے تمسم کر کے فرمایا!

کہ شاہ صاحب نے واقعی کیا ہی اچھا فرمایا ہے۔ پھر فرمایا! ذریت اہل بیت کے بارے میں بھی ادب اور خوش اعتقادی رکھنی چاہیے۔

جب قیامت میں تمام صالحین کی ذریت و اولاد ان کے ساتھ مسلک کی جائے گی تو حضور خاتم الانبیاء و مرسلین کی اولاد کیسے محروم رہے گی۔

آخرت کے آثار پر درہء غیب میں ہیں اور حق تعالیٰ نے یہ کام اپنی تعویض میں رکھا ہوا ہے ہم کو کسی پرکاشیہ نہیں چھوڑا گیا ہمیں چاہیے کہ اپنی حد بیچا نہیں اور ان سے آگے نہ بڑھیں۔

(ملفوظات مہرہ ص ۱۳۳)

قارئین!

یہ واقعہ آپ کے ملفوظات شریف سے نقل کیا گیا ہے۔ اس ملفوظ میں سید السادات فخر السادات حضور قبلہ عالم حضرت اعلیٰ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نہایت اہم مسئلہ پر ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔

آپ نے فرمایا!

کہ ہمیں ذریت اہل بیت کے بارے میں ادب اور خوش اعتقادی رکھنی چاہیے یعنی اہل

بیت کے ساتھ محبت سے پیش آنا چاہیے۔ اہل بیت کے متعلق اعتقاد درست رکھنا چاہیے۔
 اہل بیت سے عقیدت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کی وجہ سے رکھنی چاہیے
 آپ نے لکھا ہے کہ صالحین کی ذریت قیامت کے دن ان کے ساتھ منسلک ہوگی تو حضور
 رسالتاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد نسبت سے کیسے محروم رہے گی۔
 یعنی سرکارِ دو عالم کی اولاد ظاہرہ بدرجہ اولیٰ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت
 سے قیامت کے دن اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہوگی۔
 تاجدارِ کلزہ تزیید لکھتے ہیں۔

اسی طرح الفاظِ اہل قرنیٰ میں حسین کریمین علیہم السلام داخل ہیں گو وہ اس وقت پیدا نہیں
 ہوئے تھے اور آلِ کساء میں بلحاظ قرابت کاملہ جو احادیثِ مطورہ یا لاؤفل متواتر سے ثابت یہ کہنا
 کہ آیت مودۃ انہیں کی شان میں نازل ہوئی صحیح ٹھہرا اور آقا زبیل علیہ السلام کی نسبت یہ ثابت ہے۔
 (تفسیر مائین آئی شیخ ص ۶۱)

کون اہل قرابت

الصواعق المحرقة میں لکھا ہے !

(۱) اخرج احمد والطبرانی وابن ابی حاتمہ والمجاہد عن ابن
 عباس ان هذه الآية لما نزلت قالوا يا رسول الله من
 قرابتك هؤلاء الذين وحببت علينا مودلتهم علي وفاضمه
 وابناهما
 ترجمہ!

یعنی اس آیت کے نزول کے وقت لوگوں نے آپ سے دریافت کیا
 کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے وقریبی لوگ کون ہیں جن کی
 مودۃ اور دوستی ہم پر واجب ہے۔

آپ نے جواب فرمایا ! علی اور قاطبہ اور ان کی اولاد

دوستی کا حق

(ب) وروی ابو الشیخ وغیره عن علی کرم اللہ وجہ فینا
 آل حم آیتہ یحفظ مودتنا الا کل مو من ثم قراء قُلْ لَا
 اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى
 یعنی علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا کہ ہمارے اہل بیت کے حق میں یہ
 آیت نازل ہوئی۔ کہ نہیں محفوظ رکھتا ہماری دوستی کا حق مگر مومن اور اس کے
 بعد یہ آیت پڑھی !

قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

اقترافِ حسنہ کون ؟

(ج) سیدنا حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ میں فرمایا !

من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فأنا الحسن
 بن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 پھر ایک دو جملہ کے بعد فرمایا !

وانا من اهل البيت الذین افتخر ضائلہ عز وجل مود
 تہم موالاتہم فقال فیما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم (قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى)
 پھر فرمایا !

واقتراف الحسنات مودتنا اهل البيت
 یعنی میں حسن فرزند رسول ہوں اور ان کے اہل بیت سے ہوں جن
 کی محبت اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ میں فرض فرمائی ہے اور اسی آیت میں
 اقترافِ حسنہ سے مراد ہماری محبت ہے

(تفسیر ماہنامہ اشعریہ ص ۶۴)

اہلِ موذت کون ہیں ؟

تفسیر روح البیان وغیرہ میں ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ!

من قرأ بکتھولاء الذین وحببت علینا موذتھم
یعنی آپ کے اہل قرابت اور رشتہ داروں میں وہ کون لوگ ہیں جن
کی دوستی ہم پر واجب کی گئی ہے۔

آپ نے جواب فرمایا !

علی قاطما واران کی اولاد اور اس کی تائید و قول کرتا ہے جو حضرت علی سے مروی ہے۔

انہ قال شکوتہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم حسد الناس لی فقال اما تر ضی ان تکون اول من
یدخل الجنة انا وانت والحسن والحسین وازواجنا
واہماننا وشماثلنا وذریاتنا خلف ازواجنا
یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں ! کہ میں نے حضور
نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شکایت کی کہ لوگ میرے ساتھ حد کرتے
ہیں۔

اس پر آپ نے فرمایا !

اے علی ! کیا تو اس پر خوش نہیں کہ سب سے میں اور تم اور حسن اور
حسین بہشت میں داخل ہوں گے اس حالت میں کہ ہمارے داعی بائیں
ہماری بیٹیاں ہوں گی اور ہماری اولاد ہماری بیٹیوں کے پیچھے ہوگی۔

(تفسیر مائین سنی و شیعہ ص ۵۹)

حضرت پیر مر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انہیں ملحوظات پر مضمون ختم کیا جاتا ہے۔

عظمتِ اہل بیت اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

قارئین محترم!

اہل سنت کا شعار رہا ہے کہ اہل بیت کی تعظیم کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم سمجھتے ہیں۔ امام اہل سنت الفاضل احمد رضا قاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل سنت کے اس پاکیزہ عقیدہ کو اپنی کتب اور فتاویٰ یا تفصیل بیان کیا ہے۔

سیرت مصطفیٰ جانِ رحمت میں لکھا ہے!

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر کے ضمن میں آپ کے اہل بیت جو کہ جگر گوشہ ہیں اور ازواج مطہرات جو اہمات المؤمنین ہیں کی تعظیم و توقیر اور ان کا ادب و احترام بھی کرنا ہے جیسا کہ خاص طور پر ان حضرات قدس کے لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ترغیب دی ہے اور جس پر سلف صالحین عمل پیرا رہے ہیں۔ چونکہ حق تعالیٰ عزائم نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ماسوائے ہر چیز سے برگزیدہ فرمایا ہے اور عمومی فضیلت سے آپ کو مخصوص فرمایا ہے تو آپ کی برکت سے یہ فضیلت ہر اس شخص کو مثال ہے جو نسب، نسبت، محبت، قربت قریب یا بعید سے آپ کے ساتھ منسوب ہے۔

حضور کے محبوب سے محبت دشمن سے دشمنی

حقیقت میں ہر اس شخص سے محبت لازمی ہے جو رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتا ہے چنانچہ اہل بیت اطہار سے محبت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھنے کی بنا پر ہے جس طرح کے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے کی وجہ سے ہے یہی حال ان سے بغض و عداوت رکھنے میں ہے (والعیاذ باللہ)

قاعدہ ہے کہ جو شخص جس سے محبت رکھتا ہے وہ ہر اس چیز سے محبت رکھتا ہے جو محبوب سے نسبت و علاقہ رکھے، اور ہر اس شے سے دشمنی اور بیزاری ہوتی ہے جو محبوب سے بیگانہ یا اس کا مخالف ہو۔

اہل بیت کی تفسیر میں چند اقوال

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں! اہل بیت کی تفسیر میں چند اقوال و اطلاق ہیں۔ کبھی ان لوگوں پر اہل بیت کا اطلاق ہوتا جن پر صدقہ حرام ہے۔ وہ آل علی، آل جعفر، آل عقیل اور آل عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں۔ اور کبھی اس میں اولاد رسول اور ازواج مطہرات بھی شامل ہوتی ہیں۔ اور کبھی مخصوص سیدہ فاطمہ، امام حسن و حسین اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم مراد ہوتے ہیں۔ اسی بنا پر ان میں فضیلت بکثرت ہے۔ اہل بیت کے اطلاق میں ان تفسیری اقوال کے درمیان تطبیق اس طرح ہے کہ بیت کی تین صورتیں ہیں۔

ایک بیت نسب

دوم بیت سکتی

سوم بیت ولادت

لہذا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد اہل بیت نسب ہیں۔ اور ازواج مطہرات اہل بیت سکتی ہیں اور اولاد کرام اہل بیت ولادت ہیں۔ اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اگرچہ اولاد سے ہیں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وساطت سے اہل بیت ولادت سے ملتی ہیں۔

آل محمد کی محبت اور پہچان

حدیث شریف میں آیا ہے کہ میں تم میں دو چیزیں ایسی چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے لازم رکھا اور اسے مضبوطی سے تھامے رکھا تو گمراہ نہ ہو گے۔

ایک خدا کی کتاب

دوسری میری عزت

تو اب غور کرو کہ ان دونوں میں سے تم کس طرح خلاف ورزی کر سکتے ہو۔
اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آل محمد کو پچھانا آتش دوزخ سے
نجات کا ذریعہ ہے اور آل محمد سے محبت رکھنا پھر اطاعت سے گزارتا ہے اور آل محمد سے عقیدت عذاب
الہی سے امان ہے۔

اور پچھاننے سے مراد ان کی منزلت اور مرتبت کو پچھانا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم سے انہیں کیا قرب حاصل ہے ؟
اور جب ان کی اس نسبت کو جسے حق تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ پچھان لیا تو معلوم
ہو جائے گا کہ کس طرح ان کی خلاف ورزی سے گمراہی لازم آتی ہے اور ان کے احترام و پیروی
سے گمراہی و عذاب سے نجات ملتی ہے۔

آیت تطہیر کے معارف

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت یہ آیت کریمہ
نازل ہوئی !

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَ كُفْرًا تَطْهِيرًا

تو اس وقت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں
تشریف فرما تھے اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہ حسن و حسین رضی اللہ
تعالیٰ عنہم کو بلایا اور انہیں ایک چادر شریف میں ڈھانک کر بارگاہ الہی میں عرض کیا اے خدا ! یہ
ہیں میرے اہل بیت ! اور حضرت علی مرتضیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پس پشت مبارک
کھڑے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو کود میں لیا اور ایک ہاتھ سے علی
مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اور دوسرے ہاتھ سے سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو پکڑ کر اپنے سے ملا لیا اور

کہا اے خدا! یہ میرے اہل بیت ہیں اور ان کو جس یعنی ناپاکی سے دُور کر کے انہیں خوب پاک و تھرا بنا۔

مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا کریمہ میں اہل بیت سے کون مراد ہے؟ اکثر اس پر ہیں کہ اس سے مراد سیدہ فاطمہ، حسن و حسین اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔

جیسا کہ اکثر روایتیں اس پر دلالت کرتی ہیں لیکن قاعدۃ انصاف یہ ہے کہ اس میں ازواج مطہرات بھی داخل ہیں۔ اس بنا پر کہ آیا کریمہ کا سیاق و سباق اور اس کا نزول انہیں ازواج مطہرات کے ضمن میں ہے۔ جس طرح کہ ارشاد باری تعالیٰ میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ شامل ہیں ارشاد باری ہے!

رحمۃ اللہ علیہم و برکاتہ اہل البیت

اور جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہمارے اہل بیت میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی دشمنی نہیں رکھے گا مگر وہی جسے اللہ تعالیٰ جہنم میں داخل کرے گا۔

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ان چاروں تن پاک کو بلانا اور آغوش میں لے کر چادر شریف اوڑھانا اور پھر یہ دعا مانگنی کہ

اللہم ان ہولاء اہل بیعتی۔ اے خدا! یہ ہیں میرے اہل بیت۔

اس میں ازواج مطہرات کے دخول، ناپاکی سے دُور کرنے کی فضیلت اور پاکی و صفائی میں ان کی شمولیت میں کوئی منافات یا تعارض نہیں ہے۔

نیز جبریر کی روایت جو سیدہ ام سلمہ سے مروی ہے اس میں وہ فرماتی ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھی آپ کی اہل میں سے ہوں؟ فرمایا! تم بھی میری اہل میں سے ہو اور ایک روایت میں ہے کہ تم بھلائی پر ہو۔

اہل قرابت کون؟

اسی طرح آیا کریمہ!

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ

فرما دو تم میں سے اس پر اجر نہیں مانگتا مگر قرابت داروں کی محبت۔

اس آیت کی تفسیر میں بھی اختلاف ہے چنانچہ مروی ہے کہ جب یہ آئیہ کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے دریافت کیا من اهل قبر ابنتك؟ آپ کی قرابت والے کون ہیں؟ فرمایا! علی، قاطرہ اور ان کے دونوں فرزند۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم لیکن درست یہی ہے کہ اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام قرابت دار حضرات شامل ہیں اور ان میں یہ چاروں تن عمدہ ہیں اور باقی سب ان کے تحت ہیں۔

اہل بیت آگ سے محفوظ ہیں

اہل بیت اطہار کی طہارت اور عذاب دوزخ سے ان کی حفاظت کے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں!

اللہ عزوجل فرماتا ہے!

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَ كُفْرًا تَقَطُّهَا

اللہ بھی چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور رکھے اے نبی کے گھر والو اور تمہیں سقا کر دے خوب پاکیزہ فرما کر۔

حدیث: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں!

ان فاضحة احصنت فخرمها الله وذريتها على النار.

پینک قاطرہ نے اپنی حرمت نگاہ رکھی تو اللہ تعالیٰ نے اُسے اور اُس کی تمام نسل کو آگ پر حرام فرمادیا۔

اسے تمام نے نوام میں اور بزاز اور ابو یعلیٰ وطبرانی اور حاکم نے سند صحیح سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

حدیث: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں!

سألت ربي ان لا يدخل احدا من اهل بيتي النار

فاعطانيها.

میں نے اپنے رب عزوجل سے مانگا کہ میرے اہل بیت سے کسی کو دوزخ

میں نہ لے جائے اس نے میری یہ مراد عطا فرمائی۔
اسے ابو القاسم بن بشران نے اپنی امالی میں عمران بن حصین اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ
عہم سے روایت کیا۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بتول زہرا سے فرمایا!
ان الله غيبر معذبك ولا ولدك.

بیٹک اللہ تعالیٰ نے تجھے عذاب فرمائے گا نہ تیری اولاد کو۔
اسے طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔
حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں!

انما سميت فاطمة لان الله تعالى خطمها وذريتها عن النار
يووم القيامة.

فاطمہ زہرا کا نام فاطمہ زہرا اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے اور اُس کی نسل کو قیامت
میں آگ سے محفوظ فرما دیا۔ اسے ابن عساکر نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

اہل بیت جنتی ہیں

حدیث: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آئیے کریمہ و سوف عطیک ربکہ فرضی کی
تفسیر میں فرماتے ہیں!

من رضا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان لا یدخل
احد من اهل بيته النار.

یعنی اللہ عزوجل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ فرماتا ہے کہ بیٹک عنقریب
تمہیں تمہارا رب اتا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا
یہ ہے کہ حضور کے اہل بیت سے کوئی شخص دوزخ میں نہ جائے۔

حدیث: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں!

وعندى ربى فى اهل بيتى من اقرمهمم بالتوحيد و لى
بالبلاغ ان لا يعذبهم.

میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے اہل بیت سے جو شخص اللہ تعالیٰ کی
وعدائیت اور میری رسالت پر ایمان لائے گا اسے عذاب نہ فرمائے گا۔

حدیث : حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں !

يا علي ان اول اربعة يدخلون الجنة انا وانت الحسن
والحسين وذرارينا خلف ظهورنا.

اے علی ! سب میں پہلے وہ چار کہ جو جنت میں داخل ہوں گے میں ہوں اور تم حسن اور
حسین اور ہماری ذریتیں ہمارے پیٹھ پر ہوں گی۔

اسے ابن عساکر نے حضرت علی سے اور طبرانی نے کبیر میں اور اربع رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
روایت کیا۔

حدیث : حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں !

اول من يرد علي حوض اهل بيته ومن احبني من امتي -

سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر آنے والے میرے اہل بیت ہیں اور میری
امت سے میرے چاہنے والے۔

اسے دیلمی نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کیا۔

اہل بیت کے لئے دُعا

حدیث : حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا کی !

اللهم انهم عنرة رسولات فهب مسيتهم لهجنتهم وهبهم
نى -

اے نبی ! وہ تیرے رسول کی آل ہیں تو ان کے بدکارانہ کے نیکو کاروں کو دے ڈال اور ان
سب کو مجھے بہر فرما دے۔

پھر فرمایا ! ففعل مولیٰ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا،

امیر المومنین نے عرض کی۔ ما فعل کیا کیا ؟

فرمایا ! فعلہ ربکم بکم ویفعلہ بمن بعدکم

یہ تمہارے ساتھ کیا جو تمہارے بعد آنے والے ہیں ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا۔ اے حافظہ الحُب الطبری نے امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کیا۔

حضور اہل بیت کے بھی شفیع ہیں

امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی بہن حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بالیاں ایک بار ظاہر ہو گئیں اس پر ان سے کہا گیا۔

ان محمد الا یغنی عنک من اللہ شیئاً۔

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمہیں نہ بچائیں گے، وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ واقعہ عرض کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

ما بال اقوام یزعمون ان شفاعتی لا تنال اهل بیتی ان

شفاعتی لیبتنا اولیاء و حکم۔

کیا حال ہے ان لوگوں کا جو زعم کرتے ہیں کہ میری شفاعت میرے اہل بیت کو نہ پہنچے گی بیشک میری شفاعت ضرور تمہیلے جاؤ حکم کو بھی شامل ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔

اسی طرح حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے مروی ہے کہ وہ اپنے ایک پسری وفات پر باواز روئیں، ان سے وہی کہا گیا۔

ان قرابتک من محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تغنی

عنک من اللہ شیئاً۔

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت اللہ کے یہاں کچھ کام نہ دے گی۔

ایک موقع پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع فرما کر پسرئیران کا وہ رطلیل ارشاد فرمایا کہ :

کیا ہوا انہیں جو میری قرابت نافع نہیں بتاتے ؟ ہر رشتہ علاوہ قیامت سے قطع ہو جائے گا مگر میرا رشتہ علاوہ قہر دنیا و آخرت میں بیخود ہے۔ اسے بزار نے روایت کیا۔

امام ابن حجر کی صواعق میں فرماتے ہیں !

قال المحب الطبري وغيره من العلماء انه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لا يملك لاحد شيئاً لانفعاً ولا ضرراً لكن الله عزوجل يملكه نفع اقراره بل وجميع امته بالشفاعة العامة والخاصة فهو لا يملك لكن يملك له مولاة كما اشار اليه بقوله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم غير ان لكم رحماً وكذا معنى قوله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لا اغنى عنكم من الله شيئاً اى بمجرد نفسى من غير ما يكرمى به الله تعالى من نحو شفاعة و مغفرة وخطابهم بذلك رعاية لمقام التخيوف والحد على العمل و الحرص على ان يكونوا اولى الناس حظاً فى تقوى الله تعالى وخشية ثم اوما الى حق رحمة اشارة الى ان قال قبانبة عليهم .

وقيل هذا قبل علمه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بان الانتساب اليه تنفع وبانه يشفع فى ادخال قوم الجنة بغير حساب ورفع درجات آخرين واخراج قوم من النار .

محب طبري وغيره علماء نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (الذات) کسی چیز کے مالک نہیں، نفع نہ نقصان کے، ہاں اللہ عزوجل نے ان کو مالک بنایا ہے اپنے اقارب بلکہ اپنی تمام امت کے نفع کا، شفاعت عامہ و خاصہ کے ذریعہ، تو وہ بذات خود مالک نہیں ہیں ہاں ان کے مولیٰ نے ان کو مالک بنایا ہے جیسا کہ اس طرف اپنے ارشاد گرامی سے اشارہ فرمایا۔ مگر یہ کہ تمہارے لئے ایک تعلق ہے اور یہی معنی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کا کہ میں اللہ کے نزدیک تمہیں کوئی کام نہ آؤں گا یعنی بطور خود اس کے علاوہ جس کی اللہ تعالیٰ مجھے کرامت بخشنے کا جیسے شفاعت یا مغفرت، اور ان سے خطاب فرمایا اس کے ساتھ (تمہیں نفع نہ

دوں گا) مقام تحریف کی رعایت کرتے ہوئے اور عمل پر اجماع اور اس بات پر حرص دلانے کے لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اس کی خشیت میں لوگوں میں بہتر نصیہ والے ہوں، پھر اشارہ فرمایا، اپنے حق تعلق کی جانب اس قول تک کفر مایا، انہیں اطمینان دلا دیا۔

اور کہا گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس بات کے جاننے سے پہلے کی بات ہے کہ آپ کی طرف انتساب نفع دیتا ہے اور اس بات کے جاننے سے پہلے کہ وہ اُمت کو جنت میں بغیر حساب کے داخل کریں گے اور درجوں پر درجہ بلند کرنے اور اُمت کو دوزخ سے نکالنے میں شفع ہوں گے۔

اسی میں بعض احادیث نفع نسب کریم ذکر کرتے فرماتے ہیں !

ولا ینأقی هذه الاحادیث ما فی الصحیحین وغیرہما
انہ لما نزل قوله تعالیٰ و انذر عشیرتک الاقربین فجمع
قومہ قومہ ثم عم وخص بقوله لا اغنی عنکم من اللہ
شیئاً حتی قال یا فاضلہ بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم . اما لان هذه الروایة محمولة علی من مات
کافراً او انها اخرجت . فخرج التغلیظ والتنفیس او انها
قبل علمہ بانہ یشفع عموماً وخصوصاً .

اور یہ احادیث متناقض نہیں ہیں، ان احادیث کے جو صحیحین وغیرہما میں ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا فرمان وَاَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ سازل ہوا تو آپ نے اپنی قوم کو جمع فرمایا پھر اپنے قول لا اغنی عنکم من اللہ شیئاً کو عام و خاص دونوں طریقے سے بیان فرمایا یہاں تک کہ فرمایا اے قاطرہ بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، یا تو اس لیے کہ یہ روایت محمول ہے اس شخص پر جو کافر مرے یا یہ کہ روایت اس سے خارج ہے پس تغلیظ و تخفیر خارج ہوگئی، یا یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس بات کے علم سے پہلے کی بات ہے کہ وہ شفاعت عامہ و خاص فرمائیں گے۔

علامہ متاوی تیسرے میں زبردستی کل سبب و نسب فرماتے ہیں!

لا یعارضہ قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
لا اهل بینہ ولا اغنی عنکم من اللہ شیئاً لان معناه ان لا

بہمکت لہم نفعاً لکن اللہ بہمکت نفعہم بالشفاعة فهو لا
بہمکت الا ما ملکہ ربہ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے اہل بیت سے لائے گئے عتق فرماتا اس
حدیث کے معارض نہیں، اس لئے کہ معنی یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے نفع کے
مالک نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ شفاعت کے ذریعہ ان کے نفع کا مالک بنائے گا جس وہ مالک نہیں بنائے گا
جس وہ مالک نہیں ہیں مگر اس کے جس کا ان کو ان کے رب نے مالک بنایا۔

حضرت شیخ محقق قدس سرہ احد الملعات میں فرماتے ہیں!

غایت و انذار و مہاندور آنت ولا فضل، یعنی ازیں مذکورین و در آمدن ایشان بہشت را
و شفاعت آن سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مرصصا امت ما چہ جائے قریباے خویشاں،
ولے یا حدیث صحیحہ ثابت شدہ است و یا وجد آخوف لا الابی باقی ست و این مقام تقاضائے این
حال کرد، و تو ان کہہ حدیث فضل و شفاعت بعد از ان و در و یافتہ باشد و یا جملہ مامور شدہ از جانب
پروردگار تعالیٰ بے از پس امثال کردایں امر را۔

اس میں غایت و انذار اور مہاندور ہے نہ کہ فضل، بعض نے یہ ذکر کیا کہ ان کا بہشت میں آنا
اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہم گنہگار ان امت کی شفاعت کرنا چاہئے۔ اپنے قریباے
کی لیکن احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا ہے اس کے باوجود وہ خوف لا الابی باقی ہے اور یہ مقام اس
حال کا متقاضی ہے اور ممکن ہے کہ فضل و شفاعت کی حدیثیں اس کے بعد وارد ہوئی ہیں، حاصل یہ
کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی جانب سے انذار کے لئے مامور ہیں تو حضور
نے اس قسم کی تمثیل بیان فرمائی۔

اہل بیت کی تعظیم نہ کرنے والا مستحق وعید ہے

حدیث: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں!

من لہم یعرف حق عترتی والانصار والعرب فهو لاحدی
ثلث اما منافق واما الزینة واما امرء حملتہ امہ
بغیر طہر۔

جو میری عزت، انصار اور عرب کا حق نہ بچانے وہ تین حال سے خالی نہیں یا تو منافق ہے یا حرامی یا جھٹی بچہ۔ اسے ابن عدی اور بیہقی نے شعب الایمان میں امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کیا۔

حدیث : حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں !

سنة لعنتهم لعنهم الله وكل نبي محاب الزائد في
كتاب الله والمكذب بقدر الله والمتسلط بالجبروت فيعز
بذلك من اذل الله يذل من اعزل الله والمستحل لحرام
الله والمستحل من عاتق ما جر من الله والتارك لسنتي.

چھ شخص ہیں جن پر میں نے لعنت کی، اللہ انہیں لعنت کرے اور ہر نبی کی دعا قبول ہے، کتاب اللہ میں بڑھانے والے (جیسے رافضی کچھ آیتیں سورتیں جدا بتاتے ہیں) اور تقدیر الہی کا جھٹلانے والا اور وہ جو ظلم کے ساتھ تسلط کرے کہ جسے خدا نے ذلیل بنایا اسے عزت دے اور جسے خدا نے معزز کیا اسے ذلیل کرے اور حرم مکہ کی بے حرمتی کرنے والا اور جو میری عزت کو برا ٹھہرا کر چھوڑے اسے ترمذی و حاکم نے ام المؤمنین صدیقہ اور حاکم نے ام الدرداء اور طبرانی نے عمرو بن حفوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا اور کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

حدیث : حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں !

من احب ان يبأرك له في اجله وان يمتعه الله بما خوله
فليخلفني في اهلي خلافة حسنة ومن لم يخلفني فيهم بئسك
عمرة ووردة على يوم القيامة مسودا وجهه.

جیسے پسند ہو کہ اس کی عمر میں برکت ہو اور خدا سے اپنی دی ہوئی نعمت سے بہرہ مند کرے تو اسے لازم ہے کہ میرے بعد میرے اہل بیت سے اچھا سلوک کرے، جو ایسا نہ کرے اس کی عمر کی برکت اُڑ جائے گی اور قیامت میں میرے سامنے کالا منہ کر کے آئے۔ اسے ابو اشیح نے تفسیر ابونعیم نے عبد اللہ بن بزر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

حدیث : حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں !

ان الله عز وجل ثلث حرمات فمن حفظهن حفظهن

اللہ دینہ و دنیاہ و من لہ یحفظہن لہ یحفظ اللہ دینہ و لا

دنیاء۔ حرمة الاسلام و حرمتی و حرمة رجمی۔

پس جب اللہ عزوجل کی تین حرمتیں ہیں جو ان کی حفاظت کرے اللہ تعالیٰ اس کے دین و دنیا محفوظ رکھے اور جو ان کی حفاظت نہ کرے اللہ اس کے دین کی حفاظت فرمائے نہ دنیا کی، ایک اسلام کی حرمت، دوسری میری حرمت، تیسری میری قرابت کی حرمت، اسے ابو اسحاق ابن حبان اور طبرانی نے روایت کیا۔

(اراءہ الا دیب لغافلہ النسب)

اہل بیت اُمت کے لئے امان ہیں

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں!

النجوم امان لاهل السماء و اهل بیتی امان لامتی۔

ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اور میرے اہل بیت

میری اُمت کے لئے پناہ۔

اقول: اگر اہل بیت کرام میں تعظیم ہو جیسا کہ ظاہر حدیث ہے تو غالباً یہاں ہلاک مطلق و

ارتقاء قرآن عظیم و ہدم کعبہ معظمہ و ویرانی مدینہ طیبہ سے پناہ مراد ہو کہ جب تک اہل بیت الطہار رہیں گے یہ جائز ابلایں نہیں نہ آئیں گی۔ اور بر تقدیر خصوص ظہور طوائف صالحہ مراد ہو، جیسا کہ مستد ابویعلیٰ میں سلمہ بن اکوع سند حسن کے ساتھ اور حاکم کی مستدرک میں صحت کے ساتھ مروی ہے اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ الفاظ مروی ہیں۔

النجوم امان لاهل الارض من المغرب و اهل بیتی

امان لامتی من الاختلاف۔ الحدیث

ستارے زمین والوں کے لئے غرق سے امان ہیں اور میری اُمت کے لئے میرے اہل

بیت اختلاف سے پناہ ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں!

اهل بیتی امان لامتی فاذا ذهب اهل بیت اتاہم ما یوعدون۔

میرے اہل بیت میری اُمت کے لئے امان ہیں جب اہل بیت نہ رہیں گے اُمت پر وہ
آئے جہان سے وعدہ ہیں، حاکم نے اسے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

حضرت جعفر کا جنت میں اڑنا

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں!

رأيت جعفرا يبصر ملكا في الجنة تدعى في الجنة تدعى
تأذمتاه ورايت زيدا دون ذلك فقلت ما كنت اظن ان
زيدا دون جعفر فقال جبريل ان زيدا ليس بدون جعفر
ولكننا فضلنا جعفر بقربته منك.

میں نے جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا حظ فرمایا کہ فرشتہ بن کر جنت میں اڑ رہے ہیں اور
ان کے بازوؤں کے اگلے دونوں شیمبروں سے خون رواں ہے اور زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
میں نے ان سے کم مرتبہ پایا۔ میں نے فرمایا مجھے گمان نہ تھا کہ زید کا مرتبہ جعفر سے کم ہوگا جبریل
امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی، زید جعفر سے کم نہیں مگر ہم نے جعفر کا مرتبہ زید سے بڑھا دیا
جس لئے کہ وہ حضور سے قرابت رکھتے ہیں۔ ابن سعد نے محمد بن عمرو بن علی سے مرسل روایت کیا
(الاصن والعلی)

امام باقر کو حضور نے سلام کہا

امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بشارت بصریح نام گرامی صحیح حدیث میں ہے، حضرت جابر
بن عبد اللہ بن انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا
ذکر فرمایا کہ ان سے ہمارا سلام کہنا۔

سیدنا امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ طلب علم کے لئے سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس
آئے انہوں نے ان کی غایت تکریم کی اور کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وسلم علیک۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کو سلام فرماتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 12 صفحہ 218)

اہل بیت سے حُسن سلوک

ابن عساکر امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں!

من صنع الی اهل بیته ید کفایتہ علیہا یومہ القیامة
جو میری اہل بیت میں کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا میں روز قیامت اس کا صلہ اسے
عطافراؤں گا۔

خطیب بغدادی امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

من صنع صنیعة الی احد من خلف عبد المطلب فی الدنیا
فعلی مکفایتہ اذا القینی۔
جو شخص اولاد عبد المطلب میں سے کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی کرے اس کا صلہ دیتا مجھ پر
لازم ہے۔ جب وہ روز قیامت مجھ سے ملے گا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 4 صفحہ 394۔ علی المخلوۃ)

بنی ہاشم کو صدقہ دینا جائز نہیں

امام احمد رضا ربیوی رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں!
بنی ہاشم کو زکوٰۃ و صدقات واجبات دینا زہار جائز نہیں تا نہیں لینا حلال۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے متواتر حدیثیں اس تحریم میں آئیں اور علت تحریم ان کی عزت و کرامت ہے کہ زکوٰۃ مال کا نیل ہے اور مثل ساز صدقات واجبہ غائل ذنوب تو ان کا مثل ماہ مستعمل کے ہے جو گناہوں کی نجاست اور حدتات کے قاذورات دھو کر لایا ان پاک لطیف سحرے نقیف اہل بیت طیب و طہارت کی شان اس سے بس ارفع و اعلیٰ ہے کہ ایسی چیزوں سے آلودگی کریں خودا حادثہ صحیحہ میں اس علت کی تصریح فرمائی۔

احمد مسلم مطلب بن ربیعہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں!

قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
ان الصدقة لا تنبغي لمحمد ولا لآل محمد انما هي اوساخ
الناس

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ محمد اور آل محمد کے لئے صدقہ جائز نہیں
ہے کہ یہ لوگوں کا میل ہے۔

طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

انه لا يجمل لكم اهل البيت من الصدقات شي انما هي
غسالة الايدي هذي مختصر الطحاوی۔

گناہوں کا دھوون

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اہل بیت اطہار کے لئے صدقہ کی
کوئی چیز حلال نہیں کہ یہ ہاتھوں کا دھون ہے۔

عن علي كرم الله تعالى وجهه الكريمر قال قلت
لعباس بن النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
يستعملك على الصدقات فسأله فقال ما كنت لا
ستعملك على غسالة ذنوب الناس۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ آپ نبی
کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کیجئے کہ حضور آپ کو تحصیل صدقات پر عامل بنا دیں
تو انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کر دی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس لئے نہیں کہ آپ لوگوں کے گناہوں کے دھون پر عامل بناؤں۔ یعنی
یہ خدمت آپ کے ثایان شان نہیں ہے۔

ابن ابی شیبہ اور طبرانی خصیصہ و مجاہد سے روایت کرتے ہیں۔

قال كان آل محمد صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لا تجمل
لهم الصدقة فجعل لهم خمس الخبيس۔

بیک آل محمد کے لئے صدقہ حلال نہیں ہے اور قوم کا آزاد کردہ غلام قوم کا خزن ہوتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 4 صفحہ 478_479_482)

بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم انا لا
تحل لنا الصدقة.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں ہے۔

احمد ابو داؤد ترمذی و نسائی و حاکم بر شرط شیخین و ابن خزیمہ و ابن حبان اور طحاوی ابو رافع
موتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے راوی۔

عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ان الصدقة
لا تحل لنا.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں ہے
احمد و حبان و صحیح الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔

عن النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم انا آل محمد لا
تحل لنا الصدقة

یعنی حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ ہم آل محمد ہیں ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں ہے۔

الطبرانی عن ابن عباس يرفعه الى النبي صلى الله
تعالى عليه وآله وسلم انه لا يحل لكم اهل البيت من
الصدقات شئى.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ اہل بیت کے لئے
صدقات کی کوئی چیز جائز نہیں۔

احمد ابو داؤد و نسائی و حاکم بر شرط صحیح اور طحاوی تہر بن حکیم کے دادا سے راوی۔

عن النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لا يحل لآل محمد
منها شئى.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ آل محمد کے لئے صدقہ کی کوئی چیز حلال نہیں ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 4 صفحہ 485-486)

جعفر کی ایک کتاب

ابن قتیبہ پھر ابن خلکان پھر امام دہری پھر علامہ زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں!

الجفر جلد کتبہ جعفر الصادق کتب فیہ لاهل
البيت کل ما یجتاجون الی علمہ وکل ما یکون الی یوم
القیامة .

جعفر ایک جلد ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھی اور اس میں اہل بیت کرام کے لئے جس چیز کے علم کی انہیں حاجت پڑے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب تحریر فرما دیا۔

(خالص الاعتقاد)

اہل بیت کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں!

کیا بات رضا اُس چنستانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول
یہ اہل بیت کی چلی سے چال سیکھی ہے
رواں ہے بے مد دست آسائے فلک

پارہائے صحف غنچہ ہائے قدس
اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام
آپ تطہیر جس میں پودے جے
اس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام

(سیرت مصطفیٰ جانِ رحمت جلد 3 صفحہ 223 تا 243)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خاندانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اس انداز میں
 لکھی ہے جس کے آگے بڑی بڑی کتابیں اور بڑے بڑے دیوان کم محسوس ہوتے ہیں۔
 امام اہل سنت نے ایک شعر میں خاندانِ رسول کے ہر فرد کی عظمت بیان کر دی۔
 آپ فرماتے ہیں !

تُو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !

آپ کی ذات منبج نور ہے۔

آپ کی ذات نور ہی نور ہے۔

آپ کی تخلیق تو نور سے ہوئی ہے۔

آپ کی اصل نور ہے۔

آپ کا جو ہر نور ہے۔

آپ کی حقیقت نور ہے۔

آپ کی ذاتِ اقدس کے حوالے سے آپ کے سب گھروا لے نور ہیں۔

آپ کے اہل بیت نور ہیں۔

آپ کی نسبتِ عظیمہ کے صدقے آپ کے اہل بیت تو نور ہیں ہی بلکہ آپ کے گھر کا ہر

فرد آپ کی ذریت کا ہر فرد نور ہے۔

آپ کے نوری گھرانے کا ہر فرد نور ہے۔

آپ کے اہل بیت کا بچہ بچہ نور ہے۔

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

تُو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

نور میں نخلت نہیں ہو سکتی۔ نور نور ہی رہتا ہے۔

تُو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا !

كُنْتُ اَنَا و عَلِيٌّ نُورٌ بَيْنَ يَدَيْ لَلَّهِ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَ اٰدَمَ عَلَيْهِ
السَّلَامُ بِارْبَعَةِ عَشَرَ اَلْفَ عَامًا
میں اور علی آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ
کے ہاں نور تھے۔

(الریاض البصرہ فی مناقب الاحقرہ جلد ۲ ص ۱۴۰)

تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا، اسی حدیث پاک کی تشریح و تفسیر ہے۔
حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے
بارے میں ارشاد فرمایا !

فاطمۃ بضعة منی

فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے۔

فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں اور اس طرح آپ کے جسم اقدس کا ٹکڑا بھی نور
ہے۔ اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا جزو قرار دے رہے
ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جو حکم کل کے لیے ہے وہی حکم جزو کے لیے ہے۔

اسی لیے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا !

تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

ایک اور حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں !

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
خصائص میں ہے کہ سب سے پہلے آپ ہی پلہر اطہ سے گزریں گے۔ اور سب سے پہلے آپ ہی
جنت کے دروازے پر دستک دیں گے۔ اور سب سے پہلے آپ ہی اس میں داخل ہو گئے۔

وان لہ فی کل شجرۃ من راسہ وجہہ نور

ہے شجرہ آپ کے سر کے ہر پال سے اور آپ کے چہرہ اقدس سے نور

تایاں ہوگا۔

آل رسول میں ہے!

اللہ ہی جانتا ہے کہ ان دونوں پائی کی رفعتِ شان کیا ہے۔ حضور کو دیکھو تو آپ کے ہر بال سے نورِ فانی ہوگی کہ نوری جنت کو اپنے نور سے اور بھی چکا دے گی۔ اور واضحی چہرے کا نور عرشوں تک اپنے اثرات مرتب کرے گا۔

اب ذرا سید و طیبہ و طاہرہ جناب سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کے انوار ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ اہل جنت جنت میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے اتنے میں نور پلندہ ہوگا۔ لوگ اُسے آفتاب سمجھیں گے۔ پھر لوگ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک تھا کہ جنت میں آفتاب کو نہ دیکھیں گے۔ اُس وقت رضوان بتائے گا!

هذه فاطمة وعلی ضحکفاشرقت الجنان من نور ضحکھما
حضرت فاطمہ اور حضرت علیؑ جیسے ہیں۔ ان کی مسکراہٹ سے چشمیں چمک اٹھی ہیں
(نزہۃ المجالس جلد ۲ صفحہ ۲۴)

اسی لیے تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا!

تو ہے عین نور تیرا س گہرا نہ نور کا
آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات تو عین نور ہے اسی لیے اس سرچشمہ نور سے تعلق رکھنے والے اہل بیت بھی نور ہیں۔

بچہ بچہ نور کا

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

لکل نبی أمر عصبۃ ینتمون الا البنی فاطمۃ فانا
ولیبہا او عصبیتہما

(المستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۱۴)

تمام انبیاء کی نسل اُن کے بیٹوں سے شروع ہوئی اور میری نسل میری پائی سے شروع

ہوگی۔

ان اللہ تعالیٰ جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریۃتی فی
صلب علی ابن ابی طالب ..
پھر فرمایا !

تمام نبیوں کے سلسلہ نسل ان کی اپنی پشت سے چلا لیکن میری اولاد
کا نظورِ رحمتِ علی سے ہوگا۔

(جامع البصیر جلد اول ص ۴۹)

سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا بوضوح منی ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا نور نبی ہیں۔

فرمایا ! انا و علی من نور واحد

اسی لیے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اولاد نبی حضرت علی المرتضیٰ
کی پشت مبارکہ میں رکھی گئی۔

اعلیٰ حضرت نے اسی حوالے سے فرمایا ہے!

تیری نسل پاک میں ہے بچے بچے نور کا

یا رسول اللہ ! آپ کی نسل مبارکہ کا ہر فرد نور، آپ کا ہر جگر پارہ نور سے تخلیق کیا گیا

ہے۔

قارئین ! یہاں ایک بات کی اور وضاحت کرتے چلیں کہ قیامت کے دن سب کی

نسلیں منقطع ہو جائیں گی۔

صحابہ کی نسلیں بھی منقطع ہو جائیں گی۔

تابعین کی نسلیں بھی منقطع ہو جائیں گی۔

جہدین کی نسلیں بھی منقطع ہو جائیں گی۔

محدثین کی نسلیں بھی منقطع ہو جائیں گی۔

مفتخرین کی نسلیں بھی منقطع ہو جائیں گی۔

ائمہ دین کی نسلیں بھی منقطع ہو جائیں گی۔

کسی کا علم و فضل نسل کو منقطع ہونے سے نہیں بچا سکے گا۔

لیکن !

اُس وقت بھی ہر کار و عالم کا حسب بھی قائم رہے گا اور نسب بھی قائم رہے گا۔
یہی نسل ٹور ہوگی جس کا حسب نسب قائم ہوگا۔
حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

ان الانساب تنقطع يوم القيامة غير نسبىو سببى و
صہری

تُو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا
تیری نسل پاک میں ہے بچے بچے نور کا
جو لوگ سادات کی تعظیم سے کتراتے ہیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اُن کی اصلاح
فرما رہے ہیں،

سادات کی تکریم اور رسول ہونے کی وجہ سے کرو۔
سادات کی تعظیم جزو رسول ہونے کی وجہ سے کرو۔
سادات کی تکریم نسبت رسول ہونے کی وجہ سے کرو۔
سادات کی تکریم خدم زادے ہونے کی وجہ سے کرو۔
سادات کی تکریم خون رسول ہونے کی وجہ سے کرو۔
سادات کی تکریم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کے لیے کرو۔
سادات کی تکریم مالک کائنات کی رضا کے لیے کرو۔
اعلیٰ حضرت احمد رضا فاضل بریلوی اس نوری گھرانے کے ہر فرد کی تعظیم و توقیر کرتے
تھے۔

آپ کی سیرت پر لکھی گئی کتاب الشاہ احمد رضا بریلوی، میں مفتی غلام سرور قادری لاہوری
لکھتے ہیں!

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سادات کا بہت احترام فرماتے تھے،
وہ ان کی توقیر و تکریم کا اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

(الشاہ احمد رضا ص ۹۹)

ہم نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت پر تحقیق کتاب ”عظمتِ اعلیٰ حضرت“ لکھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سچے عاشقِ رسول تھے۔ اور آپ کا عشقِ رسول ہی آپ کی پہچان بن گیا۔

غیروں نے آپ کی مخالفت کی تو اسی عشقِ رسول کی وجہ سے۔

غیروں نے آپ کو طعنے دیئے تو اسی عشقِ رسول کی وجہ سے۔

اور پھر !

محبت کا تو تقاضا ہی یہی ہوتا ہے کہ محبوب سے منسوب ہر شے سے محبت کی جاتی ہے۔

اعلیٰ حضرت کی زندگی اس بات کی گواہ ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

ساتھ والہانہ محبت فرمائی ہے۔

اعلیٰ حضرت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ پاک کا بھی احترام کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کا بھی احترام کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کا بھی احترام کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہر مقدس کا بھی احترام کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گلی گوجوں کا بھی احترام کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ طیبہ کے گرد و غبار کا بھی احترام کیا ہے

یہی احترام آپ کو آپ کے سارے علماء سے جتنا زکر گیا۔

آپ کا یہی جذبہ عشقِ رسول آپ کی پہچان بن گیا۔

عشق جب رہنمائی کرتا ہے تو بھر ساری منزلیں عطا ہو جاتی ہیں۔

اعلیٰ حضرت کا رحمہ اللہ علیہ کی فتاہت، علم و فن، زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت، شرف

روحانیت، ہر عمل ایسی جگہ لیکن آپ کا جذبہ عشق ہی آپ کو تمام علماء سے ممتاز کرتا ہے۔

سادات کی تکریم

آپ ساداتِ کرام کی تکریم میں اس لیے کوشش فرماتے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

دربار کو ہر بار میں مقرر ہو سکیں۔ کیونکہ آپ جانتے تھے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم خدا اہل بیت کی مودت طلب فرما رکھی ہے۔

اور عشق کی منزل تک پہنچنے کے لیے اہل بیت کی مودت کس طرح کمال ہوگی وہ یہ بھی جانتے تھے۔ اس لیے اہل بیت کی محبت ان کی ہرز جا تھی۔
ہم یہاں ان کی سادات کی تعظیم کے حوالے سے چند واقعات پیش خدمت کر رہے ہیں،

ملازم سے حُسنِ سلوک

ایک بار ایک لڑکا خانہ داری کے لیے ملازم رکھا گیا، اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ سیدزادہ ہے۔

آپ نے فوراً گھر والوں کو صدایات جاری فرمادیں کہ یہ بچہ سیدزادہ ہیں۔

یہ ہمارا مخدوم زادہ ہے۔

یہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہے۔ ہم نے اس کی غلامی کرتی ہے۔

یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون ہے اس سے کام نہیں لیا جائے گا

یہ ہمارے لیے محترم ہے اس لیے گھر کا کوئی فرد اسے کام نہیں کہے گا۔

چنانچہ اس سیدزادے کو بغیر کام کے تنخواہ پیش کر دی جاتی۔

(عظمت اعلیٰ حضرت) (اشاعرا محمد رضا ص ۱۰۰)

قارئین!

اس واقعہ میں بہت سی لطیف باتیں ہیں جن کی وضاحت ضروری ہے۔

☆ ایک تو یہ کہ اعلیٰ حضرت نے جب اس صاحبزادے کو ملازم رکھا تو آپ نہ جانتے تھے

کہ وہ سیدزادہ ہیں۔ جب معلوم ہو گیا تو تعظیم کا حکم دے دیا گیا۔

☆ دوم یہ کہ سیدزادے پر حکم چلانے سے اہل خانہ ان کو منع کر دیا گیا کہ یہ مخدوم زادہ

ہیں رہیں گے تو یہیں مگر ان سے کام نہ لیا جائے کہ مبادہ گستاخی نہ ہو جائے۔ کیونکہ جب کسی کو ملازم

رکھا جاتا ہے تو کام نہ کرنے پر یا سستی پر سخت عتاب کہہ دیا جاتا ہے۔ اس لیے اعلیٰ حضرت نے فوراً

اہل خانہ ان کو حکم دیا کہ آپ اس شہزادے سے کام نہیں لے سکتے۔

☆ سوم یہ کہ سید زادے کو ملازمت نہیں دی بلکہ ان کی خدمت کرتے رہے۔
سید زادے کو یہ نہیں کہا کہ ہم آپ سی کام نہیں لے سکتے لہذا آپ چھٹی کر جائیں۔ بلکہ
آپ نے محبت و تعظیم کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اُس سید زادے کو تنخواہ بطور صدیہ پیش کرتے
رہے۔

جبکہ آج ہم میں یہ جذبہ عشق و محبت مفقود ہے۔ ہم آل رسول کی تعظیم و تکریم کا حق ادا نہیں
کرتے۔

ہم آل رسول کے حقوق کا لحاظ نہیں کرتے۔
ہم آل رسول کی سید زادہ ہونے کی وجہ سے وہ تعظیم نہیں کرتے جو کسی دولت مند کی کرتے
ہیں۔ اللہ تعالیٰ احترام سادات کی توفیق عطا فرمائے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے!

تیری نسل پاک میں ہے بچے بچے نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

نور کو وہی پہچانے گا جس کی آنکھوں پر نقص کی پٹی نہ ہو۔

نور کو وہی پہچانے گا جس کو نور بصیرت حاصل ہو۔

نور سادات کو وہی دیکھے گا جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو ماننے والا ہو۔

نور کو وہی دیکھے گا جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سچا غلام ہوگا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسل کو نور تو وہی مانے گا جس کا عقیدہ وہی ہو جو اعلیٰ حضرت عظیم

البرکت رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

اعلیٰ حضرت تو یہ پیام دے گئے!

تیری نسل پاک میں ہے بچے بچے نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

سادات کو اولیت دینا

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سادات کی تعظیم و تکریم میں بہت کوشش فرماتے۔

مفتی غلام سرور قادری لاہوری لکھتے ہیں !

اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ عیدین اور دوسری علاقوں میں سادات سے مصافحہ کرتے۔

قارئین ! غور فرمائیں یہ ہے محبت یہ ہے عشق ، یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تعلق کہ آپ کی اولاد کا بھی احترام کیا جائے۔ اور اسی احترام کا صدقہ آج ہر شخص اعلیٰ حضرت کا احترام کر رہا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا معمول ملاحظہ فرمائیں !

عیدین کا موقع ہوتا تو سادات سے پہلے مصافحہ فرماتے۔

محفل ہوتی تو سادات سے پہلے مصافحہ فرماتے۔

علاقا تہوں میں سب سے پہلے سادات سے مصافحہ فرماتے۔

آپ ترجیحاً سادات کرام سے ملتے۔ حالانکہ آپ کی محفل میں آپ کے علاقائیوں میں بڑے بڑے نواب بڑے بڑے رئیس بڑے بڑے علماء تشریف لاتے۔ لیکن آپ جانتے تھے کہ میں نے تو اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل سے محبت و مودت کے امتحان میں کامیابی حاصل کرتی ہے۔ اسی لیے آپ ہر علاقہ میں سادات کو خاص اذیت دیتے کیونکہ آپ نے خوہر مارکھا ہے کہ

تیری نسل پاک میں ہے بچے بچے نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

سیدزادے کو نام لیکر نہ بلاتے

اعلیٰ حضرت الشاہ محمد رضا قاضی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے جذبہ عشق کو لاکھوں سلام۔

آپ کی سیرت الشاہ احمد رضا کے صفحہ ۱۰۰ پر لکھا ہے !

آپ سیدزادے کا خالی نام لینے سے منع فرماتے۔

آپ فرماتے ! سیدزادے کا نام لے کر نہ پکارا جائے بلکہ آل پاک کی نسبت کا اظہار ہو، یعنی شہزادے، مخدوم زادے، صاحب زادے، شاہ صاحب، سیدی وغیرہ الفاظ بھی

شامل ہونے چاہئیں۔

آپ کا جذبہ رحمت دیکھیں اور آج ہم اپنے انداز دیکھیں سادات کرام کا نام ہمیں تعظیم سے لینا کوارہ نہیں۔

اگر کوئی سید زادے کی تکریم کرے تو اُسے طعن کیا جاتا ہے۔

مولوی کو اپنے علم پر ناز ہوتا ہے اس لیے سادات کرام کی تعظیم نہیں کر پاتا۔

مشائخ کو اپنی شخصیت پر ناز ہوتا ہے اس لیے وہ سادات کی تکریم نہیں کر پاتے۔

انہیں خونِ رسول کی عظمت کا ادراک نہیں ہوتا اسی لیے اپنی جھوٹی انا کے حوصل میں بند ہو کر وہ روحانیت کے اعلیٰ مقامات تک رسائی نہیں کر سکتے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ عشق میں اعلیٰ مقام حاصل کر گئے۔ کیونکہ وہ عظمتِ اہل بیت کو جان گئے۔ اور کہہ اُٹھے!

تیری نسل پاک میں ہے بچے بچے نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

سید زادے کو قاضی حد لگائے تو

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے!

اگر سید زادے کو قاضی حد لگائے تو یہ نہ کہنا چاہیے کہ اُس نے سید زادے کو سزا دی۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اُن کے پاؤں کی کچھڑا تار دی۔

(اشاعہ رحمہما ربیلوی ص ۱۰۰)

قارئین! شرعی مسئلہ میں حدود کا نفاذ قاضی کی ذمہ داری ہے۔ اور اس حوالہ سے قاضی کے لیے احکام جاری کرنا ضروری ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا عشق اور احتیاط ملاحظہ فرمائیں کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی قاضی کسی سید زادے کو حد لگائے تو یہ نہ کہے کہ سید زادے کو سزا دی۔ یہ ایک نہایت ہی پاکیزہ عقیدے کا اظہار ہے۔ اگرچہ سزا دینے والا سزا ہی دے رہا ہے۔ حد کا نفاذ کرنے والا حد ہی لگا رہا ہے لیکن آپ فرما رہے ہیں قاضی لفظ سزا بھی استعمال نہ کرے کیونکہ یہ لفظ عشق کو کوارہ نہیں۔

بلکہ قاضی کیے کہ سید زادے کے پاؤں کی کچھڑ صاف کر رہا ہے۔ یعنی اگر سید زادے سے گناہ رزہ ہو جائے تو بھی اعلیٰ حضرت گناہ کو کچھڑ سے موموم کر رہے ہیں۔ جو پاؤں میں لگ گیا اور قاضی وقت شہزادے کے پاؤں سے کچھڑاٹا رہا ہے۔

تیری نسل پاک میں لہے بچے بچے نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

شہزادے اور شہزادی

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے جذبہ غم و ذلت اہل بیت کا ہر پہلو اس قدر روشن اور درخشاں ہے کہ آج کے علماء و مشائخ کو اس سے روشنی حاصل کرنی چاہیے اور اپنے عقیدے کو امام اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق ڈھال لینا چاہیے۔

مفتی غلام سرور قادری لکھتے ہیں!

آپ سید زادوں کو شہزادے اور سید زادی کو شہزادی کہہ کر یاد فرماتے۔ قارئین غور فرمائیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی حجت اہل بیت کا ہر انداز زلالا ہے۔

ہر انداز جدا گانہ ہے

ہر زادیہ حسین ہے۔

ہر پہلو خوش کن ہے۔

ہر رنگ خوش رنگ ہے۔

آپ سید زادے کو شہزادے کہہ کر مخاطب کرتے۔

اگر کوئی شخص حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سردار و دو جہاں مانے اور حضور کو اپنی جان کا مالک مانے تو آپ کی اولاد کو شہزادہ ہی مانے گا۔ لیکن اس مقام کو جاننے والا کوئی کوئی ہوتا ہے۔ اور جو جان لیتا ہے وہ کہتا ٹھکتا ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچے بچے نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

عظمتِ اہل بیت اور سیدِ نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

صدرالاقاضی مفسر قرآن، فقہیہ ذیشان، محقق نکتہ دان، حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ علیہم حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں آپ اعلیٰ حضرت اشاہ احمد رضا قاضی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد خاص اور خلفاء میں سے ہیں۔ آپ نے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ القرآن کنز الایمان پر خزائن العرفان کے نام سے تفسیری حاشیہ لکھا۔

سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

جن برگزیدہ نفوس اور خوش نصیب حضرات کو اس بارگاہ عالی میں قرب و نزویگی اور اختصاص حاصل ہے ان کے مراتب کیسے بلند و بالا ہوں گے۔

آپ اہل بیت علیہم السلام کے فضائل کا اعجازہ کیجیے،

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

ترجمہ:-

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ کہ تم سے رجس اور (ناپاکی) کو دور کر دے اہل بیت
رسول تمہیں پاک کر دے، خوب پاک۔

اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ یہ آیت حضرت علی المرتضیٰ، حضرت سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حق میں نازل ہوئی ہے۔
دوسرے مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

یہ آیت پنجتن پاک کی شان میں

احادیث پر جب نظر جاتی ہے تو مفسرین کی دونوں جماعتوں کو ان سے تائید پہنچتی ہے۔
امام احمد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت پنجتن پاک کی شان
میں نازل ہوئی۔

پنجتن پاک سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی
المرتضیٰ، حضرت فاطمہ الزہراء، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین صلوٰۃ
اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وعلیہم وسلم سے ہے،
آپ نے اسی ضمن میں دوسری حدیث شریف لکھی ہے۔

اسی مضمون کی حدیث مرفوع ابن جریر نے روایت کی طبرانی میں بھی اس کی تخریج کی،
مسلم کی حدیث میں ہے۔

حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان حضرات کو اپنی گیم مبارک میں لے کر آیت
تلاوت فرمائی ہے یہ بھی بصحت ثابت ہوا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان حضرات کو
تحت گیم اقدس لے کر یہ دعا فرمائی۔

اللھم ھو لاء اھل البیت و خاتمتی و خاتمتی اذھب عنھم الرجس
و طھرھم تطھیرا ۵

یا رب یہ میرے اہل بیت اور خصوصاً میں ان سے رجس و نا پا کی دور فرما
اور انہیں پاک کر دے اور خوب پاک

ایک اور روایت

ایک اور روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان حضرات کے ساتھ
اپنی باقی صاحبزادیوں اور قرابت داروں اور زواج مطہرات کو ملایا۔

(سوانح کربلا صفحہ نمبر ۶۰)

حضرت سید تقی الدین مراد آبادی لکھتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ دولت سرائے اقدس کے سکونت رکھنے والے اس آیت میں شامل ہیں۔

(سورح کر بلا صفحہ نمبر ۶۱)

آیت تطہیر کے بارے میں صدرالاقاضی حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

لکھتے ہیں:-

اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِلّٰهِ لِيُنْزِلَ عَلَيْنَا مِنْ سَمٰوٰتِهِ الْكِتٰبَ الَّذِيْ نَحْمَدُكَ فِيْهِ وَنُحَمِّدُكَ فِيْهِ وَنُطَهِّرُكَ فِيْهِ

یہ آیت کریمہ اہل بیت کرام کے فضائل کا منبع ہے۔

اس سے ان کے اعزاز، آثار اور علو شان کا اظہار ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ تمام اخلاق

دنیہ و احوال مذمومہ سے ان کی تطہیر فرمائی گئی ہے،

(سورح کر بلا صفحہ نمبر ۶۰)

اعزازات

حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں۔

اول بعض احادیث میں مروی ہے کہ اہل بیت علیہم السلام ہر پر حرام ہیں اور یہی اس

تطہیر کا قاعدہ اور ثمرہ ہے اور جو چیز ان کے احوال شریفہ کے لائق نہ ہو اس سے ان کا پروردگار

انہیں محفوظ رکھتا ہے اور بچاتا ہے جب خلافت طاہرہ میں شان مملکت و سلطنت پیدا ہوئی تو قدرت

نے اہل طاہر علیہم السلام کو اس سے بچایا اور اس کے عوض خلافت باطنہ عطا فرمائی۔

یہ اعزاز و اکرام ہے سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ طاہرہ کا کہ ان پر آگ کو

حرام قرار دے دیا گیا ہے اور یہ نسبت محبوب کا لحاظ ہے کہ آپ کی ذریت طاہرہ میں سے کوئی بھی

آگ میں نہ جائے۔

دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ اہل بیت رسول کے ہر فرد کو ایسے احوال سے جو اچھے نہ ہوں، محفوظ

رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں خود بچاتا ہے۔

سوم یہ کہ اللہ نے خلافت کی شکل تبدیل ہونے پر اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

بچالیا اور وہ حکومت میں شامل نہیں ہوئے۔

باطنی خلافت

صدرالاقاضی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

حضرات صوفیہ کا ایک گروہ جزم کرتا ہے کہ ہر زمانہ میں اولیا آل رسول ہی میں سے ہوں گے۔

(سوانح کربلا صفحہ نمبر ۶۱)

حضرت مجددالقبائل شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اولیا واقطاب ابدال و ادنا کا تعین بچپن پاک فرماتے ہیں۔

(مکتوبات مجددالقبائل)

تطہیر کا ثمرہ

صدرالاقاضی حضرت نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں (اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا) اس آیت تطہیر کا ثمرہ ہے کہ صدقہ ان پر حرام کیا گیا ہے۔

کیونکہ اس کو حدیث شریف میں صدقہ دینے والوں کا میل بتایا گیا ہے صدقہ لینے والوں میں صدقہ لینے والوں کی سبکی بھی ہے۔

اہل بیت رسول علیہم السلام کو جس وغنیمت کا حقدار بنایا ہے اور یہ اہل بیت رسول کا خاصہ ہے کیونکہ جس حاصل کرنے میں لینے والا بلندو بالا ہوتا ہے۔

عظمت و کرامت

صدرالاقاضی سید نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں آل پاک کی عظمت و کرامت یہاں تک ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں جب تک تم انہیں نہ چھوڑو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب اللہ اور ایک میری آل۔

(سوانح کربلا ص ۶۲)

دُعا کی قبولیت کی شرط

حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل فرماتے ہیں !
 ولیہی نے ایک حدیث روایت کی کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا دُعا
 رُکِی رَتَقِی ہے جب تک کہ مجھ پر اور میرے مائل بیت پر درود نہ پڑھا جائے۔

(سوانح کریلاں ۶۳)

اللہ کی رتی

فعلی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپ نے آیت
 وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا کى تفسیر میں فرمایا ہے کہ ہم (اہل بیت) حبل
 اللہ ہیں۔

(سوانح کریلاں ۶۳)

عظمتِ اہل بیت اور حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کسی تعارف کے محتاج نہیں آپ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے برادر اصغر ہیں آپ نے شانِ اہل بیت اور واقعہ کربلا کے حوالہ سے انتخابِ شہادت کے نام سے کتاب لکھی ہے جسے آئینہ قیامت بھی کہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا قاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ہے کہ مستند واقعات شہادت کے حوالہ سے بہترین کتاب میرے بھائی کی آئینہ قیامت اور حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی ہر الشہادتین ہیں۔

آپ فرماتے ہیں!

یاغِ جنت کے ہیں بہر مدح خوانِ اہل بیت

تم کو مزدہ ناز کا اے دشمنانِ اہل بیت

حضرت حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ حدیث نقل فرماتے ہیں۔

مژدہ ناز

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اس شخص پر جنت حرام ہے جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور میری اولاد کے بارے میں مجھے تکلیف دی۔

دوسری حدیث

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں امام حسن اور امام حسین علیہم السلام میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں الٹی تو ان کو دوست رکھ جان کو دوست رکھے۔

اہل بیت سے محبت حضور سے محبت ہے

کس زباں سے ہو بیان عز و شان اہل بیت
مدح کوئے مصطفیٰ ہے مدحواں اہل بیت
حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا !
اللہ تعالیٰ سے محبت کرو وہ تمہیں نعمتوں سے غذا عطا فرماتا ہے اور اللہ کی خاطر مجھ سے
محبت کرو اور میری خاطر میرے اہل بیت سے محبت کرو۔

(ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ نمبر ۲۱۹)

شانِ اہل بیت

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیہء تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہل بیت

امام اہل سنت حضرت امام حسن رضا ریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آلِ پاک کی شان
تو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ بیان کر رہا ہے اور اگر کوئی دیکھنا چاہے تو آیت تطہیر کو دیکھ لے کہ اہل
بیت کی کیا عظمت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا !

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

(اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر نا پاکی کو
دور کر دے اور تمہیں پوری طرح پاک و صاف کر دے۔

(سورۃ احزاب آیت ۳۳)

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیہء تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہل بیت

سرکار نے عظمت بڑھائی

مصطفیٰ عزت بڑھانے کے لئے تعظیم دیں
 ہے بلند اقبال حیرا دودمان اہل بیت
 حضرت حسن رضا بریلوی آئینہ قیامت میں روایت نقل فرماتے ہیں:
 ایک بار حضرت امام حسن علیہ السلام حاضر خدمت ہو کر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے شانہ مبارک پر سوار ہو گئے۔
 ایک صاحب نے عرض کی۔

صاحب زادے آپ کی سواری کیسی اچھی سواری ہے؟
 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! سواری بھی تو کیا اچھا ہے۔
 (آئینہ قیامت صفحہ نمبر ۲)

مصطفیٰ عزت بڑھانے کے لئے تعظیم دیں
 ہے بلند اقبال حیرا دودمان اہل بیت

دوسری روایت

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں تھے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام پشت
 مبارک سے لپٹ گئے حضور نے سجدے کو طول کر دیا کہ سر اٹھانے سے کہیں گرنہ جائیں۔
 (آئینہ قیامت صفحہ نمبر ۲)

جبریل اجازت طلب کرتے ہیں

ان کے گھر میں بے اجازت جبریل آتے نہیں
 قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہل بیت
 جبریل علیہ السلام پیاس پر وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت لے کر تشریف لاتے
 تھے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو آپ کے وصال مبارک سے تین یوم قبل ارشاد فرمایا میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ قدس میں حاضر ہو کر اجازت طلب کرو۔ تاکہ اجازت ہونے کے بعد عزرائیل علیہ السلام آپ کی روح قبض کرنے کے لئے حاضر ہو جائیں۔

چنانچہ بحکم پروردگار جبریل علیہ السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ کی فضیلت اور اکرام کے لئے خصوصیت کے ساتھ آپ کے پاس بھیجا ہے پس آپ نے مجھے کس حال میں پایا ہے۔ آپ نے فرمایا! میں نے تجھے غمزدہ پایا۔ جبریل علیہ السلام واپس چلے گئے دوسرے دن آکر جبریل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ بحکم باری تعالیٰ عزرائیل آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں اور یہ آپ کی خصوصیت ہے نہ تو انہوں نے پہلے کسی سے اجازت طلب کی ہے اور نہ ہی آپ کے سوا کسی سے اجازت طلب کریں گے۔

ان کے گھر میں بے اجازت جبرائیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہل بیت

اللہ خریدار ہے

مصطفیٰ بائع خریدار اس کا اللہ اشترئی

خوب چاندی کر رہا ہے کاروان اہل بیت

حضرت حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ آئینہ قیامت میں لکھتے ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام حاجیوں کے ہماؤ کی طرف حیرت سے دیکھتے ہیں اور حج نفل فوت ہونے پر اظہارِ افسوس بھی کرتے ہیں تو تقدیر زبان حال سے کہنا ٹھختی ہے۔
حسین (علیہ السلام) تم غمگین نہ ہو، اگر اس سال حج نہ کرنے کا افسوس ہے تو میں نے تمہارے لئے حج اکبر کا سامان مہیا کیا ہے۔

اٹھو اور کمر شوق پر دامنِ بہت کا مبارک احرام چست باغ و ہوا گر حاجیوں کی سعی کے لئے
مکہ کا ایک نالہ مقرر کیا ہے تو تمہارے لئے کسے سے لے کر کر بلا تک وسیع میدان موجود ہے۔

حاجی اگر زم زم پی کر سیراب ہوں گے تو تمہیں تین دن بیاسا رکھ کر شربت دیا دیا پلایا جائے گا کہ بیجا اور سیراب ہو کر بیٹو۔

حاجی بقرعید کی دسویں کو مکہ میں جانوروں کی قربانیاں کریں گے تو تم حرم کی دسویں کو کربلا کے میدان میں اپنے کود کے پاؤں کو خاکہ خون میں تڑپتا دیکھو گے۔
حاجیوں نے مکہ کی راہ میں اپنا مال صرف کیا ہے تم کربلا کے میدان میں اپنی جان اور عمر بھر کی کمائی لٹا دو گے۔

حاجیوں کے لئے مکہ میں تاجروں نے بازار کھولا ہے تم فرات کے کنارے دوست کی خاطر اپنی دوکانیں کھولو گے۔ یہاں حاجی اپنی خرید و فروخت کو آتے ہیں تمہاری دوکانوں پر تمہارا دوست جلو فرمائے گا۔ جو پہلی ہی ارشاد فرما چکا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ
الْجَنَّةَ

بے شک اللہ نے مسلمانوں کی جانیں اور مال جنت کے بدلے میں مول لے لئے ہیں۔

(سورۃ توبہ آیت ۱۱۱)

مصطفیٰ یاتح خریدار اس کا اللہ اشترى

خوب چاندی کر رہا ہے کاروان المل بیت

(انتخاب شہادت آئینہ قیامت صفحہ نمبر ۲۳)

میرے آقائے نعمت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مضمون کو پنجابی زبان میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔

جد گا ہک خدا بنیاں ہر جان فدا کیتی

کدوں دچیا جاناں نوں شیر نے بچا کر کے

(علامہ صائم چشتی)

قارئین محترم!

حضرت حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ طویل لکھم مکمل واقعہ کربلا کا احاطہ کئے ہوئے

اور ہمیں چونکہ عظمت اہل بیت کے حوالہ سے ہی بات کرنی ہے اس لئے باقی لہجہ بغیر تشریح و توضیح کے پیش کر رہے ہیں۔

پھول رُخوں کے کھلائے ہیں ہوائے دوست نے
خون سے سینچا گیا ہے گلستانِ اہل بیت

حوریں کرتی ہیں عروسانِ شہادت کا سنگھار
خوبرو دولہا بنا ہے ہر جوانِ اہل بیت

ہو گئی تحقیقِ عسیدِ دیدِ آبِ تجّ سے
اپنے روزے کھولتے ہیں سامانِ اہل بیت

اے شبابِ فصلِ گل پہ چل گئی ایسی ہوا
کٹ رہا ہے لہلہاتا بوستانِ اہل بیت

کس شقی کی ہے حکومت ہائے کیا اندر ہے
دن دہاڑے اُٹ رہا ہے کاروانِ اہل بیت

خشک ہو جا خاک ہو جا خاک میں مل جا فرات
خاک تجھ پر دیکھ تو ٹوٹگی زبانِ اہل بیت

خاک پر عباس و عثمان علم بردار ہیں
بے کسی اب کون اٹھائے گا نشانِ اہل بیت

تیری قدرت جانور تک آب سے سیراب ہوں
یہاں کی شدت میں ترپے بے زبان اہل بیت

قافلہ سالار منزل کو چلے ہیں سوئپ کر
وارث بے وارثاں کو کاروان اہل بیت

قافلہ کے لاڈلے کا آخری دیدار ہے
حشر کا ہنگامہ برپا ہے میان اہل بیت

وقت رخصت کہہ رہا ہے خاک میں ملتا سہاگ
لو سلام آخری اے بیگانہ اہل بیت

ہر فوج دشمنان میں اے فلک یوں ڈوب جا
قافلہ کا چاند مہر آسمان اہل بیت

کس مزے کی لذتیں ہیں آپ تجھ بار میں
خاک و خون میں لوستے ہیں کشمکش اہل بیت

بارغ جنت چھوڑ کر آئے ہیں محبوب خدا
اے زہے قسمت تمہاری کشمکش اہل بیت

حوریں بے پردہ نکل آئی ہیں سرکھولے ہوئے
آج کیسا حشر ہے یارب میان اہل بیت

کوئی کیوں پوچھے کسی کو کیا غرض اے بے کسی
آج کیسا ہے مریض نم جان اہل بیت

گھر لٹانا جان دینا کوئی تجھ سے سیکھ جائے
جان عالم ہو فدائے خاندان اہل بیت

سر شہیدان محبت کے ہیں نیزوں پر بلند
اور اونچی کی خدانے قدر و شان اہل بیت

دولت دیدار پائی پاک جانیں سچ کر
کربلا میں خوب ہی چنگی دوکان اہل بیت

رزم کھانے کو تو آپ تیغ پینے کو دیا
خوب دعوت کی بلا کر دشمنان اہل بیت

اپنا سودا سچ کر بازار عونا کر گئے
کوئی ہستی بسائی تاجران اہل بیت

اہل بیت پاک سے بے یاکیاں گستاخیاں
لعنت اللہ علیکم دشمنان اہل بیت

بے ادب گستاخ فرقے کو سنا دے اے حسن
یوں کہا کرتے ہیں سنی داستان اہل بیت

قارئین محترم !

ابن تمیم حضرت حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب انتخاب شہادت مع آئینہ قیامت میں بیان کی گئی روایات پیش کرتے ہیں جن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرامین سے عظمت اہل بیت کا بیان ملتا ہے۔

شہادتِ حسنین شہادتِ رسول

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا

وأولادنا محمد وآله واصحابه اجمعين

ہمارے حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام کمالات و صفات کا مجمع خلق فرمایا حضور کے اوصاف حمیدہ و خصائل پسندیدہ کسی ملک کسی بشر کی رسول کسی پیغمبر میں ممکن نہیں۔

بظن ظاہر صرف فضل شہادت اس بارگاہ عرشِ اشتباہ کی حاضری سے محروم رہا اس کی نسبت علمائے کرام کا خیال ہے اور کتنا نفس خیال ہے کہ جنگِ احد میں اس روح مصور جانِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دماغ مبارک شہید ہونا سب شہیدوں کی شہادت سے افضل ہے۔ جس وقت حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق خاطر شاہِ زادوں کے ساتھ خیال میں آتا ہے تو اس امر کے اظہار میں کچھ بھی تامل نہیں رہتا کہ ان حضرات کی شہادت حضور ہی کی شہادت ہے۔

اور انہوں نے نیابتاً اس شرف کو سرسبزی و سرخروئی عطا فرمائی۔

(انتخاب شہادت مع آئینہ قیامت صفحہ نمبر ۲)

نوجوانانِ جنت کے سردار

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کی نسبت سے ارشاد فرمایا ! ہمارے یہ دونوں بیٹے نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں۔

(انتخاب شہادت مع آئینہ قیامت صفحہ نمبر ۲)

ان کا دوست ہمارا دوست

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! ان کا یعنی (حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام) کا دوست ہمارا دوست ہے اور ان کا دشمن ہمارا دشمن ہے۔
(اجتہاد شہادت مع آئینہ قیامت صفحہ نمبر ۲)

عرش کی تلواریں

ایک اور حدیث مبارکہ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں یہ دونوں عرش کی تلواریں ہیں۔

(اجتہاد شہادت مع آئینہ قیامت صفحہ نمبر ۲)

حسین مجھ سے ہے

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں اللہ دوست رکھے اس کو جو حسین کو دوست رکھے

(اجتہاد شہادت مع آئینہ قیامت صفحہ نمبر ۲)

حسین سید رسول ہیں

حسین سید ہے اساطیر سے ایک روز حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داعی زانو پر امام حسین علیہ السلام اور یائیں زانو پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام بیٹھے تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کی کہ ان دونوں کو خدا حضور کے پاس نہ رکھے گا ایک کو اختیار فرما لیجئے حضور نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی جدائی کو ارہ نہ فرمائی تین دن بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا انتقال ہو گیا اس واقعے کے بعد جب بھی حضرت امام حسین علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے آپ سے لیجے اور فرماتے

مرحباً بمن فدیبتہ باہنی

ایسے کو مر جا جس پر میں نے اپنا بیٹا قربان کیا

(اجتہاد شہادت مع آئینہ قیامت صفحہ نمبر ۲-۳)

عظمتِ اہل بیت اور محمد رضا مصری رحمۃ اللہ علیہ

محمد رضا مصری ان خوش نصیب مصنفین میں شمار ہوتے ہیں جن پر ہر مکتبہ فکر کے لوگوں نے اعتماد کیا ہے۔

محمد رضا مصری کی کتاب محمد رسول اللہ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مستند کتاب سمجھی جاتی ہے یہ کتاب پاکستان میں تاج کینی لمیٹڈ نے شائع کی اور یہ کتاب اب تک لاکھوں کی تعداد میں چھپ چکی ہے اور اب بھی کثیر الاثاعت کتب میں شامل ہے۔

محمد رضا مصری نے خلفائے راشدین کی سیرت و سوانح پر الگ الگ کتابیں شائع کیں جو مورخین و محققین کے نزدیک معتبر حوالہ ہیں محمد رضا مصری کا اسلوب نگارش گھمرا اور سحر آہے بے لاگ تبصرہ ان کا خاص اعزاز ہے۔

محمد رضا مصری نے شہزادگان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر قرآن حدیث کتب سیر اور معتبر تواریخ سے کتاب الحسن والحسین کے نام سے لکھی ہے۔

طہارتِ اہل بیت

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب اور کوئی نہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر ہمیشہ خصوصی عنایت اور توجہات فرمائیں اللہ کریم نے اہل بیت کو بے انتہا عزت بخشی اور انہیں متعدد خصوصیات سے نوازا اللہ نے فرمایا۔

اسے اہل بیت! بے شیا اللہ کریم ہر ناپاکی تم لوگوں سے دور کر کے تمہیں انتہائی پاکیزہ اور طاہر و مطہر بنانا چاہتا ہے۔

پہلا قول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت سعید بن جبیر نکرمد ابن السائب اور مقاتل نے کہا ہے کہ یہ ایک قول ہے۔

دوسرا قول

دوسرا قول یہ ہے کہ اہل بیت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت قاطمہ حضرت علی حضرت حسن حضرت حسین ہیں یہ بات ابو سعید الخدری حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ نے بھی ہے۔

تیسرا قول

ایک تیسرا قول بھی اس آیت کے بارے میں ہے اور وہ یہ ہے کہ اہل بیت سے وہ لوگ ہیں جو مومنوں میں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مضبوطی سے قائم رہے وہ ہیں آل جعفر آل عقیل اور آل عباس۔

زنجشیری کا قول

زنجشیری نے لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل بیت سے ہیں۔ میرے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ اہل بیت رسول اللہ سے مراد ان کی بیویاں اور ان کی آل ہے صحیح کہ نے بھی یہی مسلک اختیار کیا ہے زجاج نے لکھا ہے کہ اہل بیت کا لفظ ان دونوں حضور کی بیویوں اور آل پر صادق آتا ہے اور دونوں کے لئے بولا جاتا ہے۔

ازواج بھی اہل بیت ہیں

ایک مرتبہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے جو فرمایا ہے کہ لوگو میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں تو اس میں حضور کے اہل بیت سے کون لوگ مراد ہیں؟
تو انہوں نے فرمایا کہ حضور کی ازواج مطہرات حضور کے اہل بیت ہیں۔

پنجتن پاک اہل بیت ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صبح سیاہ اون سے بنی ہوئی گرم چادر اوڑھ رکھی تھی اتنے میں حضرت حسن آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں پاس بٹھالیا حضرت علی آئے تو انہیں بھی پاس بٹھالیا اور وہی آست پر بھی جس کا معنی یہ ہے کہ اے اہل بیت بے شک اللہ تعالیٰ تم سے ناپاکی دور کر کے تمہیں پاکیزہ بنا چاہتا ہے۔

اہل بیت کو نماز کے لئے دعوت

حضرت انس کی روایت ہے کہ چھ ماہ تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارک یہ رہی کہ جب بھی نماز کے لئے تشریف لے جاتے حضرت فاطمہ کے گھر سے ہو کر گزرتے اور یہ فرماتے۔

اے اہل بیت! نماز کو چلو پھر یہ آیت پڑھتے بے شک اے اہل بیت اللہ تعالیٰ تم سے ناپاکی دور کر کے تمہیں پاکیزہ بنا چاہتا ہے۔

علی فاطمہ حسنین اہل بیت

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں!

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں قیام فرماتے تھے اس روز حضرت علی حضرت فاطمہ حضرت حسن اور حضرت حسین بھی یہیں تھے میں نے ان دونوں کے لئے کھانا تیار کیا وہ کھا کر سو گئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر ایک بڑی چادر یا لحاف اوڑھا دیا پھر فرمایا اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے ناپاکی کو دور فرما اور انہیں پاکیزہ کر۔

حضور اہل بیت کو آواز دیتے

حضرت ابراہیم کہتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں سات مہینے مدینہ منورہ میں مقیم رہا میں اس اثنا میں دیکھتا رہا کہ صبح تڑکے جب نماز فجر کا وقت ہوتا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی و فاطمہ کے گھر کے سامنے تشریف لاتے اور روزے پر آواز دیا کرتے اٹھے چلے نماز پڑھے پھر یہ آیت پڑھا کرتے بے شک اے اہل بیت اللہ تعالیٰ تم سے ناپاکی دور کر کے تمہیں پاکیزہ بنا چاہتا ہے۔

اہل بیت کی محبت کیلئے حکم خدا

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ بھی فرمایا کہ یا رسول اللہ! آپ فرما دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا صرف ایک صلہ طلب کرتا ہوں اور وہ یہ کہ میرے قربت داروں سے دلی محبت رکھو حضرت ابن عباس فرماتے ہیں قریش کا کوئی شعبہ ایسا نہیں تھا کہ ان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نہ کسی طرح سے رشتہ داری نہ ہو جب ان لوگوں نے حضور کو نبی ماننے سے انکار کیا اور بیعت نہ کی تو حضور نے فرمایا!

اے میری قوم! تم نے میری بیعت سے انکار کر دیا ہے تو بھی میرے اس تعلق کو نہ بھولو جو تمہارے ساتھ میری رشتہ داری کا ہے تمام عرب میں میری مدد کرنے اور میرا ساتھ دینے کا حق کسی دوسرے پر اتنا زیادہ نہیں جتنا تم پر ہے۔

ہم آلِ محمد ہیں

روایت ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دمشق میں لایا گیا تو انہیں ایک چبوترے پر بٹھا دیا گیا اسی وقت ایک ثانی کھڑا ہوا اور کہا: اس خدا کا شکر ہے جس نے تم لوگوں کو قتل کیا اور تباہ و برباد کیا۔ اور فتنہ و فساد کے ایک دور کا خاتمہ کر دیا۔ حضرت علی بن حسین علیہ السلام اس کی یہ بات سن کر اس کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا تم

نے قرآن پاک پڑھا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں!

حضرت علی نے پوچھا، کیا تم نے سورۃ حائیم پڑھی ہے۔

اس نے کہا کہ جب میں نے قرآن پاک پڑھا ہے تو یہ سورت بھی ضرور پڑھی ہے۔

حضرت علی نے فرمایا، کیا تو نے اس میں یہ نہیں پڑھا کہ فرمائیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے اپنے قرابت داروں کی محبت کے؟

اس شامی نے پوچھا کہ کیا وہ لوگ تم ہو؟

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا! بے شک ہم ہی ہیں۔ اور اس میں بجلا

کوئی شک بھی ہے کہ حضرت علی اور ان کی اولاد ہی حضور کے سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہیں۔

عظمت اہل بیت اور مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

خدا نے اولاد رسول کی قسم کھائی

لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ ۖ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ ۖ
وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدٌ ۝

مجھے اس شہر کی قسم کما سے محبوب! اس شہر میں تم ہو اور تم باپ کی قسم اور اس اولاد کی قسم، اس آیت کریمہ کی تفسیر یہ بھی ہے کہ والد سے مراد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اولاد سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک تمام خاندانوں سے اہلی ہے کہ رب تعالیٰ نے ان کی قسم ارشاد فرمائی۔

(الکلام المتبول فی طہارت نسب رسول ص ۵ مفتی احمد یار خاں نعیمی)

برگزیدہ قبائل

مسلم شریف، ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف، باب فضائل سید المرسلین میں ہے!
ان اللہ اصطفیٰ کنانۃ من ولد اسمعیل واصطفیٰ قریشاً من
کنانۃ واصطفیٰ من قریش بنی ہاشم واصطفانا من بنی
ہاشم۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اسمعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو چنا اور بنی ہاشم میں سے مجھے
برگزیدہ فرمایا، معلوم ہوا کہ جو قبیلے تمام دوسرے خاندانوں سے افضل و برگزیدہ ہیں۔

(طہارت نسب رسول ص ۵)

آل اطہار کی عظمت قرآن جیسی ہے

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے !

انی تارك فيكم الثقلين اولهما كتاب الله فيه الهدى والنور فخذوا بكتب الله واستمسكوا به وحث على كتاب الله ورغب فيه واهل بيته اذ كركم الله في اهل بيته اذ كركم الله في اهل بيته

(مسلم شریف)

میں تم میں دو نقیص والی چیزیں چھوڑتا ہوں ایک تو اللہ کی کتاب جس میں ہدایت اور نور ہے لہذا اللہ کی کتاب کو لو اور اسے مضبوط پکڑو، کتاب اللہ پر لوگوں کو خوب رغبت دی دوسرے میرے اہل بیت ہیں میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ سے ڈراتا ہوں، اللہ سے ڈراتا ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان شریف اور آل اطہار کی عظمت قرآن کریم کی طرح ہے۔ جیسا ایمان کے لئے قرآن کا ماننا ضروری ہے ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کا ماننا لازمی ہے دوسرے خاندانوں کو یہ شرف کہاں نصیب۔

(طہارت نب رسول ص ۶)

حضور تم سے اہل بیت کی محبت مانگتے ہیں

ترندی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی !

احبونی بحسب اللہ و احبوا اہل بیته لحنی۔

اللہ کے لئے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی خاطر میرے اہل

بیت سے محبت کرو۔

(طہارت نب رسول ص ۷)

اہل بیت کا دامن چھوڑنا ہلاکت ہے

احم نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

الا ان مثل اهل بيتي فيكم مثل سفينة نوح من ركبها نجا وتخلف عنها هلك.
میرے اہل بیت کی مثال تم میں کشتی نوح کی طرح ہے جو اس میں سوار ہوا
نجات پا گیا اور جو اس سے علیحدہ رہا ہلاک ہو گیا۔

(الکام المتبول فی طہارت نب رسول ص ۷)

اہل بیت کی معیت قرآن

ترمذی نے زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

اني تارك فيكم ما ان اتمسكتكم به لن تضلوا بعدى
اهد هما اعظم من الاخر كتاب كتاب الله جبل مسلم
ومن السماء والارض وعترتي اهل بيتي ولحم ينفرقا حتى
يرد اعلى الحوض فانظروا كيف تخلفوني فيهما.

میں تم میں وہ چیز چھوڑتا ہوں کہ جب تک تم اسے پکڑے ہو گے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ
ہو گے ان میں سے ایک دوری سے بڑی ہے۔ ایک اللہ کی کتاب ہے جو اللہ کی درازرٹی ہے۔
دوسرے میری اولاد دگر والے یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر
میرے پاس آئیں گے لہذا دیکھو کہ تم ان دونوں میں سے میری کیسی نیابت کرتے ہو۔

غیر سید خواہ کتنا تقویٰ والا ہو

مسلم شریف نے عبدالمطلب بن ربیعہ سے روایت کی!

ان هذه الصدقات انما هي او ساخ الناس وانها لا تخل
لمحمد ولا لآل محمد

یہ صدقے لوگوں کے نسل ہیں یہ صدقے نہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حلال ہیں نہ حضور کی اولاد کے لئے۔

(الکلام المتبول فی طہارت نسب رسول ص ۷)

یہ تمام برکتیں سید حضرات کو صرف اس لئے حاصل ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل شریف سے ہیں۔ غیر سید خواہ کتنا ہی پرہیزگار ہو اُسے یہ خوبیاں حاصل نہیں ہو سکتیں۔ معلوم ہوا کہ خاندان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشرف ہے۔

(طہارت نسب رسول ص ۸)

حضور کا نسب قیامت کے دن کام آئے گا

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے نکمروں، پتھروں اور جانوروں کو عزت حاصل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناز شریف تمام اُوتوں سے افضل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر کے نکمرا پتھریا دشا ہوں کے تاجوں سے افضل کہ رب نے قرآن کریم میں اُن کی قسم فرمائی۔

لا اخصم بہذ البلد۔

تو جو حضرات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لخت جگر نور نظر ہوں وہ دوسرے قبیلوں سے ضرور افضل ہیں۔

(طہارت نسب رسول ص ۸)

نسب رسول دوسروں جیسا نہیں

تمام لوگ زکوٰۃ صدقات کھا سکتے ہیں مگر سید حضرات قیامت تک زکوٰۃ فطرہ نذر وغیرہ صدقات واجبہ نہیں کھا سکتے کیونکہ یہ مال کا نسل ہے۔ اگر یہ نسب شریف بھی اور نبیوں کی طرح ہوتا تو دوسروں کی طرح انہیں بھی زکوٰۃ کھانا جائز ہوتی۔ معلوم ہوا کہ یہ نسب شریف نہایت ہی پاک تھرا ہے اور دیگر نبیوں سے اعلیٰ ہے۔

(الکلام المتبول فی طہارت نسب رسول ص ۹)

آل رسول کے سوا درود میں اور کوئی قوم شامل نہیں

سادات کرام کو یہ شرف حاصل ہے کہ نماز میں درود ابراہیمی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان پر بھی درود پڑھا جاتا ہے۔

اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آلہ محمد
کسی پٹھان، شیخ وغیرہ کی قوم کو درود میں داخل نہ فرمایا گیا سوائے اس خاندان شریف کے
یوں سمجھو کہ اس خاندان کی تعظیم نماز میں داخل ہے۔ معلوم ہوا کہ تمام خاندانوں سے افضل یہ خاندان
ہے۔

حضرت طلحہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فصد کا خون بے ادبی کے خوف سے پی لیا تو سرکار صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! کہ اب تمہارے پیٹ میں درد نہ ہو گا اور تمہیں اللہ تعالیٰ دوزخ کی
آگ سے بچائے گا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون شریف پیٹ میں بچنے سے یہ اثر ہوا تو جن کا خیر
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خون شریف سے ہو ان کی عظمت کا کیا پوچھتا۔ (سبحان اللہ)
(طہارت نب رسول ص ۱۰)

حضور کی اولاد سب سے افضل ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام نبیوں کے سردار ہیں اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی ہر چیز تمام پیغمبروں کی چیزوں سے اعلیٰ ہے دیکھو، حضور کی امت ساری امتوں سے افضل
ہے كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ - تم ساری امتوں سے افضل ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں تمام جہان کی بیویوں سے افضل، بَيْنَسَاءِ النَّبِيِّ
لَسْتُمْ كَأَحَدٍ مِّنَ النَّسَاءِ -

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شہر تمام نبیوں کے شہروں سے افضل، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے صحابہ کرام تمام نبیوں کے صحابہ سے افضل، اسی قاعدے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
اولاد تمام پیغمبروں کی اولاد سے اعلیٰ و افضل ہوتی چاہیے ورنہ کیا وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی نسبت اور تمام چیزوں کو اعلیٰ و افضل کر دے اور اولاد شریف میں کوئی عظمت پیدا نہ کرے۔
(طہارت نسب رسول ص ۱۰)

سید کون ہیں

حضرت علی شہر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی وہ اولاد جو حضرت خاتون جنت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ہے اُسے سید کہتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ اولاد جو دوسری بیویوں کے بطن سے ہے اُسے علوی کہتے ہیں۔ سید نہیں کہتے جیسے محمد ابن حنفیہ وغیر ہم یہ تمام فضائل اُس اولاد شریف کے ہیں جو حضرت فاطمہ الزہرا خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہوں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب شریف میں یہی حضرات داخل ہیں۔

(طہارت نسب رسول ص ۱۰)

اولاد رسول کو سید کیوں کہا جاتا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کو سید دو وجہ سے کہتے ہیں۔ ایک یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں شہزادوں حضرات حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق ارشاد فرمایا۔

الحسن والحسين سيدا الشباب اهل الجنة

میرے حسن و حسین جو امان جنت کے سردار ہیں۔

یعنی جو جنتی جوانی میں فوت ہوئے ہوں اُن کے سردار ہیں نیز حضرت امام حسن رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا!

ابنہی هذا سيد لعل الله يوصلح به بين فتميص من

المسلمين

میرا یہ فرزند سید یعنی سردار ہے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرا دے۔ چونکہ شہزادہ کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سید فرمایا اس لئے اُن کی اولاد کو بھی سید کہا گیا۔

دوسرے اس لئے کہ سید کے معنی ہیں سردار اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لقب

شریف ہے سید المرسلین،، یہ حضرات اُن کی اولاد میں ہیں تو رسولوں کے سردار کی اولاد بھی مسلمانوں کی سردار کہلاتی ہے۔

سبحان اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبیوں کے سردار۔ حضرت علی شیر خدا ولیوں کے سردار حضرت فاطمہ الزہرا مسلمان بیبیوں کی سردار، حضرات حسین شہیدوں کے سردار۔ سرداری ان پر عاشق ہے۔

(طہارت نسب رسول ص ۱۹)

بناوٹی سید

جتنے سادات کرام کے فضائل بیان ہوئے ہیں وہ یہ ہیں صحیح النسب خاندانی سید وہ ہے کہ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے لے کر اُن تک اُن کی نسل میں غیر سید نہ آیا ہو۔ نبی زمانہ نبلی سید بھی بن گئے ہیں کہ سید نہیں مگر سید کہلاتے ہیں۔ یہ سخت حرام ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس غلام پر لعنت فرمائی جو اپنے غیر مولیٰ کی طرف نسبت کرے اور اُس شخص پر لعنت فرمائی جو اپنے غیر خاندان سے منسوب کرے جو سید نہ ہو اور وہ سید بنے وہ نبی کریم کی لعنت کا بھی مستحق ہے نیز در پردہ وہ اپنی ماں کو گالی دیتا ہے کہ اُس کا نکاح غیر سید سے ہو اور وہ سید کو اپنی ماں کا خاوند بناتا ہے۔

(طہارت نسب رسول ص ۲۱)

غیر سید کو سید کہلانا بہت بڑا جرم ہے

جب حضرت زید رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا کہنا حرام ہوا حالانکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروردہ اور لے پا لکے بھی تھے تو جو کوئی اپنے کو سید کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کہے حالانکہ وہ سید نہ ہو تو وہ آیت کی زور سے کتا بڑا مجرم ہے۔

(طہارت نسب رسول ص ۲۲)

عظمتِ اہلِ بیت اور علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

میرے محسن و مربی حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی حبِ اہلِ بیت کا درس دیتے ہوئے گزری ہے انہوں نے اپنی تمام مکتوم و منثور کتب میں شانِ اہلِ بیت بیان کرنے کا حق ادا کر دیا۔ آج کے عہد میں جس ہستی نے سب سے زیادہ شانِ اہلِ بیت بیان کرنے شرف حاصل کیا وہ آپ ہی ہیں۔

آپ لکھتے ہیں !

جن کی مدح و ستائش اور تعریف و توصیف قرآن بیان کرے۔ انسان اُن کی تعریف کا کیا حق ادا کر سکتا ہے۔ گلستانِ رسالت کی بہاروں اور چمنستانِ نبوت کے پھولوں کے حضور کون سے عقیدت کے پھول پیش کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

آفتابِ عالم کی درخشندہ کرنوں کے حضور ایک حقیر ذرہ کی مانند پیش کر سکتا ہے۔ میں تو اہلِ بیتِ رسول کے دروازے کا حقیر تک ہوں۔ مالکوں کی توجہ مبذول کرانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنا رہتا ہوں۔ شاکھی رحم کھا کر کرم کا ٹکڑا ڈال دیں اور میری نجات ہو جائے بس اس کے سوا اور کیا ہے۔ اس چمنستانِ کرم کی پوری پوری تعریف تو خدا تعالیٰ ہی کر سکتا ہے۔

اہلِ بیت سے محبت کرو

خدا و فرقدوں نے قرآن پاک میں اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد فرمایا! محبوب اعلان فرمایا دیتے کہ ہم نے تمہیں گمراہی اور ضلالت سے نکال کر ہدایت کا راستہ دکھایا ہے اور ہم تمہ سے اپنا حق تبلیغ یہ مانگتے ہیں کہ ہمارے اہلِ بیت اطہار سے محبت و مودت کرو۔

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ

(سورۃ شوریٰ آیت ۲۳)

قریبی کون ہیں؟

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خداوند تعالیٰ کا یہ حکم سنا تو دبا دبا مصطفیٰ میں عرض کیا۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ قَرَّاتِيكَ هُوَ لَكَ وَالَّذِينَ وَجِبَتْ عَلَيْنَا

مُؤَدَّيْهِمْ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وآلک وسلم میں فرما دیا جائے کہ آپ کے وہ کون قریبی ہیں جن کی محبت اور مروت ہم پر واجب کر دی گئی ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَابْنَاهُمَا

یعنی علی، فاطمہ، حسن و حسین اور ان کے بیٹے۔

(تفسیر ابن عربی ج ۲ ص ۲۱۳)

دوسری روایت میں ہے۔ صحابہ نے عرض کیا!

يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَآلِكَ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَّاتِيكَ

وَالَّذِينَ نَزَّلَتْ فِيهِمُ الرَّايَةَ۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ آپ کے کون قریبی ہیں جن کے حق میں یہ آیت نازل

ہوتی ہے۔

تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَابْنَاهُمَا۔ یعنی علی، فاطمہ اور ان کے بیٹے۔

(تفسیر جلالین مصری ج ۲ ص ۳۲) (تفسیر مدارک ج ۴ ص ۳۹۰)

(تفسیر ابن جریر ج ۲۵ ص ۱۳) (تفسیر فائز، معالم ج ۳ ص ۱۳۲)

(تفسیر صادی علی الجلالین ج ۱ ص ۱۳۲) (تفسیر حقائق ج ۳ ص ۱۱۸)

(صواعق حرقوس ۱۱۸) (زرقانی علی الموابہ ج ۳ ص ۷)

اپنے اپنے فضائل

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ آیت کریمہ صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی شامل ہے مگر

یہ خیال درست نہیں۔

اہل بیت علیہم السلام کے خصائص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے نہ بھی ثابت کئے جائیں تو جب بھی صحابہ کی شان و فضیلت بہت بلند و بالا ہے۔ اس آیت کریمہ میں تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے حق تبلیغ مانگنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ اور پھر صحابہ کے پوچھنے پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوری پوری وضاحت فرمادی ہے کہ تمہاری محبت و موڈت کے ہندار جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم، جناب فاطمہ الزہرا اور جناب حسین کرمین سلام اللہ علیہم ہیں۔

کیا بات رضاؑ اس چمنستانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس کی حسین اور حسن پھول

(اعلیٰ حضرت بریلوٹی)

حضور صاحب اختیار ہیں

قرآن امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا، اور آپ ہی نے اس کی تفسیر فرمادی پھر تاویلوں کی کیا ضرورت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صاحب قرآن ہیں جس کیلئے جو چاہیں اعزاز مخصوص فرمادیں۔ آپ مالک و مختار ہیں، صاحب اختیار ہیں۔

آیتِ تطہیر بلاشبہ اسماءات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی شان میں نازل ہوئی۔ مگر صاحب قرآن رسول ہاشمی کے لاصح و واختیار است کی وسعت تو دیکھئے۔ آپ کی حضرت علی و فاطمہ اور حسن و حسین سے والہانہ محبت و شفقت کا اندازہ تو کیجئے۔ آیت نازل ہوئی ہے۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَ
يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿۱۱﴾

اے نبی کے گھر والو! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر آلودگی کو دور کر کے تمہیں خوب پاکیزہ کر دے۔

(سورۃ الاحزاب آیت ۳۳)

ازواج و اولاد دونوں کے لئے

نزول آیت ہوا تو امام الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز دی علی آجاؤ، یعنی قاطرہ تم بھی آؤ اور حسن و حسین کو بھی ساتھ لیتی آؤ۔

فَدَعَا النَّبِيَّ. عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَالحُسَيْنَ وَالحَسَنَيْنِ

چاروں نفوس قدسیہ حاضر ہو گئے۔ امام الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک طرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بٹھایا دوسری طرف جناب قاطرہ سلام اللہ علیہا کو بٹھایا۔ جناب حسن و حسین علیہما السلام کو کود میں لیا اور شان منزل کی حامل کملی مقدس میں سب کو چھپا لیا اور رب عالم عزوجل کی بارگاہ میں دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ هُوَ اَوْلَا اَهْلِ الْبَيْتِيْنَ فَاذْهَبْ عَنْهُمْ الرِّجْسَ

وَمُطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا

یا اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں تو ان سے ہر آلودگی کو دور فرما کر

خوب پاکیزہ فرما دے۔

آیت تطہیر حضرت ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی تھی اور وہیں پر ہی یہ بزم نور سجائی گئی تھی ام المومنین ام سلمہ نے یہ کیف پر در اور ڈوریز سماں دیکھا تو آگے بڑھ کر دریا رسالت میں عرض کیا، اَنَا مَعَهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ :

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی اس بزم نور میں شامل ہوں ؟

تو امام الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تالیف قلبی فرماتے ہوئے فرمایا ! ام سلمہ تم خیر پر

ہو اور اپنے مقام پر ہو۔ قَالَ ! اَنْتِ عَلِيٌّ مَكَانَكَ اَنْتِ عَلِيٌّ الْحَبِيْرُ

(ترذی شریف ج ۲ ص ۲۲۷) (المستدرک ج ۳ ص ۱۳۶)

(نصاب کبریٰ ج ۲ ص ۲۶۳) (مجموعہ للمعات ج ۳ ص ۱۸۱)

(۱- اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۳-۱۴ ج ۵ ص ۵۲) (تزیینہ الجالس ج ۵ ص ۲۲۲)

(تفسیر درمثور ج ۵ ص ۱۹۹) (تفسیر کبیر ج ۶ ص ۳۶۵)

(تفسیر نازن ج ۳ ص ۲۵۹) (تفسیر معالم ج ۳ ص ۵۹)

(تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۸۳) (مدارج النبوت ج ۲ ص ۲۶۳)

(مظاہر حق ج ۳ ص ۱۳۵) (صواعق عرقص ج ۳ ص ۲۳) (الاصابع ج ۳ ص ۳۶۷)

آیت مقدسہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے سب گھروالوں کے لئے عام حکم فرما دیا ہے اس لئے اس میں کسی کو بھی خارج نہیں کیا جاسکتا۔
 دعا کے لئے امام الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف چار رستوں کو انتخاب فرمایا ہے اس تخصیص کو توڑا نہیں جاسکتا۔

جسے آپ نے نوازا

یوں تو آپ پوری کائنات کے لئے رحمت بن کے آئے ہیں۔ صحابہ کرام ہوں یا آپ کی ازواج مطہرات آپ کی نگاہ رحمت و شفقت نے ہر ایک کو نوازا ہے۔ ہر ایک کی قلبی دوا ایف فرمائی ہے۔ جو جو بھی آپ کے حلقہ رحمت میں آگیا، فضیلتوں کا پیکر بن گیا۔

- ذڑوہ تھا تو آفتاب بن کر چمکنے لگا۔
- قطرہ تھا تو بحر یکے ماں بن گیا۔
- کانٹا تھا تو پھول بن گیا۔
- پتھر تھا تو پل و الماس بن گیا۔
- غلام تھا تو آقا بن گیا۔
- مقتدی تھا تو امام بن گیا۔
- شقی تھا تو سعید ہو گیا۔
- فقیر تھا تو غنی ہو گیا۔
- ناپاک تھا تو پاک ہو گیا۔
- ابو بکر تھا تو صدیق ہو گیا۔
- عمر تھا تو عمر فاروق ہو گیا۔
- عثمان تھا تو ذو النورین ہو گیا۔
- راہزن تھا تو رہنما ہو گیا۔
- جھشی تھا تو قریشیوں کا سردار ہو گیا۔
- اعرابی تھا تو صحابی ہو گیا۔

رحمت سے دور تھا تو قریب ہو گیا۔

دشمن تھا تو حبیب ہو گیا۔

الغرض محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جس جس پر بھی نگاہِ التفات ہوتی گئی اُسے مہرِ عالمتاب بتاتی گئی جس کسی کے بھی فضائل پر دھویوں معلوم ہوتا ہے کہ تمام تر اعزازات اسی کو تفویض کر دیے گئے ہیں۔

مگر کئی میں آنے والے چاروں نفوسِ قدسیہ تمام کائناتِ عالم سے ایک خاص اور علیحدہ شان کے مالک ہیں۔ جس قسم کی محبت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان چاروں سے تھی اس میں کوئی بھی ان کا شریک و ہم پیمان نہیں۔

محبت کا راز

کبھی آپ نے اس بات پر بھی غور کیا ہے کہ قرآن نے ان سے محبت کرنے کا حکم کیوں دیا ہے۔ خدا نے کیوں حکم فرمایا ہے کہ قُلْ لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ۔ محبوب! اہل ایمان سے مطالبہ کیجئے کہ میری اہل بیت سے محبت کیجئے“ اس میں راز یہ تھا کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے والہانہ محبت تھی۔ سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے محبوب تھے۔ خداوند کریم عزوجل کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علی وفاطمہ اور حسین و حسن علیہم السلام سے محبت تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے محبوب تھے۔ یہ چاروں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب تھے۔ محبوب کی محبوب چیز سے دوہری محبت ہوتی ہے۔

حضور نے عرض کیا ! یا اللہ میں تیرا محبوب ہوں اور یہ میرے محبوب ہیں تو بھی ان سے محبت فرما۔

خدا تعالیٰ نے فرمایا ! محبوب میں تو ان سے محبت کرتا ہی رہوں گا۔ میری محبت کا تقاضا یہ ہے کہ جن سے تو محبت کرتا ہے میرے خاص بندے بھی ان سے محبت کریں اس لئے! مَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ کا اعلان فرما کر وضاحت کر دیجئے کہ آپ کے محبوب قریب ہی کون لوگ ہیں۔

سرکار کے اعلانات

یہ کوئی مفروضہ یا اندھی عقیدت کا سیلاب نہیں بلکہ ایک ناقابل تردید حقیقت اور واضح ارشادات رسول ہیں جن کی روشنی میں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان چاروں سے منفرد قسم کی محبت تھی چہرہ روایات ملاحظہ ہوں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَلِيٍّ وَالْحُسَيْنِ وَالْقَاضِيَةِ فَقَالَ أَنَا حَزْبُ لَيْثِنَ حَارَبِكُمْ وَتَسَلَّمَ لَيْثِنَ سَأَلَكُمْ .

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی و قاضیہ اور حسن و حسین کی طرف دیکھ کر فرمایا ! ہماری اُس سے لڑائی ہے جو ان سے لڑے گا اور اُس سے صلح ہے جو ان سے صلح رکھے

گا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۰۵)

سب سے زیادہ محبت

آپ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وآلک وسلم آپ کو اہل بیت میں کس کے ساتھ زیادہ محبت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! حسن اور حسین سے۔

إِنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَيُّ أَهْلِ بَيْتِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْحُسَيْنُ وَالْحُسَيْنِ.

(الاستیعاب ج ۱ ص ۳۸۰)

پھر فرمایا ! جو ان سے محبت رکھے گا ہم اُس سے محبت رکھیں گے جو ان سے بغض رکھے گا ہم اُس سے عداوت رکھیں گے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ

أَحَبُّهُمَا فَقَدْ أَحَبَّتِي وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي يَعْنِي حَسَنًا
وَحُسْبَانًا.
مَنْ أَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَقَدْ أَحَبَّتِي مَنْ يَبْغِضُهُمَا
أَبْغَضَتْنِي.

(مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۳۳) (ترغیب ج ۲ ص ۲۳۱)

(فیض القدر شرح جامع البغیر)

یہ روایتیں چاروں نفوسِ قدسیہ اور حضرت حسن و حسین علیہم السلام کے لئے تھیں اب
حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے روایات ملاحظہ فرمائیں۔

سیدہ فاطمہ اور حضرت علی سے محبت

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ أَحَبَّ النَّبِيَاءِ إِلَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةُ وَمِنْ الرِّجَالِ
عَلِيٌّ.

حضرت رسول کریم علیہم الصلوٰۃ والسلام عورتوں میں سب سے زیادہ محبت
فاطمہ سے فرماتے تھے اور مردوں میں سے علی کے ساتھ۔

(ترغیب ج ۲ ص ۲۲۱) (المستدرک ج ۳ ص ۱۵۵)

(صواعق محرّقہ ص ۱۱۹) (مدارج النبوة ج ۲ ص ۲۶۰)

سب سے زیادہ محبت سیدہ فاطمہ سے

اور جب اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اُن کے پیچھے ربیع بن عمیر
نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ محبت کس کے ساتھ فرماتے تھے ؟
قَالَتْ فَاطِمَةَ فَرَمَا ! فَاطِمَةَ -
پوچھا مردوں سے ؟ فرمایا ! زَوْجَهَا - اُن کے شوہر سے۔

(ترغیب ج ۲ ص ۲۲۲)

ایک روایت میں ہے کہ جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ سب سے زیادہ محبت کس سے فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا !
 فَاطِمَةُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْكَ أَنْتَ أَعَزُّ لِي مِنْهَا قَالَ لِمَ لِي بِهَا .
 سب سے زیادہ محبت ہمیں فاطمہ سے ہے اور سب سے پیارے ہمیں علی ہیں۔

(جامع البصیر ج ۲ ص ۷۲)

(ترجمہ المجلس ج ۲ ص ۲۲۲)

پھر ایک فیصلہ کن ارشاد ہوا !

أَحَبُّ أَهْلِي إِلَيَّ فَاطِمَةُ .

ہمیں سب اہل بیت سے زیادہ محبت فاطمہ کے ساتھ ہے۔

سیدہ فاطمہ کے نام سے بھی محبت

کسی شخص نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ریشمی چادر پیش کی۔ آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو عطا فرمادی۔ حضرت علی وہ چادر پہن کر دریا پر مصطفیٰ میں آگئے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کو چادر پہنے ہوئے دیکھا تو زرخ انور تنہا ہو گیا۔ علی مزاج شناس رسول تھے فوراً سمجھ گئے۔ عرض کیا حضور اس کا کیا کروں۔

آپ نے فرمایا کہ ! اس کے گلے کر کے فاطمہ نامی عورتوں میں تقسیم کر دو۔ اسے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، بیٹی کے ساتھ محبت کی معراج کہا جاسکتا ہے۔ آپ کو اپنی بیٹی کی ذات سے ہی نہیں نام سے بھی محبت ہے۔ رسول کریم بتانا چاہتے تھے کہ میری بیٹی کی بہناموں کو بھی انعام و اکرام سے نوازا جائے۔

عن علي أكبر دومة اهدى الى النبي صلى الله عليه وآله
 وسلم ثوباً حريراً فأعطاه علياً . فقال شقيقه خمرأ بين
 الفواطم .

(مسلم ترجمہ ج ۲ ص ۳۲۸) (حدیث المعانی ج ۳ ص ۵۳۸)

سیدہ سے والہانہ محبت کا انداز

اور نبی سے اپنے والہانہ ربط و تعلق کا اظہار آپ اس طرح بھی فرماتے ہیں کہ!
 قاطمہ میرا کھڑا ہے جس نے اے غضبناک کیا اُس نے ہمیں غضبناک کیا
 جس نے انہیں ایذا دی اُس نے ہمیں ایذا دی۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ . قَالَ قَاطِمَةُ
 بُضْعَةٌ لِيَبْنِي مَنْ أَنْغَضَتْهَا أَنْغَضَتْ بَنِي . وَفِي رِوَايَةٍ بَيْرُ بَنِي مَا أَرَا
 يَهَا يُؤْذِي بَنِي مَا آذَاهَا .

(بخاری ج ۱ ص ۵۳۲) (مسلم ج ۲ ص ۲۹۸) (ترمذی ج ۱ ص ۷۲۱)

یہی نہیں بلکہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو یہ بھی فرماتے ہیں کہ قاطمہ کے غضبناک
 ہونے سے خدا غضبناک ہو جاتا ہے اور اس کے راضی ہونے سے خدا بھی راضی ہو جاتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَغْضَبُ بِغَضَبِ قَاطِمَةَ وَيَرْضَى بِرِضَاهَا .

(المستدرک ج ۲ ص ۱۵۶) (مدارج النبوت ج ۲ ص ۳۶۰) (صواعق مرقومہ ص ۱۴۳)

جو سیدہ کو ایذا دیتا ہے

تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی نبی سے محبت ایسی محبت ہے جس کی مثال دنیا
 میں موجود ہی نہیں۔ آپ فرماتے ہیں!

وَهِيَ بُضْعَةٌ لِيَبْنِي وَهِيَ قَلْبِي وَهِيَ رُوحِي الَّتِي بَيْنَ خَنِينِي مَنْ
 آذَاهَا فَقَدْ آذَانِي وَ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهُ .

”قاطمہ میرا کھڑا ہے۔ قاطمہ میرا دل ہے۔ قاطمہ میری روح ہے جو اس کو
 ایذا دیتا ہے وہ مجھے ایذا دیتا ہے اور جو مجھے ایذا دیتا ہے وہ خدا کو ایذا دیتا
 ہے۔“

(نور الابصار ص ۳۶)

روح کائنات کی رُوح

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کا اعزاز تو دیکھو۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود رُوح کائنات ہیں لیکن سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اپنی رُوح کہتے ہیں۔ رُوح کائنات کی رُوح کے مقام کو کون جان سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں! میری بیٹی کے غضبناک ہونے پر خدا غضبناک ہو جاتا ہے میری بیٹی کو ایذا دینا خدا کو ایذا دینا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ!

امام حسن علیہ السلام کو زہر دینے والے پر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی ناراض ہوگی یا خوش؟ کربلا کے تپتے ہوئے صحرا میں اپنے جگر گوشوں کے گلے کرنے والوں پر آپ غضبناک ہوئی یا نہیں؟ اپنی بیٹی کے ہاتھوں میں زنجیریں دیکھ کر آپ کو ایذا ہوئی ہوگی یا نہیں؟ حسین علیہ السلام کی لاش پر گھوڑے دوڑاتے دیکھ کر آپ کو تکلیف پہنچی یا نہیں؟ اور اگر آپ کو واقعی اذیت ہوئی اور آپ کو تکلیف پہنچی ہے تو پھر نص حدیث کے مطابق فاطمہ کو ایذا دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینا ہے، خدا کو اذیت دینا ہے اور قرآن میں آتا ہے جس نے خدا اور رسول کو اذیت دی اُس پر اللہ کی لعنت ہے۔

جو اللہ کو ایذا دیتے ہیں

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
وَاعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝

چینک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اُس کے رسول کو۔ اللہ کی لعنت ہے اُن پر دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے اُن کے لئے عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(سورۃ الاحزاب آیت ۵۷)

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

اور جو اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(سورۃ الاحزاب آیت ۶۱)

یزید کے ہنواؤں کو کچھ تو شرم آنا چاہیے، کچھ تو حیا سے کام لینا چاہیے کہ جس ملعون پر نص قرآن وحدیث سے لعنت کا جواز موجود ہے اُس کی صفائی پیش نہ کرتے پھریں۔ برسمیل مذکورہ ایک بات آگئی ورنہ اس حصہ کو ہم نے بحث سے پاک رکھتا ہے۔

سیدہ کے لئے حضور کی دُعا

جناب سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا سے محبت رسول کو نین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اعزازہ کیا ہی نہیں جاسکتا۔ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا ایک روز نماز پڑھ رہی تھیں۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، مئی قیام میں کھڑی تھی لیکن ضعف و نفاہت کی وجہ سے جسم اقدس لرز رہا تھا۔

مئی نے سلام پھیرا، باپ کو تعظیم دی، باپ نے مئی کی پیشانی انور کو بوسہ دیا اور ضعف و نفاہت کا سبب پوچھا۔ صابر کی مئی تھی، صابر کی بیوی تھی، صابر کی ماں تھی اور خود بھی صابرہ تھی، باپ کے سوال سے پریشان ہو گئی۔ ٹکڑوہ تو کرنا ہی نہ تھا آنکھوں میں آنسو آگئے، کائنات لرز کر رہ گئی۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تھا، جواب تو دینا ہی تھا، جھکتے جھکتے اور شرمناک شرمناک حقیقت بیان کر دی۔ ایا جان! تین روز سے بھوکى ہوں، علی جو کچھ لائے تھے ان کی روٹیاں پکا کر کچھ کھانا بچوں کو کھلایا اور باقی خیرات کر دیا۔ پیٹ پر پتھر باندھنے والے رسول معظم تڑپ کر رہ گئے۔ مئی کی نفاہت دیکھی نہ گئی۔ آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے اور پھر دُعا کے لئے ہاتھ اٹھادیئے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا، یا اللہ! آج کے بعد میری مئی فاطمہ کو بھوک نہ ستائے۔

قال اللہم مشبع الجاعة وقاضی الحاجة ورافع الوضعة لا
تبیح فاضمة بنت محمد ثم سالتها بعد ذلك فقالت ما
جعلت بعد ذلك .

(دلائل النبوة ص ۳۹۷) (مدارج النبوة ج ۲ ص ۲۳۰)

خُدا کے برگزیدہ پیغمبر اور محبوب کی دُعا تھی کیسے مسترد ہوتی۔ اُس دن کے بعد بنت رسول کو کبھی بھوک نے بیقرار نہیں کیا۔

یہودی عورتوں کی سازش

ایک روز امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں چند یہودی عورتیں حاضر ہو کر کہنے لگیں! ہمارے گھر میں شادی ہے اگر آپ کرم فرما کر اپنی بیٹی کو ہماری شادی میں بھیج دیں تو یہ ہم پر احسان ہوگا اور ہمیں فخر حاصل ہوگا کہ رسول خدا کی بیٹی ہمارے گھر میں تشریف لائی ہیں۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر دور تک تھی، اُن کے دلوں کی بات بھی جان لی اور ان کا دل بھی نتوڑا وعدہ فرمایا۔

یہودی عورتوں کا خیال تھا کہ شادی کے دن ہم لباسِ فاخرہ میں ہوں گی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بیٹی کے لباس پر بیویہ لگے ہوں گے اور ہم اُن کا تمسخر اُڑائیں گی کہ یہ مسلمانوں کے رسول کی بیٹی ہے۔

ادھر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی کو شادی میں شرکت کے لئے حکم دے دیا۔ بنتِ رسول سوچ میں پڑ گئی۔ اپنے لباس کو دیکھا تو آنسو آ گئے، روح کو نین لڑ کر رہ گئی، حوروں کی چیخیں نکل گئیں، غیرتِ خداوندی کو جوش آ گیا، جبریل کو حکم دے دیا جبریل جلدی کرو جنت سے کپڑوں کا جوڑا لے کر میرے محبوب کی بیٹی کے حضور میں پیش کرو۔

جبریل نے جنت کا جوڑا لیا اور چند لمحوں بعد راستاً تآبِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں پیش کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ جوڑا سیدہ کو دیتے ہوئے فرمایا۔ بیٹی! یہ جنت کا جوڑا جبریل لایا ہے اسے پہن کر تمہیں شادی میں شرکت کرنا ہے۔

سیدہ سلام اللہ علیہا نے سجدہ شکر ادا کیا سیدہ سلام اللہ علیہا کو نیا جوڑا پہننے کا کوئی شوق نہیں تھا بس یہی غم تھا یہود نہیں طعنہ دیں گی۔ ابا جان کی عزت پر حرف آئے گا آپ نے وہ جوڑا پہنا اور شادی والے گھر میں تشریف لے گئیں وہاں یہودی عورتوں نے پوری تیاری کر رکھی تھی اور سب زرق برق لباسوں میں لباس تھیں۔

یہودی عورتیں فیمل ہو گئیں

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی کو دیکھا تو جگا بگا رہ گئیں۔ سارا پروگرام

دھرے کا دھاراہ گیا سیدہ کے لباس کا تمسخر کا اڑا تمیں خود تمسخر بن کر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگیں ، انہوں نے خواب میں بھی ایسا لباس نہیں دیکھا تھا ، سیدہ کے لباس کو بوسے دینے لگیں آپ کے ہاتھ چومنے لگیں۔

اب پہلا خیال ذہنوں سے نکل گیا تھا عورتوں کی نفسیات ہی ایسی ہے اپنے سے بہتر زیور اور لباس والیوں کو دیکھ لیں تو یا تو حسد سے جل جاتی ہیں اور یا کسرتی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ یہودی عورتیں کسرتی کا شکار ہو گئیں وہ کنیزوں کی طرح آپ کے آگے پیچھے پھرنے لگیں۔
آپ شہزادیوں کی طرح ایک جگہ بیٹھ گئیں ، یہودیوں نے سوال کیا آپ نے یہ جوڑا کہاں سے لیا ؟

سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا ! اپنے باپ سے۔

انہوں نے پوچھا ! آپ کے باپ کو کس نے دیا ؟

فرمایا ! جبریل نے۔

پوچھا ! جبریل کہاں سے لائے ؟

فرمایا ! جنت سے۔

انہوں نے کہا ! ہم کو اسی دیتی ہیں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور پھر ان کے شوہر بھی مسلمان ہو گئے۔

مختصر عربی متن ملاحظہ ہو۔

فَنَزَلَ جِبْرِيلُ بِحِلْيَةٍ مِنَ الْجَنَّةِ فَلَمَّا لَبَسَتْهَا وَأَنْزَرَتْ

وَجَلَسَتْ بَيْتَهُنَّ رَفَعَبِ الْآ نُوَارِ فَلَمَّعَتِ الْآ نُوَارُ فَقَالَتِ

النِّسَاءُ مِنْ آئِينَ لِكَ هَذَا يَا قَاهِطَةُ ؛ فَقَالَتْ ؛ مِنْ آئِي

فَقُلْنَ مِنْ آئِينَ لَا بَيْتِكَ ؛ قَالَتْ مِنْ جِبْرِيلِ .

فَقُلْنَ مِنْ آئِينَ جِبْرِيلُ ؛ قَالَتْ ؛ مِنْ الْجَنَّةِ .

فَقُلْنَ نَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

فَمَنْ أَسْلَمَ رَوْجَهَا اسْتَمَرَّتْ مَعَهُ وَالْآ تَرُوجَتْ غَيْرَهَا .

(ترجمہ المجلس ج ۲ ص ۲۲۶)

بنت رسول سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کی حیات طیبہ پر میں نے دو کتابیں لکھی ہیں۔
 ایک پنجابی اشعار میں ہے اُس کا نام ”خاتونِ جنت“ ہے ایک اردو نثر میں ہے اُس کا نام ”الجول“
 ہے۔ یہ خاندانِ نبوت کا کرم ہے جو مجھ سے یہ خدمت لے رہے ہیں ورنہ!
 ”ومن آثم کم من دائم“

یہ کتاب امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام کی حیات طیبہ اور واقعہ کربلا کے لئے مخصوص
 ہے۔ اس لئے سیدۃ النساء العالمین کے تفصیلی حالات پڑھنے کے لئے مندرجہ بالا کتابوں کا مطالعہ
 کریں۔

اس کتاب میں بھی آپ کا اور جناب حیدر کرار کا شہناز ذکر ضروری تھا آپ شہزادہ کونین
 کے والدین ہیں۔

ماں یا پ کا رنگ اولاد سے ظاہر ہوتا ہے اس لئے مختصر طور پر یہ تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

سیدۃ النساء العالمین

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری بیٹی دو دنوں جہان کی عورتوں کی سردار ہے
 دوسرے مقام پر فرمایا! میری بیٹی جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

فاطمۃ سیدۃ النساء العالمین

فاطمۃ سیدۃ النساء اهل الجنة

(بخاری ج ۲ ص ۵۳۲) (ترمذی ج ۲ ص ۲۳۲) (المستدرک ج ۲ ص ۱۵۱)

(مشکوٰۃ مترجم ج ۳ ص ۲۸۰) (حدیث المعانی ج ۲ ص ۶۹۶) (مظاہر حق ج ۳ ص ۱۵۳)

(جامع صغیر ج ۲ ص ۷) (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۶۳) (مسلم شریف ج ۲ ص ۲۹۲)

(الاستیعاب ج ۳ ص ۱۸۹۳) (صواعق حرقوس ج ۱۱۸) (مدارج النبوت ج ۲ ص ۳۶۰)

دونوں صورتوں میں ہی تمام عورتوں پر سیدۃ النساء العالمین کی سرداری مسلم ہے کوئی عورت
 خواہ وہ کتنے ہی بلند مرتبے پر فائز ہو محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کی کنیز ہے اور یہ شان امام
 الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی بیٹی کے لئے مخصوص فرمائی ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے گفتار و کردار میں

سیدہ قاطرہ الزہراء سلام اللہ علیہا سے زیادہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی کی مشابہت نہیں دیکھی۔ آپ سورۃ بھی حضور کی تصویر تھیں اور معنا بھی۔

باپ بیٹی کی محبت کے انداز

جب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرہ بتول میں تشریف لاتے تو سیدہ آپ کی تعظیم کے لئے کھڑی ہو جاتیں۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیکر بیٹھ جانے کا حکم فرماتے اور جب سیدہ حجرہ رسول میں حاضر ہوتیں تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کر آپ کا استقبال کرتے، ہر جا فرماتے، پیشانی کو چومتے اور بیٹھ جانے کا ارشاد فرماتے۔

عن عائشة بنت طلحة من امر المؤمنین عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت ما رأيت احد كان اشبه كلامه و حدیثه من فاضمة برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و كانت اذا دخلت علیہ احب بہا و قام الیہا فاخذ بیدہا فقبلہا و اجلسہا فی مجلسہ۔

(المستدرک ج ۳ ص ۱۵۶) (ترمذی مترجم ج ۲ ص ۷۰) (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۱۸۳)

اللہ اکبر! یہ ہے شان بتول جس بتیمبر اعظم کی تعظیم و تکریم کے لئے انبیاء کرام کھڑے ہو جاتے ہیں، وہ سب رتبہ اکبر سیدہ قاطرہ کا اٹھ کر استقبال کرتے ہیں۔ یہ محبت و شفقت کی انتہا ہے۔ روایتوں میں آتا ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی کو منگھا کرتے تھے اور فرماتے تھے اس سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔

(ترمذی ج ۲ ص ۲۳۱) (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۱۳۱)

بنت رسول سیدہ زہرا بتول کے ساتھ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت تو وہ بحر یکنار ہے جس کا کنارہ تلاش ہی نہیں کیا جاسکتا اسی طرح سیدہ پاک کے فضائل اور عظمتوں کا احاطہ و استیعاب ناممکن الامر ہے اور سیدہ کے ساتھ ساتھ آپ کے بیٹوں اور شوہر کے ساتھ بھی امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت عظیم ترین خصوصیتوں کی حامل ہے۔

عیسائیوں سے مباہلہ

خبران کے چودہ عیسائی دربار رسالت میں مناظرہ کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ مدینہ اعظم سے گفتگو کی تو تمام علم بھول گئے لیکن ضد میں آؤ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا محبوب! ان کے ساتھ مباہلہ کریں۔ مباہلہ میں دونوں فریق ایک دوسرے پر لعنت کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ جھوٹے کو فنا کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا!

فَمَنْ حَادَّكَ فَبِهِ مِنْ تَعْدٍ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَغُلَّ تَعَالَوْا
نَدُّعِ الْبِنَاءِ نَا وَ الْبِنَاءِ كُفْرًا وَ نِسَاءَنَا وَ نِسَاءَهُمْ وَ أَنْفُسَنَا وَ
أَنْفُسَهُمْ ثُمَّ نَبْتَهَلُ فَتَجْعَلُ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكٰفِرِينَ ﴿٦١﴾

محبوب! انہیں فرما دیجئے کہ ہم تم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور
اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جائیں اور تمہاری جائیں۔ پھر مباہلہ
کریں اور جھوٹوں پر لعنت کریں۔

(سورۃ آل عمران آیت ۶۱)

یہ اہل بیت ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کا فرمودہ اعلان فرمادیا۔ اور جناب علیؑ، سیدہ فاطمہ اور
حسن و حسین علیہم السلام کو ساتھ لے کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا اہلی یہ میرے اہلبیت ہیں۔
(ترمذی ج ۲ ص ۲۳۱) (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۶۳۱)

ہم اس بحث میں نہیں آجھیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نِسَاءَنَا
میں ازواجِ مطہرات کو کیوں شامل نہیں فرمایا اور أَنْفُسَنَا میں دیگر صحابہ کبار کو کیوں نظر انداز کر دیا
ہم اس بحث میں بھی نہیں جائیں گے جو بزرگ نوازوں نے آج کل شروع کر رکھی ہے کہ مباہلہ تو ہوا
نہیں تھا۔ عیسائیوں کے ساتھ ان کی عورتیں اور بیٹے آئے ہی نہ تھے اس لئے کہ ہمیں کتاب کے
اس حصہ کو تمام تر مباحث سے بچانا ہے بزرگیوں کے لئے صرف ایک بات ہے کہ تم یہ سوال خدا پر
کرو اور اچھی طرح پوچھو کہ یا اللہ! عیسائیوں کی عورتیں اور بیٹے تو ہاں موجود ہی نہیں تھے۔ پھر یہ
کیسے کہہ دیا کہ محبوب! ان کا فرما دیجئے کہ اپنی عورتیں اور بیٹے لے کر آؤ۔

ہر قسم کی بحث کو چھوڑتے ہوئے آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب علی وقاطمہ اور حضرات حسنین کریمین علیہم السلام سے محبت کا کمال دیکھیں کہ جب بھی فضیلت کا کوئی موقع آتا ہے تو آپ انہی کو یا فرماتے ہیں۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تَزَلَّتْ هَذِهِ
الْأَيَّةُ فَقُلْتُ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاتِنَا
دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَقَاطِمَةَ وَ
حَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ اللَّهُمَّ هُوَ لَكَ أَهْلُ بَيْتِي.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت
مہلبہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی وقاطمہ
اور جناب حسن و حسین کو بلا کر فرمایا۔ یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔

(مسلم شریف ج ۲ ص ۲۷۸) (ترمذی ج ۲ ص ۲۳۶)

(صواعق محرقہ ص ۱۰۷) (ریاض المعرہ ج ۲ ص ۲۳۸)

(المستدرک ج ۲ ص ۵۹۳) (شیم الریاض ج ۲ ص ۲۶۷)

حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت شعیب حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ !

أَنْفُسَنَا مِنْ عَمْرٍاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَأُورِثُوا حَضْرَتِ عَلِيِّ كَرِيمِ اللَّهِ وَجِبْرِائِيلِ الْكَرِيمِ مِنْ

نِسَاءِنَا مِنْ عَمْرٍاءِ جَنَابِ سَيِّدَةِ قَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ سَلَامِ اللَّهِ عَلَيْهَا مِنْ أُمَّرٍ

أَبْنَاءِنَا مِنْ عَمْرٍاءِ جَنَابِ حَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ

قَالَ جَابِرٌ أَنْفُسَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

وَعَلِيٌّ وَأَبْنَاءُنَا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ نِسَاءَنَا قَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

(دلائل النبوة ج ۱ ص ۲۹۸) (درمثور ج ۲ ص ۳۸) (معالم التنزيل وفاضل ج ۱ ص ۱۶۳)

(ابن کثیر ج ۱ ص ۳۷۱) (کبیر الرازی ج ۲ ص ۲۹۹) (فتح الباری ج ۶ ص ۵۳)

(ابو سعید ج ۲ ص ۶۹۸) (عرائس البیان ج ۱ ص ۳۵۱) (مدارک ج ۱ ص ۱۶۱)

(اقصان ج ۲ ص ۲۰۰) (زاد المعاد ج ۱ ص ۳۹۱) (تاریخ الخلفاء ص ۱۵۵)

قافلہ نوری آمد

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا رگاہ خداوندی میں یہ عرض کرنے کے بعد کہ یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاروں نفوسِ قدسیہ کو ساتھ لے کر اس شان سے باہر تشریف لاتے ہیں کہ آگے آگے آپ ہیں امام عالی مقام امام حسین کو کو میں اٹھایا ہوا ہے۔ امام حسن علیہ السلام انگلی پکڑے نانا کے ساتھ جا رہے ہیں جناب قاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا آپ کے پیچھے ہیں اور سب کے پیچھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آرہے ہیں۔

کس شان کا یہ قافلہ نور ہے اور کس قدر اجتہام ہے سیدۃ النساء العالمین خاتونِ قیامت جناب قاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے پردہ کا کہ آپ کے نقش قدم کو بھی پردہ دیا جا رہا ہے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر جناب قاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا قدم رکھتی ہیں اور جناب قاطمہ کے نقش قدم پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قدم آتا ہے۔ نیچا پاجان کا نشان قدم ہے اوپر شوہر کے قدم کا نشان ہے اور اس طرح سید العالمین کی صاحبزادی کا نشان قدم پوشیدہ ہو جاتا ہے جسے نر زمین دیکھ سکے اور نہ آسمان دیکھ سکے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی اور جناب قاطمہ کو فرمایا جب میں دعا مانگوں تو تم آمین کہنا۔ روایت کا عربی متن یہ ہے!

قَدْ اخْتَصَمَ الْحَسَنُ وَ اخْتَلَّ بِسَبِيلِ الْحُسَيْنِ وَ فَأَخَذَهُ تَمِيمِي
خَلْفِهِ وَ عَلَيْنَا بِمَشِيئِهِ خَلْفَهَا وَ يَقُولُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَوْتُ فَأَمِّنُوا.

جب اس قافلہ نور کو باہر نکلتے ہوئے دیکھا تو عیسائیوں کے سردار نے اٹھ کر اپنے ساتھیوں کو کہا۔ اے گروہ نصاریٰ میں جن صورتوں کو دیکھ رہا ہوں۔ اگر یہ دعا کروں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو وہ یقیناً اپنی جگہ چھوڑ دے گا۔ اگر انہوں نے بد دعا کر دی تو کوئی عیسائی قیامت تک باقی نہیں رہے گا اور تم ہلاک ہو جاؤ گے۔

عیسائیوں کا مہلے سے فرار

قَالَ اَسْقُفْ يَا مَعْقِرَ النَّصَارَى الْبِي لَارَتِي وَجُوهَا لَو

سَأَلُوا اللَّهَ أَنْ يُزِيلَ جَبَلًا مِنْ مَكَانِهِ لَأَ زَالَةً فَلَا تَنْتَهِلُوا
فَتَقْبَلُوكُمْ وَأَلَّا يَبْقَى عَلَى الْأَرْضِ نَصْرًا لِيُتَوَجَّهَ الْقِيَامَةَ.
عیسائی اپنے سردار اسقف کی بات سن کر مہلے سے رُک گئے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا !

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الْعَذَابَ تَدْنَى أَهْلَ النَّجْرَانِ
وَلَوْلَا عُنُقُوا لَمَسَّخُوا فِرْدَوْهَ وَخَنَابِرَ وَيَوْمَ لَا حَظْرَمَ عَلَيْهِمْ
الْوَادِي نَارًا وَلَا نَسْمًا صَلَّى اللَّهُ نَجْرَانَ وَ أَهْلَهُ حَتَّى الظُّبُرِ عَلَى
الشَّجَرِ وَلَمَّا حَالَ الْحَوَالِ عَلَى أَنْصَارِي كُلُّهُمْ حَتَّى هَلَكُوا.

(خازن ج ۱ ص ۱۲۳) (نورالابصار ۱۱۱)

(مجموع المصاحف ج ۳ ص ۶۸۲)

(معارف ج ۳ ص ۲۵۰) (نورالابصار ۱۱۱)

قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھوں میں میری جان ہے۔ اگر ہم ان لوگوں پر لعنت
کر دیتے تو ان کی صورتیں سُخ ہو جاتیں اور یہ بندر اور خنزیر بن جاتے ان کا شہر نجران تباہ ہو جاتا اور
وہاں کے شہری جل جاتے اور آگ کی ایسی بارش ہوتی کے درختوں پر پرندے بھی جل جاتے اور کلیم
عیسائی ہلاک ہو جاتے۔

چاروں نفوسِ قدسیہ کی شان

ہم تحصیل میں نہیں جائیں گے۔ محمد اور اہل بیت محمد کی بددعا کی تاب کون لاسکتا ہے! ان
سے بغض رکھنے والا تو فنا ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو ان سے محبت اور دوستی رکھنے کا حکم
اللہ رب العزت نے کتاب مقدس کے ذریعے لوگوں تک پہنچا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام
اہل بیت خواہ وہ سبھی ہو یا نہی یا مسلمان قاری کی طرح شامل کسی کو شامل کر لیا گیا ہو سب اپنے اپنے
مقام پر شان والے ہیں مگر جن کو ہر مقام علیحدہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں! وہ
یہی چاروں نفوسِ قدسیہ ہیں یعنی علی و فاطمہ حسن و حسین علیہم السلام۔

یہی اہل بیت ہیں

آیت مودّۃ آتری تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کے جواب میں فرمایا کہ یہی وہ میری اہل بیت ہے جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے مودّت کا حکم دیا ہے۔ آیت تفسیر نازل ہوئی تو آپ نے انہی چاروں کو کلی میں چپا کر دعا فرمائی!

اللَّهُمَّ هُوَ لَأَجْرُ أَهْلِ بَيْتِي - يَا اللَّهُ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔

آیت مہلبہ نازل ہوئی تو آپ نے پھر ان چاروں کو ہی بلایا اور مہلبہ کے لئے تشریف

لائے اور کہا

اللَّهُمَّ هُوَ لَأَجْرُ أَهْلِ بَيْتِي -

يا الله! یہ میرے اہل بیت ہیں۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر ان چاروں کی ہر جگہ اور ہر مقام پر تخصیص فرماتے ہیں تو اس میں حیرت کی بات نہیں ان سے آپ کی نسل قائم ہونا تھی ان کی نسل میں ہزاروں لاکھوں غوث، قطب، ابدال، اودا و اور ولی پیدا ہوتا تھے تھے اپنی نسل کی افزائش کون نہیں چاہتا۔

خیر کثیر عطا فرمایا

کفار مکہ کا سب سے بڑا طعنہ تھا محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو اتر ہیں کیونکہ ان کے اولاد پر یہ نہیں ہے۔ یہ مقطوع النسل ہیں۔

غیرت خداوندی کو جوش آگیا فرمایا! محبوب یہی لوگ منقطع النسل ہیں اور اتر ہیں ہم نے آپ کو خیر کثیر سے نوازا رکھا ہے۔

إِنَّا أَنْعَمْنَا عَلَيْكَ الْكَوْثَرَ ۖ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرِ ۖ إِنَّ

شَاءَ بِكَ هُوَ الْكَوْثَرُ ۖ

(سورہ آلکثر قرآن مجید)

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء کی نسل

ان کے بیٹوں سے شروع ہوئی اور میری نسل میری بیٹی سے شروع ہوگی۔

لكل نبى امر عصبة ينتمون الا النبى فاضمة فانا
وليها وعصبتها

(المستدرک ج ۳ ص ۱۱۴)

پھر فرمایا ! تمام نبیوں کا سلسلہ نسل اُن کی اپنی پشت سے چلا لیکن
میری اولاد کا تھوڑی کی پشت سے ہوگا۔
ان اللہ تعالیٰ جعل ذریعہ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریعہ فی
صلب علی ابن ابی طالب۔

(جامع الصغیر ج ۱ ص ۳۹)

سلسلہ نسب منقطع نہیں ہوگا

ایک جگہ فرمایا ! قیامت کے دن تمام دنیا کا سلسلہ نسب منقطع ہو
جائے گا لیکن میرا سلسلہ نسب و سبب منقطع نہیں ہوگا۔
ان الانساب تنقطع یوم القیامة یوم القیامة غیر
نسبی و سببی و صہری۔

(المستدرک ج ۳ ص ۱۵۴) (جامع الصغیر ج ۲ ص ۷۴)

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر اہل بیت کرام میں سے ان چاروں کی تخصیص فرماتے
ہیں تو اس تخصیص کی وجہ بھی بہت بڑی ہے۔ نسل مصطفیٰ کا جاری ہونا کوئی معمولی بات نہیں۔ اس
نسل پاک کا جس نے تقدیر عالم کو دلانا ہے۔ جو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وجہ افتخار
ہے اور جو کفار و شرکین کے طعنوں کا جواب ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اس نسل پاک کے متعلق جیزہ الوداع کے موقع پر
اپنی ناقہ مبارک قصویٰ پر سوار ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے ہیں !

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ تَرَكْتُمْ فَيْئَتَكُمْ أَنْ أَخَذَ نَهْرٌ بِه لَنْ
تَضِلُّوا كِتَابَ اللَّهِ وَعَاتِرَتِي أَهْلُ بَيْتِي۔

اے لوگو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں اگر تم انہیں پکڑے

رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے ایک تو اللہ کی کتاب اور دوسری میری عترت
واہل بیت۔

(ترذیج ج ۲ ص ۲۳۲) (مسلم ج ۲ ص ۲۷۹)

(مظہر حق ج ۳ ص ۱۵۲) (مجموع المصنفات ج ۳ ص ۳۹۰)

اہل بیت کے بارے میں اللہ سے ڈرو

پھر فرمایا! اے لوگو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں اگر تم انہیں پکڑے رہو گے تو
کبھی گمراہ نہیں ہو گے ایک تو اللہ کی کتاب ہے اور دوسری میری عترت واہل بیت۔ پھر فرمایا!

فَقَدْ وَابِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَىٰ وَالسُّنَنِ سَيُكُونُ بِهٖ أَذَىٰ لِّكُلِّ كَافِرٍ
أَهْلَ الْبَيْتِ أَذَىٰ لِّكُلِّ كَافِرٍ أَهْلَ الْبَيْتِ۔

بس اللہ کی کتاب کو پکڑو اور صیوطی سے تمام رکھو میں تمہیں اپنی اہل
بیت کے بارے میں اللہ سے ڈراتا ہوں میں تمہیں اپنی اہل بیت کے
بارے میں اللہ سے ڈراتا ہوں۔

(مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۲۳۹) (جامع الصحیح ج ۱ ص ۱۶۳) (اسعاف الراغبین ص ۱۱)

اہل بیت امان ہیں

ایک اور مقام پر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کو اہل بیت سے وابستگی رکھنے کے
متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

إِنَّ النُّجُومَ أَمَانَ لِأَهْلِ الْأَرْضِ مِنَ الْعَرَقِ وَ أَهْلَ
الْبَيْتِ أَمَانَ لِأُمَّتِي مِنَ الْإِخْتِلَافِ فَإِذَا خَالَفَتْهَا قَبِيلَةٌ
اِخْتَلَفُوا فَضَارُوا وَ جَزَبَ الْبَلْبِيسَ۔

بے شک ستارے اہل زمین کے لئے امان ہیں جو عرق ہونے سے بچاتے
ہیں اور میری اہل بیت امان ہے میری امت کیلئے جو دور کرتی ہے اختلافوں
کو پس جو قبیلان سے مخالفت کرے گا وہ ہو جائے گا حزب شیطان۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۲۶)

میری وجہ سے محبت کرو

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے ساتھ اور اپنی اہل بیت کے ساتھ محبت رکھنے کی وجوہات بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔
 ایک اور مقام پر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔
 احبوا للہ لیساً یغدو کم من نعمۃ . واحبوا للہ بحسب اللہ
 واحبوا اهل البیت بحیوئی۔
 اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس لئے محبت کرو کہ وہ تمہیں نعمتیں عطا فرمائے
 ہے اور میرے ساتھ محبت کرو اللہ تعالیٰ کی وجہ سے اور میری اہل بیت سے
 محبت کرو میری وجہ سے۔

(ترمذی ج ۲ ص ۲۴۳) (المستدرک ج ۳ ص ۱۵۸) (سد الخلیج ج ۲ ص ۳)

قال مؤدناً اهل البیت فأنه من لقی اللہ عز وجل
 فهو ایودناً دخل الجنة بشغفا عتناً والذی نفسی ببیدہ لا
 ینفع احد عمر له الا بمعرفة حقناً۔
 ہماری اہل بیت سے مودت و محبت کرنے کا حکم اللہ عز وجل نے
 فرمایا ہے پس جو ہمارے اہل بیت سے مودت رکھے گا وہ ہماری شفاعت
 سے جنت میں داخل ہوگا اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھوں میں میری
 جان ہے تمہارا کوئی عمل تمہیں نفع نہیں دے گا جب تک ہمارا حق نہیں پہنچا تو
 گے۔

(اسعاف المرءین ص ۱۱۳) (جامع الصغیر ج ۱ ص ۱۰۱)

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔
 ہم اپنی اہل بیت کے متعلق تمہاری آزمائش کریں گے کہ تم ان کے

ساتھ میرے بعد کیا سلوک کرتے ہو۔

انکم ینتبتلون فی اهل البیت من بعدی

(اسعاف الراغبین ص ۱۱۳)

اور یہ بھی فرمایا! کہ جو میرے اہل بیت کو ستائے گا اس پر اللہ

تعالیٰ کا شدید غضب نازل ہوگا۔

أَلَسْتَدَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيَّ مَنْ أَذَانِي فِي عَاتِرِي

(جامع الصغیر ج ۱ ص ۱۰۱)

محبت اہل بیت کے لئے مغفرت

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص بھی میری اہل بیت کی محبت میں فوت

ہوگا وہ یقیناً بخشا جائے گا اور وہ اس وقت تک فوت ہی نہیں ہوگا جب تک وہ توبہ نہ کرے۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ! أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ آلِي مُحَمَّدٍ مَاتَ

مَغْفُورًا

أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ آلِي مُحَمَّدٍ مَاتَ تَائِبًا .

أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ آلِي مُحَمَّدٍ مَاتَ مُؤْمِنًا .

اور فرمایا کہ جو محبت اہل بیت میں فوت ہو اور وہ مؤمن فوت ہوگا۔

(اسعاف الراغبین ج ۱ ص ۱۳۲) (نور الابصار ص ۱۱۲)

یہ تو تمہیں اہل بیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھنے والوں کے لئے یا رگاہ

رسالت مآب سے بتا رہیں اور خوشخبریاں اب ذرا دشمنان اہل بیت اطہار اور آل محمد صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم سے بغض و عناد رکھنے والوں کا جو حال ہوگا وہ بھی ملاحظہ کریں۔

رحمت سے مایوس شخص

امام الانبیاء تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمنان اہل بیت کے لئے فرماتے ہیں کہ

انہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس کرو دیا جائے گا۔

اور ان کی آنکھوں کے درمیان تریر کر دیا جائے گا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس کر دیئے گئے۔ اور وہ کافر ہو کر مریں گے انہیں جنت کی خوشبو سے محروم کر دیا جائے گا۔

آلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى بُغْضٍ إِلَىٰ مُحَمَّدٍ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَكْنُوتًا
بَيْنَ عَيْنَيْهِ آيُشٍ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ.

آلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى بُغْضٍ إِلَىٰ مُحَمَّدٍ لَمْ يَشْرَ رَاحَةَ الْجَنَّةِ.

(تفسیر ابن عربی جلد ۲ ص ۲۳)

معیارِ محبت

ہم کسی کے دل میں تقبیب نہیں رکھتے فرامین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سامنے رکھو اور اپنے دلوں کو خود بخود اپنا محاسبہ خود کروا دینی منزل کا تقین خود کرو محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل بیت ایک معیار ہے اور یہ معیار خود رسول صادق نے مقرر فرمایا ہے اپنے دلوں کی کیفیت اس معیار پر وزن کرو اہل بیت کی محبت میں مرنے کا مطلب ہے ان کی محبت میں فنا ہونا تمام اولیاء کرام محبت اہل بیت اطہار میں فنا ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے مزارات ملائکہ رحمت کی زیارت گاہ بن جاتے ہیں جنت کے قطعات بن جاتے ہیں اور وہاں پر ہر وقت خدا تعالیٰ کی بے پایاں رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا دوست بننا ہے تو اہل بیت مصطفیٰ کی محبت میں فنا ہو جاؤ۔

یہی وہ گھر ہے جہاں سے پروا نہ نجات ملے گا یہی وہ لوگ ہیں جن کی محبت واجب قرار دی گئی ہے یہی وہ نفوس ہیں جن کی پاکیزگی اور طہارت پر قرآن نے مہر لگا دی ہے یہی وہ نفوس ہیں جو سفینہ نجات ہیں ان کا ساتھ چھوڑ دو گے تو غرق ہو جاؤ گے۔

اعمال بیکار ہوں گے

تاجدار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کافر مان ہے میری اہل بیت سے محبت نہیں رکھو گے تو تمہارے اعمال بیکار ہو جائیں گے ہمارا حق نہیں بیچنا نو گے تو تمہاری عبادتیں ضائع ہو جائیں گی۔

محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی کہلانا ہے تو اپنے پیغمبر کا حق بیچنا نو، ان کی اہل بیت کا احترام کرنا سیکھو، ان سے عقیدت و محبت رکھو۔ اللہ تعالیٰ تم سے ان کی مودت طلب کرتا ہے عناد اور بغض نہیں مانگتا ان کی شان بیان کرنے سے پہلو تہی نہ کرو۔

(ماخوذ شہید ایمن شہیدہ جلد اول)

ہیں کائنات حسن کے انوار پانچ تن
خالق کا بحال ہیں شہکار پانچ تن

اُن ہی کے دم سے رونق کونین ہے تمام
کونین کے ہیں مالک و مختار پانچ تن

ہیں مصطفیٰ و مرتضیٰ زہرا حسن حسین
ہر جلوہ گاو نور کا سنگار پانچ تن

خود جھیلے ہیں جاں پہ ہزاروں مصیبتیں
کرتے ہیں دُور خلق کے آزار پانچ تن

کانپے نصاریٰ چھوڑ کر بھاگے مہلہ
دیکھے جو آتے سامنے سرکار پانچ تن

صائم میں ایک کس طرح بے نشانہ جاؤں گا
ہوں گے جو میرے حشر میں غنوار پانچ تن

عظمتِ اہل بیت اور تاجدارِ چورہ شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 اِنَّمَا يُرِیْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ
 وَيُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِیْرًا ۗ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ۔
 اہل بیت اطہار کا نسب مبارک کلمی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متصل ہے۔
 یہ وہ نسب ہے جو پاکیزگی کے اعتبار سے منفرد رہا ہے اور اہل بیت اطہار کو اللہ تعالیٰ نے
 پاک فرمایا ہے اور اس آیت میں موجود ہے جو آپ کی نظروں سے گزری ہے۔
 اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن پاک میں اپنے پیارے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
 بشارت و خوش خبری دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے!

وَلَسَوْفَ يُمَاطِبِكُمْ رَبَّنَا فَتَوَضَّعِي

اور بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو اتادے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے

(پارہ ۳۰ سورۃ النجمیٰ آیت ۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آیت کے تحت فرماتے ہیں
 حضور و رکات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا یہ ہے کہ آپ کے اہل
 بیت میں سے کوئی شخص بھی جہنم میں نہ جائے۔

(قرطبی، جلد اول، ص ۳۳۲)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے فرمایا! میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ میرے اہل بیت کو آگ میں داخل نہ فرماتا تو اللہ
 نے میری دعا قبول فرمائی۔

(المستدرک جلد سوم ص ۱۵۰)

جہنم سے آزاد

مولائے کائنات، ابوالسادات حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب قاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا کہ آپ جانتی ہیں کہ آپ کا نام قاطمہ نام کیوں ہے؟
حضرت علی نے کہا۔ یا رسول اللہ! قاطمہ نام کیوں رکھا گیا؟
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انہیں اور ان کی اولاد کو جہنم سے علیحدہ رکھے گا۔

(ذخائر العقبی: صفحہ ۲۶)

اولادِ قاطمہ کی عظمت

ایک دوسری حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے شک میری بیٹی قاطمہ کو اور۔۔۔ ان کی اولاد کو۔۔۔ اور ان سے محبت کرنے والوں کو دوزخ سے الگ کر دیا ہے، اس لئے اس کا نام قاطمہ ہے اللہ تعالیٰ نے حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک کو جو عظمت عطا فرمائی ہے اور کسی شخص کی اولاد کو قطعیت کے ساتھ جہنم سے آزادی حاصل نہیں اور نہ کسی دوسرے خاندان کا جہنم سے ہونا نص حدیث سے ثابت ہے۔

اہل بیت کی شان

نسب رسول اتنا اعلیٰ و ارفع ہے جس کا اندازہ لگانا ممکنات سے نہیں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب اطہر ہر قسم کے رجس سے پاک ہے۔
عزیزان محترم! ساری دنیا کے مجازی یا پوں کیلئے، ہر ایک کے والد کیلئے اور تمام مولویوں کے یا پوں کیلئے من نطفۃ اشیم ہے، لیکن ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے من نطفۃ اشیم نہیں ہے،
(بلکہ) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں

میرا نور پاک پشتوں اور پاک رگوں سے ہوتا ہوا آیا۔

(معارض النبیوت)

تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ان اللہ تعالیٰ نقل روحہ من ساجد الی الساجد

(تفسیر کبیر ج ۲ ص ۱۷۴)

اور یہی بیان الوقایا حوالہ المصطفیٰ میں ابن جوزی اور کتاب الشفاء میں قاضی عیاض رحمۃ

اللہ علیہ نے رقم کیا ہے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ میرا نور پاک پشتوں اور پاک

رگوں سے ہوتا ہوا آیا تو کسی صحابی نے یہ سوال نہیں کیا کہ آپ کو کیسے پتہ چلا؟

کیا آپ کے پاس وحی آئی ہے؟

میرے مصطفیٰ علیہ السلام کے علم کے منکر و!

میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتہ تھا کہ میں کب آدم کی پشت میں تھا۔

کب نوح کی پشت میں تھا۔

کب شیث کی پشت میں تھا۔

کب موسیٰ کی پشت میں تھا۔

کب ابراہیم کی پشت میں تھا۔

کب اسمعیل کی پشت میں تھا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں آدم علیہ السلام سے نیکراپنی والدہ ماجدہ

تک پاک رگوں سے آیا پاک صلیوں سے آیا۔

نور کی کہانی

اگر یہ کہانی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہی ہوتی آگے تم ہو جاتی تو اور بات تھی، لیکن یہ

کہانی آگے چلی۔

فرمایا میری بیٹی زہرا ہے اس کو کبھی وہ تکلیف لاحق نہیں ہو سکتی جو دنیا کی عورتوں کو لاحق

ہوتی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہی وہ سلسلہ ہے

جو نور کا سلسلہ ہے

وہی کہانی آگے چل رہی ہے۔

سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا بھی نور ہیں

اور پھر حسن علیہ السلام پیدا ہوئے آپ بھی نور ہیں۔

اور پھر حسین علیہ السلام پیدا ہوئے آپ بھی نور ہیں۔

یہ نور کی کہانی ہے جو مجازاً آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی (اور ابتداء اللہ اور اللہ کا رسول

جانے،)

اور اولاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آج بھی موجود ہے۔

سرکارِ دو عالم اللہ کا نور ہیں اور اہل بیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہے اور اعلیٰ حضرت کو بھی یہ

کہنا پڑا

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

تُو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

آل پاک میں نور نبی فروزاں ہے

حضرات گرامی!

یہ کہانی حسین کریمین علیہما السلام پر ختم نہیں ہوئی بلکہ آج تک چل رہی ہے اور

قیامت تک چلے گی اور قیامت کے بعد بھی جنت الفردوس میں اہل بیت اطہار نورانیت کے ساتھ

اعلیٰ شان کے ساتھ جلو فرما ہوں گے۔

اسی لئے آج بھی اس نور کی تکریم تمام مومنین کرتے ہیں۔

آج بھی اہل بیت اطہار کو، سادات کرام کو جو مقام جو مرتبہ جو فضیلت جو درجہ مومنین

امت مصطفیٰ دیتے ہیں اسی لئے کہ ان میں کلمی والے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور موجود ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

تُو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

سیدہ کا مقام و مرتبہ

دنیا کی کوئی عورت سیدہ طیبہ طاہرہ، عابدہ زاہدہ، قاطبہ الزہراء سلام اللہ علیہا کا مقابلہ نہیں کر سکتی ان کے مقام و مرتبہ کو نہیں چھو سکتی اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیاری صاحبزادی کو سیدۃ النساء العالمین فرمایا ہے۔

ترمذی شریف اور مستدرک حاکم میں بھی یہ حدیث شریف میں موجود ہے کہ:-

فأخمة سيدتة النساء العالمين

جو گھرانہ قاطبہ الزہراء سلام اللہ علیہا سے شروع ہوتا ہے اس گھرانے کی فضیلت کا اعزازہ کون کر سکتا ہے۔ کوئی بیٹا حسن علیہ السلام جیسا نہیں ہے
کوئی بیٹا حسین علیہ السلام جیسا نہیں ہے۔

یہ نور کی کہانی ہے، یہ پاک ریحوں سے آئی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانیت اہل بیت اطہار کی نورانیت بنتی رہی اور اسی وجہ سے حسین کریمین علیہم السلام کو تمام جنتی نوجوانوں کا سردار بتایا۔

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم الحسن والحسین سید الشیباہ اہل الہنۃ

(مشکوٰۃ شریف جلد ۲، ص ۶۳۰)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانیت صرف میرے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ختم نہیں ہوئی بلکہ یہ نورانیت بعد میں بھی اہل بیت اطہار کی نورانیت بنتی رہی اور اسی نورانیت کی وجہ سے حسین کریمین علیہم السلام کو تمام جنتی نوجوانوں کا سردار بتایا۔
میرے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اصہبات المؤمنین بیٹھی ہوئی تھیں۔

سرکار بیٹھے: تھوڑی دیر بعد خاتون جنت سلام اللہ علیہا تشریف لائیں۔ میرے آقا سردار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی کیلئے کھڑے ہو گئے۔
یہ وہ گھر ہے جس کے باہر فرشتے کھڑے ہیں۔

یہ وہ گھر ہے جس سے فرشتوں (تک) کا پردہ ہے۔
 اس گھر کی شان کون جان سکتا ہے۔
 ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قاسم نعمت ہیں۔
 ہر ہر کو شان حضور نے عطا فرمائی،

درجات حضور نے عطا فرمائے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی درجہ ملا۔
 حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی درجہ ملا۔
 حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھی درجہ ملا۔
 حضرت علی مشکل کشا کریم اللہ و جہا لکریم کو بھی درجہ ملا۔

یہ درجات اسلامی درجات ہیں۔ یہ دین کے درجات ہیں اب شروع ہو گئی محبت کی کہانی
 ساری خدائی ایک پلڑے میں ہے اور میرے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی
 سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا ایک پلڑے میں ہے شان میں کوئی شریک نہیں
 اس محبت میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا سیدہ پاک کی شان ملاحظہ فرمائیں۔
 اصحاب المؤمنین بیچیں تھیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں خاتون
 جنت تشریف لائیں میرے آقا کھڑے ہو گئے سرکار نے بیٹی کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیا۔ بیٹی نے باپ کا
 ہاتھ چوما۔

حضرات گرامی!

بیٹی کا ہاتھ چومنا میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے لیکن سیدہ فاطمہ
 الزہرا کو خصوصی اعزاز سرکار نے عطا فرمایا،
 اور حسین کریمین کو عظمت حضور نے ایسی عطا فرمائی جس شہزادگان کے لئے ہی مخصوص تھی
 اور اہل بیت اطہار کی عظمت آج بھی مسلم ہے۔

صحابہ کرام اپنی اولاد سے اتنا بیار نہیں کرتے تھے جتنا سرکارِ مدینہ کی اولاد پاک سے
 کرتے اور اس لئے کہ ان کی محبت کا حکم حضور علیہ السلام نے دیا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ

عنہ کا فرمانِ ذیشان ہے کہ مجھے اپنی اولاد سے زیادہ سرکار کی اولاد پیاری ہے۔
تمام مسلمانوں کو خلیفہ اول یا رفاہ ساکن مزار سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے تاجدار سیدنا صدیق
اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسی پاکیزہ عقیدہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے سب سے بڑھ کر آل رسول سے
مودت و محبت رکھنی چاہیے۔

عظمتِ اہل بیت اور علامہ عبدہ یمانی رحمۃ اللہ علیہ

اپنی اولاد کو محبتِ اہل بیت سکھاؤ

اپنی اولاد کو جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کی محبت سکھاؤ۔
انہیں یہ سکھاؤ کہ وہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل اور خاندان ہیں وہ جناب
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب ہیں اور وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والے
ہیں۔

اہل بیت کی تعظیم حضور کی تعظیم ہے

☆ جس نے ان سے محبت کی بلاشبہ اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت
کی اور جس نے ان کی عزت کی۔ بے شک اس نے جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی۔
☆ اور جس نے ان کا احترام کیا۔ بے شک اس نے جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
تعظیم کی۔

☆ اور جس نے ان کے ساتھ تعلقات جوڑے فی الحقیقت اس نے جناب رسول صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنا رشتہ استوار کیا

اہل بیت کی محبت حضور کی محبت ہے

☆ اور جس نے ان سے محبت کی بے شک اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ساتھ محبت کی۔

☆ ان کو سکھائیے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ان کی یاد دلاتے
ہوئے فرمایا !

میں تمہیں اہل بیت کی حفاظت ان کی نگہداشت ان کے احترام و اکرام اور ان کی محبت و مودت کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے حق سے تمہیں خبردار کرتا ہوں یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو دفعہ فرمایا!

اپنی اولاد کو بتائیے کہ اہل بیت سے تعلق رکھنا اور ان سے محبت کرنا لازم فرض ہے

کتاب اللہ اور اہل بیت

☆ انہیں سکھائیے کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی گئی ہے میں تم میں دو اعلیٰ ارفع اور عمدہ چیزیں چھوڑ چلا ہوں اللہ کی کتاب اور میرے گھر والے۔ اور ایک روایت میں ہے!

☆ اللہ کی کتاب اور میری محبت یہ دونوں گویا جڑواں ہیں اور یہ دونوں موازن قیمتہ (عزت والے مقامات) میں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس پہنچ جائیں تو تم غور و فکر کرو کہ ان کے حق میں میرے نائب ہونے کی حیثیت سے میرے بچے جانشین ثابت ہوتے ہو یا برے۔

دو عظیم چیزیں

☆ اپنی اولاد کو سکھاؤ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تم میں دو عظیم چیزیں (یعنی جن کے ساتھ تم تک کرنا اور ان پر عمل کرنا بہت بڑا کام ہے) چھوڑ چلا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور میرے گھر والے۔

اللہ نے پاک کر دیا

اپنی اولاد کو سکھاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے گھر والوں سے ناپاکی کو دور کر دیا اور انہیں خوب ستمرا کیا ہے۔

☆ انہیں سکھاؤ کہ اہل بیت کی محبت لازم بھی ہے اور مطلوب بھی!

☆ انہیں بتاؤ کہ اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اسلام کی بنیادوں میں سے ہے

اہل بیت پر ظلم کرنا بہت بڑا گناہ ہے

☆ انہیں سکھاؤ کہ اہل بیت پر ظلم کرنا بہت بڑا گناہ اور ظلم عظیم ہے!
☆ انہیں سکھاؤ کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں سے محبت کریں۔

اور اس کے بعد سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جو اپنی عطاؤں اور بخششوں کے ساتھ احسان کرنے والا ہے اعلیٰ وارفع حمد و ثنا کا مستحق ہے۔

ہر امید اور ہر آس اس کی رحمت کے ساتھ وابستہ ہے اور درود و سلام اگھوں اور بچپلوں کے سردار اور اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سے برگزیدہ تمام نبیوں کے امام اور تمام رسولوں میں آخری رسول پہ اور آپ کی اولاد اور آپ کے سارے صحابہ پر پینکب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عہد کامل بندے ہیں

جن کا مقام ایسا مقام ہے جس کی کتنا اور حقیقت کے بارے میں انسانی عقلیں اور ان کے افہام دنگ ہیں

اور جن کی عظمت کے بیان سے زبانیں اور قلوبیں عاجز ہیں
اور دنیا کے کسی شخص کی شان و شوکت بھی جس کی گدراہ تک نہیں پہنچ پائی اور ان کی محبت ایمان کی شرط ہے۔

مومن ہونے کی شرط

جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اپنی جان اپنے والدین اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب تمن چیزیں جس شخص میں پائی جائیں اس نے کو یا ایمان کی محاسن چکھ لی۔
وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں کے ماسوا سے اسے بڑھ کر

محبوب ہوں اور یہ کہ وہ ایک انسان سے محبت کرے تو صرف اللہ کیلئے اس سے محبت کرے اور کفر کی طرف لوٹنے کو ایسے ناپسند کرے جیسے اس کو ناپسند کرتا ہے کما سے آگ میں ڈال دیا جائے،

اپنے اعمال کی فکر کرو

جو شخص اپنی ذات پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا غلبہ نہیں دیکھتا اور وہ محبت اس کے دل کی کھراٹیوں کو پر نہیں کر رہی تو اسے اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہئے اور اپنے اعمال کی فکر کرنی چاہئے تاکہ اسے یہ پتہ چل سکے کہ دل کا یہ انکار اور اس کی یہ قلت کہاں سے آگئی ہے۔ اس شخص کیلئے سلامتی کا کوئی مقام نہیں جو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مرمت نہیں رہا اور وہ دو سلام ہو آپ کی ذات والا پر اور آپ کی پاکیزا اور مٹا ہوا اولاد پر۔ چنانچہ درجہ ذیل حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے ہی اپنی محبت کو اپنانے کا حکم دیا ہے فرمایا!

اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کہ اس نے اپنی نعمتوں سے تمہاری پرورش فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے پیش نظر مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میرے گھر والوں سے محبت رکھو۔

علامہ عبدہ یمانی

قارئین علامہ عبدہ یمانی نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک کے حضور عقیدت و محبت کے جو نذرانے پیش کئے ہیں اگر ہم پوری کتاب کے اقتباسات پیش کریں تو اس کے لئے بہت سے صفحات کی ضرورت ہوگی اس لئے ان کے مقدمہ کتاب سے ہی اقتباسات پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے علامہ عبدہ یمانی کے آخری قول سے چند گزارشات آپ کے ذہن نشین کروانا ضروری سمجھتا ہوں۔

آپ نے لکھا ہے:-

جو شخص اپنی ذات پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا غلبہ نہیں دیکھتا اور وہ

محبت اس کے دل کو پر نہیں کر رہی تو اسے اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیے اور اپنے اعمال کی فکر کرنی چاہیے تاکہ اسے پتہ چل سکے کہ اس کا یہ انکار اور غلطی کہاں سے آگئی۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہی ایمان ہے اور آپ کی محبت کے بغیر دل ایسے بے جیسے ویران مکان ہو۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا تقاضا یہی ہے آپ کے پیاروں سے بیا کر لیا جائے آپ کے محبوبوں کی محبت قلوب میں بسائی جائے۔ اگر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوبوں سے محبت نہیں ہے تو پھر اپنے اعمال کی فکر کریں۔

کیونکہ ان پاکیزہ نفوس سے بغض اور ایمان ایک جگہ میں جمع نہیں ہو سکتے اگر بغض اہل بیت کا کاغذ دل میں ہے تو اسے نکال بیٹھیں تاکہ محبت کا نور دل میں اتر سکے۔

دل کی ظلمت دور کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا جائے اور آپ کی آل پاک کا ذکر کیا جائے

ذکر آل محمد کا کرتے رہو
دور عشق رسالت کا چلتا رہے
خارجیت پہ لعنت برستی رہے
خارجی کا جنازہ کھلتا رہے

(علامہ صائم چشتی)

عظمتِ اہل بیت اور سائیں مشوری شریف رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ عالیہ قادریہ کی عظیم درگاہ مشوری شریف سے عقیدہ کی چنگلی کا درس ملتا ہے یہاں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، رسول کریم، نور مجسم، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت آپ کی شان و عظمت، رفعت و بلندی، کمالات و خصائص کا سبق ملتا ہے اس درس گاہ سے اہل بیت رسول مقبول علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظمت و شان اور سادات کرام کی مکرم و تعظیم کا سبق دیا جاتا ہے اس کے ساتھ ساتھ بیارے مدنی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساروں یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت اور ان کے احترام کا سبق دیا جاتا ہے اس درگاہ و عظیم سے اولیائے کاملین سے وابستگی کا حکم بھی دیا جاتا ہے اور سب مقتدر رستیوں اور نفوسِ قدسیہ کے ساتھ والمہانہ محبت کرنے کا سبق بھی دیا جاتا ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خانوادہ نوری سے بالخصوص کامل موذت کا اظہار آستانہ سائیں مشوری کے تمام وابستگان کا طریق ہے یہی وجہ ہے کہ درگاہ سائیں مشوری رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق رکھنے والا ہر فرد محبتِ اہل بیت میں مستغرق نظر آتا ہے۔

صاحبزادہ سید محمد زین العابدین راشد ی قائم ولایت میں حضرت سائیں مشوری رحمۃ اللہ علیہ کی محبت و احترام سادات کے حوالہ سے رقمطراز ہیں !

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت مسلمہ کو آخری وصیت یوں فرمائی !

انی تارک فیکم الثقلین اولہما کتاب اللہ فیہ الہدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ وحت علی کتاب اللہ ورغب فیہ واهل بیئتی اذکرکم اللہ فی اہل بیئہ اذکرکم اللہ فی اہل بیئتی (مسلم)

میں تم میں دو نیکس و اعلیٰ چیزیں چھوڑتا ہوں ایک تو اللہ کی کتاب جس

میں ہدایت اور نور ہے لہذا اللہ کی کتاب کو لو اور اُسے مضبوط پکڑو، کتاب اللہ پر لوگوں کو خوب رغبت دی دوسرے میرے اہل بیت ہیں میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ سے ڈراتا ہوں، اللہ سے ڈراتا ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان شریف اور آل اطہار کی عظمت قرآن کریم کی طرح ہے۔ جیسا ایمان کے لئے قرآن کا ماننا ضروری ہے ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کا ماننا لازمی ہے دوسرے خاندانوں کو یہ شرف کہاں نصیب۔

حضرت قبلہ عالم اہل بیت کرام کا بہت زیادہ ادب ملحوظ رکھتے تھے آپ ان کے اعمال پر نہیں ان کی نسبت پر نظر رکھتے تھے۔ اہل بیت کے بچوں کے لئے بھی کھڑے ہو جاتے سزا یا احترام بن جاتے، پاؤں کو چھوتے، ہاتھوں کو چومتے، ہاتھوں کو دھلاتے، پھر خود ہی کھانا کھلاتے، نذرانہ عنایت فرماتے۔

مجھے تو اپنے ساتھ بٹھاتے تھے اگر چار پائی پر تشریف رکھتے ہوں تو مجھے اپنے ساتھ بٹھا لیتے اور جاتے وقت کھڑے ہو جاتے اور رضائی عنایت فرماتے اور بے شمار دعاؤں سے نوازتے تھے۔ سادات کی طرف کسی کو پھینک کر دینے نہیں دیتے تھے۔

مسکین سادات کی ناز برداریاں برداشت کرتے ان کو منہ مانگی رقم عنایت فرماتے، پانی کا ٹکڑا لگوا کر دیتے، گھر بنوا کر دیتے۔ اگر کوئی غیر سید آ کر خود کو سید کہلوا کر کچھ مانگتا تو اس کا بھی احترام بجالاتے ان کو بھی نذرانہ عطا فرماتے۔

آپ فرماتے! ہمیں تو اس عظیم ذات کو دیکھنا ہے جس کا یہ سہارا لے کر آیا ہے۔

نام شاہان جہاں مٹ جائیں گے لیکن یہاں
حشر تک نام و نشان ”بیخ تن“ رہ جائے گا

(قاسم دلائی صفحہ 113)

الحمد للہ! اس عظیم درگاہ کے ساتھ فقیر کی بھی دانستگی ہے اور موجودہ سجادہ نشین پیر طریقت ربیہ شریعت حضرت پروفیسر الحاج الحافظ سائیں محمد منظور شوری المہرف مسکین سائیں مدظلہ العالی نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں مجھے اپنی خلافت و اجازت سے نوازا رکھا ہے۔ بندہ حضرت مسکین سائیں کی دعاؤں اور عطاؤں پر ہمیشہ فخر کرتا ہے اور کرتا رہے گا۔

عظمت اہل بیت اور شیخ الاسلام محمد طاہر القادری مدظلہ العالی

علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری دور حاضر کے عظیم مفکر، معلم، مصلح اور نابغہ عصر ہیں آپ نے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم بھی حاصل فرمائی۔ اس طرح آپ علوم قدیمہ و جدیدہ کے جامع ٹھہرے علامہ ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں اس لئے کہ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری عرصہ خطابت کے شہسوار ہیں اور گفتگو کا ڈھنگ جانتے ہیں آپ نے ان بے شمار علمی موضوعات پر خطابات ارشاد فرمائے ہیں جن پر ہمارے دیگر علماء کا ایک جملہ تک دستياب نہیں آپ نے سائنس اور اسلام کے موضوع پر قابل قدر کام کیا ہے اسی لئے آپ کی کتب دوسری زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہیں۔

دیگر موضوعات کے علاوہ آپ نے اہل بیت رسول سے اپنی محبت و موڈت کا بھی اظہار فرمایا ہے اور گراں قدر علمی تصانیف سے اردو دان طبقہ کو عشق رسول اور محبت اہل بیت کی لازوال دولت عطا فرمائی ہے۔

اب ہم آپ کی تصانیف سے محبت اہل بیت رسول کے گہمائے نگفتہ کو جن کر آپ حضرات کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔
علامہ طاہر القادری لکھتے ہیں:-

اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا دم بھرتے ہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو اوڑھنا چھوٹا بناتے ہیں۔

اگر ہم عشق رسول ﷺ کو اپنا شخص گردانتے ہیں تو پھر حضور ﷺ جس سے محبت کرتے ہیں اُس سے محبت کریں۔ حضور ﷺ بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے ہیں۔ کہ اے باری تعالیٰ!

میں حسین سے محبت کرنا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب سے بغض و عداوت کا تصور بھی ہمارے ذہن میں آنا نہیں چاہیے بلکہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس محبوب سے والہانہ محبت کا اظہار کر کے اپنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کھری وابستگی کو مزید مستحکم بنانا چاہیے کہ:-

قصر ایمان کی بنیادوں کو مضبوط بنانے کا ایک موثر ذریعہ ہے۔

قارئین! علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے قول کی روشنی میں واضح ہوا کہ مجبویان یا رنگہ رسالت سے محبت انتہائی اہم بات ہے اور ان سے محبت کو یا کبر کا رد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی محبت ہے جن کو دعویٰ غلامی رسول ہے ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اہل بیت سے والہانہ محبت کریں۔

علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے فرمایا ہے۔

محبت آل رسول قصر ایمان کی بنیادوں کو مضبوط بنانے کا موثر ذریعہ ہے گویا کہ ایمان کی بنیاد کی مضبوطی کی علامت یہ ہے کہ بندے کے دل میں آل محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے والہانہ محبت و عقیدت ہو۔

آیت مباہلہ اور عظمت اہل بیت

ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب نے آیت مباہلہ کے حوالہ سے عظمت اہل بیت رسول بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

صحیح مسلم شریف میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

ولما نزلت هذه الآية ندع ابناءنا و ابناكم دعار رسول
الله صلي الله عليه وآله وسلم عليه و فاضحة و حسناً
و حسبناً فقال اللهم هوء لاء اهلى

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۴۸)

عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال : لما

نزلت هذه الآية (فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَ آبْنَاءَكُمْ)

دعاً رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : علياً و فاطمة و
حسناً و حسيناً فقال : اللهم هؤلاء اهلي.

”حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آیت
مہلبہ ”آپ فرمادیں آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلا تے ہیں اور تم اپنے بیٹوں کو
بلاؤ“ نازل ہوئی تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن
اور حسین علیہم السلام کو بلا یا، پھر فرمایا: یا اللہ! یہ میرے اہل (بیت) ہیں۔“

(مسلم، الصحیح، 4: 1871، کتاب فضائل الصحابة، رقم: 2404)

(ترمذی، الجامع الصحیح، 5: 225، کتاب تفسیر القرآن، رقم: 2999)

(احمد بن حنبل، المسند، 1: 185، رقم: 1608) (حاکم، المستدرک، 3: 163، رقم: 4719)

(بخاری، المسند الکبریٰ، 7: 63، رقم: 13170) (دورقنی، مسند سعد، 1: 51، رقم: 19)

(محب طبری، ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربی، 1: 25)

جب آیت مہلبہ نازل ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عیسائیوں کو چیلنج کرتے
ہوئے فرمایا۔

ہم اپنے بیٹوں کو لاتے ہیں تم اپنے بیٹوں کو لاؤ۔

ہم اپنی زواج کو لاتے ہیں تم اپنی عورتوں کو لاؤ۔

بیٹوں کو لانے کا وقت آیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حسن اور حسین (علیہم السلام) کو
پیش کر دیا۔

اور اپنی جانوں کو لانے کی بات ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھ حضرت علی
(علیہ السلام) کو لے آئے یعنی حضرت علی (علیہ السلام) کو اپنی جان کے درجے پر رکھا آیت اور
حدیث پر غور فرمائیں۔

آیت میں کہا جا رہا ہے۔

تَعَالُوا نَدْعُ آبَتَنَا وَآبَتَاءَ كُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَ كُمْ وَأَنْفُسَنَا
وَأَنْفُسَكُمْ

آجاؤ ہم مل کر اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو

اپنے آپ کو بھی اور تمہیں بھی ایک جگہ بلا لیتے ہیں۔

حدیث پاک کی شرح

حدیث پاک میں فرمایا جا رہا ہے۔

وعالیا قاطمہ وحسنا وحسینا

یعنی: علیا (افسنا)

قاطمہ (سائنا)

حسنا وحسینا (بانائنا) ہونے

عقیدہ اہل سنت ہے

یہ عقیدہ کسی شیعہ کا نہیں اہل سنت و جماعت کا ہے اور جو لوگ مخالفے میں جلا! ہیں کہ اہل سنت حسب علی یا حسب اہل بیت سے عاری ہیں وہ دراصل خو فرجی میں جلا! ہیں اہلسنت ہوا ہا عظیم جتا ہی تب ہے کہ جب ان نفوس قدسیہ سے محبت ان عقائد کا مرکز و محور بن جاتے ہیں۔

سیدنا علی ہوں یا سیدہ کائنات اور حسین کریمین یہ شجر نبوت کی شاخیں ہیں جن کے برگ و بار سے دراصل بھستان محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایمان و عمل کی بہاریں جلوہ گن ہیں ان سے صرف نظر کر کے یا ان سے بغض و حسد کی بیماری میں جلا! کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی کہلانے کا حق دار نہیں کجا وہ ایمان اور تقویٰ کے دعوے کرتا پھرے

خلاصہ کلام

علامہ ڈاکٹر طاہر القادری نے ان لوگوں کو جن کے دلوں میں بغض اہل بیت ہے۔

جن کے دلوں میں آل رسول کی محبت جاگزیں نہیں ہوئی۔

جن کے دلوں میں شجر نبوت کے پھول پتیوں اور ڈالیوں سے محبت نہیں ہے ان کو مخاطب کر

کفر مانتے ہیں کہ:

جو حسب علی اور حسب اہل بیت سے عاری ہیں وہ دراصل خو فرجی میں جلا! ہیں۔

حضور کی سیدہ سے محبت

ڈاکٹر طاہر القادری سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت قاطنہ الزہراء سلام اللہ علیہا کے حضور یوں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

اور حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کفر امین سے دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔
جب حضرت قاطنہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ بے کس پناہ میں شرف حاضری حاصل کرتیں

تو آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از رہ شفقت اور از رہ محبت اپنی لاڈلی بیٹی کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جاتے،

مر جابا یا قاطنہ (رضی اللہ عنہا) کہہ کر ان کا ہاتھ پکڑ لیتے اور اسے چومتے اور پھر حضرت قاطنہ الزہراء کو اپنی جگہ پر بٹھا دیتے جب آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ قاطنہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لاتے تو وہ اترا آنا کھڑے ہو کر اپنے لبا جان کا استقبال کرتیں اور دست بوسی فرماتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی صاحبزادی پر غار ہو جاتے اور اپنے پاس بٹھا کر ان کی دل جوئی فرماتے۔

امام شوکانی روایت کرتے ہیں۔

عن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم الفاضلۃ فداک ابی و اخی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں!

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قاطنہ الزہراء کو مخاطب

کر کے فرمایا کہ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔

(ذبح عظیم، ص ۸۰)

نکتہ

ساری دنیا جب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہوتی ہے یا صحابہ کرام رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ میرے ماں یا پاپ آپ پر قربان ،، یہ تھا صحابہ کا عمل سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی سنا ہے کہ وہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلائے تو فرماتے :-

فاطمہ! میرے ماں یا پاپ تم پر قربان ہوں، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ماں یا پاپ کو فاطمہ رضی اللہ عنہا پر قربان کر رہے ہیں۔

اس لئے کہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہہ ولایت مصطفیٰ کی امین ہیں۔

یہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

یہ قرب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

یہ کیفیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ خاندان رسول کی غلامی ہی غلاموں کا سب کچھ ہے جو سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے درکار دیان بن گیا وہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام بن گیا۔

اس لئے کہ:- سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا صرف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لنت چگری نہیں ہیں

آپ حسین کریمین کہ امی جان بھی ہیں اس کو د میں حضرت حسین علیہ السلام کی پرورش ہوئی ہے۔ جنت کے سرداروں کی تربیت ہوئی ہے اس لئے فاطمہ سے فرمایا کہ بیٹی میرے ماں یا پاپ تجھ پر قربان ہوں۔

غلام بے نوا کا سلام

خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا نام نامی ہونوں پر آتا ہے تو پلکیں بہر احترام جھک جاتی ہیں،

فضا میں احترام کی چادر سی تن جاتی ہے،

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاڈلی بیٹی سے میری عقیدت اور احترام کا عالم یہ ہے کہ میں خود کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کا منگتا سمجھتا ہوں اور اپنے لئے اسے بہت بڑا اعزاز تصور کرتا ہوں۔

مدینہ منورہ کی حاضری کے دنوں میں میرا معمول یہ ہوتا ہے کہ جنت البقیع میں حضرت
فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی قبر انور پر حاضری دیتا ہوں سانسے گنبد خضریٰ اپنے جلوے بکھیر رہا ہوتا
ہے بھدا مداب عرض کرتا ہوں کہ اے حسین کریمین کی امی جان!
اے جنت کی خواتین کی سردار!

اے سیدہ کائنات! آپ کے در کا آنا آیا ہے اپنے ابا حضور سے ایک گلزار لے کر دے
دیجئے میرے کنگول آرزو میں خیرات ڈال دیجئے۔

اپنے ابا حضور سے سفارش فرمادیں کہ بابا! آپ کا ایک غلام بے نوا در اقدس پر حاضری
کی اجازت چاہتا ہے بابا! اس چشم تڑکے آگینے قبول فرمائیں، اس کو اپنے دامن رحمت میں چھپا
لیجئے۔

عمر بیت گئی یا رگاہ سیدہ کائنات میں التجا کرتے ہوئے کہ کبھی تو وہ اپنے مہکتے کو کرم کے
مکڑوں سے نوازیں گئے کبھی تو دامن طلب میں رحمت کے سکے گریں گے۔

پھر سوچتا ہوں کہ وہ کون سا لہجہ ہے جو ان کے کرم سے خالی ہے ان کے کرم کی چادر تو ازل
سے برہنہ سروں کو کڑی دھوپ سے بچا رہی ہے، ہر ساعت کے ہونٹوں پر ان کی رحمت کا زمزم بہہ
رہا ہے اور میں کہ تیشہ لب اسی چشمہ رحمت سے اپنی تشنگی کا مداوا کر رہا ہوں، یہ سب کچھ اسی خانوادہ
پاک ہی کی عطیہ تو ہے۔

مولائے کائنات

علامہ طاہر القادری حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اپنی محبت و عقیدت کا کچھ اس طرح اظہار
کرتے ہیں۔

خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ تحریک اسلامی کے عظیم قائد نبی
آخر ازمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتہائی مستتر ساتھی، جاں نثار مصطفیٰ اور داماد رسول
تھے۔

آپ کی فضیلت کے باب میں ان گنت احادیث منقول ہیں جن میں سے بعض کا تذکرہ
ذیل میں کیا جا رہا ہے۔

حضرت علی کی صلب سے نبی کی ذریت

عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ عز وجل جعل ذریتہ کل نبی فی صلبہ وان اللہ جعل ذریتہ فی صلب علیؑ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر نبی کی ذریت اس کی صلب سے جاری فرمائی اور میری ذریت حضرت علیؑ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی صلب سے چلے گی

(تاریخ بغداد ج ۳ صفحہ نمبر ۳۱۷)

(ذخ عظیم صفحہ نمبر ۲۵)

حضرت علی نبی کے قائم مقام

عن سعد بن ابی وقاص قال خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیؑ بن ابی طالب فی غزوہ تبوک فقال یا رسول اللہ تخلفی فی النساء والصبیان فقال اما ترخصی ان تکون منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ غیر انه لا نبی بعدی

حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غزوہ تبوک میں اپنا خلیفہ بنایا تو انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں میں خلیفہ بنایا ہے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اس چیز پر راضی نہیں ہیں کہ آپ میرے لئے اس طرح بن جائیں جس

طرح کہ ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قائم مقام تھے مگر
یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا

(صحیح مسلم ج ۳، ۱۸۷۰)

(ذخیرت عظیم صفحہ نمبر ۳۶)

منافق کی نشانی

حدیث میں آتا ہے:-

عن زر قال قال علي والذبي فلي الحببة و بر النسمة انه
لعهد النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان لا يحبني الا
مومن ولا يبغضني الا منافق
حضرت علی بیان کرتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ حیر اور
جس نے جانداروں کو پیدا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے
وعدہ فرمایا تھا کہ صرف مومن ہی محبت کرے گا اور صرف منافق مجھ سے
بغض رکھے گا

(صحیح مسلم جلد ۱ ص ۶۰)

حضرت علی شیر خدا نے فرمایا کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ
علی! مجھے اس رب کی قسم ہے جس نے مخلوق کو پیدا کیا کہ سوائے مومن کے تجھ سے کوئی محبت نہیں کر
سکتا اور سوائے منافق کے تجھ سے کوئی بغض نہیں رکھ سکتا۔
ام المومنین حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:-

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول لا يحب
علياً منافق ولا يبغضه مومن
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ کوئی منافق حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں کر سکتا اور کوئی مومن علی سے بغض نہیں رکھ سکتا

(جامع الترمذی جلد ۲، ۲۳۰) (ذخیرت عظیم صفحہ نمبر ۵۱)

ہم نے ان فرامین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھلا دیا ہے، ہم نے خود کو شیعہ اور سنی کے خانوں میں تقسیم کر رکھا ہے، ہم اپنے آنگنوں میں نفرت کی دیواریں تعمیر کر رہے ہیں حالانکہ شیعہ سنی جنگ کا کوئی جواز ہی نہیں۔

علمی اختلافات کو علمی دائرے میں ہی رہنا چاہیے انہیں نفرت کی بنیاد نہیں بننا چاہیے، مسجدیں اور امام بارگاہیں مقتولوں میں تبدیل ہو رہی ہیں مسلک کے نام پر قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے۔

بھائی بھائی کا خون بہا رہا ہے۔ اب نفرت اور کدورت کی دیواروں کو گر جانا چاہیے ہر طرف اخوت اور محبت کے چراغ جلنے چاہئیں۔ حقیقت ایمان کو کچھ تاہر مسلمان پر فرض ہے۔

تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کی زبانی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے بڑھ کر شہادت اور کیا ہوتی۔
چنانچہ حق و باطل کے درمیان یہی کیفیت صحابہ کرام کا معیار تھی۔

حضرت علیؓ کی ولایت کو مانو

جو شخص ولایت علیؓ کا منکر ہے۔

وہ نبوت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر ہے۔

جو فیض علیؓ کا منکر ہے۔

وہ فیض مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی منکر ہے۔

جو نسبت علیؓ کا منکر ہے۔

وہ نسبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر ہے۔

جو قربت علیؓ کا یا غی ہے۔

وہ قربت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی یا غی ہے۔

جو حسب علیؓ کا یا غی ہے۔

وہ حسب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی یا غی ہے اور جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

یا غی ہے وہ خدا کا یا غی ہے۔

فرمایا رسول مہتمم نے:-

عن عمار بن یاسر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم اوصى من آمن بي وصدقتي بولاية علي بن ابي طالب
من تولاه فقد تولاني ومن تولاني فقد تولي الله عز وجل
ومن احبه فقد احبني

حضرت عمار بن یاسر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ! جو شخص مجھ پر ایمان لایا جس نے میری نبوت کی تصدیق کی میں
اس کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ علی کی ولایت کو مانے جس نے علی کی ولایت کو
مانا اس نے میری ولایت کو مانا اور جس نے میری ولایت کو مانا اس نے اللہ
عزوجل کی ولایت کو مانا۔

(ذخیرتہ عظیم صفحہ نمبر ۳۳)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص قیامت تک مجھ پر ایمان لایا اور جس
نے میری نبوت کی تصدیق کی میں اس کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ علی کی ولایت کو مانے۔
ولایت علی وصیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
جس نے علی کی ولایت کو مانا اس نے میری ولایت کو مانا اور جس نے میری ولایت کو مانا اس نے اللہ
کی ولایت کو مانا جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس
نے اللہ سے محبت کی، جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض
رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا۔

(ذخیرتہ عظیم صفحہ نمبر ۳۳)

غوثیت سے قطبیت تک وسیلہ جلیلہ

فضائل علی کے بغیر نہ کوئی ابدال بن سکا اور نہ کوئی قطب ہو سکا ولایت علی کے بغیر نہ کسی کو
غوثیت ملی اور نہ کسی کو ولایت، حضرت غوث اعظم جو غوث بنے وہ بھی ولایت علی کے صدقے بنے
امامت، غوثیت، قطبیت، ابدالیت سب کچھ ولایت علی ہے اس لئے آقائے کائنات صلی اللہ علیہ

واکہ وسلم نے فرمایا !

عن امر سلمه قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلمه يقول من سب علياً فقد سبني
حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
واکہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآکہ وسلم نے فرمایا جس نے علی کو گالی دی
اس نے مجھ کو گالی دی

(مسند احمد بن حنبل ج ۶ ص ۳۲۳)

(ذخیر عظیم ص ۶۸، ڈاکٹر محمد طاہر القادری)

اس سے بڑھ کر دوئی کی نفی کیا ہوگی اور اب اس سے بڑھ کر اپنا نیت کا اظہار کیا ہوگا کہ
تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآکہ وسلم نے فرمایا کے جس نے علی کو گالی دی وہ علی کو نہیں مجھ کو دی۔
طبرانی اور بزار میں حضرت سلمان سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآکہ
وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا!

محببتك محبتي ومبغضتك مبغضتي
علی تجھ سے محبت کرنے والا میرا محب اور تجھ سے بغض رکھنے والا مجھ سے
بغض رکھنے والا ہے

(المجموع الكبير للطبرانی ج ۶ ص ۲۳۹)

(ذخیر عظیم ص ۶۸، ڈاکٹر محمد طاہر القادری)

حدیث پاک اپنی تشریح آپ ہے، اور اس حوالے سے سیدنا علیؑ کے جو فضائل ہم نے
بیان کئے ہیں وہ محض استحضار ہیں ورنہ حضرت علیؑ کو رب کائنات اور رسول کائنات نے جو فضیلتیں
عطا کر رکھی ہیں ان کا احاطہ ممکن نہیں۔

جنتی جوانوں کے سردار

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم الحسن والحسين سيد الشبان

اهل الجنة

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حسن اور حسین علیہم السلام جتنی جوانوں کے سردار ہیں

(مرج البحرین فی مناقب الحسنین ص ۴۱)

حسن اور حسین جنت کے ناموں سے دو نام ہیں

عن المفضل قال: ان الله حجب اسم الحسن والحسين حتى يهيا النبي صلى الله عليه وآله وسلم ابنيه الحسن والحسين

مفضل سے روایت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حسن اور حسین کے ناموں کو حجاب میں رکھا یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بیٹوں کا نام حسن اور حسین رکھا۔

(مرج البحرین فی مناقب الحسنین ص ۱۴)

عن عمران بن سليمان قال: الحسن والحسين اسمان من اسماء اهل الجنة لم يكونا في الجاهلية
عمران بن سليمان سے روایت ہے کہ حسن اور حسین اہل جنت کے دو ناموں میں سے دو نام ہیں جو کہ دور جاہلیت میں کبھی پہلے نہیں رکھے گئے

(مرج البحرین فی مناقب الحسنین ص ۱۴)

حسنین کریمین ہی میرے گلشن دنیا کے پھول ہیں

عن ابن ابي نعم: سمعت عبد الله ابن عمر رضي الله عنهما
وسأله عن المحرم قال شعبة: أحسبه يقتل الذباب
فقال: اهل العراق يسألون عن الذباب وقد قتلوا ابن ابنة
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقال النبي صلى الله

عليه وآله وسلم هما ربنا ننبأ من الدنيا
ابن ابي عمير فرماتے ہیں کہ کسی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے
حالات احرام کے متعلق دریافت کیا شعب فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں
(محرم کے) کبھی مارنے کے بارے میں پوچھا تھا حضرت ابن عمرؓ نے
فرمایا اہل عراق کبھی مارنے کا حکم پوچھتے ہیں حالانکہ انہوں نے تو حضور نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے (حسین علیہ السلام) کو شہید کر دیا تھا
اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے وہ دونوں (حسن و حسین علیہم
السلام) ہی تو میرے گلشن دنیا کے دو پھول ہیں

(ابو نعیم اصبہانی، حلیۃ الاولیاء، طبقات الاسقیاء، ج ۵ ص ۷۰)

(ڈاکٹر محمد طاہر القادری، مرجع البحرین فی مناقب الحسنین ص ۲۸)

ڈاکٹر طاہر القادری نے اپنے خطبات میں شان و عظمت اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اس قدر وضاحت سے بیان فرمائی ہے۔ جس کا احاطہ کرنے کے لئے ہزاروں صفحات درکار ہیں
ہماری کتاب کی ضخامت اس کی تحمل نہیں اگر عمر نے وفا کی تو انتہاء اللہ العزیز علمائے
اہلسنت کی اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت و عقیدت کے گلدستے پیش کرتا
رہوں گا۔

عظمتِ اہل بیت اور

امیرِ اہلسنت مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی

موجودہ عہد میں امیرِ اہلسنت حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی تبلیغ و اشاعتِ دین کے سلسلہ میں قابلِ قدر کام سرانجام دے رہے ہیں انہوں نے عوامِ اہلسنت کی رہنمائی کے لئے سلیس اور قابلِ فہم کتب تحریر کی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مدنی جمیل کے توسط سے انہوں نے اپنا پیغامِ تبلیغ دُنیا بھر کے لوگوں تک پہنچایا ہے۔ آپ کے ایسے عاشق ہیں جو دیوانگی کی حد تک اللہ اور اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں۔

امیرِ اہلسنت ہائی دعوتِ اسلامی حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی سے میری ملاقات مکہ معظمہ میں ہوئی میں نے دیکھا کہ آپ محبتِ رسول میں سرشار نظر آ رہے تھے میرے دل نے گواہی دی کہ یہ صوفی باصفا ظاہری اور باطنی طور پر بہت اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب میں اہل بیت رسول کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے مسلمانوں کو اہل بیت کے ساتھ وابستگی کا درس دیا ہے۔

سیدزادے کی توہین کفر ہے

ساداتِ کرام کی تعظیم و توقیر کے حوالہ سے انہوں نے لکھا ہے !

”سید کی بطور سید یعنی وہ سید ہے اس لئے توہین کرنا کفر ہے۔ یہ بات انہوں نے مجمع الأنصر ج ۲ ص ۵۰۹ سے اخذ کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں ! میرے آقا اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ الرحمان فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲ ص ۴۲۰ پر فرماتے ہیں ! ساداتِ کرام کی تعظیم فرض ہے اور ان کی توہین حرام ہے بلکہ علماء کرام نے ارشاد فرمایا جو کسی مولوی کو مولویا، یا میر یعنی سیدزادے کو میر و ابو و جہتیر یعنی حقارت سے کہے کا فر ہے۔

امیرِ اہلسنت سوال کے جواب میں فرماتے ہیں ! بعض لوگ کہتے بتائی دیتے ہیں کہ آج

کل کے سید بس ایسے ہی یعنی بڑے ہوتے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے ؟
یہ قول بہت ہی بڑا ہے اگر اس جملے سے یہ مراد ہے کہ اُن کو اہل بیت تسلیم کرنے کے
باوجود بطور سید اُن کی توہین کر رہے ہیں کہ یہ کفر ہے
”سید“ کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کیجئے میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
فرماتے ہیں ”سید حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد کو کہتے ہیں“

سید کا ادب

مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی حکایت نقل فرماتے ہیں ! حضرت سیدنا عبد اللہ
بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک بار کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ اٹھائے راہ میں ایک سید
صاحب مل گئے اور کہنے لگے آپ کے بھی کیا ٹھاٹھ باٹھ ہیں اور ایک میں بھی ہوں کہ سید ہونے کے
باوجود مجھے کوئی نہیں پوچھتا۔

آپ نے فرمایا ! میں نے آپ کے حید اعلیٰ کی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی
سنتوں کو اپنایا تو خوب عزت پائی مگر آپ نے اپنے نانا جان کی سنتوں کو نہ اپنایا تو بے عملی کے سبب
پیچھے رہ گئے سیدنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ رات جب سوئے تو خواب میں جناب رسالت
مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، چہرہ انور پر نارسنگی کے آثار تھے، کچھ اس طرح
فرمایا ! تم نے میری آل کو بے عملی کا طعنہ کیوں دیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بے قرار ہو کر بیدار ہو گئے، صبح معافی مانگنے کے لئے اُس سید صاحب
کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ موصوف بھی انہیں کو ڈھونڈ رہے تھے، دونوں کی ملاقات ہوئی سیدنا
عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا خواب سنایا۔ سید صاحب نے سُن کر کہا! مجھے بھی
رات میرے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں تشریف لاکر کچھ اس طرح ارشاد
فرمایا ! تمہارے اعمال اچھے ہوتے تو عبد اللہ بن مبارک تمہاری کیوں بے ادبی کرتے۔ حضرت
سیدنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھد عدا مت سید صاحب سے معافی مانگی اور سید
صاحب نے بھی گناہوں سے توبہ کر کے نیکیاں کرنے کی اچھی اچھی نیتیں کیں۔

(ماخوذ از زندگیاں اولیا عزا اول ص ۱۷۰)

اہل بیت سے حسن سلوک کا صلہ

مولانا محمد الیاس قادری شانِ سادات کے حوالہ سے لکھتے ہیں! میرے آقا علی حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن قنّاوی رضویہ جلد ۱۰ ص ۱۰۵ پر سادات کرام کے فضائل بیان کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں! ابن عساکر امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں!

جو میرے اہل بیت میں سے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے، میں روز قیامت اس کا صلہ اُسے عطا فرماؤں گا۔

(انجام الہدیٰ ص ۵۳۳)

خطیب بغدادی امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں!

جو شخص اولادِ عبدالمطلب میں سے کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی (بھلائی) کرے اُس کا صلہ دینا مجھ پر لازم ہے جب وہ روز قیامت مجھ سے ملے گا۔

(تاریخ خداداد ص ۱۰۲)

سید کی تعظیم کی وجہ

امیر اہلسنت سوال کے جواب میں فرماتے ہیں! تعظیم کی اصل وجہ یہی ہے کہ سادات حضرات رسول کائنات، شہنشاہ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کا جزء (یعنی بدن منور کا ٹکڑا، حصہ) ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن قنّاوی رضویہ جلد ۲۲ ص ۲۲۳ پر فرماتے ہیں! سید کی تعظیم لازم ہے اگرچہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں، اُن اعمال کے سبب اُس سے تضر نہ کیا جائے (یعنی نفرت نہ کی جائے) نفسِ اعمال سے تضر (فقط اس کی برائیوں سے نفرت) ہو۔

آپ مزید فرماتے ہیں! سادات کرام کی انتہائے نسب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ہے، (یعنی ان کے جد اعلیٰ تو کی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں) اس فضل و امتساب (یعنی اس شرفِ نسبت) کی تعظیم (عام سے مسلمان تو کیا) ہر متقی پر بھی فرض ہے (کیوں) کہ وہ اس (سید صاحب) کی تعظیم نہیں (بلکہ خود) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے۔

سادات پر ظلم کرنا کیسا؟

امیر اہلسنت سوال کے جواب میں سیدوں پر ظلم کرنا کیسا ہے؟ رقمطراز ہیں!

حرام ہے اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے چنانچہ سرورِ دو عالم، نور مجسم، ستارہ بنی آدم، رسول محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

جس شخص نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور مجھے میری عترت پاک (یعنی اولاد) کے بارے میں اذیت دی اُس پر جنت حرام کر دی گئی۔

(بشرف الموبد لآل محمد ص ۲۵۹)

ترندی شریف میں ہے کہ حضور انور شافع محشر مدینے کے تاجور یا ذن رب اکبر غیبوں سے یا خیر محبوب داود عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا علی، حضرت سیدنا قاسم حضرت سیدنا حسن اور حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں فرمایا!

”جو ان سے جنگ کرے گا میں اس سے جنگ کروں گا اور جو ان سے صلح رکھے گا میں اُس سے صلح رکھوں گا۔“

(سنن الترمذی ج ۵ ص ۴۶۵)

مولانا محمد الیاس عطار قادری حکایت نقل فرماتے ہیں! سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس السرہ انورانی فرماتے ہیں! سید شریف نے حضرت خطاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خاتواہ میں بیان کیا کہ کاشف البخیر نے ایک سید صاحب کو مارا تو اسے اسی رات خواب میں جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس حال میں زیارت ہوئی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُس سے اعراض فرما رہے (یعنی زرخ انور پھیر رہے) ہیں۔ اُس نے عرض کی! یا رسول اللہ عزوجل و صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرا کیا گناہ ہے ؟
فرمایا ! تو مجھے مارتا ہے، حالانکہ میں قیامت کے دن تیرا شفیع (یعنی شفاعت کرنے والا) ہوں۔

اس نے عرض کی! یا رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ! مجھے یا نہیں کہ میں نے آپ کو مارا ہو۔ ارشاد فرمایا ! کیا تو نے میری اولاد کو نہیں مارا ؟
اُس نے عرض کی! ہاں۔

فرمایا ! تیری ضرب میری ہی کلائی پر لگی، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مبارک کلائی نکال کر دکھائی جس پر دم تھا جیسے شہد کی کبھی نے ڈنک مارا ہو۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

(اشرف السوید لآل محمد ص ۲۶۸)

سید طالب علم کو مارنا جائز نہیں

امیر اہلسنت سوال: کیا سید طالب علم کو بھی اُستاد بھی مار نہیں سکتا ؟ کے جواب میں لکھتے ہیں! اُستاد بھی سید کو مارنے سے پرہیز کرے، میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمن کی خدمت میں سوال ہوا، سید کے لڑکے سے جب شاگرد ہو یا ملازم ہو دینی یا دنیوی خدمت لینا اور اس کو مارنا جائز ہے یا نہیں ؟ الجواب: ذلیل خدمت اس سے لینا جائز نہیں، نالیسی خدمت پر اُسے ملازم رکھنا جائز اور جس خدمت میں ذلت نہیں اس پر ملازم رکھ سکتا ہے، بحال شاگرد بھی جہاں تک عُرف اور معروف ہو (خدمت لینا) شرعاً جائز ہے لے سکتا ہے اور اسے (یعنی سید کو) مارنے سے مطلق اجتراز کرے (یعنی بالکل پرہیز کرے)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اہل بیت کا دشمن جہنمی ہے

امیر اہلسنت سوال: جو بظاہر نیک نمازی ہوں مگر بلا وجہ سیدوں سے چڑتا ہوں اُس کے لئے کیا حکم ہے ؟ کے جواب میں لکھتے ہیں!
ایسا شخص جہنم کا حقدار ہے، چنانچہ ایک طویل حدیث پاک میں یہ بھی ہے کہ !

اگر کوئی شخص بیت اللہ شریف کے ایک کونے اور مقام ابراہیم کے درمیان بیٹھ جائے اور نماز پڑھے اور روزے رکھے اور پھر وہ اہل بیت کی دشمنی پر مر جائے تو وہ جہنم میں جائے گا۔

(المستدرک للحاکم ج ۳ ص ۱۳۹-۱۴۰)

اہل بیت سے بغض رکھنے والے کا انجام

امیر اہلسنت روایت نقل کرتے ہیں! چنانچہ امیر المومنین حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا فرمانِ عبرت ننان ہے۔ ہم سے بغض مت رکھنا کہ رسول پاک صاحب لولاک سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!
جو شخص ہم سے بغض یا حسد کرے گا اُسے قیامت کے دن حوضِ کوثر سے آگ کے چاکوں سے ڈور کیا جائے گا۔

(اشرف الموبدائل ج ۱ ص ۲۵۹)

اہل بیت سے محبت کرنے والا

امیر اہلسنت اپنی کتاب ”شیر خدا کی کرامات“ صفحہ ۳۳ پر لکھتے ہیں!
سرکارِ ابدِ قرار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالم کے مالک و جبار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا!
جو مجھے دوست رکھتا ہے اور ساتھ ہی ان کو اور ان کے والدین کو بھی
محبوب رکھتا ہے وہ ہر روز قیامت میرے ساتھ ہوگا۔

(مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۱۲۸)

مصطفیٰ عزت بڑھانے کے لئے تعظیم دیں

ہے بلند اقبال تیرا دُردمانِ اہل بیت

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! جسے اہل بیت کی محبت مل جائے اُسے دونوں جہاں کی عزت مل جائے گی، آخرت میں رسولِ رحمت، شفیعِ اُمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت میرا آئے گی

اور اہل بیت کے صدقے اُس کی بخشش و مغفرت ہو جائے گی، ان شاء اللہ عزوجل

اُن دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں

کچھ رضا کو حشر میں خنداں مثال گل

شرح کلام رضا : یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

آپ نے فرمایا ہے !

إِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا رَجَاؤُنَا فِي يَوْمِ الدُّنْيَا.

حسن و حسین دونوں میرے پھول ہیں

(ترمذی حدیث ۳۷۹۵)

ان ہی دونوں پھولوں کا صدقہ احمد رضا کو بروقیامت پھول کی طرح ہنستا رہتا رکھتا۔

عظمتِ اہل بیت اور مولوی سلیمان عبداللہ لاکھو رحمۃ اللہ علیہ

قارئین ! اب سندھ کی معروف روحانی شخصیت حضرت جناب مولوی سلیمان عبداللہ لاکھو مدظلہ العالی کے عظمتِ اہل بیت میں فرمودات عالیہ پیش کر رہے ہیں۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کی تعریف مجھ جیسا کم علم اور کم فہم کیسے کر سکتا ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کی تعریف تو صیف خود خدا فرما رہا ہے۔
حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت الطہار کے فضائل آسمان کے تاروں اور زمین کے ذروں کی طرح بے شمار بے انتہاء ہیں۔

اور کیوں نہ ہو کہ جب حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رومال سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا دست مبارک پونچھ لیں تو وہ رومال آگ میں نہ جلے۔
حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بول شریف (پیشاب) پی لیں تو ان کے پیٹ کا داغی درد ختم ہو جائے اور پھر آئندہ کبھی پیٹ کا مرض نہ ہونے کی بشارت مل جائے۔

تو وہ نفوسِ قدسیہ جنہیں اہل بیت الطہار کے نام سے یاد کیا جائے جن کا خمیر خون سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا ہوا اور جن کے متعلق آپ نے فرمایا ہو کہ یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں ان کے فضائل کا کوئی کیسے شمار کر سکتا ہے۔

میں نے ذخیرہ حدیث کا مطالعہ کیا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے شمار فرامینِ اقدس میں عظمتِ اہل بیت کے پہلو سامنے آتے چلے گئے انہیں فرامینِ اقدس میں سے فضائلِ اہل بیت میں کچھ حدیث کا انتخاب پیش خدمت ہے۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے !

اسلام کی بنیاد میری محبت اور میرے اہل بیت کی محبت ہے۔

(مناقب اہل بیت ص ۹۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

جس نے میرے اہل بیت کے کسی فرد کے ساتھ بغض رکھا وہ میری شفاعت سے محروم رہے گا۔

(صواعق مخرقہ صفحہ ۷۹۳)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

مومن اور تقی اہل بیت سے محبت رکھتا ہے اور منافق اور شقی القلب اہل بیت سے بغض رکھتا ہے۔

(ذخائر العقبیٰ از محب طبری)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

جس نے میرے اہل بیت کو برا بھلا کہا تو وہ اللہ تعالیٰ اور اسلام سے مرتد ہو گیا اور جس نے میری اولاد کو تکلیف دی اس پر اللہ کی لعنت ہو گی۔

(صواعق مخرقہ ص ۷۹۵)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتا ہے وہ قرآن سے محبت رکھتا ہے اور جو قرآن سے محبت رکھتا ہے وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے اور جو مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ میرے اصحاب اور قرابتداروں سے محبت رکھتا ہے۔

(صواعق مخرقہ ص ۷۶۷)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسین کریمین کے ہاتھ کو اپنے دست مبارک میں لے کر فرمایا ! جو مجھ سے میرے ان دونوں اور ان کے

والدین سے محبت کرے گا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا اور جنت کے بھی اس درجہ میں رکھا جائے گا جہاں میں رہوں گا۔

(شفاء شریف ج ۲ ص ۵۹)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

کہ میرے اہل بیت اُمت کے لئے امان ہیں جب اہل بیت نہ رہیں گے تو اُمت پر وہ آنے کا جو ان سے وعدہ ہے۔

(صواعق مخرقہ ص ۵۱۳) (الاسن واطعی ص ۲۶)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

کہ اپنی اولاد کو تین باتیں سکھاؤں (۱) اُلفت و محبت (۲) اہل بیت اطہار کی محبت (۳) قرآن کریم کی قرات۔

(صواعق مخرقہ ص ۵۷۷)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

کوئی بندہ مومن کامل نہیں ہو سکتا یہاں تک میں اس کو اس کی جان سے زیادہ پیارا نہ ہوں اور میری اولاد اس کو اپنی جان سے زیادہ پیاری نہ ہو اور میرے اہل اس کو اہل سے زیادہ محبوب نہ ہوں اور میری ذات اس کو اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ ہو۔

(سوانح کربلا ص ۵۳)

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صواعق مخرقہ میں یہ روایت نقل فرمائی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ! جو شخص اہل بیت سے بغض رکھتا ہے وہ منافق ہے۔

(صواعق مخرقہ ص ۷۹۳)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

جو مجھ سے توسل کی تمنا رکھتا ہو اور یہ چاہتا ہو کہ اس کو میری بارگاہ کرم میں روز قیامت حق شفاعت ہو تو اسے چاہیے کہ وہ میرے اہل بیت کی نیاز

مندی کرے اور ان کو ہمیشہ خوش رکھے۔

(صواعق مخرقہ ص ۵۸۸)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

تم میں زیادہ بہتر وہ ہے جو میرے بعد اہل بیت کے لئے بہتر ثابت ہو۔

(صواعق مخرقہ ص ۶۲۲)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! قسم ہے اس ذات کی جس

کے دست قدرت میں میری جان ہے جس نے میرے اہل بیت سے بغض

رکھا خداوند مقدس اس کو دوزخ میں ڈالے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۶)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا !

جو شخص میری عزت یعنی اہل بیت اور انصار کے حقوق کو نہ پہچانے

اور ان کے حقوق ادا نہ کرے تو اس میں تین باتوں میں کوئی ایک بات ضرور

ہوگی یا تو وہ منافق ہوگا یا زنا کی اولاد ہوگا پھر وہ حیض و نفاس جیسی ناپاکی کی

حالت میں اس کی ماں کے پیٹ میں رہا ہوگا۔

(صواعق مخرقہ ص ۵۸۰)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

جو لوگ خوش کوثر پر پہلے آئیں گے وہ میرے اہل بیت ہوں گے۔

(صواعق مخرقہ ص ۶۲۲)

مذکورہ بالا احادیث سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ سرکارِ مدینہ سرورِ سینہ حضرت محمد مصطفیٰ حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کی محبت فرض ہے اور اہل بیت کی محبت ہی ذریعہ نجات ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آلِ پاک سے بغض جہنم کی راہ ہے میں اہل اسلام کو اس بات کی

دعوت دیتا ہوں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت محبت سے محبت کرو اور اپنے حلقہ

میں اس پیغام کو عام کرو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آلِ پاک کی

حقیقی محبت عطا فرمائے۔ آمین

عظمتِ اہل بیت اور وحید الزمان غیر مقلد

قارئین ! غیر مقلدوں وہابیوں کے امام مولانا وحید الزمان کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے صحاح ستہ کو اردو زبان میں منتقل کیا اور یہ اردو طبقہ پر احسان عظیم ہے اس کے علاوہ انہوں نے بخاری شریف کی شرح تیسرا الباری کے نام سے لکھی۔ علامہ وحید الزمان بہت سی تحقیقی کتب کے مصنف و مولف ہیں مسلکی اختلاف کے باوجود ہم ان کے کمالات علمی کے قائل ہیں۔

علامہ وحید الزمان نے ہدیۃ المہدی کے نام سے کتاب لکھی ہے اس کتاب میں غیر مقلدین کی اصلاح کی کوشش کی گئی ہے اور علامہ وحید الزمان نے انہیں عقیدہ میں سختی سے روکنے کی کوشش کی ہے۔

الحمد للہ ! اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی میرے آقائے نعمت مفسر قرآن محقق دوران فتاویٰ الرسول حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور یہ کتاب چشتی کتب خانہ فیصل آباد سے طبع ہو چکی ہے عربی متن بھی ساتھ موجود ہے جس سے ترجمہ کی وقعت اور بھی بڑھ گئی ہے۔

علامہ وحید الزمان ان غیر مقلدین میں سے ہیں جنہوں نے تشدد سے کام نہیں لیا وحید الزمان لکھتے ہیں !

اہل حدیث شیعان علی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت سے دوستی اور محبت رکھتے ہیں اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس وصیت کو یاد رکھتے ہیں جس میں آپ نے فرمایا !

میرے اہل بیت کے حق میں خدا کو یاد کرو اور میں تم میں دو بخاری چیزیں کتاب اللہ اور عزت و اہل بیت کو چھوڑ رہا ہوں۔

(ہدیۃ المہدی ص ۱۸۰)

قارئین ! غور فرمائیں، علامہ وحید الزمان نے کتنا خوبصورت عقیدہ بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم شیعان علی ہیں یعنی ہمارا اہل حدیث کا گروہ شیعان علی کا گروہ ہے ہم اہل بیت کے

غلام ہیں۔

موجودہ دور کے اہل حدیث کے گروہ کو اپنے امام کی بات مانتے ہوئے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے گروہ میں شامل ہونا چاہیے کیونکہ یہی راہِ مستقیم اور اسی سے اللہ تعالیٰ اور اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہوں گے۔

مسائلِ قیاسیہ اور اہل بیت

علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں !

اہل حدیث مسائلِ قیاسیہ میں اہل بیت کے قول کو دوسروں کے قول پر ترجیح دیتے ہیں۔

علامہ وحید الزمان کے قول کے مطابق اہل حدیث مسائلِ قیاسیہ و اجتہاد پر ہیں۔ اہل بیت علیہم السلام کے اقوال کو دیگر محدثین کے اقوال پر ترجیح دیتے ہیں اور اہل بیت کی فقہ کے موضوع پر کتب بھی لکھتے رہے ہیں لیکن فی زمانہ اہل حدیث حضرات اہل بیت کا نام سننا تک کو ارا نہیں کرتے۔ انہیں چاہیے کہ اپنے اکابر کی صحیح تحقیق سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے عقیدہ کی اصلاح کی کوشش کریں اور اہل بیت کی غلامی اختیار کریں کیونکہ یہی راہِ صواب ہے۔

اہل بیت کون ہیں

علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں !

اہل بیت حضرت علی المرتضیٰ، حضرت حسن اور حضرت حسین، حضرت فاطمہ الزہراء علیہم السلام اور قیامت تک ان کی اولاد ہے۔ بعض نے کہا ! حضرت عقیل و جعفر و عباس کی اولاد بھی اہل بیت ہے اور بعض نے کہا کہ ازواجِ مطہرات بھی اہل بیت ہیں۔

(ہدیۃ الہدیٰ ص ۱۸۰)

علامہ وحید الزمان نے تینوں اقوال نقل فرمائے ہیں کہ اہل بیت کون کون ہیں لیکن اولیت حضرت علی، حضرت حسن، حضرت حسین اور سیدہ فاطمہ الزہراء علیہم السلام کو دی ہے جس سے ظاہر ہوتا

ہے کہ ان کے دل میں محب آل رسول کا سمندر موجزن ہے یا قی اقوال سے بھی ہم اختلاف نہیں کرتے لیکن جس کو حقیقی قربت حاصل ہے اس کا اتنا ہی مقام ارفع ہے۔

سیدہ فاطمہ الزہرا کی فضیلت

علامہ وحید الزمان ازواج مطہرات و اولاد کی فضیلت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں !
 راجح قول یہ ہے کہ حضرت فاطمہ الزہرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کا کھڑا ہیں اور مریم کے بعد جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔
 پھر لکھتے ہیں !

دونوں جہان کی عورتوں میں سے کوئی بھی ان کے برابر نہیں چنانچہ
 آپ سب سے افضل ہیں۔

علامہ وحید الزمان نے دونوں اقوال نقل کرتے ہوئے دوسرے قول میں یہ بیان فرمایا ہے کہ
 سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا دونوں جہان کی عورتوں کی سردار ہیں اور یہ اس لئے کہ آپ حضور
 سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخت جگر ہیں۔

اولاد بتول سب سے افضل

علامہ وحید الزمان اہل حدیث لکھتے ہیں !
 بعض نے لکھا ہے کہ یا قی اولاد کی فضیلت باپوں کی فضیلت کے
 مطابق ہے تو چونکہ سیدہ فاطمہ الزہرا کی اولاد حضرت ابوبکر و حضرت عمر اور
 حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی اولادوں سے افضل ہیں۔

(ہدیہ المہدی ص ۱۸۰)

وحید الزمان نے بہترین عقیدہ پیش کیا ہے انہوں نے واضح الفاظ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی اولاد کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پر
 فضیلت دی ہے اسی طرح آپ کی اولاد طاہرہ تمام اہل ایمان کی اولاد سے افضل ہے تمام

سادات کرام کی نسبت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اس لئے سب سے افضل خاندان بھی سادات کا ہے۔

یزید پر لعنت

یزید پر لعنت کرنے کے حوالہ سے ہدیہ الہدی میں وحید الزمان کا قول ملاحظہ فرمائیں۔
اللہ تعالیٰ کی یزید پر لعنت ہو ہمارے امام حسین ابن علی علیہ السلام اس کے خلاف نکلے اور آپ اس کی بیعت میں داخل نہ تھے بے شک ہم یزید پر لعنت کرتے ہیں کیونکہ ہمارے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے اس پر لعنت کی ہے اور ایسے ہی ہمارے ساتھیوں سے انہی جوڑی نے سلف سے اس پر لعنت کا جواز پیش کیا ہے اور غزالی نے لعنت سے منع کیا ہے یہ اس کی زبردستی ہے اور اس نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر توجہ نہیں کی۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ اور ان کے لئے المناک عذاب کا وعدہ ہے۔
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل و اقرباء کو قتل کرنا اور آپ کی حرمت کی توہین کرنا اور اہل مدینہ کو قتل کرنا آپ کو بہت بڑی ایذا دیتا ہے۔

یزید کا ان امور کا حکم دینا اور ان پر خوش ہونا تو اتر سے ثابت ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور روایت آئی ہے کہ یزید لعنت اللہ نے کہا! لیست اشید اشعی بیدر شہدا۔ یعنی کاش میرے بدر کے بزرگ موجود ہوتے حالانکہ یہ بتوخرج نے مسلمان ہونے کی صورت میں کہا تھا۔

قد فقتلنا القوم من ساداتہم وعدنا لئلا بیدر فأعتدل۔

بے شک ہم نے ان کے سرداروں کے گروہ کو قتل کیا اور ہم نے اس کے ساتھ بدر میں انصاف کیا تو یہ عدل ہے اگر یہ درست ہے تو یزید کا بدر میں قتل ہونے والے اپنے بڑوں کا حوالہ دینا ہی اس کے کفر الحاد کے لئے کافی ہے۔

(ہدیہ الہدی ص ۱۷۶)

آل رسول کی تعظیم کا حکم

مفتی محمد شفیع دیوبندی کا عقیدہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و محبت کا ساری کائنات سے زائد ہونا جزو ایمان بلکہ مدار ایمان ہے اور اس کے لئے لازم ہے جس کو جس قدر نسبت قریب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و محبت بھی اسی پیمانے سے واجب لازم ہونے میں کوئی شبہ نہیں کہ انسان کی صلی اولاد کو سب سے زیادہ نسبت قرب حاصل ہے اس لئے ان کی محبت بلاشبہ جزو ایمان ہے۔

مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ازواج مطہرات اور دوسرے صحابہ کرام جن کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نسبت قریبیت کی حاصل ہیں ان کو کفر اموش کر دیں۔
خلاصہ یہ ہے کہ حب اہل بیت و آل رسول کا مسئلہ امت میں کبھی زیر اختلاف نہیں رہا یا جماع و اتفاق ان کی محبت و عظمت لازم ہے۔

اختلافات وہاں پیدا ہوئے جہاں دوسروں کی عظمتوں پر حملہ کیا جاتا ہے ورنہ آل رسول ہونے کی حیثیت سے سات کرام خواہ ان کا سلسلہ نسبت کتنا جمید ہو ان کی محبت و عظمت اجر و ثواب ہے اور چونکہ بہت سے لوگ اس میں کوتاہی برتنے لگے اس لئے حضرت امام ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے چند اشعار میں اس کی سخت مذمت فرمائی وہ اشعار یہ ہیں اور درحقیقت یہی جمہور امت کا مسلک و مذہب ہے۔

يَا رَاكِبًا قِفْ بَلْ مَحْصَبٌ مِّنْ مَّنِي

وَاهْتَفِ بِقَاعِدِ خَيْفِهَا وَالنَّاهِضِ

سَحْرًا إِذَا قَادَ الْحَجِييَجِ إِلَى مَنِي

فِيضًا كَمَا لَتَطْمُ الْفَرَاتِ الْقَائِضِ

ان کان رفقاً حبّ آل محمد
فلیشهد الثقلان انی رافضی

ترجمہ !

یعنی اے شہسوار منی کی وادیِ محب کے قریب رک جاؤ اور جب صبح
کے وقت نماز میں حج کا سیلاب ایک ٹھاٹھیں مارتے ہوئے دریا کی طرح
منی روانہ ہو تو اس علاقے کے ہر یا شندے اور ہر راہرو سے پکار کر یہ کہہ دو
کہ اگر صرف آل محمد کی محبت کا نام رخص ہے تو اس کائنات کے تمام جنات و
انسان کو اور ہیں کہ میں رافضی ہوں۔

(معارف القرآن جلد ۷ ص ۶۹۱)

(سیرت رسول اکرم ص ۱۰۱ شیخ دیوبندی ص ۳۷۲)

عظمتِ اہل بیت اور عبدالوہاب نجدی

محمد بن عبدالوہاب نجدی جسے فرقہ وپایہ کا پیشوا عظیم تسلیم کیا جاتا ہے اہلبیت اور اربابِ فضل کے احترام کا معترف ہے وہ ان کی تکرم اور دست بوسی کے جواز کا قائل ہے، درج ذیل سٹکوراؤں کے معتقدات پر دال ہیں، یہ سٹورا جہاں اس نازک موضوع پر محمد بن عبدالوہاب کے قولِ فیصل کی ترجمان ہیں وہاں اُس کے قہقین اور شیدائیوں کے لئے بھی ایک بہت بڑے چیلنج کی حیثیت رکھتی ہیں۔

محمد بن عبدالوہاب کے احوال و آثار پر مبنی ایک کتاب اس وقت ہمارے سامنے ہے جو احمد عبدالغفور عطار کی تالیف ہے اور الشیخ محمد صادق ظلیل نے اسے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

تالیف ہذا کا ایک عنوان اہل علم کے ہاتھ چومنے، ہبزلباس پہننے کے بارے میں ہے اس عنوان کے تحت مؤلف نے لکھا ہے۔

بعض علماء نے اُن (محمد بن عبدالوہاب نجدی) کی توجہ اس مسئلہ کی طرف بھی مبذول کرائی کہ احساء کا رئیس امتیازی حیثیت جتاتے ہوئے ہبز رنگ کا لباس پہنتا ہے اور لوگ اُس کے ہاتھ کا بوسہ لیتے ہیں لیکن وہ لوگوں کو اس سے منع نہیں کرتا۔ شیخ الاسلام نے انہیں سمجھایا کہ اہل فضل و شرف کے ہاتھوں کو بوسہ دینے کے مسئلہ میں اگرچہ اختلاف ہے تا م ثابت ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کا بوسہ لیا اور کہا کہ ہمیں اہل بیت کے متعلق یہی حکم دیا گیا ہے لہذا جس مسئلہ میں آپ کو واقفیت نہ ہو، اُس کا انکار کرنا درست نہیں اور اسی طرح اہل بیت کی امتیازی حیثیت کے نشان کے طور پر اُن کے لئے ہبزلباس مخصوص کر دینا قدیم روایت جلی آری ہے، اس لئے کہ قدیم زمانہ سے لوگوں کو معلوم ہے کہ اہل بیت کا یہ مخصوص لباس ہے اور یہ لباس دیکھ کر لوگ اُن کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں اور اُن پر ظلم کرنے سے باز رہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت کے کچھ حقوق معین فرمادیئے ہیں لہذا کسی مسلمان کو اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ اہل بیت کے حقوق کا خیال نہ رکھے۔

(شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب ہمزاد و داؤد شیخ محمد صادق ظلیل ج ۳ ص ۱۳۹)

اڪابرين اُمت
اور
تعظيم سادات

حضرت ابو بکر بن عیاش کا فرمان

حضرت ابو بکر بن عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اگر میرے پاس ابو بکر، عمر اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف لائیں تو حضرت علی کا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرب کے باعث میں پہلے کام اُن کا کروں گا۔

حضرت علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جب کوئی سید آتا تو وہ اُس کے سامنے نہایت خشوع و خضوع ظاہر کرتے اور فرماتے یہ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکلنا ہے۔ اور عظیم و توقیر میں جزو کا وہی مقام ہے جو کل کے لیے ہے۔ اور جس طرح امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں جزو کا حرمت میں مقام تھا وہی حکم اب بھی ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ حضرات سادات کرام اگرچہ نسب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کتابی دور ہوں اُن کا ہم پر حق ہے۔ کہ اپنی خواہشات پر اُن کی رضا کو مقدم کریں اور اُن کی پوری تعظیم کریں۔ اور جب وہ زمین پر بیٹھے ہوں تو چارپائی پر نہ بیٹھیں۔

ابراہیم متبولی کی نظر میں سادات کا احترام

حضرت ابراہیم متبولی رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی سید آتا تو وہ اُس کے سامنے نہایت خشوع و خضوع ظاہر کرتے۔

ہر مالدار انسان پر فرض ہے کہ جب سید پر قرضہ دیکھے تو اُس پر اپنا مال قریان کر دے کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکلنا ہے۔ اور جو شخص سداوند قدوس پر ایمان لاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت رکھتا ہے اس کے لیے یہ مناسب نہیں کہ حضرات سادات کرام کی تعظیم اور ان کے ساتھ احسان میں توقف کرے۔ حتیٰ کہ اس کی صحیح نسب پہچانے بلکہ سید کا اپنے کو سید کہنا ہی اسے کافی ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں مومن کو یہی مناسب ہے کہ سادات کی صحت نسب معلوم کئے بغیر ان کی تعظیم و توقیر کرے۔

تعظیم سادات کا دوسرا رخ

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جو شخص سید ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے اُس کو سخت سزا دی جائے گی۔ اور اسے سبازمانہ قید میں جھپوں رکھا جائے گا حتیٰ کہ اس کی توہ مشہور ہو جائے۔

کیونکہ اس طرح سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق پامال ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی تعظیم ہوگی جس کی نسب مطعون ہوگی کیونکہ تعظیم کرنے والا اسے حقیقتاً سید گمان کرے گا۔ بعض علماء نے کہا بظہر سید حرام فعل کا مرتب ہو تو اس کی تعظیم نہیں کرنی چاہیے جس میں کوئی گناہ نہیں اگرچہ وہ زنا کرے غیر فطرتی فعل کرے۔ شراب پیئے جاو کرے۔ خود کھائے چوری کرے جھوٹ بولے تیسوں کا مال کھائے پاک دامن عورتوں پر بہتان تراشی کرے۔ بلا وجہ مومن مردوزن کو تکلیف دے خصوصاً جب کہ اس سے یہ امور حاکم شرع کے پاس ثابت نہ ہو اور وہ صرف بعض حاسد لوگوں نے مشہور کیے ہوں جیسا کہ آج کل لوگ کرتے ہیں۔ اور ایسے لوگ بہت قلیل ہیں جن سے کوئی شے ثابت ہو جو حد کا موجب بنتی ہو کیونکہ ان سے بعض گناہ گھروں میں ہونے کے باعث لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں جب کہ گھر مشغل ہو۔

مفتی احمد یار خاں نسبی رحمۃ اللہ علیہ تعظیم سادات کے حوالہ سے یہ فتویٰ ارشاد فرماتے ہیں !
اسی طرح سادات کرام کو معمولی نوکر رکھنا (اُن سے ذلت کے کام لینا، اُن کو بڑے الفاظ سے پکارنا بھی سخت جرم ہے، اُن کی عزت کی جگہ دو اُن میں علم کی تبلیغ کرو اُن کے گھر سے تمہیں کلمہ ملا ایمان ملا قرآن ملا، رمضان ملا، پھر تم پر بھی ضروری ہے کہ اُن کو اپنا پڑھا، ہوا علم دو اور اپنا پیسہ خرچ کر کے اُن میں علم و سیر کی اشاعت کرو۔ اس آیت کو غور سے پڑھو۔

قُلْ لَّوْا۟ اٰتَيْنٰكُمْ عَلَیْہِۦۤ اَجْرًاۙ اِلَّا السُّوۡدَةَ فِی الْفُرۡنِی
فرما دو کہ اے محبوب میں تم سے اس تبلیغ پر اجرت نہیں مانگتا مگر
قرابت کی محبت۔

(سورۃ شوریٰ آیت ۲۳)

ایک معنی یہ بھی اس آیت کے ہیں کہ میرے قرابت داروں سے محبت کرو۔

(شان حبیب الرحمن من آیات القرآن صفحہ ۱۲۵)

مالدار مسلمان سید کا قرض ادا کرے

يقول من اذشر يفا فقد اذى رسول الله صلى الله

عليه وآله وسلم

علماء کہتے ہیں ! جس نے سید کو تکلیف دی اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دی اور یہ تاکید کے ساتھ کہتے تھے کہ مال دار مسلمان پر لازم ہے کہ اگر کسی سید پر قرض ہو تو اپنے مال سے اس کے قرض کی ادائیگی کرے کیونکہ یہ سید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم پاک کا جزء اور حصہ ہے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ جو مسلمان اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت رکھتا ہے اس کے لئے مناسب نہیں ہے کہ سادات کی تعظیم میں توقف (تاخیر) کرے اور ان کے نسب میں کلام کرے بلکہ یہ ہی کافی ہے کہ اگر کسی نے اپنے آپ کو سید ہونا ظاہر کیا اور کہا کہ میں سید ہوں تو اُس کی تعظیم و عزت کرے۔

(نور الابصار ۲۰۳ بحوالہ امام باقر ص ۸۸)

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عہد کے بہت بڑے ولی تھے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پائی بھرا کرتے تھے۔

(حرمت اولاد رسول صفحہ ۱۲۰)

حضرت جنید بغدادی اور عظمت سادات کرام

جنید نامی خلیفہ بغداد کا دروری پہلوان مملکت کی ناک کا بال تھا۔ وقت کے بڑے بڑے عورما اُس کی طاقت اور فن کا لوہا مانتے تھے۔

قد و قامت کے اعتبار سے بھی وہ دیکھنے والوں کے لیے ایک تماشہ تھا۔ شخصیت کے رعب و دہرے کا یہ حال تھا کہ بڑے سے بڑا پہلوان بھی نظر لانے کی تاب نہیں رکھتا تھا۔ ساری مملکت میں جنید کا کوئی حریف نہیں رہ گیا تھا اور اب جنید کا مصروف صرف یہ تھا کہ وہ خلیفہ بغداد کی شان و سلطنت و عظمت کا ایک واضح نشان تھا۔ دربار شاہی میں اُس کے لیے ایک اعزاز کی مخصوص جگہ تھی۔ جہاں وہ بن سنور رکشی لگانے خلیفہ کی دائیں جانب بیٹھا کرتا تھا۔

دریابار لگا ہوا تھا۔

اراکین سلطنت اپنی اپنی گرسیوں پر تشریف فرما تھے۔ جنید بھی اپنے مخصوص لباس میں زینت دریابار تھے۔ کہ ایک چوہدار نے آکر اطلاع دی کہ باہر دروازے پر ایک لاش اور شہم جان شخص کھڑا ہے۔

صورت شکل سے اور لباس کے پھلے پن سے ایک فقیر معلوم ہوتا ہے۔ کمزوری اور نقاہت کی وجہ سے قدم ڈگر گاتے ہیں۔ لیکن خلیفہ معظم اُس کی آواز اور پیشانی سے قاتمانہ کردار کی شان نکتی ہے۔

آج شج سے وہ برابر اصرار کر رہا ہے کہ میرا چیلنج جنید تک پہنچا دو میں اُس سے گفتی لڑنا چاہتا ہوں۔ قلعے کے محاذوں نے ہر چند اُسے سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ چھوٹا منہ اور بڑی بات مت کرو۔ کہ جس شخص کے پھونک مارنے سے تم ہوا میں اڑ سکتے ہو اُس سے گفتی لڑنے کا خواب بے وقوفی نہیں تو اور کیا ہے؟

خلیفہ معظم! مگر اُس کا اصرار ہے کہ اُس کا پیغام دریابار شاہی تک پہنچا دیا جائے۔ چوہدار کی زبانی یہ عجیب و غریب خبر سن کر اہل دریابار کو اُس آنے والے سے دلچسپی پیدا ہو گئی۔ خلیفہ نے حکم دیا! اُسے حاضر کیا جائے۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ اُس شخص کو دریابار میں لے آیا۔ اُس شخص کے قدم ڈگر گارہے تھے اور چہرے پر زردی چھائی ہوئی تھی اور وہ شخص بڑی مشکل سے دریابار میں آکر کھڑا ہوا۔

وزیر نے دریافت کیا! تم کیا چاہتے ہو؟

جنید سے گفتی لڑنا چاہتا ہوں۔ اجنبی نے جواب دیا۔

وزیر! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جنید کا نام سن کر بڑے بڑے زور آوروں کے ماتھے پر

پینہ آجاتا ہے۔ اور ساری ریاست میں اب کوئی بھی اُس کے جوڑ کا نہیں رہ گیا۔

لہذا ایسی بات مت کرو جو تمہارا دماغی خلل معلوم ہو۔ کیونکہ یہ بات تمہارے لیے باعث

بلاکت بھی ہو سکتی ہے۔

اُس نے باز عبا انداز میں وزیر سے مخاطب ہو کر کہا! جنید کی یہ شہرت ہی مجھے یہاں

تک پہنچلائی ہے۔ اور میں اس بات کی تردید کرنا چاہتا ہوں کہ اب ساری ریاست میں جنید کا کوئی

مؤ مقابل نہیں رہ گیا۔

قدو قامت کا شکوہ اور بازوؤں کا کس بل ہی فتح و شکست کا معیار نہیں ہوتا۔ بلکہ فن کی ذہانت کا بھی ایک اپنا مقام ہوتا ہے۔ آپ اطمینان رکھئے، میرا ذہنی توازن بالکل درست ہے اور مجھے نفع و نقصان سب معلوم ہے۔ اور میری گزارش ہے کہ مجھے ہاں یا ناں میں جواب دیا جائے۔ اُس شخص کی جرأت گفتار پر سارا دربار حیران رہ گیا۔ آپس میں سرکوشیاں ہونے لگیں۔ اور اُس شخص کے اعزاز گفتگو نے سب کو متاثر کیا۔

باقی تو باقی خود چنید بھی اُس شخص کو حیرانی سے دیکھ رہے تھے کہ بعد کوشش اُس میں فن اور مہارت کا دور دورہ کتنا نشان نہ تھا مگر وجہات کس انداز میں کر رہا ہے۔

خلیفہ المسلمین کے حکم پر وزیر نے اہل دربار کی رائے معلوم کی۔ اور فیصلہ کے طور پر اُس شخص کا چیلنج قبول کر لیا گیا۔ اور اُس دستاویز پر خلیفہ معظم نے بھی اپنی تہنیت کر دی۔ اور پھر مقررہ تاریخ کا اعلان ہو گیا۔ حکمہ نشر و اشاعت کو حکم ہوا کہ ساری مملکت میں اعلان کر دیا جائے۔

وہ اجنبی خلیفہ کی خدمت میں یہ عرض کر کے کہ میں وقت مقررہ پر حاضر ہو جاؤں گا۔ اجازت لیکر رخصت ہو گیا۔

بات یہ تھی کہ اُس وقت چنید کا کوئی بھی مؤ مقابل نہ تھا اور یہ خیال لوگوں کے دلوں میں اس طرح گھر کر چکا تھا کہ جس نے بھی یہ اعلان سنا وہ دم بخود رہ گیا۔

ساری مملکت میں اس دنگل کا تہلکہ مچ گیا ہر کسی کا موضوع یہی ایک بات ہو کر رہ گئی۔

کوئی کہتا وہ آئے گا۔ کوئی کہتا وہ نہیں آئے گا۔ کوئی کہتا وہ سب کو بے وقوف بنا گیا۔ اُس نے چنید سے مقابلہ کر کے ہلاکت کو دعوت دینا ہے۔

بہر حال ہوا کچھ ایسی چلی کہ جتنے منہ اتنی باتیں۔ برس ہا برس کے بعد چنید کے کسی مقابل سے لوگوں کے کان آشتہ ہوئے تھے۔ مملکت کی فضا میں ایک چنگامہ ساہرا پاتا تھا۔

یہ پہلا مقابلہ تھا کہ جس کی وجہ سے چنید بھی کھوئے کھوئے رہنے لگے۔ بڑی تیزی کے ساتھ اندر سے کوئی چیز انہیں بدلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی، وقت گزرتا گیا۔ اب وہ شام آگئی تھی جس کی صبح تاریخ کا ایک اہم فیصلہ ہونے والا تھا۔

آفتاب ڈوبتے ڈوبتے ہزاروں لوگوں کا ہجوم اہنداد میں ہر طرف منٹلا رہا تھا۔

جنید کے لیے آج کی رات بہت پراسرار ہو گئی تھی۔ ساری رات بے چینی میں کروٹ بدلتے ہوئے گزری۔

اپنے زمانے کا مانا ہوا سورا آج نامعلوم طور پر دل کے ہاتھوں ڈوبتا چلا جا رہا تھا۔ جس نے بڑے بڑے زور آوروں کا غرور پلک جھپکتے خاک میں ملا دیا تھا۔ آج ایک نجیف و ذرا انسان کے مقابلے میں وہ ہزار امانتوں کا شکار ہو گیا تھا۔

دریائے شاہی کے ناموس کے علاوہ اپنی عالمگیر شہرت کا سوال بار بار سامنے آرہا تھا۔ اس اجنبی شخص کے متعلق رہ رہ کر یہ شلش پیدا ہو رہی تھی۔ کہ اُس کے قاتلانہ تیور کے پیچھے کوئی نہ کوئی طاقت ضرور ہے۔ دل کے یقین کے آگے جسم کی ناتوانی کوئی چیز نہیں ہے۔ معنوی کمالات اور نادیدہ قوتوں کا کوئی تنگی جو ہر ضرور اُس کی پشت پناہی میں ہے۔ ورنہ کسی جی دست اور بے مایا انسان میں یہ جرأت کرا رکھی پیدا نہیں ہو سکتی۔

بہر حال رات گزر گئی اور بغداد کی پھاڑیوں پر سحر کا اُجالا پھیل گیا۔ صبح ہوتے ہی شہر کے سب سے وسیع میدان میں نمایاں جگہ پر قبضہ کرنے کے لیے تماشائیوں کا ہجوم آہستہ آہستہ جمع ہونے لگا۔ بغداد کا سب سے وسیع میدان لاکھوں تماشائیوں سے کچھ کچھ بھر گیا تھا۔

اکھاڑے کے حاشیے پر چاروں طرف نہایت قرینے سے گریاں بچھا دی گئیں تھیں یہ شاہی خاندان اور دریائے معر زین کی نشست گاہیں تھیں۔

تمام آنے والے اپنی اپنی نشستوں پر آکر بیٹھ چکے تھے۔

ظلیفہ بغداد کی زرنگا گرسی ابھی تک خالی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد نقیبوں کی آواز کو سننے لگی۔ شاہانہ تزک و احتشام کے ساتھ بادشاہ کی سواری آ رہی تھی۔

جب ظلیفہ معظم اپنی گرسی پر تشریف فرما ہو گئے تو اب اُس اجنبی شخص کا انتظار تھا کہ جس نے چیلنج دے کر سارے علاقے میں تھلک مچا دیا تھا۔ حضرت جنید کے طرفدار قاتلانہ خوشی کے جذبے میں مجمع کو یقین دلارہے تھے کہ اُس کا انتظار بے سود ہے اب وہ نہیں آئے گا۔ جنید سے نبرد آزما ہونا آسان نہیں ہے۔ جنید کے تصور ہی سے بڑے بڑوں کا ڈہرہ آب ہو جاتا ہے۔

ایک معمولی آدمی کی کیا بساط ہے کہ مقابلہ کے لیے سامنے آسکے۔ بلاشبہ وہ پوری مملکت کو فریب میں مچلا کر گیا ہے۔

اُسے آنا ہوتا تو بہت پہلے اِس میدان میں آجاتا۔ اُس کی بات ابھی ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ درباری مطلقوں میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ حکومت نہایت سادہ لوحی کے ساتھ ایک گہری سازش کا شکار ہو گئی ہے۔ یہ اقدام دانشمندی کے قطعی خلاف ہوا کہ محض ایک گمنام شخص کی بات پر مختلف مملکوں کے ہزاروں کی بھیتر جمع کر دی گئی۔ اِس میدان میں اُن لوگوں کی تعداد بہت زیادہ تھی کہ جو عابثانہ طور پر اُس اجنبی شخص کے حامی تھے۔

نامعلوم طور پر اُن کے دلوں میں ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن موجودہ صورت حال سے اُن کے چہروں پر افسردگی کا نشان واضح ہونے لگا۔ تا اُمیدی کے عالم میں بڑی ہمت کر کے اُن میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اُس نے صفائی پیش کرتے ہوئے کہا ! ابھی وقت مقررہ میں کچھ وقفہ باقی رہ گیا ہے اِس لیے اجنبی شخص کے بارے میں کوئی آخری فیصلہ کرنا قبل از وقت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی معقول عذر کی وجہ سے تاخیر ہو گئی ہو۔ وقت گزر جانے کے بعد اگر وہ نہیں آیا تو یقیناً اُسے قابلِ مذمت گردانا جائے گا۔

منٹ منٹ پر حضرت جنید کے حامیوں کا جوشِ منہر تڑختا جا رہا تھا اور وہ طرح طرح کی آوازیں کس کر مچ کے ذہن سے اُس اجنبی شخص کا اثر زائل کر رہے تھے۔ لیکن خود حضرت جنید پر ایک سکتے کی کمینیت طاری تھی اُن کے چہرے کے اُتار چڑھاؤ سے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کسی گہری موج میں کھو گئے ہیں۔ لاشعوری طور پر وہ کسی حیرت انگیز واقعہ کا انتظار کر رہے تھے۔

مُجھ کا اضطراب اب بے قابو ہونے لگا تھا۔ حضرت جنید کے حامیوں کی طرف سے بار بار یہ آواز اُٹھ رہی تھی کہ مسندِ خلافت سے کوئی فیصلہ گن اعلان کر کے مُجھ کو منتشر کر دیا جائے۔

وقت مقررہ میں ابھی چند ہی لمحے باقی رہ گئے تھے کہ وزیر مملکت اعلان کرنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ ابھی اُن کے منہ سے ایک ہی لفظ نکلا تھا کہ مُجھ کے کنارے کی طرف سے آواز آئی کہ ڈرامہ خیر ہے۔ وہ گرد اُڑ رہی ہے ہو سکتا ہے کہ یہ وہی شخص ہو ؟

اِس آواز پر سارا مُجھ گردِ راہ کی طرف دیکھنے لگا۔ کچھ ہی قاصلے پر فضاؤں میں اُڑتا ہوا غبار لاکھوں لوگوں کی نگاہوں کا مرکز بن گیا تھا۔ چند ہی لمحوں کے بعد گرد و صاف ہوئی تو دیکھا کہ ایک نحیف و لاغر انسان پسینے سے شرابور رہا بیٹھے چلا آ رہا تھا۔ مُجھ کے آقا روقر اُن سے لوگوں نے پوچھا کیا کہ یہ وہی شخص ہے جس کا انتظار ہو رہا تھا۔ یہ معلوم ہوتے ہی ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی

۔ سارا مجمع اُس اجنبی شخص کو دیکھنے کے لیے ٹوٹ پڑا۔ بڑی مشکلوں سے بھوم پر قابو حاصل کر کے اُس میدان تک پہنچایا گیا۔ ظاہری شکل و صورت دیکھ کر لوگوں کو سخت حیرت تھی کہ ضعف و ناتوانی سے جس کے قدم سیدھے نہیں پڑتے وہ جنید جیسے کوہ پیکر سے کیا مقابلہ کر سکتا ہے ؟

حضرت جنید کے ہونا پورے طور پر مطمئن تھے کہ ابھی چند منٹ میں معلوم ہو جائے گا کہ اپنے وقت کی ایک عظیم شخصیت کے ساتھ کتنا خانہ جسامت کی ہز اکتی عبرت ناک ہوتی ہے۔

دنگل کا وقت ہو چکا تھا۔ حضرت جنید اعلان ہوتے ہی اکھاڑے میں اتر گئے۔ وہ اجنبی شخص بھی کمر کس کر ایک کنارے کھڑا ہو گیا۔ لاکھوں تماشا بیوں کے لیے یہ بڑا ہی حیرت انگیز منظر تھا۔ حضرت جنید کے سامنے وہ اجنبی شخص گرد راہ معلوم ہو رہا تھا۔ پچنی آنکھوں سے سارا مجمع دونوں کی نقل و حرکت دیکھ رہا تھا۔ حضرت جنید نے تم ٹھونک کر زور آزمائی کے لیے پتہ بڑھایا۔ اُس اجنبی شخص نے دہلی زبان سے کہا ! کان قریب لایئے مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔ نہ جانے اُس آواز میں کیا سحر تھا کہ سنتے ہی حضرت جنید پر ایک سکتہ طاری ہو گیا۔ اچانک پھیلے ہوئے ہاتھ سمت گئے۔ کان قریب کرتے ہوئے کہا فرمائیے !

اجنبی کی آواز گلو گہر ہو گئی بڑی مشکل سے اتنی بات منہ سے نکل سکی۔ جنید میں کوئی پہلو انہیں ہوں۔ زمانے کا ستایا ہوا ایک آل رسول (سید زادہ) ہوں۔ سیدہ فاطمہ کا ایک چھوٹا سے کنبہ جنگل میں پڑا کئی ہفتوں سے نیم جان ہے۔ اور سیدائوں کے جسموں پر کپڑے بھی سلامت نہیں ہیں کہ وہ گھسی جھاڑیوں سے باہر نکل سکیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے بھوک کی شدت سے بے حال ہو گئے ہیں۔

ہر روز صبح کو یہ کہہ کر شہر آتا ہوں کہ شام تک کوئی انتظام کر کے واپس لوٹوں گا لیکن خانہ خانی غیرت کسی کے آگے منہ نہیں کھولنے دیتی۔ گرتے پڑتے آج بڑی مشکل سے یہاں تک پہنچا ہوں۔ قاریخ خیر کا خون ہاشمی رکوں میں موکتا جا رہا ہے۔ چلنے کی سکت باقی نہیں ہے۔

شرم سے بیک ماگنے کیلئے ہاتھ نہیں اٹھتے۔ میں نے ہمیں صرف اس اُمید پر چیلنج دیا تھا کہ آل رسول کی جو عقیدت تمہارے دل میں ہے آج اُس کی آبرورکھ لو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ کل میدان قیامت میں نانا جان سے کہہ کر تمہارے سر پر فتح کی دستار بند صواؤں گا۔ قاطعی چین کی ٹر بھائی ہوئی کلیوں کی اُداسی اب دیکھی نہیں جاتی۔

جنید! عالم گیر شہرت و اعزاز کی صرف ایک قربانی ٹوکے چہروں کی شا دابی کیلئے کافی ہے
 یقین رکھو! آل رسول کے خاندان بدوش قافلہ کی حرمت و آئندگی کے لیے تمہاری عزت و
 ناموس کا ایسا رکھی راہیگاں نہیں جائے گا۔ ہمارے خاندان کی یہ ریت تمہیں معلوم ہے کہ کسی کے
 احسان کا بدلہ ہم زیادہ دیر قرض نہیں رکھتے۔

اجنبی شخص کے یہ چند جملے حضرت جنید کے جگر میں نشتر کی طرح پیوست ہو گئے۔ پلکیں
 آنسوؤں کے طوقان سے بوجھل ہو گئیں۔ عشق و ایمان کا ساگر موجوں کے طلاطم سے زیر و زبر
 ہونے لگا۔ آج کوئین کا سردی اعزاز سر چڑھ کر جنید کو آواز دے رہا تھا۔

عالم گیر شہرت و ناموس کی پامالی کے لیے دل کی پیش کش میں ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں
 ہوئی۔

بڑی مشکل سے حضرت جنید نے جذبات کی طغیانی پر قابو حاصل کرتے ہوئے کہا! کعبور
 عقیدت کے تاجدار۔ میری عزت و ناموس کا اس سے بہتر مصرف کیا ہو سکتا ہے کہ اسے تمہارے
 قدموں کی اڑتی ہوئی خاک پر نثار کر دوں۔ چہنستانِ قدس کی پڑمردہ کلیوں کی شا دابی کے لیے اگر
 میرے خون کا آخری قطرہ بھی آپ کے کام آسکے تو وہ بھی آپ کے قدموں پر نثار کر دوں۔

خوشا نصیب کہ کل میدانِ محشر میں سرکار اپنے نواسوں کے زر خرید غلاموں کی قطار میں
 کھڑے ہونے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ اتنا کہنے کے بعد حضرت جنید خم ٹھوٹک کر لاکارتے
 ہوئے آگے بڑھے اور اجنبی شخص سے پتہ چلا کر گٹھ گئے۔

چچ گشتی لڑنے کے اعزاز میں تھوڑی دیر پینتر ابد لے رہے۔ سارا مجمع سانس روکے
 نتیجے کا انتظار میں خاموش دیکھتا رہا۔ چند ہی لمحوں کے بعد حضرت جنید نے بجلی کی تیزی سے ایک
 داؤ چلایا۔

آنکھیں کھلیں تو جنید کے حامیوں نے نعرے بلند کیے۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں
 حضرت جنید چاروں شانے چت تھے۔ اور سینے پر سیدہ کا ایک ٹیف و ناتواں شہزادہ فتح کا پرچہ لہرا
 رہا تھا۔

حضرت جنید کی فتح کا نقشہ دیکھنے والی آنکھیں اس ہیرت انگیز نظارے کی تاب نہ لاسکیں۔
 ایک لمحے کے لیے سارے مجمع پر سستہ کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

حیرت کا طلم ٹوٹتے ہی مجمع نے نجف و نوا توں سید کو کود میں اٹھالیا۔ میدان کا قارج اب سروں سے گزر رہا تھا۔ ہر طرف سے انعام و اکرام کی بارش ہو رہی تھی۔ حسین و آفرین کے نعروں سے فضا گونج رہی تھی۔ شام تک فتح کا جلوں سارے شہر میں گشت کرتا رہا۔ رات ہونے سے پہلے پہلے ایک گمنام سید خلعت و انعامات کا پیش بہا خزانہ لے کر جنگل میں اپنی پناہ گاہ کی طرف لوٹ چکا تھا۔

حضرت جنید ا کھاڑے میں اسی شان لیٹے ہوئے تھے۔ اب مملکت میں کسی کو کوئی ہمدردی اُن کی ذات میں نہیں رہ گئی تھی۔ ہر شخص اُنہیں پائے حقارت سے ٹھکراتا اور ملامت کرتا ہوا گزر رہا تھا۔ عمر بھر کی عزت لحوں میں خاک میں مل چکی تھی۔ لیکن آپ تھے کہ ان زہر میں مجھے ہوئے طعنوں اور توہین آمیز کلمات سے مسرور اور شاد کام ہو رہے تھے۔ بجوم ختم ہونے کے بعد خود ہی اُٹھے اور شاہراہ عام سے گزرتے ہوئے اپنے دولت کدہ پر تشریف لے گئے۔

آج کی گلست کا سرور اُن کی روح پر جُمار کی طرح چھا گیا تھا۔ رات کی زُلف سیاہ کر کے نیچے ڈھل چکی تھی۔ بند ادا کا سارا شہر تاروں کی ٹھنڈی چھاؤں میں جو خواب تھا۔ کہیں کہیں سے مٹھل بردار پاسانوں کی آوازیں کانوں میں گونج رہی تھیں۔ ادھر جب عشاء کی نماز سے قارج ہونے کے بعد حضرت جنید لیٹے تو بار بار کان میں یہ الفاظ گونج رہے تھے۔ وعدہ کرتا ہوں کہ کل میدان قیامت میں نانا جان سے کہہ کر تمہارے سر پر فتح کی دستار بند ہواؤں گا۔ کیا جُج ایسا ہو سکتا ہے ؟

کیا میری قسمت کا ستارہ یک یک اتنی بلندی پر پہنچ سکتا ہے۔ کہ سرکارِ دو عالم کے نورانی ہاتھوں کی برکتیں میری پیشانی کو چھو لیں۔ اپنی طرف دیکھتا ہوں تو کسی طرح اپنے آپ کو اس اعزاز کے قابل نہیں پاتا۔ لیکن لاڈلوں کی بات بھی کوئی چیز ہے ؟

اگر میدانِ محشر میں شہر ادا سے بچل گئے تو جنت تمام کیونکر گوارا کر سکیں گے کہ اُن کے دل کے آگینے پر کوئی آج آجائے۔ سارے زمانے میں اہل رسول کی زبان کا بھرم مشہور ہے۔ گردن کٹ سکتی ہے دی ہوئی زبان نہیں کٹ سکتی۔ آخر کر بلا کے میدان کی شرعی زبان ہی کے بھرم سے تو آج تک قائم ہے۔ نبی زادوں کا وعدہ غلط نہیں ہو سکتا۔ قیامت کے دن وہ ضرور وہ میری بات اپنے نانا جان تک پہنچائیں گے۔

اے کاش ! آج ہی قیامت آجانی۔ آج ہی میدانِ محشر کا وہ پرور نظارہ آنکھوں کے

سامنے ہوتا۔ آہ ! اب جب تک زندہ رہوں گا قیامت کا انتظار رہے گا۔ ایک ایک دن گنتا پڑے گا۔ حساب و کتاب کی گرفت میں آنے والی ایک طویل مدت کیسے کہنے لگی؟
یہ سوچتے سوچتے حضرت جنید کی پریم آنکھوں پر نیند کا ایک ہلکا سا جھونکا آیا اور وہ ایک اور ہی دنیا میں پہنچ گئے۔ پہاڑوں، صحراؤں، اور آبادیوں کے سارے تجلیات نظر کے سامنے سے اٹھ چکے تھے۔ اب بغداد سے گنبد خضریٰ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ مدینہ طیبہ کا بہار پروردگار آنکھوں کے سامنے تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد سنہری جالیوں سے ایک کرن چھوٹی اور مدینے کا آسمان روشنی سے معمور ہو گیا۔

پھر ایسا معلوم ہوا کہ نور کا ایک سفید یا دل مدینے کے اُفق سے بغداد کی طرف بڑھتا آ رہا ہے۔ جہاں جہاں سے وہ گزرا نور برستا گیا۔ فضا گھرتی گئی۔ اندھیرا چھٹا گیا۔ قریب آتے آتے اب رحمت و تجلی کا وہ روشن قافلہ بغداد کے آسمان پر جگمگا رہا تھا۔ چند ہی لمحوں کے بعد وہ نیچے اترنا شروع ہوا۔ ایوانوں کے کنگرے جھک گئے۔ پہاڑوں کی چوٹیاں سرنگوں ہو گئیں۔ درختوں کی شاخیں سجدے میں گر پڑیں۔

بغداد کی زمین جھومنے لگی۔

بہاروں نے پھول برسائے۔

صبا نے خوشبو اُڑائی۔

سحر نے اُجالا کیا۔

رحمتوں نے فرش بچھائے اور درخشاں کرنوں سے حضرت جنید کے صحن کا چہرہ چہرہ معمور ہو گیا۔

طلعت جمال سے آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ دل کیف دسر میں ڈوب گیا۔ درود پورا اور شہر و حجر کو زیان مل گئی اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کے نعروں سے فضا گونج اُٹھی۔ عالم بے خودی میں حضرت جنید سلطان کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں سے لپٹ گئے۔ سرکار نے رحمتوں کے ہجوم میں مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا ! جنید اُٹھو قیامت سے پہلے اپنے نصیب کی سرفرازیوں کا نظارہ کر لو۔

نئی زادوں کے ناموں کے لیے ٹکست کی دلتوں کا انعام قیامت تک قرض نہیں رکھا

جانے گا سر اٹھاؤ! تمہارے لیے فتح و کرامت کی دستار لے آیا ہوں۔ آج سے تمہیں عرفان و تقرب کی سب سے اونچی بساط پر فائز کیا گیا ہے۔ اٹھو تجلیات کی یارش میں اپنی نگلی پیچھ کا غبار اور چہرے کے گرد کے نشان دھو ڈالو۔ اب تمہارے رُخ تباہ میں اس زمین کے ہی نہیں عالم قدس کے رہنے والے بھی اپنا منہ دیکھا کریں گے۔ یا رگاہ ویز دانی سے گروہ اولیاء کی سروری کا اعزاز میں تمہارک ہو۔ ان کلمات سے سرفراز فرمانے کے بعد سرکار مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جنید کو اپنے سینے دکھایا۔

اس عالم کیف یار میں اپنے شہزادوں کے جاں نثار پروانے کو کیا کچھ عطا فرمایا اس کی تفصیل نہیں معلوم ہو سکی۔ جاننے والے بس اتنا ہی جان سکے۔ کدّہ صبح کو جب حضرت جنید کی آنکھ کھلی تو پیتھانی کی موجوں میں نور کی کرن لہرا رہی تھی۔ آنکھوں سے عشق و مستی کے پیمانے پھلک رہے تھے۔ دل کی انجمن تجلیات کا گہوارہ بن چکی تھی۔ لبوں کی جنبش پر کارکنان قضاء و قدر کے پہرے بٹھا دیئے گئے تھے۔ اور غیب و شہود کی ساری کائنات شفاف آئینے کی طرح نظری گرفت میں آگئی تھی۔ شمس شمس میں عشق و یقین کی دکھتی ہوئی چنگاری پھوٹ رہی تھی۔ نظر نظر میں تسخیر کا سحر حلال آنکرائی لے رہا تھا۔ کل کی شام جو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا گیا تھا۔ آج صبح کو اس کی راہ میں پلکیں بچھائی جا رہی تھیں۔

کل جو شکست کی ذلتوں سے بو جھل ہو کر اکیلا ہی اپنے گھر تک آیا تھا آج اسی کے جلو میں کونین کی امیدوں کے کارواں چل رہے تھے۔ ایک ہی رات میں سارا عالم زیر و زبر ہو گیا۔ خواب کی بات باوصاف نے گھر گھر تک پہنچا دی تھی۔ طلوع سحر سے پہلے ہی جنید کے دروازے پر درویشوں کی بھیڑ جمع ہو گئی تھی۔ جونہی آپ باہر تشریف لائے خراج عقیدت کے لیے ہزاروں گردنیں جھک گئیں۔ حتیٰ کہ غلیظہ بغداد نے اپنے سر کا تاج اتار کر آپ کے قدموں میں ڈال دیا۔ یہ تھی حضرت جنید کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل پاک سے محبت اور پھر یہ تھا وہ انعام جو حضور کی طرف سے آپ کی آل کے لیے اپنی عزت کو قربان کرنے والے کو ملا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آپ کی اولاد سے جی محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(زلفِ دزنجیر)

سید زادی کی خدمت کا صلہ

شیخ الاکبر سیدی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مسامرات الاخیار میں عبد اللہ بن مبارک سے متصل سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ متقدمین میں سے حج کا شوق رکھنے والے ایک شخص کا بیان ہے بغداد شریف میں حج کے لئے جانے والے ایک قافلہ کی آمد کا پتا چلا تو میں نے اس کے ساتھ جانے کا ارادہ کر لیا اور پانچ سو دینار لے کر سامان حج خریدنے کے لئے بازار گیا میں بازار میں گھوم رہا تھا کہ وہاں پر ایک خاتون نے مجھے کہا کہ میں سید زادی ہوں۔ میری بچیوں کی روائیں نہیں ہیں اور ہم نے چار روز سے کچھ نہیں کھایا۔

اس بی بی کی بات نے مجھے بے حد متاثر کیا چنانچہ میں نے پانچ سو دینار ان کی بھولی میں ڈال دیئے اور عرض کی آپ جا کر اپنی ضروریات پوری فرمائیں اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے واپس لوٹ آیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے حج پر جانے کا شوق میرے دل سے بخو کر دیا اور قافلہ چلا گیا۔

جب یہ لوگ حج کر کے واپس آئے تو میں نے سوچا احباب سے ملاقات کر کے انہیں سلام کہوں چنانچہ میں ان لوگوں کے پاس گیا اور جس دوست کو ملتا وہ مجھے حج کی مبارک باد دیتے ہوئے کہتا اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کا حج قبول فرمائے۔

میں اس امر پر تعجب کرتا ہوا رات کو سو گیا تو خواب میں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں اور مجھے فرماتے ہیں کہ۔

لوگوں نے تجھے حج کی مبارک باد پیش کی ہے اس پر تعجب نہ کرو تو نے جب ضرورت مند (یعنی سید زادی) کی ضرورت کو پورا کیا اور ضعیف کو غنی کر دیا تو ہم نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میں درخواست پیش کی جس کی بناء پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے تیری صورت پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیا جو ہر سال تیری طرف سے حج کرے گا اب تو چاہے حج کر یا نہ کر۔

(اشرف الموبد آل محمد صفحہ ۲۶۰)

میمون بن مهران سے روایت ہے کہ کوفہ میں ایک شخص تھا جس کی کنیت ابو جعفر تھی یہ شخص اچھے برتاؤ والا تھا جب بھی کوئی علوی اُس کے پاس آتا اور کچھ طلب کرتا تو وہ انکار نہ کرتا۔ اگر اس

کے پاس مال کی قیمت ہوتی تو لے لیتا اور اگر نہ ہوتی تو غلام سے کہتا اس کی قیمت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کھاتے میں لکھ دے۔

ایک عرصہ تک وہ اسی طرح زندہ رہا پھر فقیر ہو گیا اور خانہ نشین ہو گیا۔ اپنا کھانا دیکھا کرتا اگر ان میں سے کوئی شخص زندہ ہوتا تو اس کے پاس وصولی کے لئے آدی بھیج دیتا اور اگر مر گیا تو اس کا نام کاٹ دیتا۔ ایک دن وہ اپنے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا، کھانا دیکھ رہا تھا کہ ایک آدی گزرا تو وہ مذاق اڑاتے ہوئے بولا ! تیرے بڑے قرض دار نے تیرے ساتھ کیا کیا ؟ مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے وہ شخص بڑا تنگنیں ہوا اور گھر میں چلا گیا۔ رات ہوئی تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ حسین آپ کے سامنے چل پھر رہے ہیں تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا، تمہارے والد نے کیا کیا؟ تو ان کے پیچھے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا حضور ! میں حاضر ہوں۔

آپ نے فرمایا ! تم اس شخص کو اس کا حق کیوں نہیں دیتے ہو ؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ! یہ اس کا حق ہے میں لے آیا ہوں۔

فرمایا تو اسے دے دو۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے اون کی ایک تھیلی دی اور فرمایا ! یہ تیرا حق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! لے لے اور ان کی اولاد میں سے جو بھی تیرے پاس آئے اور جو کچھ مانگے منع نہ کرنا، جا آج کے بعد تجھے فقیر نہیں لگے گا۔

میں بیدار ہوا، تھیلی میرے ہاتھوں میں تھی، میں نے اپنی بیوی کو پکارا اری میں سو رہا ہوں؟ وہ کہنے لگی ! جاگ رہے ہو۔ بیوی نے چراغ جلایا، میں نے تھیلی اُسے دے دی تو اس میں ہزار دینار تھے۔ وہ بولی اے شخص ! خدا سے ڈر کہیں ایسا تو نہیں کہ فقر وفاقہ نے تجھے دھوکا دہی پر مجبور کر دیا اور کسی تاجر کو دھوکہ دے کر لے آیا ہو۔ میں نے کہا ! واللہ نہیں، مگر قصہ یہ ہے، وہ بولی اگر سچا ہے تو دیکھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حساب میں کتنا ہے۔ اُس نے کھانا مٹکا یا تو پورے ساتنے ہی تھے نہ کم نہ زیادہ۔

(شاہد مقبول صفحہ ۲۵۴)

سیدی محمد قاری کا بیان ہے کہ میں مدینہ منورہ کے سادات بنی حسین سے بعض رکھتا تھا کیونکہ اُن میں سے بعض کو بظاہر عفت کے خلاف دیکھتا تھا، چنانچہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے خواب میں میرا نام لیکر فرمایا اے فلاں! ٹھویری اولاد سے بغض رکھتا ہے؟
میں نے کہا! حاشا، اللہ یا رسول اللہ میں ان سے تو بغض نہیں رکھتا ان کے اعمال کو ناپسند
کرتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایک فقہی مسئلہ ہے بتاؤ کیا فرمائی کرنے والا بیٹا
نسب میں شامل نہیں؟
میں نے کہا! کیوں نہیں یا رسول اللہ!
آپ نے فرمایا! یہاں فرماں بیٹا ہے۔
بعد ازاں ان سادات کرام میں سے مجھے جو شخص بھی ملتا میں اُس کا بے حد احترام و اکرام
کرتا،

(اشرف ابو بدال محمد ص ۲۶۸)

عبداللہ بیابانی اور تعظیم سادات

حضرت علامہ شیخ عبداللہ بیابانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے عظیم بزرگ تھے، آپ نہایت
متقی، پرہیزگار اور خُدا رسیدہ تھے۔

آپ اپنے لئے ہمیشہ غائب کا صیغہ استعمال کرتے یعنی آپ نے اپنی مکمل نبی فرما رکھی تھی،
آپ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ پر رہتے تھے آپ کی محبت سادات
ملاحظہ فرمائیں۔

آپ کے دور حیات میں بادشاہ و وقت نے کچھ سادات کرام کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال
دیا تھا، جب شیخ عبداللہ بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کو بادشاہ کے اس ظلم کی خبر ہوئی تو آپ بنفس نفیس بادشاہ
وقت کے دربار میں گئے۔ آپ نے بادشاہ سے کہا! یہ لوگ خاندان رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے چشم و چراغ ہیں۔

یہ ٹوڑیہ زہرا بتول ہیں۔

یہ مولیٰ کی نتائیاں ہیں،

یہ حسنین کریمین کا خون ہیں،

انہیں چھوڑ دو، انہیں رہا کرو۔

بادشاہ وقت نے آپ کی بات ماننے سے انکار کر دیا تو آپ نے برسرِ دریا کہا ! اے شاہ وقت جس علاقے میں تیری حکومت ہے۔ جہاں جہاں تیری بادشاہی ہے، جہاں جہاں تک تیرا اختیار ہے۔

اے بادشاہ ! وہاں رہنا حرام ہے کیونکہ تو گستاخِ سادات ہے۔ کُوسادات کرام کی بے ادبی کرنے والا ہے چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے ہجرت فرما گئے۔

(بخاری الاخیار ص ۴۴۹)

قارئین محترم ! یہ ہے جذبہٴ عشقِ اہل بیت رسول کہ وقت کا غوث اور وقت کا قطب اور صاحب مقام بزرگ اہل بیت کی غلامی کا قلابہ گلے میں ڈال کر بادشاہ وقت کے دربار میں خود چلا جاتا ہے اور حق غلامی ادا کرتے ہوئے سادات کرام کی رہائی کی کوشش کرتا ہے اور پھر اُس بادشاہ کے ٹکک کو خیر باد کہہ دیتا ہے کہ جہاں سادات کی تکریم نہیں ہوتی۔

اَللّٰہِ اَہْمُ سَے حُبِّتِ اَوَّلِیاءِ کَرْتِے رَہَے
اُوں غَلامِی کا بِمِیشِ حَقِّ ادا کَرْتِے رَہَے
رَحْمَتِیں ہِی رَحْمَتِیں مَقْصُودَ اُن پَر ہُو گئِیں
جو رَسولِ پاک سَے سَچی وِقا کَرْتِے رَہَے

(محمد مصمودہ دہلی)

اعلیٰ حضرت اور تعظیم سادات

اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا قاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی پر ایک دقیق کتاب حیاتِ اعلیٰ حضرت کے نام سے انڈیا میں طبع ہو گئی ہے۔

جس کے مصنف ملک العلماء حضرت علامہ مولانا محمد ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور اس کی ترتیب جدید حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مطیع الرحمن رضوی صاحب نے فرمائی ہے۔

حیاتِ اعلیٰ حضرت میں امام اہلسنت کی زندگی کے جن روشن پہلوؤں کو ابواب کی صورت میں ترتیب دیا گیا ہے، ان میں ایک باب تعظیم و کرام سادات کے حوالہ سے مرتب کیا گیا ہے ان

موجودہ حالات میں ایسی تحقیق کی اشد ضرورت تھی جو الحمد للہ پوری ہو گئی۔

آج ہمیں امام اہلسنت کے خوبصورت عقیدہ کی صحیح تصویر مل گئی اب ہم اسی کتاب سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اہل بیت رسول سے محبت و موڈت کے واقعات پیش کر رہے ہیں۔

آج کے دور میں اہلسنت کا ایک حلقہ خارجیت کے جرائم کی لپیٹ میں آیا ہوا ہے بالخصوص مدارس سے وابستہ لوگ خشکی کا شکار ہیں اور وہ اہل بیت رسول کی عظمت و شان بیان کرنے سے کتراتے ہیں اور اپنے اپنے طبقہ اثر میں خشکی اور خارجیت پھیلانے کے ذمہ دار بن رہے ہیں۔ امریں حالات امام اہلسنت الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کا دعویٰ کرنے والے خشکی زدہ لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ پیش خدمت ہے۔

علمائے کرام نے اپنی کتب میں تحریر فرمایا ہے کہ جس چیز کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت ہو اس کی تعظیم و توقیر کرنا ہی ایمان ہے۔ بالخصوص سادات کرام جزء رسول ہونے کی وجہ سے سب سے زیادہ مستحق توقیر و تعظیم ہیں اس پر پورا عمل کرنا ہی ایمان کی تکمیل کا باعث ہو سکتا ہے۔

علمائے اہلسنت کا طریقہ رہا ہے کہ وہ کسی سید زادے کو اس کی ذاتی حقیقت سے نہیں دیکھتے۔

سید زادے کی علمی قابلیت کو نہیں دیکھتے بلکہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہیں۔

سید زادے کے مال و دولت کو نہیں دیکھتے بلکہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہیں۔

سید زادے کی عُربت و اقلاں کو معیار نہیں بناتے بلکہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پوری زندگی سادات کرام کی تعظیم و تکریم فرمائی اس لئے آج ان کا نام عشاقانِ ہر فرسٹ ہے۔

سید زادے کے ہاتھ چوم لئے

سید ایوب علی قادری رضوی کا بیان ہے کہ فقیر اور برادرِ سیدتقا علی کے بیعت ہونے

پر بموقع عید الفطر بعد نماز دست بوسی کے لئے عوام نے ہجوم کیا جس وقت قناعت علی دست بوسی کرنے لگے حضور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ہاتھ چوم لئے۔

برادر قناعت علی بڑے پریشان ہوئے ، سید قناعت علی شاہ صاحب نے مقررین خاص سے تذکرہ کیا تو معلوم ہوا ! اعلیٰ حضرت کا یہ معمول ہے کہ بموقع عیدین دوران مصافحہ سب سے پہلے سیدزادہ سے مصافحہ کرتے اور اس کی دست بوسی فرماتے ہیں۔

(حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۲۴)

سادات کے لئے دُگنا

سید ایوب علی قادری رضوی فرماتے ہیں !

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مجلس میلاد مبارک میں سادات کرام کو یہ نسبت اور لوگوں کے دُگنا حصہ بروقت شیری ملا کرتا تھا اور اسی کا اتباع اہل خاندان بھی کرتے ہیں۔

قارئین ! اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا جذبہ عشق رسول اور موذیت اہل رسول ملاحظہ فرمائیں کہ بڑے بڑے علماء اور بڑے بڑے نوابوں اور نامور شخصیات کے ہوتے ہوئے بھی سادات کرام کو دُگنا حصہ پیش کرتے۔

کیا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر چلائے جانے والے بڑے بڑے مدارس میں یہ اہتمام ہے۔

کیا محافل میلاد میں شیرینی کی تقسیم میں یہ امتیاز رکھا جاتا ہے اگر جواب نہیں ہے تو فوراً فرمائیں اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک طریق پر چلتے ہوئے عظیم سادات کا سبق خود یاد رکھیں اور اپنے حلقہ اثر میں دوسروں کی بھی تربیت کریں۔

ایک سیدزادے کا واقعہ

انہیں کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت کے ہاں مجلس میلاد مبارک میں سادات کرام کو یہ نسبت اور لوگوں کے دُگنا حصہ بروقت تقسیم شیری ملا کرتا تھا اور اسی کا اتباع اہل خاندان بھی کرتے ہیں۔ ایک سال بموقع یارہوین شریف ماہ ربیع الاول ہجوم میں سید محمود خاص صاحب علیہ الرحمۃ

کو خلاف معمول اکہرا حصہ ملا یعنی وہ بیشتر یاں شریخی کی بلا قصد پہنچ گئیں موصوف خاموشی کے ساتھ حصہ لے کر سیدھے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور ! یہاں سے آج مجھے عام حصہ ملا فرمایا ! سید صاحب تشریف رکھیے اور تقسیم کرنے والے کی طبعی ہوئی اور سخت اظہار ناراضی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ابھی ایک سنی (خوان) میں جس قدر آسکیں بھر کر لاؤ۔ چنانچہ فوراً قبیل ہوئی سید صاحب نے عرض بھی کیا کہ حضور میرا یہ مقصد نہ تھا۔ ہاں قلب کو ضرور تکلیف ہوئی جسے برداشت نہ کر سکا فرمایا سید صاحب ! یہ شیرینی تو آپ کو قبول کرنا ہوگی ورنہ مجھے سخت تکلیف رہے گی اور قاسم شیرینی (تقسیم کرنے والے) سے کہا کہ ایک آدمی کو سید صاحب کے ساتھ کر دو جو خوان کو مکان پر پہنچا آئے انہوں نے فوراً قبیل کی۔

سیدزادے کو نام لے کر پکارنا

انہیں کا بیان ہے کہ بعد نماز جمعہ حضور پھانک میں تشریف فرما ہیں اور حاضرین کا مجمع ہے کہ شیخ امام علی صاحب قادری رضوی مالک ہوئے آئیں کریم بھٹی کے برادر خورد مولوی ثور محمد صاحب کی آواز جو بسلسلہ تعلیم مقیم آستانہ تھے یاہر سے قناعت علی قناعت علی پکارنے کی کوشش گزار ہوئی انہیں فوراً طلب فرمایا اور پوچھا ! سید صاحب کو اس طرح پکارتے ہو ؟
کبھی آپ نے مجھے بھی نام لیتے ہوئے سنا ؟ مولوی ثور محمد صاحب نے عداوت سے نظر نیچی کر لی فرمایا ! تشریف لے جائے اور آئندہ سے اس کا لحاظ رکھیے۔

ایک دلسوز واقعہ

اسی تذکرہ میں فرمایا کہ شریف مکہ کے زمانہ میں حاجیوں سے ٹیکس بڑی سختی سے وصول کیا جاتا تھا یہاں تک کہ اس کے کارکن مستورات کی جامہ تلاشی کرتے تھے۔ ایک عالم صاحب مع مستورات وہاں پہنچے ہیں ان کی مستورات کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا گیا۔ عالم صاحب کو یہ بات بہت شاق گزری اور انہوں نے رات بھر شریف صاحب کو بڑا بھلا کہا اور بددعا نہیں دیں۔ صبح ہوتے ہی آنکھ لگ گئی خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ فرماتے ہیں ! مولوی صاحب کیا میری اولاد ہی آپ کے بددعا کرنے کو رہ گئی تھی ؟ پھر فرمایا !

سید کو اگر قاضی عدل گائے تو یہ نہ خیال کرے کہ میں سزا دے رہا ہوں بلکہ تصور کرے کہ شاہزادے کے پیروں میں کچھ بھرنے کا سزا دے رہا ہوں۔

مکتوب مولانا سید شاہ عبدالمنان منعمی

مولانا مولوی سید شاہ ابوسلمان محمد عبدالمنان صاحب قادری چشتی فردوسی ابوالطائی منعمی مفتی و صدر مدرس عربیہ محمدیہ عظیم آباد سے میں نے درخواست کی کہ آپ کو بھی اگر کوئی واقعہ اعلیٰ حضرت کے متعلق معلوم ہوا تو تحریر کر کے مجھے عنایت کریں۔ اگرچہ میں نے اخبار ہمدرد دہلی و دیدہ سکندری رامپور میں اس کے متعلق اعلان بھی کر دیا ہے لیکن خاص حضرات کو خصوصیت کے ساتھ بذریعہ خط یا ملاقات ہو جانے پر زبانی بھی فرمائش کر دیتا ہوں۔

چنانچہ مولانا موصوف نے یہ خط مجھے تحریر فرمایا جو بہت جامع ہے لیکن واقعہ کے اعتبار سے تعظیم سادات سے اس کا تعلق ہے اس لئے اس جگہ درج کرنا انسب معلوم ہوتا ہے۔

طالب علم سیدزادے سے حسن سلوک

مجی محترمی..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اخبار ہمدرد میں یہ دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی کہ جناب نے ایک بڑی خدمت اور اہم کام جو مسلمانان عالم کے لئے مفید اور کارآمد ہوگا، اپنے سر لیا یعنی اعلیٰ حضرت حامی عنایت بدعت مجدد مائتہ حاضرہ مولانا قاری حافظ شاہ احمد رضا خاں صاحب کے سوانح حیات جمع کر کے منظر عام پر لائے اسی حوالہ سے میں اپنا حوالہ پیش کر رہا ہوں۔

سید شاہ ابوسلمان محمد عبدالمنان قادری چشتی فردوسی لکھتے ہیں ! میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ آپ کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہو جائے اور مسائل حاضرہ بھی سمجھ لوں۔ آپ کی زیارت نے جنم و کمال فقیر پر یہ ثابت کر دیا کہ جو کچھ بھی آپ کی تعریف ہوتی ہے وہ کم ہے۔

حضرت سید عبدالمنان شاہ صاحب فرماتے ہیں ! کہ اعلیٰ حضرت کو یہ معلوم ہوا کہ یہ فقیر سادات سے ہے تو آپ نے بڑی عزت بخش اور خصوصی اکرام کیا، آپ نے میرے جملہ شکوک کو

چند منٹوں میں اس طرح رفع فرما دیا کہ شوک کبھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔

آپ کے اخلاق کا یہ عالم تھا کہ دنوں میں مجھے آپ کے اخلاق کریمانہ نہ روکے رکھا پھر جب میں نے رخصت ہونے کی اجازت مانگی تو آپ نے اتنی رقم جو میرے آنے جانے پر خرچ ہوتی تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ مرحمت فرمادی۔ میں نے بہت انکار کیا کہ حضرت یہ سب کچھ رہنے دیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ! کہ یہ تو آپ کے گھر کی عنایت کردہ ہے۔

(حیات اعلیٰ حضرت جلد اول ص ۲۳۰)

سیدزادے کی تالیف قلبی

مولانا ظفر الدین بہاری قادری رضوی لکھتے ہیں کہ جس زمانہ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دولت کدہ کی مغربی سمت جس میں کتب خانہ نیا تعمیر ہو رہا تھا۔ عورتیں اعلیٰ حضرت کے آباؤی مکان میں جس میں مولانا حسن رضا خان صاحب برادر اوسط اعلیٰ حضرت مع متعلقین تشریف رکھتے تھے قیام فرماتھیں اور اعلیٰ حضرت کا مکان مردانہ رہا۔ مزدوروں کا اجتماع رہتا اسی طرح کئی مہینے تک وہ مکان مردانہ رہا یعنی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ملنے والے مرد حضرات اسی مکان میں آتے جاتے۔ جس کسی نے بھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو ملنا ہوتا وہ بے کھٹکے آپ کے پاس پہنچ جاتا۔

جب وہ کتب خانہ مکمل ہو گیا مستورات حسب دستور سابق اس مکان میں چلیں آئیں، اتفاق ایسا ہوا کہ ایک سیدزادے جو کچھ روز پہلے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کے لئے تشریف لائے تھے پھر اعلیٰ حضرت سے ملنے کے لئے آئے اور اس مکان میں جسے مردانہ پایا تھا اس خیال سے بے تکلف اندر چلے آئے۔

جب نصف آنگن میں پہنچے تو مستورات کی نظر آپ پر پڑی جو زنانہ مکان میں خانہ داری کے کاموں میں مشغول تھیں۔

خواتین نے جب سیدزادے کو دیکھا تو گھبرا کر ادھر ادھر پردہ میں ہو گئیں۔ خواتین کے اس طرح ادھر ادھر ہونے اور پردہ تلاش کرنے سے سیدزادے کو احساس ہوا کہ مکان زنانہ ہو گیا ہے۔ آپ پریشان ہو گئے اور نماز کے بارے سر جھکا کر وہاں سے واپس ہونے لگے ایک طرف سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فوراً تشریف لے آئے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان سیدزادے کو نہایت احترام سے روک لیا اور اپنے گھر کے اندر اسی جگہ لے جا کر بٹھا دیا جہاں آپ اکثر تصنیف و تالیف میں مصروف رہتے تھے۔
آپ نے سیدزادے کو بٹھا کر بہت دیر تک ان سے باتیں کیں تاکہ ان کی پریشانی اور عداوت دور ہو جائے۔

پہلے تو سیدزادے سخت کے مارے خاموش رہے، پھر معذرت کی اور اپنی لاعلمی کا اظہار کیا کہ مجھے خبر تھی کہ یہ مکان زنا نہ ہو چکا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! کہ حضرت! یہ سب تو آپ کی یا ندیاں ہیں، آپ آقا زادے ہیں معذرت کی کیا حاجت ہے۔ میں خود سمجھتا ہوں حضرت اطمینان سے تشریف رکھیں۔ غرض بہت دیر تک سید صاحب کو وہیں بٹھا کر ان سے بات چیت کی پان مگلوایا ان کو کھلایا جب دیکھا کہ سید صاحب کے چہرہ پر آقا ردا امت کے نہیں ہیں اور سید صاحب نے اجازت چاہی تو اٹھ کر ساتھ ساتھ چلتے ہوئے الوداع کرنے کے لئے باہر تک تشریف لائے۔

سید صاحب نے اس واقعہ کو خود مجھ سے بیان فرمایا اور مذاق سے کہا کہ ہم نے تو سمجھا تھا کہ آج خوب پچھے مگر ہمارے پٹھان نے وہ عزت و قدر کی کہ دل خوش ہو گیا واقعی خوب رسول ہو تو ایسی ہو۔

(حیات اعلیٰ حضرت جلد اول ص ۲۳۳)

سیدزادے کی خدمت

ایک سیدزادے بہت غریب مملوک الحال تھے ان کی گذر بسر بڑی تنگی اور غمگینی میں ہوتی تھی اس لئے سوال کیا کرتے تھے۔ سیدزادے کا سوال بھی بڑا عجیب ہوتا تھا۔
سوال کی شان بھی عجیب تھی جہاں پہنچتے پہنچتے فرماتے! دلو او سید کو دلو او سید کو۔
ایک دن اتفاق سے گھر کے مرکزی دروازہ پر کوئی بھی نہ تھا سیدزادے تشریف لائے اور سیدھے زنا نہ دروازہ پر صدا لگائی! دلو او سید کو

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سید صاحب کی آواز سنتے ہی ان کے سامنے لا کر حاضر کر دیا اور ان کے روبرو لئے ہوئے کھڑے رہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اُس دن ذاتی اخراجات علیٰ یعنی کتاب کاغذ وغیرہ کے لئے دوسو روپے آئے تھے جس میں نوٹ بھی تھے اٹھنی بھی چوٹی پیسے بھی تھے کہ جس چیز کی ضرورت ہو شاہ صاحب لے لیں۔ اعلیٰ حضرت نے بکس کے اس حصہ کو جس میں یہ سب روپے تھے۔ جناب سید صاحب دیر تک ان سب کو دیکھتے رہے اس کے بعد ایک چوٹی لے لی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضور! یہ سب حاضر ہیں۔

سید صاحب نے فرمایا! مجھے اتنا ہی کافی ہے۔

الغرض! جناب سید صاحب ایک چوٹی لے کر سیڑھی پر سے اتر آئے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی ساتھ ساتھ تشریف لائے پھاٹک پر ان کو زخمت کر کے فرمایا! دیکھو سید صاحب کو آئندہ آواز دینے، صدا لگانے کی ضرورت نہ پڑے جس وقت سید صاحب پر نظر پڑے فوراً نذرانہ حاضر کے کے سید صاحب کو زخمت کر دیا کرو۔

بسمان اللہ وجمہ! تعظیم سادات ہو تو ایسی ہو۔

کیوں اپنی گلی میں وہ روادار صدا ہو
جو نذر لے رہا گدا دیکھ رہا ہو

سیدزادے کی تکریم

مولانا مولوی مفتی محمد ابراہیم صاحب فریدی صدر مدرس خمس العلوم بدایوں نے حضرت سید شاہ مہدی حسن صاحب سجادہ نشین سرکار گلاں مارہرہ شریف کی روایت سے تحریر فرمایا کہ جب میں بریلی آتا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ خود کھانا لاتے اور ہاتھ دھلاتے، حسب دستور ہاتھ دھلاتے وقت فرمایا۔ حضرت شاہزادہ صاحب یہ انگٹھی اور چھلے مجھے دے دیجئے۔ میں نے فوراً اُتار کر دیئے اور وہاں سے ہمیں سے واپس مارہرہ آیا تو میری بیٹی فاطمہ نے کہا کہ یا بریلی کے مولانا صاحب کے یہاں سے پا رسل آیا تھا جس میں چھلے اور انگٹھی تھے یہ دونوں طلائی تھے۔ اور وہاں نامہ میں تحریر تھا! شہزادی صاحبہ یہ دونوں طلائی اشیاء آپ کی ہیں یہ تھا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا سادات اور پیروزادوں کا احترام۔

سیدزادے کی خواہش کی تکمیل

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ موسم بارش میں سب کے وقت جناب سید محمد جان صاحب قادری برکاتی نوری علیہ الرحمۃ ساکن محلہ گڑھی حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں !
حضور ! جو میں مانگوں عطا فرمادیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا سید صاحب ! اگر میرے امکان میں ہو تو ضرور حاضر کروں گا۔

سید صاحب نے عرض کیا کہ حضور کے امکان میں ہے۔
اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ! مجھے کوئی عذر نہیں ہے اور پوچھا کیا درکار ہے ؟
سید صاحب نے عرض کیا صرف ۲۲ گز کپڑا کفن کے لئے چاہتا ہوں چنانچہ صبح بازار کھلتے ہی ۲۲ گز نین کاٹھ منگوا کر سید صاحب کے لئے نذر کر دیا۔

سیدزادوں کے قلوب کی تشفی

جناب سید ایوب علی صاحب ہی کا بیان ہے کہ ایک روز بعد مغرب میں اور برادرم قناعت علی سخت پریشان تھے اور دونوں کے دلوں میں یہ خیال تھا کہ کاش ! اس وقت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ رضوی منزل کے سامنے مل جاتے تو ہمارے زخمی دلوں پر مرہم لگ جاتا یہ خیال آیا ہی تھا کہ ان آنکھوں نے دیکھا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضوی منزل کے سامنے سے اسٹیشن بیادہ تشریف لے جا رہے ہیں۔

برادرم قناعت علی عالم از خود رفتگی میں بے تابانہ حضور کی طرف دوڑے مگر چند قدم چلے تھے کہ پیر ڈنگائے اور چت آپ سڑک گر کر مدہوش سے ہو گئے میں نے ہجرت پیٹھک بند کی اور قناعت علی کو ساتھ لئے ہوئے آگے بڑھ کر حضور کی دست بوسی کی اور خاموشی کے ساتھ پیچھے پیچھے ہو لئے دل میں سوچتے جاتے تھے کہ حضور اس نقاہت اور کمزوری کی حالت میں اتنی دور بیادہ پھیر سواری کے کیسے آگئے۔

اور یہ بھی حیرت کی بات ہے کہ حضور کے خادم خاص حاجی کفایت اللہ صاحب جو سایہ کی

طرح ساتھ ساتھ رہتے تھے ہمراہ نہیں ہیں صرف مولانا امجد علی صاحب مدظلہ العالی ساتھ ہیں، ہم نے دیکھا کہ وہ لائین ہاتھ میں لئے ہوئے آگے آگے تھے اس وقت ہم لوگ کچھ ایسے مہبت ہو رہے تھے کہ کلام کرنا تو درکنار اتنی جرأت نہ ہوئی کہ مولانا کے ہاتھ سے لائین اپنے ہاتھ میں لیتے غرض یوں ہی خاموشی کے ساتھ چولہ تک پہنچا گئے دیکھا کہ وہ گاڑی جو ریاست رام پور کو اس وقت چھوٹی تھی جا رہی تھی ادھر سواریاں بھی یکے تا نگہ وغیرہ میں برابر شہر کی طرف آ رہی تھیں۔

اس وقت مولانا امجد علی صاحب سجادہ نشین مارہرہ شریف نہیں لائے گاڑی تو رام پور والی چھوٹ گئی جو سواریاں آنے والی تھیں وہ بھی شہر کی طرف آ چکیں اگر تشریف لاتے تو اب تک ملاقات ہو جاتی غرض وہاں سے واپس ہوئے اور خطرہ ولان میں آ کر اس راستہ سے جو گھگھوں کی گھیر والی مسجد کے سامنے بہاری پور کی بزرگیہ میں پہنچا ہے اسی راستہ سے مکان میں تشریف لائے اس وقت مولانا امجد علی صاحب سے پتہ چلا کہ حضرت مہدی میاں صاحب نے حضور کو اطلاع دی تھی۔ کہ میں مارہرہ شریف سے آ رہا ہوں اور رام پور جا رہا ہوں کسی کو اسٹیشن بریلی جنکشن بھیج دیا جائے۔

چنانچہ حضور نے شہزادگان میں سے کسی سے فرما دیا تھا کہ اسٹیشن چلے جانا، انہیں خیال نہ رہا یہاں تک کہ مغرب کی نماز کے بعد حضور اندر تشریف لے گئے اور ویسے ہی پھاٹک میں آ کر دریافت فرمایا کہ کوئی اسٹیشن گیا۔

معلوم ہوا کہ نہیں اس لئے خود تہا اندھیرے میں پایادہ حضور چل دیئے۔ میں یہ کیفیت دیکھ کر پھاٹک سے لائین لے کر دوڑا اور کچھ دور جا کر حضور کے ساتھ ساتھ ہولیا۔ اس کے بعد ہم لوگوں نے اپنا قصہ مولانا سے عرض کیا اور اپنا خیال ظاہر کیا کہ حضور چونکہ اپنے آپ کو چھپائے رکھتے ہیں انہذا بظاہر حضرت میاں مہدی صاحب کے لئے تشریف لے گئے تھے۔

مگر باطن ہم لہواؤں کے قلوب کو اپنے دیدار سے تسلی و تسفی کرنا تھی اس لئے آپ کی بھی زبان بند رکھی جاتی ہے کہ آپ بہاری پور کی بزرگیہ میں یہ نہیں کہتے کہ رضوی منزل کی طرف سے مسافت زائد ہوگئی۔

امام اہلسنت کا والہانہ عشق

قارئین محترم !

یہ واقعہ دنیا نے اسلام کی عظیم ترین شخصیت، مجددِ دین و ملت، امامِ اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی آلِ رسول سے محبت و موڈت کا ایسا واقعہ ہے جو آج بھی عاشقانِ اہل بیتِ رسول کے لیے محبت و موڈت کا ایک انمول خزانہ ہے۔

اس واقعہ کو علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت رقت آمیز انداز میں تحریر کیا ہے جو ہدیہ قارئین ہے۔

چنانچہ شہرِ بریلی کے ایک محلہ میں آج صبح سے ہی ہر طرف چہل پہل تھی۔ دلوں کی سر زمین پر عشقِ رسالت کا کیف و سرور کالی گھٹاؤں کی طرح برس رہا تھا۔
 بامِ ودر کی آرائش، گلی کوچوں کا نکھار، رنگداروں کی صفائی اور دور دور تک رنگین چھنڈیوں کی بہار ہر گزرنے والے کو اپنی طرف متوجہ کر رہی تھی۔ بالآخر چلتے چلتے ایک راہ گرنے دریافت کیا! آج یہاں کیا ہونے والا ہے؟

کسی نے جواب دیا! دُنیا نے اسلام کی عظیم ترین شخصیت، دین کے مجدد، اہل سنت کے امام، عشقِ رسالت کے گنج گرانمایہ، اعلیٰ حضرتِ قاضی بریلوی یہاں تشریف لانے والے ہیں۔

انہیں کے خیر مقدم میں یہ سارا اہتمام ہو رہا ہے۔

پھر اُس نے فوراً ہی دوسرا سوال کیا! وہ کہاں سے تشریف لائیں گے؟

کسی نے گزرتے ہوئے جلدی سے جواب دیا! اسی شہر کے محلہ سودا گران سے۔ جواب عن کردہ حیرت سے منہ نکلتا رہ گیا۔ اور دیر تک کھڑا سوچتا رہا کہ آنے والا اسی شہر سے آ رہا ہے۔ اور آنا چاہے تو ہر صبح اور شام آسکتا ہے۔ مسافت بھی کچھ اتنی طویل نہیں ہے۔ کہ وہاں سے آنے والے کو کوئی خاص اہمیت دی جائے۔ اور ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر اس کے خیر مقدم کا شمار اہتمام کیا جائے۔ آخر لوگوں کے سامنے اپنے دل کی اس خلش کا اظہار کئے بغیر اس سے نہ رہا گیا۔
 ایک بوڑھے آدمی نے نامحاذ انداز میں اُسے جواب دیا! بھائی پہلے تو یہ سمجھ لو کہ وہ آنے

والا کس حیثیت کا ہے۔ کس شان کی اس کی ہستی ہے۔ اعزاز و اکرام کی بنیاد مسافت کے قُرب و بُعد پر نہیں ہے۔ شخصیت کی جلالت شان اور فضل و کمال کی برتری پر ہے۔ آنے والے مہمان کی زندگی یہ ہے۔ کہ وہ اپنے دولت کدے سے نکل کر یا تو فرانس و ہنگری کے لیے خُدا خانے میں جاتا ہے یا پھر جذبہ عشق کی پیش بڑھ جاتی ہے تو دریا رِحبیب کا سفر کرتا ہے۔

اس کے علاوہ اُس کی شام و سحر اور شب و روز کا ایک ایک لمحہ دینی مہنات میں اس درجہ مصروف ہے کہ نگاہ اٹھا کر دیکھنے کی بھی اُسے مہلت نہیں ملتی۔

اس کے حریم دل پر ہر وقت عشق بے نیاز کا پہرا کھڑا رہتا ہے۔ ہزار اندازِ دلِ زبانی پر آج تک خیالِ غیر کو یاریابی کی اجازت نہیں مل سکی۔ اس کی نوکِ قلم کا ایک ایک قطرہ مگر واقعہ عقائد کی بختوں میں کوثر و تنیم کی طرح بہ رہا ہے۔ اس کے خونِ جگر کی شرابی سے ویرانوں میں دین کے گلشنِ لہلہا اُٹھے ہیں۔ اُس کے عرفان و آگاہی کی داستانِ چین چین میں پہنچ گئی ہے اور لوحِ قرطاس سے گزر کر اب اُس کے علم و دانش کا چراغِ کشورِ دل کے شبستانوں میں جل رہا ہے۔

عشق و ایمان کی روح اس کے وجود کی رگ رگ میں اس طرح رچ بس گئی ہے کہ اپنے محبوب کی شوکتِ جہاں کے لیے وہ ہر وقت بے چین رہتا ہے۔ اس کے جگر کی آگ کبھی نہیں بجھتی۔ اُس کے دل کا دھواں کبھی نہیں بند ہوتا اور نقش و نگارِ جاناں کے لئے اس کے قلمدان کی روشتائی کبھی نہیں سوکتی۔ پلکوں کا قطرہ ڈھلنے نہیں پاتا کہ اس کی جگہ آنسوؤں کا نیا طوقان اُمدھنے لگتا ہے۔

وہ اپنے محبوب کے وفا داروں پر اس درجہ مہربان ہے کہ قدموں کے نیچے دل بچھا کر بھی وہ اہتمامِ شوق کی تشنگی محسوس کرتا ہے۔ اور جہاں اہل ایمان کے لیے وہ لالہ کے جگر کی ٹھنڈک ہے وہیں اہل کفر کی بغاوت کے حق میں وہ غیظ و جلال کا ایک دھلکا ہوا انگارہ ہے۔ اپنے محبوب کے گستاخوں پر جب وہ قلم کی تلوار اٹھاتا ہے تو آنکھوں کی ایک جھنجھوش پر تڑپتی ہوئی لاشوں کا انبار لگ جاتا ہے۔

باطل کے جگر میں اُس کے نشتر کا ڈالا ہوا شکافِ زندگی کی آخری پتھریوں تک مندرل نہیں ہوتا۔

اور یہ بھی مَن لو کہ اپنے خون کے پیاسوں کو بھی وہ معاف کر سکتا ہے لیکن محبوب کی حرمت

سے کھیلنے والوں کے لیے اس کے ہاں صلح و درگزر کی کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔

دوستی کا بیان تو بڑی چیز ہے۔ وہ تو ان دشنام ترازوں سے نفس کربات کرنا بھی ناموس عشق کی توہین سمجھتا ہے۔ بارگاہ رب العزت اور شان رسالت میں اُس کا ذوق احترام و ادب اس درجہ لطیف ہے کہ حکم کے قصد و نظر سے قطع نظر وہ الفاظ کی نوک پلک پر بھی شرعی تعزیرات کا سپہرہ بٹھاتا ہے۔

ہوائے نفس کی دیبہ گرد کے نیچے چھپ جانے والی شاہراہِ حق کو اتنی خوش اسلوبی کے ساتھ اس نے واضح کر دیا ہے کہ اب اہل عرفان کی دنیا بیک زبان اُسے مجذوب کہتی ہے۔ فرس زمین پر رحمت و فیضان کے چشموں کی طرف بڑھنے والوں کے لیے اب درمیان میں کوئی دیوار حائل نہیں ہے۔ ظلم و فریب کی وہ ساری فصیلیں ٹوٹ کر گر گئیں ہیں جو شیاطین کی سربراہی میں جاوہر عشق کے مسافروں کو واپس لوٹانے کے لیے کھڑی کی گئیں تھیں۔

اُس کے فکر و نظر کی اتنا بت، علم و فن کا تجر و فضل و کمال کی انفرادیت، شریعت و تقویٰ کا التزام، تجرید و شرف کی برتری، تیریاد و ارشاد کا منصب، امامت اور دین و محنت کے فروغ کے لیے اُس کے دل کا عشق و اخلاص سارے عرب و عجم نے تسلیم کر لیا ہے۔

وہ اپنے زمانے کا بہت بڑا شخصور بھی ہے۔ لیکن آج تک کبھی اُس کی زبان اہل دنیا کی منتہیت سے آلودہ نہیں ہوئی۔ وہ بھری کائنات میں صرف اپنے محبوبِ پختی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی سے شاد کام رہتا ہے۔ وہ اپنے کریم آقا کی گدائی پر دونوں جہان کا اعزاز نثار کر چکا ہے۔ دنیا کے ارباب ریاست صرف اس آرزو میں بارہا اُس کی چوکھٹ تک آئے کہ اپنے حضور میں صرف بارہا ہونے کی اجازت دے دے۔ لیکن زمانہ شاہد ہے کہ ہر بار انہیں شکستہ خاطر ہو کر واپس لوٹنا پڑا۔

بوڑھے آدمی نے جذباتی انداز میں اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا!

اب تم ہی بتاؤ! کہ اپنے وقت کی اتنی عظیم و برتر شخصیت جس کی دینی اور علمی شوکت کا پرچم عرب و عجم میں لہرا رہا ہے۔ اور جسے عشقِ مصطفیٰ کی وارفتگی نے دونوں جہان سے چھین لیا ہے۔ آج اگر وہ یہاں قدم رنجہ فرمانے کے لیے باہل کرم ہیں تو کیا یہ ہماری قسمتوں کی معراج نہیں ہے۔

پھر اگر ہم اُس کے خیر مقدم کے لیے اپنے دلوں کا فرش بچھا رہے ہیں تو اپنے جذبہ شوق کے اٹکھار کے لیے اس سے زیادہ خوشگوار جنون انگیز موسم اور کیا ہو سکتا ہے؟
 بوڑھے آدمی کی طویل گفتگو ختم ہو جانے کے بعد اُس انجینی راگیر کے چہرے کا اُتار چڑھاؤ حیرت و مسرت کے گہرے تاثرات کی نشا ثناء ہی کر رہا تھا۔ امام اہل سنت کی سواری کے لیے پاکی دروازے پر لگا دی گئی تھی۔ سینکڑوں مشتاقان دیدار انتظار میں کھڑے تھے۔
 وضو سے فارغ ہو کر کپڑے زیب تن فرمائے۔ عمامہ یا عہا اور عالمانہ وقار کے ساتھ باہر تشریف لائے۔ چہرہ انور سے فضل و تقویٰ کی کرن پھوٹ رہی تھی۔

شب بیدار آنکھوں سے فرشتوں کا تقدس برس رہا تھا۔ طلعت و جمال کی دلکشی سے مجمع پر ایک رقت انگیز بے خودی کا عالم طاری تھا۔ گویا پروانوں کے ہجوم میں ایک ہمنخ فروزاں مسکرا رہی تھی۔ اور عند لیباں شوق کی انجمن میں ایک گل رعنا کھلا ہوا تھا۔

بڑی مشکل سے سواری تک پہنچنے کا موقع ملا۔ پابوسی کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد کہا روں نے پاکی اٹھائی۔ آگے پیچھے، دائیں بائیں، نیا زمندوں کی بیحد ہمراہ چل رہی تھی۔ پاکی لے کر تھوری ہی دور چلے تھے کہ امام اہلسنت نے آواز دی پاکی روک لو۔ ہم کے مطابق پاکی رکھ دی گئی۔ ہمراہ چلنے والا مجمع بھی وہیں رُک گیا۔ خطر اب کی حالت میں آپ باہر تشریف لائے اور کہا روں کو اپنے قریب بلایا اور بھرائی ہوئی آواز میں دریافت کیا آپ لوگوں میں کوئی آل رسول تو نہیں ہے؟ اپنے جذبہ اعلیٰ کا واسطہ سج بتائے۔ کیونکہ میرے ایمان کا ذوقی لطیف تن جاناں کی خوشبو محسوس کر رہا ہے۔ اس سوال پر اچانک اُن میں سے ایک شخص کے چہرے کا رنگ فن ہو گیا۔ پیشانی پر غیرت اور پیشانی کی لکیریں ابھر آئیں۔ بے نوائی اور آشفیتہ حالی اور گردشِ ایام کے ہاتھوں ایک پامال زندگی کے آقا راس کے گنگا گنگ سے آشکار تھے۔

کافی دیر تک خاموش رہنے کے بعد نظر جھکائے ہوئے دہلی زبان سے کہا! مزدور سے کام لیا جاتا ہے۔ اُس کی ذات پات کا نہیں پوچھا جاتا۔ آہ! آپ نے میرے جذبہ اعلیٰ کا واسطہ دیکر میری زندگی کا ایک سر بستہ راز فاش کر دیا ہے۔

تو سمجھ لیجئے کہ میں اسی چمن کا ایک غر جھایا ہوا پھول ہوں جس کی خوشبو سے آپ کی مشام جاں مضطر ہے۔ رکوں کا خون نہیں بدل سکتا اس لیے آل رسول ہونے سے انکار نہیں ہے۔ لیکن اپنی

خانماں بریاد زندگی کو دیکھ کر یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔

چند مہینے سے آپ کے اس شہر میں آیا ہوں۔ کوئی ہنر نہیں جانتا کہ اُسے اپنا ذریعہ معاش بناؤں۔ پالکی اٹھانے والوں سے رابطہ کر لیا ہے۔ ہر روز سویرے اُن کے جھنڈ میں آکر بیٹھ جاتا ہوں۔ اور اپنے حستہ کی مزدوری لیکر اپنے بال بچوں میں لوٹ جاتا ہوں۔

ابھی اُس کی بات تمام بھی نہ ہونے پائی تھی کہ لوگوں نے پھلی بار تاریخ کا حیرت انگیز یہ واقعہ دیکھا۔ کہ عالم اسلام کے ایک مُتہد راماں کی دستار اُس کے قدموں پر رکھی ہوئی تھی اور وہ برستے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ پھوٹ پھوٹ کر التجا کر رہا تھا کہ معزز شہزادے! میری گستاخی معاف کر دو۔

لاٹھی میں یہ خطا سرزد ہو گئی ہے۔ ہائے غضب ہو گیا۔ جن کے کنش پا کا تاج میرے سر کا سب سے بڑا اعزاز ہے اُن کے کاندھے پر میں نے سواری کی۔ قیامت کے دن اگر سر کار نے پوچھ لیا! کہ احمد رضا! کیا میرے فرزندوں کا دوش نازنین اس لیے تھا کہ وہ حیرت انگیز سواری کا بوجھ اٹھائے تو میں کیا جواب دوں گا۔

اُس وقت بھرے میدان حشر میں میرے ناموس عشق کی کتنی بڑی رسوائی ہوگی۔

آہ! اس خوفناک تصور سے کلیجہ پاشق ہوا جا رہا ہے۔ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جس طرح ایک عاشق لگیں روٹھے ہوئے محبوب کو مانتا ہے یا نکل اسی انداز میں وقت کا ایک عظیم المرحمت امام اُس کی منت و ساجت کرتا رہا۔ اور لوگ پھٹی آنکھوں سے عشق کی ناز برداریوں کا یہ رقت آمیز تماشا دیکھتے رہے۔ یہاں تک کہ کئی بار زبان سے معاف کر دینے کا اقرار کرا لینے کے بعد امام اہل سنت نے پھر اپنی ایک آخری التجا شوق پیش کی۔

چونکہ راہ عشق میں خونِ جگر سے زیادہ وجہت ناموس کی قربانی عزیز ہے اس لیے لاشعوری کی اس تفسیر کا گناہا را جب ہی ادا ہوگا۔ کہ اب آپ پاکی میں بیٹھیں اور میں اس پاکی کو اپنے کاندھے پر اٹھاؤں گا۔

اس التجا پر جذبات کے طلائم سے لوگوں کے دل بل گئے۔ فوراً سے فضا میں چیخیں بلند ہو گئیں۔ جہاں ناکار کے باوجود آخر سید زادے کو عشق جنوں خیزی کی ضد پوری کرنا پڑی۔ وہ شکر کتنا رقت انگیز اور دلگداز تھا جب اہل سنت کا طلیل القدر راماں کہا روں کی

ظہار سے لگ کر اپنے علم و فضل، بچہ و دستار اور اپنی عالم گیر شہرت کا سارا اعزاز خوشنودی حبیب کے لیے ایک گننا مہز دور کے قدموں پر غبار کر رہا تھا۔

شوکت عشق کا یہ ایمان افروز نظارہ دیکھ کر پتھروں کے دل پکھل گئے کہ۔ کدورتوں کا غبار چھٹ گیا۔ غفلتوں کی آنکھ کھل گئی اور دشمنوں کو بھی مان لینا پڑا کہ آل رسول کے ساتھ جس کے دل کی عقیدت و اخلاص کا یہ عالم ہے رسول کے ساتھ اُس کی دار فطرتی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

مجوسی کی نجات

شیخ عدوی اپنی کتاب مشارق انوار میں علامہ ابن جوزی کی کتاب ملقط سے نقل کرتے ہیں کہ بلخ میں ایک علوی بزرگ نے قیام فرمایا پھر وہاں پر اُن کا وصال ہو گیا تو اُن کی اہلیہ دشمنوں کی شامت کے خوف سے بیٹیوں کو نیکر سمرقند تشریف لے گئیں آپ شدید سردی میں سمرقند پہنچیں اور صاحبزادیوں کو مسجد میں بٹھا کر کھانے کی تلاش میں باہر آ گئیں۔

آپ بیان فرماتی ہیں! میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھے کے پاس لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا! یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا! یہ شہر کا شیخ ہے۔

میں نے آگے بڑھ کر اپنا حال بتایا تو اُس نے کہا! اپنے علویہ ہونے پر دلیل پیش کر۔ میں یہ سن کر واپس آگئی تو راستے میں ایک اور بوڑھے کو دیکھا جو اُوچی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا اور لوگ اُس کے پاس جمع تھے۔ میں نے پوچھا! یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا شہر کا خاسن ہے اور مجوسی ہے۔ میں نے کہا! شاید یہاں کام بن جائے، چنانچہ میں نے آگے بڑھ کر شہر کے شیخ کے سلوک کے بارے میں بتایا اور یہ بھی بتایا کہ میری بیٹیاں مسجد میں بیٹھی ہوئی ہیں اور کھانے کے لئے کچھ نہیں،،

اُس مجوسی نے اُسی وقت نوکر کو بلا کر کہا! میری بیوی کو پیغام پہنچا دے کہ لباس تبدیل کر کے تیار ہو جائے، بعد ازاں وہ مکان کے اندر گیا اور اپنے بیوی کو کہا! کینزوں کو ساتھ لے کر اس علویہ خاتون کے ساتھ مسجد میں جاؤ اور ان کی بیٹیوں کو گھر لے آؤ۔ وہ میرے ساتھ آئی اور ہم سب کو لے کر اپنے گھر آگئی، ان لوگوں نے ہمیں علیحدہ کر دیا، غسل کا انتظام کروایا اور پہننے کے لئے نفیس لباس مہیا کئے اور انواع و اقسام کے کھانے کھلانے۔

اُسی رات آدھی رات کے وقت شیخ بلدیہ نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سراقدس کے اُوپر پرچم لہرا رہا ہے وہ آپ کی طرف بڑھا تو آپ نے اُس کی طرف سے زُنخ انور پھیر لیا، اُس نے کہا یا رسول اللہ! آپ مجھ سے زُنخ پھیر رہے ہیں حالانکہ میں مسلمان ہوں؟

آپ نے فرمایا! اپنے مسلمان ہونے پر دُنبل پیش کر۔
 شیخ بلدیہ یہ سُن کر حیران رہ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا تجھے یا دُنبل، تو نے ایک علویہ سے کیا کہا تھا؟ یہ اُس شخص کا محل ہے جس کے گھر میں اُس علویہ کا قیام ہے۔
 شیخ بلدیہ بیدار ہو کر رونے لگا اور غلاموں کو اُس علویہ خاتون کی تلاش کے لئے شہر میں دوڑایا اور خود بھی اُن کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا جب اُسے معلوم ہوا کہ وہ خاتون ضامن بلد بجوی کے گھر میں تشریف فرما ہیں تو اُس نے بجوی سے جا کر کہا، علویہ کہاں ہیں؟ اُس نے کہا! میرے گھر میں ہیں،

شیخ بلدیہ نے کہا! میں اُنہیں اپنے گھر لے جانا چاہتا ہوں،
 بجوی نے کہا! یہ نہیں ہو سکتا۔

شیخ نے کہا! تم ایک ہزار دینار مجھ سے لے لو اور علویہ کو میرے ہاں بھیج دو۔
 بجوی نے کہا! یہ کبھی نہیں ہو سکتا، خدا کی قسم! اگر تم مجھے ایک لاکھ دینار بھی پیش کرو گے تو میں قبول نہیں کروں گا۔ شیخ بلد کا اصرار بڑھ گیا تو بجوی نے کہا! جو خواب تُو نے دیکھا ہے وہ خواب میں نے بھی دیکھا ہے اور تُو نے جنت میں میرے لئے جو محل دیکھا ہے وہ قرارِ رواقی حقیقت ہے، تُو اپنے اسلام پر نازاں ہے حالانکہ خدا کی قسم! علویہ خاتون کے ہمارے ہاں تشریف لاتے ہی ہم سب لوگ مسلمان ہو گئے اور ہم پر اُن کی برکتوں کا نزول شروع ہو گیا۔ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اُنہوں نے مجھے فرمایا! یہ محل تیرے لئے اور تیرے اہل خانہ کے لئے ہے اور یہ اُس احسان کا بدلہ ہے جو تُو نے علویہ کے ساتھ کیا تم لوگ اہل جنت ہو۔

(مشرف السوید اَلْمَعْرُوف ج ۱ ص ۲۶۳)

کتاب الجواہر میں حضرت اعش کی یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ میں نے ابو جعفر منصور کو یہ کہتے سنا کہ میں نے شام میں ایک شخص کو دیکھا اس کے سر ہاتھوں اور بیروں پر نشانات تھے۔

میں نے کہا یہ کیا؟

اُس نے کہا ! میں اپنی قوم کا امام تھا جب بھی نماز پڑھتا تو حضرت علی پر ہر دن ہزار بار لعنت بھیجتا۔ میں نے جس کے دن نماز پڑھی تو چار ہزار بار لعنت بھیجی اور ساتھ ہی ان کی اولاد پر بھی۔ پھر مسجد سے نکلا اپنے گھر میں ایک دیوار کے سہارے بیٹھ گیا تو نیند آگئی کیا دیکھتا ہوں کہ میں جنت میں ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہیں اور حسین بھی۔ حضرت حسین کے ہاتھ میں ایک صراحی ہے اور حضرت حسن کے دست مبارک میں ایک جام ہے جب وہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب گئے تو انہوں نے پی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متوجہ ہوئے اور فرمایا اے بیٹے ! یہ جو دیوار پر ہے اسے بھی پلاؤ۔ حضرت حسین نے منہ پھیر لیا اور عرض کیا نانا جان ! اسے کیسے پلاؤں یہ تو ہر روز ہمیں ہزار بار لعنت کرتا ہے اور آج چار ہزار بار لعنت بھیجی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفر مانتے سنا تجھے کیا ہو گیا خدا تجھ پر لعنت کرے کہ میرے کوشت پوست کو گالیاں دیتا ہے۔ تجھ پر خدا کی لعنت۔ پھر میرے منہ پر تھوک دیا۔ میں بیدار ہوا تو لعاب رسول کی جگہ پر نشتا تھے اس طرح میں لوگوں کے لئے ایک نشتا بن گیا ہوں۔

(شہادتنامہ، ص ۲۳۹)

سیط بن ابی جزی واقندی سے روایت کرتے ہیں وہ ابن الرماح سے راوی ہیں کہتے ہیں کہ کوفہ میں ایک اندھا بوڑھا تھا جو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت میں شریک ہوا تھا۔ ہم نے اُس سے بصارت زائل ہونے کے بارے میں پوچھا، وہ کہنے لگا میں بھی یزید یوں کے ساتھ تھا۔ ہم دس آدمی تھے البتہ میں نے ننگوار چلائی نسیزہ نہ تیر گھر جب حسین رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے اور ان کا سر مبارک لے جایا گیا تو اپنے گھر لوٹا، میں بالکل تندرست تھا اور میری دونوں آنکھیں بالکل ٹھیک تھیں جیسے دو ستارے ہوں۔ اس رات سویا تو خواب میں کوئی آیا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو، میں نے کہا ! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا واسطہ؟ اس نے میرا ہاتھ پکڑا جھڑکا اور میری گردن پکڑ کر ایک ایسے مقام کی طرف لے گیا جہاں بہت سے آدمی بیٹھے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ آپ عمامہ پاندھے اور اپنے دونوں بازو کھولے ہوئے تھے، دست مبارک میں تلواریں اور سانسے نفع (پتھر) بچھا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں میرے دوسوں ساتھی ذبح کر دیئے گئے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کو سلام کیا تو فرمایا ! خدا تجھ پر سلامتی نہ بھیجے اور نہ تجھے زندہ رکھے اے عہدِ اللہ ! اے ملعون تو نے مجھ سے بھی شرم نہ کی، میری حرمت ریزی کرتا ہے اور میرے حق کی کچھ بھی رعایت نہیں کرتا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ! میں نے تو جنگ نہیں کی، فرمایا ! ہاں مگر تو نے دشمنانِ خدا کی جماعت میں اضافہ تو کر دیا سامنے ایک طشت تھا اس میں خونِ حسین تھا۔ فرمایا ! پیچھے جا تو میں دوڑا نو پیچھے گیا تو آپ نے ایک گرم سلاخی لی اور میری آنکھوں میں پھیر دی، صبح اٹھا تو ایسا تھا جیسا کہ تم اب دیکھتے ہو۔

(شاہدِ مقبول صفحہ ۲۵۰)

عیسائی راہب مسلمان ہو گیا

ایک پڑاؤ پر ایک عیسائی راہب نے پوچھا کہ یہ کس کا سر ہے۔ یزید یوں نے جواب دیا نواسر رسولِ حسین کا۔ راہب نے کہا تم بہت برے لوگ ہو۔ کیا تم اس سر کو مجھے ایک رات کے لئے دے سکتے ہو میں اس کے عوض میں تمہیں دس ہزار اشرفیاں دینے کو تیار ہوں۔ لالچی تو تھے ہی لالچ دیا گیا، بگھڑا پھینکا گیا تو دنیا کے کتوں نے فوراً قبول کر لیا اور سراقہ راہب کے حوالے کر دیا۔ راہب نے سر انور لیکر پاک صاف رومالوں میں لپیٹا۔ عنبر پارزاقوں کو خوشبوؤں میں بسایا اور کود میں لیکر ساری رات روتا رہا صبح ہوئی تو دل کی دنیا تبدیل ہو چکی تھی۔

محبتِ اہل بیت اپنا رنگ دکھا رہی تھا۔ جناب زین العابدین علیہ السلام کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا اور یزید یوں کو دس ہزار اشرفیاں گن کر دیں باقی مال گر جاہی میں رہنے دیا اور گر جا کو چھوڑ کر تمام عمر خدمتِ اہل بیت میں گزاری۔

دوسرے پڑاؤ پر یزیدی ان اشرفیوں کو تقسیم کرنے لگے تو وہ ٹی کی ٹھیکریاں بن چکی تھیں اور ہر ٹھیکری کے ایک سمت میں لکھا تھا۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهُ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ

اور ہرگز اللہ کو ظالموں کے کاموں سے غافل نہ سمجھتا۔

وَسَيُعْلَمُهُ الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنِّي مُنْقَلِبٌ إِلَىٰ قَلْبِهِمْ

جنہوں نے ظلم کیا ہے اب وہ جانے جانتے ہیں کہ کس پلٹنے پر پلٹا کھاتے ہیں

یہودی نے جان دے دی

قالہ جب خیران پہنچا تو ایک یہودی بیٹی نامی ملاس نے سرخسین نیز سے پر دیکھا تو پوچھا یہ کس کا سر ہے ؟

یزید یوں نے کہا خسین ابن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا سر ہے۔

اُس نے پوچھا کہاں سے لائے ہو ؟ انہوں نے کہا کہ کربلا میں سے۔ اس کے خاندان کو قتل کر کے اب اس سر کو یزید کے دربار میں پیش کریں گے۔ بیٹی نے سنا تو مشتعل ہو گیا۔ اس نے کہا تمہیں اس فخر سے واقف بیان کرتے ہوئے شرم آنا چاہیے۔

تم انتہائی بے غیرت ہو۔ اسلام لا کر بھی تم نے آل رسول کو شہید کر دیا تمہارا حشر انتہائی خونخوار ہو گا یزیدی بھڑک گئے ایک نے نکواری کا لٹی کہا سے قتل کر دے پھر اُس نے بھی نکواری کا لٹی لٹی ہو گیا پھر سب نے حملہ کر دیا۔ بیٹی نے چار اور قتل کر دیے اور پھر خود بھی قتل ہو گیا۔ خدا جانے فتوے کی رو سے اُسے مسلمان سمجھا جائے گا کہ نہیں البتہ روایتوں میں آتا ہے کہ اُس شہر کے دروازہ جاب الخیران پر اس کا زرار مرجع خاص و عام ہے اور وہاں پر لوگوں کی دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں۔ اور زرار بھی بیٹی شہید کے نام سے مشہور ہے۔

(شہیدان شہید صفحہ ۳۸۶-۳۸۷)

ربیع بن سلیمان نے کہا کہ میں بیت اللہ کے حج کے لئے نکلا میرے ساتھ کچھ بستے والے بھی تھے اور میرا حقیقی بھائی بھی تھا ہم لوگ کوفہ میں داخل ہوئے تاکہ ضروریات خریدیں۔ میں وہاں بازاروں میں گھومنے لگا میرا گزرا ایک ویرانے سے ہوا جس میں ایک فخر مراد تھا اُس کے پاس ایک عورت پھنے پرانے کپڑے پہنے بیٹھی تھی وہ چھری لئے اس کا گوشت کاٹ کاٹ کر ایک کنڈی میں رکھ رہی تھی۔ میں یہ دیکھ کر ڈر گیا، میں نے دل میں کہا ! یہ مردار ہے یہاں خاموشی بہتر نہیں ہے، ہو سکتا ہے یہ عورت کسی بادرچی کی بیوی ہو لہذا اُس کے پیچھے پیچھے گیا۔ اسے اس بات کا پتہ نہ تھا وہ ایک بڑی حویلی کے بلند دروازے پر بیٹھی، دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر والوں نے کہا ! کون ؟ وہ بولی کھولو میں ہوں، بد حال اولاد کی طرف سے پریشان حال، دروازہ کھلا تو چار حسین لڑکیاں نکلیں جیسے چودھویں کا چاند، پھنے پرانے کپڑے پہنے جن کے چروں سے فقر و قانچک رہا

تھا۔ بوڑھی داخل ہوئی تو کمری ان کے سامنے رکھ دی۔ میں نے دروازے کے سوراخوں سے جھانکا تو کیا دیکھتا ہوں ایک ویران غیر آباد گھر ہے بوڑھی سر اٹھائے روتے ہوئے بولی میرے بچو آؤ، آگ چلاؤ، گوشت کا ٹوا اور اللہ کا شکر کرو۔ اللہ جھوٹ کا مالک ہے جو چاہے کرے وہ مقلب القلوب والا بصر ہے،

لڑکیاں گوشت کے ارد گرد جمع ہو گئیں اور اُسے بھوننے لگیں میں نے یہ دیکھا تو مجھے بڑا ملال ہوا میں نے کہا اے خدا کی بندی خدا کے لئے یہ مردہ نہ کھا۔ وہ بولی تو کون ہے؟ میں نے کہا! ایک غریب الدیار شخص ہوں۔ وہ بولی! اے غریب الدیار ہمارے ساتھ کیا کرے گا؟ ہم تو قسمت کے مارے ہیں تین سال گزر گئے کہ ہمارا کوئی یار و مددگار نہیں ہے تو ہمارے دروازے پر کس لئے آیا ہے اور کیوں ہمارے پیارے میں دریافت کرتا ہے؟

میں نے کہا اے خدا کی بندی! میں نہیں سمجھتا کہ سوائے مجھوں کے کسی کے لئے مردار حلال ہو۔

وہ بولی اے شخص! ہم تو اشراف یعنی سادات ہیں، اہل بیت سے ہیں۔ ان لڑکیوں کا باپ شریف تھا اُس نے سوائے شریف کے کسی اور سے ان کی شادی نہ کرنی چاہی، وہ مر گیا وہ کچھ مال و جائیداد چھوڑ گیا تھا۔ وہ ہم سب کھا چکے اور کچھ بھی نہ رہا چاروں سے ہمیں کھانے کو نہیں ملا۔ ہم جانتے ہیں کہ مردار حرام ہے مگر ضرورت اور اولاد کی بھوک نے اسے جائز کر دیا ہے۔

ربیع کہتا ہے! میں ان کی اس بد حالی پر رو پڑا اور اپنے بھائی کے پاس روتا پینٹا گیا اور کہنے لگا! بھائی میرا ارادہ حج کے بارے میں بدل چکا ہے۔

وہ کہنے لگا! ایسا نہ کرو، حاجی لوٹتا ہے تو بے گناہ ہو کر لوٹتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے تیرا سارا خرچ دے دے گا۔

میں نے کہا! بس اب اور کچھ نہ کہنا۔ پھر میں نے اس سے اپنے کپڑے، احرام، نفقہ اور جو کچھ میرا سامان اس کے پاس تھا لے لیا، میرے پاس چھ سو درہم تھے، سو درہم کا میں نے آٹا خریدا سو کے کپڑے اور ان کی جملہ ضروریات اور باقی درہم آٹے کے کمانڈر رکھ دیئے۔ یہ سب کچھ لے کر میں بوڑھی کے گھر کی طرف متوجہ ہوا۔ میں نے آواز دی تو وہ نکلی، میں نے سب کچھ اُسے دے دیا۔ اُس نے خدا کا شکر ادا کیا بولی اے ابن سلیمان! جا اللہ تیرے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر

دے عمرے اور حج کا ثواب عطا کرے، اپنی جنت میں جگہ دے اور تجھے خلف الصدق عطا فرمائے۔

ریح کہتا ہے ! مجھے بڑی لڑکی کی ڈعا دیا ہے وہ کہہ رہی تھی اللہ تیرے اجر کو دو گنا کر دے اور تیرے گناہ بخش دے۔ دوسری بولی ! اللہ تجھے جتنا تو نے ہمیں دیا ہے اس سے بہت زیادہ دے، تیسری بولی ! اللہ تجھے ہمارے نانا کے ساتھ اٹھائے اور چھوٹی نے کہا ! اے اللہ جس نے ہمارے ساتھ احسان کیا اسے جلدی سے خلف الصدق عطا فرما اور اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دے۔

ریح کہتا ہے ! حجاج چلے گئے اور میں کوذہ میں رہ گیا حتیٰ کہ حجاج واپس آ گئے، میں نے دل میں کہا ! بخدا میں ان کے استقبال کے لئے جاؤں گا شاید کوئی دعا قبول ہوگی، میں نکلا جب سورا آتے دیکھے تو میرے آنسو نکل پڑے کہ میں نہ جا سکا۔ میں نے اُن سے کہا ! اللہ تمہاری کوشش کو قبول کرے اور تمہارے اخراجات کا بدل دے۔ ایک شخص بولا یہ کیسی ڈعا ہے، میں نے کہا ! یہ ڈعا اس شخص کی ہے جو روزے میں داخل نہ ہو سکا اور احباب کے ساتھ قوف نہ کر سکا۔ وہ بولا ! ارے سبحان اللہ یہ کیسی باتیں کرتے ہو ؟

کیا تم ہمارے ساتھ عرفات میں نہ تھے ؟ کیا تم نے ہمارے ساتھ حجرات کی رمی نہیں کی ؟ کیا ہم سب طواف میں ساتھ نہ تھے ؟

میں نے اپنے دل میں کہا ! یہ تو لطفِ الہی ہے پھر میرے بستی والے آئے تو میں نے کہا ! تمہاری کوشش بار آور ہو تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں اور تمہارا حج قبول ہو تو ان میں سے ایک بولا کیا تم عرفات میں ہمارے ساتھ نہ تھے، کیا تم نے ہمارے ساتھ رومی حجرات نہیں کی ؟ میں نے کہا ! بخدا مجھے تیری بات پر تعجب ہے، وہ بولا بھائی ! تم کس لئے بن رہے ہو ؟ یہ میرا بھائی اور رفیق اس بات کی گواہی دے گا، اس سے دریافت کر لو تو وہ فوراً بولا برادر ! تم کیوں حج سے انکار کر رہے ہو ؟ کیا تم مکہ و مدینہ میں ہمارے ساتھ نہ تھے ؟

ہمارے ساتھ زیارت نبی کے لئے گئے تھے پھر جب ہم بابِ جبریل سے نکلے اور لوگوں کا ڈرہام ہو گیا تو تم نے مجھ کا سرخ تھیلی دی تھی جس کی مہر پر لکھا تھا جو ہم سے معاملہ کرنا ہے نفع پاتا ہے۔ دیکھو وہ یہ ہے اسے لے لو۔ پھر اس نے تھیلی مجھے دے دی۔ بخدا میں نے اس

تھیلی کو آج سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا میں اپنی جائے قیام کی طرف لوٹ آیا، عشاء کی نماز اور درود پڑھ کر سو گیا خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ میں نے سلام کیا، قدم ہوسی کی آپ نے سلام کا جواب دیا اور مسکراتے ہوئے فرمایا اے ربیع ! ہم تیرے لئے کتنے گواہ لائیں تو ماننا ہی نہیں، مگر جب تو نے اس عورت پر مدیہ کیا تھا جو میرے اہل بیت سے ہے۔ اپنے زادِ سر کو انہیں دے دیا اور حج سے رہ گیا تو میں نے اللہ سے دعا کی کہ تجھے تیرے خرچ کرنے کا اچھا بدلہ دے تو اللہ نے ایک فرشتہ تیری صورت کا پیدا کر دیا جو ہر سال تیری طرف سے حج کرے گا قیامت تک اور بدلہ میں اسی دنیا میں چھ سو دینار بجائے چھ سو درہم کے دے دینے لہذا خوش ہو جاؤ اور آنکھیں مٹھٹی رکھ۔ جس نے ہم سے معاملہ کیا نفع پایا پھر میں بیدار ہوا اور کیسہ کھولا تو اس میں چھ سو دینار پائے۔

(شہادت قبول صفحہ ۲۵۵)

سید زادی کی محافظت

مرد بن الذہب میں مسعودی نے اسحاق بن ابراہیم بن مصعب سے روایت کی ہے وہ بغداد کی پولیس میں تھا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ فرماتے ہیں! قاتل کو چھوڑ دے۔ وہ خوف زدہ ہو کر اٹھا اور اپنے آدمیوں سے پوچھنے لگا! وہ بولے ایک شخص ہے جو قتل کے جرم میں گرفتار ہے لہذا اس نے اسے بلا لیا اور کہا سچ کہتا۔ وہ بولا! ہمارا ایک گروہ ہے جو رات کو خرمات کا ارتکاب کرتا ہے کل رات ایک بوڑھی آئی وہ اکثر ہمارے پاس آیا کرتی تھی اور عورتیں لایا کرتی تھی، وہ آئی اس کے ساتھ ایک بڑی حسین و جمیل لڑکی تھی جب وہ گھر میں داخل ہوئی اور ہمیں دیکھا تو چیخ مار کر بے ہوش ہو گئی، میں اُسے کوٹھڑی میں لے گیا۔ ہوش آیا تو میں نے حال پوچھا! وہ بولی اے جوانو! اللہ اللہ، میرے بارے میں خدا سے ڈرو، اس بوڑھی نے مجھے دھوکا دیا ہے کہتی تھی! ایک ولی اللہ ایسے ہیں کہ ان جیسا کوئی بھی نہیں ہے، مجھے اس نے ملاقات کا شائق کر دیا تو میں اس پر بھروسہ کر کے نکل کھڑی ہوئی کہ ملاقات کروں وہ یہاں لے آئی۔

میں شریف ہوں، میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور والدہ ماجدہ سیدہ

فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا ہیں ان کا میرے بارے میں پاس لحاظ کرو۔

چنانچہ میں اپنے دوستوں کے پاس گیا اور بتایا اور کہا اس سے تعرض نہ کرو وگروہ تو اور زیادہ بھڑک گئے کہنے لگے ! جب تو مزے اڑا چکا تو ہمیں محروم کرنا چاہتا ہے۔ لہذا میں اس سے مدافعت کرنے لگا اور بولا خدا کی قسم ! تم میں سے کوئی بھی اس تک نہ پہنچ سکے گا جب تک کہ میرے دم میں دم ہے۔ معاملہ بڑھ گیا حتیٰ کہ میں زخمی ہو گیا ان میں سے جو سب سے حریف تھا بڑھا تو میں نے اسے قتل کر دیا پھر اُسے باقی لوگوں کے چنگل سے بھی چھڑا دیا۔ وہ بولی ! اللہ تیرا پردہ رکھے جیسے تُو نے میرا پردہ رکھا ہے اور جیسے تو میرے لئے ہو گیا وہ بھی تیرے لئے ہو جائے۔

پڑوسیوں نے پیچھے و پکار سنی تو جمع ہو کر اندر آگئے چھر امیرے ہاتھ میں تھا اور ساتھی متول پڑا تھا وہ پولیس والے کے پاس لے آئے۔

اسحاق نے کہا ! میں نے تجھے اللہ، رسول اور اس عورت کی حفاظت کی وجہ سے رہائی دی، اس شخص نے توبہ کر لی اور توبہ پر قائم رہا۔

(تہذیب المتبول صفحہ ۲۷۵)

سیدزادے سے اعراض پر حضور کی ناراضگی

علی بن عیسیٰ سے روایت ہے کہ میں سادات کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں نے ایک سیدزادے کو دیکھا کہ وہ کچھ میں ات پت بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ میں نے دل میں ارادہ کیا کہ آئندہ نتو میں اس کو مقرر کردہ وظیفہ دوں گا اور نہ ہی روزینہ دوں گا۔ جب وہ میرے پاس آیا اور وظیفے کا مطالبہ کیا تو میں نے کہا کہ فلاں دن میں نے آپ کو بے ہوش پڑا ہوا دیکھا تھا اور اس لئے میں نے تمہارا وظیفہ بن کر دیا ہے۔ وہ سیدزادہ واپس چلا گیا۔

علی بن عیسیٰ کہتا ہے کہ رات کو جب میں سویا تو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ کے پاس لوگ جمع تھے۔ میں بھی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے اپنا چہرہ مبارک بھیر لیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ! آپ مجھ سے اعراض فرما رہے ہیں جبکہ میں آپ پر کثرت سے درود و سلام پڑھتا ہوں اور آپ کی اولاد کی ضرورت کو بھی پورا کرتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! کل تو نے میرے ایک فرزند کو اپنے دروازے

سے کیوں خالی واپس کر دیا تھا۔ میں نے عرض کی کہ میں نے اس کو برے کاموں میں مشغول دیکھا تھا اس لئے میں نے وظیفہ بند کر دیا تھا تا کہ میں اس کے گناہ میں معاون نہ بنوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! کہ میری وجہ سے اس کا پردہ بھی رکھنا چاہیے تھا کیونکہ وہ میری اولاد ہے۔

میں نے عرض کی ! حضور مجھے یہ بات بسر و چشم قبول ہے جب صبح بیدار ہوا تو اس سید کی تلاش میں ایک آدمی بھیجا۔ جب وہ سید آیا تو میں نے اس کی خدمت میں دس ہزار درہم بخر رکھے اور ادب و احترام کے ساتھ یہ بھی عرض کیا کہ اگر کسی چیز کی ضرورت پڑے تو مجھے بتا دیا کریں۔ اس نے کہا یہ تو بتائے کہ کل تو آپ نے مجھے واپس بھیج دیا تھا آج اتنی زیادہ عزت کیوں ؟

میں نے کہا ! مجھے آپ کے متعلق آپ کے نانا جان حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں بتایا اور خواب بھی بیان کیا۔ اُس نے سنا تو رونے لگا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کوئی گناہ نہیں کروں گا تا کہ میری وجہ سے آپ کو مدافعت نہ اٹھانی پڑے۔

(حرمت اولاد رسول صفحہ ۳۶)

شیخ ابراہیم رامپوری اور تعظیم سادات

شیخ ابراہیم رامپوری خلیفہ حضرت شیخ سعید چشتی صابری، جن دنوں سید پور کرتال میں مقیم تھے چار پائی پر نہ سوتے تھے۔ لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا کہ بعض سادات اس مقام کے ایسے ہیں کہ ان کو چار پائیاں میسر نہیں تو وہ زمین پر سوتے ہیں اس لئے میں کس طرح چار پائی پر قدم رکھوں۔ یہ نہایت ترک ادب ہے۔

آپ ہمیشہ سید پور میں باغ میں مشغول رہتے جب باغ میں پھل لگتے تو اطفال سادات پتھر مارتے اور شمر جھاڑتے۔ اگر آپ کے جسم پر کوئی پتھر لگ جاتا تو سعادت سمجھتے، آخر جب بہت تنگ ہوئے تو بچوں سے تو نہ کہا کہ نہ کھاؤ مگر درختوں سے فرمایا کہ مجھے ادب سادات ہے میں ان کو تو کچھ کہہ نہیں سکتا تم پھل نلایا کرو، اس روز سے پھول تو آتے ہیں مگر پھل نہیں لگتے۔

(تذکرہ دہلیا نے پاکہ صفحہ ۲۵۱)

سیدزادہ اور عالم دین

قطب الواصلین، امام المتاخرین حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل بیہانی رحمۃ اللہ علیہ اشرف الموبد میں لکھتے ہیں ! مجھ سے ایک اجل بزرگ نے بیان کیا کہ عراق کا ایک امیر سادات کی بے حد تعظیم و تکریم کیا کرتا تھا، اُس کی مجلس میں اگر کوئی سیدزادے ہوتے تو انہیں صدر میں بٹھاتا خواہ اُس کی مجلس میں اُس وقت کوئی کتنا ہی بڑا مالدار اور صاحب عزت دُنیا دار موجود ہوتا۔

ایک مرتبہ اُس کے ہاں ایک سید تشریف لائے اور امیر کی خوشی کے لئے سب سے اُوچکی جگہ پر بیٹھ گئے اور اُن کا حق بھی یہی تھا اُس مجلس میں ایک بلند مرتبہ عالم بھی موجود تھا اُسے اُن کا اُوچکی جگہ پر بیٹھنا سخت ناگوار گذرا اور کوئی غلط بات بھی کہدی۔ جس کا امیر نے فوری طور پر کوئی نوٹس نہ لیا اور دوسری بات شروع کر دی جب عالم کے ذہن سے یہ قصہ نکل گیا تو امیر نے پوچھا، کیا آپ کا کوئی بیٹا علم حاصل کر رہا ہے ؟

عالم نے کہا ! متن یعنی قرآن حفظ کر رہا ہے۔ سبق پڑھتا ہے، میں نے اُسے یہ اور وہ پڑھایا ہے صبح کھلاں درس لیتا ہے یعنی تمام حال و وضاحت سے بیان کیا۔

امیر نے کہا ! تم نے اُس کے لئے نسب و شرف کا ایسا بندوبست کیوں نہ کیا جس سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد بن جاتا۔ عالم چونکہ پہلی بات بھول چکا تھا کہنے لگا یہ شرف مرتبہ تعلیم و تربیت سے حاصل نہیں ہو سکتا یہ تو عنایتِ الہی ہے اس میں کسب کو دخل نہیں۔

امیر نے چیخ کر کہا اے خبیث ! جب تجھے یہ بات معلوم ہے تو پھر سید کے بلند جگہ پر بیٹھنے پر اظہارِ بیزارگی کیوں کیا، واللہ ! اب کبھی میری مجلس میں نہ آنا اور پھر حکم دیا کہ اسے مجلس سے نکال دیا جائے تو اُس کو نکال دیا۔

(اشرف الموبد ترجمہ علامہ صائم چشتی ص ۲۶۹)

امام عبدالوہاب شہرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے سید شریف نے زاویہ خطاب میں بتایا کہ کاشف بخیرہ نے ایک سیدزادے کو مارا بیٹا تو رات اس نے خواب میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اس کی طرف سے زُبْحَانُ اور پھیر لیا ہے۔

کاشف بخیرہ نے عرض کی یا رسول اللہ ! میری خطا کیا ہے ؟

آپ نے فرمایا ! ٹو مجھے پینتا ہے حالانکہ میں قیامت کے دن تیری شفاعت کرنے والا ہوں۔

کاشف نے کہا ! یا رسول اللہ میں نے ہرگز ایسا نہیں کیا۔
 آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! ٹو نے میرے بیٹے کو نہیں مارا۔
 کاشف کے قرار پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! تیری ہر ضرب میرے ہاتھ پر پڑی۔ آپ نے اپنا ہاتھ دکھایا تو سوزش کی وجہ سے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے شہد کی مکھیاں کا بھسہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عافیت نصیب فرمائے۔

(اشرف الموبد صفحہ ۲۶۶)

حضور کی خوشی

حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ سلیمان بن عبد الملک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ شفقت فرما رہے ہیں اور بتا رت دے رہے ہیں جب صبح ہوئی تو سلیمان نے حضرت حسن سے تعبیر پوچھی انہوں نے فرمایا شاید ٹو نے اہل بیت کے ساتھ کوئی سلوک کیا ہے، اس نے کہا ہاں۔ میں نے حسین بن علی کا سر مبارک یزید کے خزانے میں پایا تھا تو اس پر پانچ کپڑے لپیٹ دیئے تھے اور اپنے دوستوں کے ساتھ ان کی نماز پڑھی تھی اور فن کر دیا تھا تو حضرت حسن نے فرمایا اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوئے سلیمان نے حکم دیا کہ حضرت حسن کو بہت سا انعام دیا جائے۔

(شاہد المقبول بفضل اولاد رسول صفحہ ۲۵۲)

سائیں تو کل شاہ انبالوی اور تعظیم سادات

تذکرہ مشائخ نقشبندیہ میں ہے !

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر میں سے ایک امر یہ بھی ہے کہ آپ کے اہلبیت کا احترام کیا جائے۔ حضرت خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ اس پر پورے عامل تھے۔

اگر کوئی شخص آپ کے پاؤں دبا نے لگتا تو پوچھ لیتے تھے کہ تو سید تو نہیں۔ اگر سید ہونے کا شہ بھی ہو جاتا تو پاؤں ہٹا لیتے اور فرماتے کہ سید سے پاؤں دبوانا گستاخی ہے۔

صاحب تہ کرہ تو کلیہ لکھتے ہیں کہ آپ کے مدرسہ میں ایک طالب علم پڑھتا تھا جو اپنے تئیں سید بتاتا تھا اس کو روٹی مدرسہ سے ملتی تھی۔ ایک دن اُسے جو کھانا ملا تو وہ کسی ناچائز جگہ لے گیا۔ جناب حکیم سراج الدین صاحب دیہوی اور ایک مولوی صاحب نے حضرت صاحب سے شکایت کی اور استدعا کی کہ اس کو مدرسہ سے نکال دینا چاہیے۔ فرمایا! تم لوگ مولوی ہو۔ تم جانو مگر ہم تو سید کے نکالنے کی بات کبھی بھی لب کشائی نہ کریں گے۔ اگر اُس کو نکالو تو اُس کا وظیفہ بند نہ کرنا اور طعام مقررہ جاری رکھنا۔

جناب مولوی سید ظہور الدین صاحب کا بیان ہے کہ حضرت توکل شاہ صاحب سادات کرام اور علماء کرام کی بہت عزت فرماتے تھے۔ سید میر محمد یوسف صاحب چھاؤنی والے آپ کے خاص مریدوں میں تھے مگر آپ سید ہونے کی وجہ سے اُن کی بہت عزت کرتے تھے اُن کی طرف پشت نہ کرتے تھے۔ ایک روز آپ کا سانس دوہرا ہو گیا۔ رات کے دس بجے تھے تکلیف زیادہ تھی میں اتفاقاً حاضر خدمت ہوا اور پاؤں مبارک کی طرف بیٹھ گیا۔ فوراً مجھے سر کی جانب کھینچ لیا اور فرمانے لگے! سید ہوصوفی مولوی ہو۔ میرا خیال تھا کہ اس وقت مولوی ہو تو بہتر ہے تو آہی گیا۔ تھوڑے عرصہ میں حضور کو اس تکلیف آسائش مل گئی۔

جناب حافظ سید سرفراز علی شاہ صاحب سکندر رپوری جو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں اپنے خط میں جو کمالات توکل کے اخیر میں درج ہے تحریر فرماتے ہیں کہ میں جب مرید ہوا تو وہ زمانہ میرے شروع شباب کا تھا اور علم ظاہری کی تازگی سے کچھ عجیب عالم تھا حضرت مرشدی و مولائی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ اول سبق طریقت میں کیا ہے؟ میں نے عرض کیا! حکم خرد کا بجالانا۔

پس ارشاد فرمایا! کہ تم چونکہ آل رسول ہو اس سے مجھے تمہاری ظاہری سرداری ماننی چاہیے اور تم میرا ملٹی خیال دل میں رکھو۔ اور خوب یاد رکھو کہ کبھی کوئی خدمت مثل نعلین برداری یا اور کوئی چیز ضرورتاً اٹھانے کا خیال نہ کرنا۔ میں تم سے کبھی کسی خدمت کو نہ کہوں گا اور اگر تم بعض وقت اس خیال سے کہ کوئی آدمی نہیں ہے کوئی چیز اٹھا دو گے تو میں ناخوش ہوں گا اور تم الامر فوق الادب

کے حامل نہ ہو گے اور نیز ہمیشہ آپ کا یہ قاعدہ تھا کہ اگر کہیں جاتے تو مجھے آگے کر لیتے۔ سواری میں بیٹھے تو میری پشت نہ کرتے اور یہاں تک کہ بعض وقت تنگی میں پانی طلب فرماتے تو پانی لانے والے کو اشارہ کرتے جب پہلے میں پی لیتا تو آپ نوش فرماتے حالانکہ میں اس زمانہ میں بخدہ بیٹا تھا جس کی مذمت آپ مجھ سے وقتاً فوقتاً فرمایا کرتے تھے جب میں زیارت کو وطن سے آتا تو کھڑے ہو کر معاف فرماتے۔

(تذکرہ مشائخ تمشید یہ صفحہ 386-387)

شیخ عبدالرزاق اور تعظیم سادات

ایک مرتبہ ایک سید زادے کو ایک رئیس نے قید کر لیا آپ نے سید کو بندی خانہ دیکھے بغیر کسی شناسائی کے اس کی ضمانت کر لی اور بعد میں اس سید سے کہا تم اس شہر سے کہیں دور چلے جاؤ۔ میں تمہارے بدلے میں جیل میں بند رہوں گا۔ چنانچہ آپ نے اس سلسلہ میں بے حد مصائب کا پامردی سے مقابلہ کیا اور اپنی حیثیت و شخصیت کو مطلق ظاہر نہ کیا۔

(اخبار الاخیار صفحہ ۳۲۱)

خواجہ شمس الدین سیالوی اور تعظیم سادات

خواجہ شمس العارفین نے فرمایا کہ سید کی تعظیم دوسروں پر واجب ہے عرض کیا حضور! اگر سید زادہ خلاف شرع کرتا ہو تو اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا! اس صورت میں بعض علماء کے نزدیک تعظیم جائز نہیں، لیکن فقیر کے خیال میں سادات کی تعظیم محض رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کی وجہ سے کرنی چاہیے نہ کہ ان کے علم اور تقویٰ کی وجہ سے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی اور عظمت سادات

اسی طرح حنفیہ الاخبار کے مولفہ خدا بخش زرخانی لکھتے ہیں! کہ ایک دن ایک علوی نے میں دھت شیخ شہاب الدین سہروردی کی مجلس میں آگیا۔ شیخ نے اٹھ کر اُسے لیا۔ حلقہ

تشیوں نے کہا! حضور یہ علوی تو قاسم ہے۔ حضرت شیخ شہاب الدین ہروردی نے فرمایا! خدا نے اسے شرف و بزرگی عطا کی ہے۔ جیسے قرآن کے تمام حروف افضل ہیں اگرچہ اس میں قہر و غضب کی آیات اور ابوجہل بنوعون اور نرود کے نام بھی آئے ہیں اور ملیں کا ذکر بھی آیا ہے لیکن چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں۔ اس لئے افضل ہیں۔ یہی معاملہ سادات کا بھی ہے، خواہ ان میں برائیاں ہی برائیاں ہوں چونکہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق ہیں۔ اس لئے کسی کو ان پر فضیلت نہیں۔

اس اُمت کے لئے سادات کی تعظیم کے دو سبب ہیں۔

ایک تو یہ کہ وہ جزو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور علم و تقویٰ کو رسالت پر فوقیت نہیں۔ دوسرے یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزیز اور پروردہ ہیں۔ اگر ان میں سراسر فن و فنون، پھر بھی اعمال سے قطع نظر، اتباع رسول کی رو سے سادات کا احترام ضروری ہے۔

اسی موقع پر بندہ نے عرض کیا کہ یہ حدیث!

کرم و فقر و اولادہی الصالحون لله و الطالحون
میری اولاد کی تعظیم و تکریم کرو خواہ وہ صالح ہوں یا غیر صالح

موضوع ہے یا صحیح ہے؟

خواجہ خمس العارفین نے فرمایا کہ ان دنوں جب میں تحصیل علم کی خاطر موضع مکھڑ میں قیام پذیر تھے۔ بندہ نے عرض کیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سید وہ ہے جو خوبصورت ہو کیا یہ قول صحیح ہے؟

ارشاد ہوا کہ جب سید جلال الدین بخاری مناسک حج سے فارغ ہو کر مدینہ شریف پہنچے تو روضہ الطہر کے مجاوروں نے ان کی قوم دریافت کی۔ انہوں نے کہا! میں سید ہوں۔ مجاوروں نے کہا سیادت کی علامت مثلاً خوبصورتی وغیرہ تو آپ میں نظر نہیں آتی۔ طویل سفر طے کرنے کی وجہ سے آپ کا رنگ سیاہی مائل ہو گیا تھا۔ مجاوروں نے کہا! آپ صاف صاف کہہ دیں کہ میں غیر سید ہوں، سید موصوف نے کہا! ایسا میں ہرگز نہیں کہوں گا کیونکہ اس طرح میں ملعونوں کے زمرے میں شامل ہو جاؤں گا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے!

لعنة الله على الداخلين والخارجين
اپنی قوم و نسب کو چھوڑ کر دوسری قوم اور نسب اختیار کرنے والوں پر

خدا کی لعنت

مجاوروں نے کہا ! اگر آپ کا دعویٰ برحق ہے تو روضہ اقدس کے سامنے آپ نما کریں۔
اگر روضہ مبارک سے جواب آیا تو ہم آپ کا دعویٰ تسلیم کر لیں گے۔
سید موصوف متوجہ الی اللہ ہوئے اور روضہ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر انہوں نے
انتہائی نیاز مندی سے کہا ! الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ
روضہ شریف سے لبیک یا ابی کی صدا آئی اس پر سرور مہوچ ٹور، جان پرور اور سامعہ
نواز آواز کو سنتے ہی اکثر مجاوروں نے آپ سے بیعت کر لی۔

سید صاحب کچھ عرصہ کے بعد مدینہ شریف سے رخصت ہوئے۔ پھر مدت دراز کے بعد
آپ مدینہ شریف حاضر ہوئے تو روضہ اطہر کے مجاوروں نے پھر اصرار کیا کہ حسب سابق آپ
روضہ مبارک کے سامنے آواز دیں تاکہ ہم لبیک کی عدا نہیں۔ سید صاحب نے فرمایا ! اب تو
گناہوں کی وجہ سے میرا نامہ اعمال سیاہ ہو چکا ہے ممکن ہے میرا ہدیہ نیاز قبول بھی ہو یا نہ ہو لیکن
جب مجاوروں کا اصرار حد سے بڑھا تو سید صاحب نے آواز دی اور اسی طرح لبیک کی آواز روضہ
مبارک سے برآمد ہوئی۔ مجاور بے حد محظوظ ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اس سے پہلے ہم نے اس قسم
کی نفیس و لطیف اور دلنشین آواز کبھی نہیں سنی تھی لیکن الحمد للہ آپ کے وسیلے سے ہم اس سے کوش آشتا
ہوئے۔

اسی موقع پر خواجہ خمس العارفین نے فرمایا کہ ایک دن خواجہ تونسوی کے خلیفے سید حسین شاہ
کابلی نے مجھے ایک واقعہ بتایا کہ ایک دفعہ میں تو نہ شریف جا رہا تھا ہوضہ اچھیلوٹ میں مجھے رات
آگئی۔ سید چراغ علی شاہ سجادہ نشین اور وہاں کے دوسرے سید میرے پاس آئے اور انہوں نے
میری قوم دریا فت کی۔

میں نے کہا ! سید ہوں۔ انہوں نے کہا ! سید نہ کہہ۔ کیونکہ افغان قوم سے ہوتے
ہوئے سید کا دعویٰ کرنے سے ٹوٹنا ہمارا ہو جائے گا۔ میں نے کہا ! اگر اپنے آپ کو سید کہنا گناہ ہے
تو تم سات پشتوں سے گناہگار ہو، کیونکہ تم سب اپنے آپ کو سید کہتے چلے آئے ہو۔ جب میں نے

دیکھا کہ وہ جاتوں سے باز نہیں آتے تو میں نے اپنے آپ کو اس طور میں جھونک دیا جو ان کے مکان کے سامنے آگ سے دھک رہا تھا اور کہا کہ جو شخص سیادت کا دعویٰ کرتا ہے میرے پاس آئے۔ اس سے تمام سید حیران اور شرمندہ ہو کر رہ گئے اور انہوں نے اپنی سخت کلامی کی معافی مانگی۔
خواجہ خمس العارفین نے فرمایا کہ میں نے سید موصوف سے کہا کہ اس طرح کرامتوں کے ذریعے اپنے آپ کو مشہور کرانا صوفیوں کے مسلک میں جائز نہیں۔ سید حسین شاہ نے کہا میں اتنا بے علم تو نہیں لیکن اپنی گلو خلاصی کے لئے میں نے خود ان کو لازم ٹھہرایا۔

سیدزادے قرآن کے پارے

بعد ازاں خواجہ خمس العارفین نے فرمایا کہ اگر ایک سید عبادت و ریاضت پر مداومت کرے تو وہ دوسروں سے زیادہ ترقی کر جاتا ہے چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری دنیا میں مشہور و معروف ہیں اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی جو شائخ کیا را اور اولیائے عظام میں سے ہیں اور باوجودیکہ وہ خواجہ اجمیری کے پیر ہیں لیکن انہیں خواجہ اجمیری والی شہرت نہیں ملی اسی طرح حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام خاص و عام جانتے ہیں لیکن شیخ ابوسعید جو ان کے پیر ہیں، اس طرح مشہور نہیں ہیں۔

بعد ازاں آپ نے خواجہ تونسوی کے خواب کا ذکر کیا۔ ایک رات خواجہ تونسوی نے خواب میں دیکھا کہ میرے سر پر، پاؤں تلے، اور دائیں یا عین قرآن مجید بکھرا پڑا ہے۔ ایک عالم سے آپ نے اس کی تعبیر دریافت کی۔ اس نے کہا! مبارک ہو، اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ خواہ کسی حالت میں بھی ہوں آپ کا عمل قرآن شریف کے مطابق ہوگا۔

اس اثناء میں کہ بندہ خواجہ خمس العارفین کی پشت مبارک کو دبا رہا تھا، سید اللہ بخش سر مبارک کی مالش کر رہا تھا۔ سید رسول شاہ چہلمی سر کی طرف اور ایک اور سید آپ کی پانچٹی کی طرف بیٹھا تھا۔ چند اور سید خواجہ خمس العارفین کے ارد گرد بیٹھے تھے۔ آپ نے ہم درویشوں کی طرف منہ کر کے فرمایا۔ الحمد للہ خواجہ تونسوی نے اپنے ارد گرد قرآن شریف کو پراگندہ دیکھا اور ہمیں ہر طرف سید ہی سید نظر آتے ہیں اور دونوں کی شرافت و بزرگی میں کلام نہیں۔

(مرات العاشقین صفحہ 41.37)

سادات کو علماء پر برتری

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں ! ایک بار خواجہ صدر جہاں اور قاضی شہاب الدین دولت آبادی میں سید اور عالم کی برتری میں بحث چھڑ گئی قاضی صاحب نے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ علم کو سید پر فوقیت ہے چنانچہ بعد میں انہوں نے ایک رسالہ لکھا جس میں انہوں نے اپنے نقطہ نظر کی مزید وضاحت کر دی۔ خواجہ صاحب کو ان کی یہ بات ناکوار گزری اور وہ ان سے ناراض ہو گئے۔

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد ایک رات قاضی صاحب نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ وہ ان سے ناراض ہیں اور خواجہ صاحب کی ناراضگی دور کرنے کا رخا رہے ہیں۔ جب آنکھ کھلی تو بھاگے ہوئے خواجہ صاحب کے پاس پہنچے اور اپنے کئے پر عداوت کا اظہار کیا اور ان سے معافی مانگی اور جو رسالہ لکھا تھا اس کو بھی دریا برد کر دیا بلکہ اس کے بعد انہوں نے مناقب سادات کے نام سے ایک رسالہ لکھا انہوں نے اس میں اہل بیت کی مدح سرائی کی اور ثابت کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کے لوگوں کو علماء پر فوقیت حاصل ہے اور ان کی عزت و توقیر کرنا لازمی ہے۔

(تذکرہ مشائخ شیرازہ صفحہ ۲۶۱ بحوالہ مرغوب السالکین)

فرزند رسول ہوں

مہرمنیر میں ہے کہ ! ایک سال باوا صاحب فضل دین کلیا می پاکستان کے عرس کے موقع پر دیوان صاحب کے حسب فرمائش تحفہ لے کر جا رہے تھے اس اثناء میں ایک سید زادے مصغر ہوئے کہ یہ تحفہ مجھے دے دیں۔ انہوں نے غدر کیا کہ دیوان صاحب نے یہ چیز منگوائی ہے اور وہ حضرت گنج شکر کی اولاد ہیں انہیں ناراض نہیں کر سکتا۔

سید زادے نے کہا ! وہ اگر گنج شکر کی اولاد ہیں تو میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہوں، یہ سن کر باوا صاحب تڑپ اٹھے اور وہ تحفہ سید صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ پاکستان پہنچنے پر دیوان صاحب باوا فضل دین سے سخت ناراض ہوئے۔ رات خواب میں باا فرید الدین گنج شکر

نے دیوان صاحب کو حکم فرمایا کہ باوا فضل دین سے اٹھ کر معافی مانگو انہوں نے جو کیا ٹھیک کیا ہے۔

(مہر نیر صفحہ ۴۰۲)

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ! فرزند ان رسول کو قابل احترام جانتا ہے۔

(فوائد الفواہش و لطائف خواجہ نظام الدین اولیاء)

محدث اعظم پاکستان اور تعظیم سادات

سید مرغوب محسن گیلانی فرماتے ہیں ! شیخ الحدیث مولانا سرمد احمد چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ سادات کرام کا بہت احترام کرتے تھے میں نے کئی مرتبہ دیکھا کہ جب آپ نے کوئی خصوصی ڈھانچا لگاتا ہوتی تو اعلان کرو کہ مسجد میں موجود تمام سادات کرام کو اگلی صف میں بلوا کر بیٹھاتے اور پھر ان کو خدا کے حضور وسیلہ بنا کر ڈھانچا کرتے۔ حضرت قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ سے لاکھ پور (فیصل آباد) تشریف لائے۔ میں نے ان کے وصال تک تقریباً ہر جمعہ ان کی امامت میں ادا کیا۔

(مرغوب السالکین صفحہ ۷۴)

مفتی محمد امین مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت محدث اعظم پاکستان نماز پڑھ کر مسجد سے نکلنے لگے تو مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب جو کہ اس وقت طالب علم تھے نے اپنے ہاتھوں سے آپ کا جوتا سیدھا کر دیا یہ دیکھ کر عاشق سرور کائنات، سالار قافلہٴ محبت، واقف اسرارِ اُلفت، نیکرِ فہم فرست مولانا محمد سرمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ قرار ہو گئے بریلی کا منظر دو بارہ نظر آ گیا اہل محبت دیکھ رہے تھے کہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ سید عنایت اللہ شاہ صاحب سے بار بار کہہ رہے تھے شاہ صاحب آپ نے یہ کیا کر دیا شاہ صاحب خدا مجھے معاف فرمادیں مجھے معاف فرمادیں شاہ صاحب کہتے حضور ہم آپ کے خادم ہیں آپ ہمارے استاد محترم ہیں میں نے اگر یہ عمل کیا ہے تو کیا ہوا۔

ادھر سید العلماء والعلماء سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک کے سامنے عجز و انکسار کرتے ہوئے بار بار یہی کہہ رہے تھے شاہ صاحب مجھے معاف فرمادیں خدا کے لئے مجھے

معاف فرمادیں۔ سید عتایت اللہ شاہ صاحب نے حضرت محدث اعظم پاکستان کا یہ اصرار دیکھا تو بالآخر انہیں کہنا پڑا کہ میں نے معاف کر دیا۔

شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ معافی کے بعد پرسکون ہوئے اور پھر فرمایا اگر قیامت کے دن مجھ سے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ سردار احمد میری آل پاک سے جوتے سیدھے کراتے رہے تو میرے پاس اس کا کیا جواب ہوگا اللہ کا شکر ہے کہ شاہ صاحب نے مجھے صاف فرمادیا ہے۔

آل رسول سے استعانت

مولانا عبدالرشید نوری مالک نوری بک ڈیپوزماتے ہیں کہ ایک مرتبہ شدید خشک سالی تھی لوگ بے چین تھے بارش نہیں ہو رہی تھی جمعۃ المبارک کا دن تھا لوگ جمعۃ المبارک کی نماز ادا کرنے کے لئے سنی رضوی جامع مسجد میں حاضر تھے حضور محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں بارش کے لئے دعا کرتے تھے عرض کیا گیا حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان فرمایا کہ جتنے سادات کرام ہیں وہ اگلی صف میں تشریف لے آئیں آپ کے اعلان کے بعد مجمع میں سے حاضر سادات کرام اگلی صف میں جمع ہو گئے تو حضور محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے تمام سادات کرام کو دائرہ کی صورت میں جمع کر لیا اور خود درمیان میں کھڑے ہو کر تمام سیدزادوں کے دامن ہاتھوں میں لے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی یا الٰہی تیرے نبی مکرم کی آل پاک وسیلہ سے تجھ سے بارش طلب کرتے ہیں دعا بھی جاری تھی کہ اطراف سے بادل گھر آئے اور بارش ہونے لگی حتیٰ کہ لوگ بھینگتے ہوئے گھروں کو واپس ہوئے۔

قارئین محترم ! آل رسول کا یہ احترام و رآل رسول کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ثابت کرتا ہے کہ محدث اعظم پاکستان کو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس قدر قرب حاصل تھا۔

ایک اُستاد کی سرزنش

علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ جامعہ رضویہ میں پڑھنے والے

ایک سیدزادے کو کسی اُستاد نے سزا کے طور پر مارا بیٹا جس کی حضرت محدث اعظم پاکستان کو خیر ہوگی آپ اُس اُستاد سے بہت تالاں ہوئے بلکہ آپ نے اس سے قطع کلائی فرمادی۔
وہ اُستاد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو محدث اعظم پاکستان نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا جب اُس اُستاد نے بار بار عرض کیا کہ حضور کیا بات ہے۔
تو آپ نے فرمایا! مولانا آپ نے ایک سیدزادے کو مار پیٹ کی ہے کل قیامت کو سردار احمد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھائے گا کہ اس کے مدرسہ میں سادات کو بیٹا جاتا رہا ہے یہ سن کر اس اُستاد نے توبہ کی اور آئندہ سادات کرام کی تکریم کا وعدہ کیا تو آپ نے معاف فرمایا۔

سادات کے ذمہ کوئی کام نہیں

قارئین محترم! آپ نے یہ جانو تو بارہا سن رکھا ہے کہ یا ادب یا نصیب بے ادب بے نصیب۔ حضرت محدث اعظم پاکستان ایک ایسی یا ادب ہستی ہیں کہ جن کی حیاتِ طیبہ کو پڑھ کر آج کے علماء کو بھی سادات کا ادب دیکھنا چاہئے، آج سیدزادوں کی توہین و تنقیص کی جاتی ہے بلکہ اُنہیں سخت ستانے میں کوئی یا ک نہیں سمجھا جاتا۔

حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی بھر کسی سیدزادے طالب علم کو یہ نہیں فرمایا کہ مجھے بازار سے فلاں چیز لا دو یا فلاں چیز مجھے پکڑا دو۔

آپ کی موجودگی میں جب کسی جلسہ یا عرس مبارک یا مدرسہ کے انتظامات کی ڈیوٹیاں لگائی جاتیں تو آپ سیدزادوں کے ذمہ کوئی ڈیوٹی نہ لگاتے بلکہ آپ یہ فرماتے کہ سادات کرام کی ڈیوٹی یہی ہے کہ وہ ننگر کھائیں ان کے ذمہ کوئی کام نہیں لگایا جاسکتا۔

امام اہل سنت کے ہاں بھی گھر کے کام کاج کے لئے ایک بچے نے نوکری کر لی جب آپ کو معلوم ہوا کہ وہ بچہ سیدزادہ ہے تو آپ نے گھروالوں کو تا کی فرمادی کہ سیدزادے سے کوئی کام نہ لیا جائے اور سب دستور و عقیقہ دیتے رہے سبحان اللہ آپ کا درس یہ تھا

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

سیدزادے کی سختی برداشت کر لی

قبلہ مفتی محمد امین مدظلہ العالی بیان کرتے ہیں کہ !

ایک دفعہ مولانا سید زاہد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (والد گرامی علامہ سید ہدایت رسول شاہ مہتمم دارالعلوم نوریہ رضویہ) اور مولانا صاحبزادہ محمد فضل رسول حیدر رضوی (خلف اکبر قبلہ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ) کے مابین کسی بات پر بحث پیدا ہو گئی تو مولانا سید زاہد علی شاہ ناراض ہو کر کراچی چلے گئے۔

اور وہاں سے قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے نام گرم گرم باتوں پر مشتمل خط لکھا آپ نے یہ خط جامعہ کے مدرسین کو پڑھا یا اور پھر مولانا مبین الدین سے فرمایا کہ آپ شاہ صاحب کو لکھیں کہ مجھے خدا را معاف کر دیں اور بستر اٹھا کر واپس آ جائیں چنانچہ خط ملتے ہی شاہ صاحب مو صوف واپس آ گئے آپ نے کسی سے ناراضگی کا اظہار نہ فرمایا۔

(نائب اہل حضرت)

خواجہ غلام فرید اور تعظیم سادات

ایک دفعہ کسی صاحب نے ایک بہترین و اہل گھڑی لندن سے لاکر بطور نذرانہ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیش کی۔

اس گھڑی پر بہت سے آلہ جات لگے ہوئے تھے۔ بارش معلوم کرنے کا آلہ، آسمی کا آلہ سمت معلوم کرنے کا آلہ، مختلف ممالک کے اوقات سمجھنے کا، زلزلہ کی خبر دینے کا آلہ اس وقت اس گھڑی کی قیمت پچیس تیس ہزار روپیہ تھی۔

ایک سید صاحب نے کہا ! یہ گھڑی آپ مجھے دے دیں انہوں نے فوراً ہی پیش کر دی۔ جب سید صاحب گھڑی لے کر تشریف لے گئے تو کسی نے عرض کیا غریب نواز ! یہ بہت بڑا نذرانہ تھا بلکہ نہ صرف خزانہ بلکہ بے شمار منافع و فوائد کا ذریعہ تھا۔ لندن سے منگوائی ہوئی دوبارہ اس طرح

نایاب چیز ہاتھ نہیں لگتی۔ آپ نے اسے سو روپیہ یا ہزار روپیہ پیش کر دینا تھا، یہ گھڑی نہ دیتے۔ نامعلوم سید بھی ہے یا نہیں؟ خواجہ غلام فرید نے فرمایا! میں نے تو سید کے نام کا تذکرہ نہ دیا ہے، سید کی ذات کو تذکرہ پیش کرنے کی مجھے طاقت کہاں ہے۔

(انوار قریہ صفحہ 290)

صوفی برکت علی لدھیانوی اور تعظیم سادات

سید مرغوب حسن گیلانی لکھتے ہیں! میں حضرت قبلہ صوفی برکت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے دارالاحسان حاضری دیتا رہا، حضرت قبلہ صوفی صاحب نہایت شفقت فرماتے تھے اور جب بھی میں قدم بوسی کے لئے جھکتا تو آپ فرماتے نہ شاہی آپ سید ہیں۔ (کئی دفعہ عالم متفرق میں ہوتے تو میں نے ان کے پاؤں کو چھوا ہے) اور پھر رخصت کے وقت ننگے پاؤں سڑک پر سواری تک چھوڑنے کے لئے آتے میں عرض کرتا کہ آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں اور مجھے شرمسار کرتے ہیں آپ اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک میں روانہ نہ ہو جاتا۔

(مرغوب السالکین صفحہ ۸۱)

خواجہ قمر الدین سیالوی اور تعظیم سادات

حضرت شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا ہر پہلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں گزرا اور عشق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو درجہ کمال پر تھا۔ صحابہ کرام کی عظمت کا اقرار اور اہلبیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی بے حد ادب و احترام فرماتے تھے اگر کسی وقت کوئی سید صاحب سامنے آجاتے تو احتراماً کھڑے ہو جاتے۔

سادات کا دگنا حصہ

سید حافظ فدا حسین شاہ صاحب فرماتے ہیں میں نے دارالعلوم سیال شریف میں حفظ کیا جب بھی خواجہ پیر سیال کے سامنے جاتا تو آپ فوراً کھڑے ہو جاتے اور ادب سے مجھے اپنے پاس بٹھاتے اور مجھے انعام و اکرام سے نوازتے جب طالب علموں کو آپ عنایات فرماتے تو جو طالب علم

سید ہوتے ان کو ڈگنا حصہ عطا فرماتے۔

تکریم سادات کا عظیم نمونہ

مولانا سید شفقت حسین شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں آستانہ عالیہ سیال شریف حاضر ہوا تو حضور پیر سیال سفر سے واپس تشریف لائے میں نے چھوٹا سا بیگ پکڑ کر بنگلہ شریف میں رکھ دیا تو کمرہ میں جا کر حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ شاہ صاحب! مجھے معاف کر دیں۔ جب میں نے معاف کر دیا تو آپ پڑ سکون بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا کہ شاہ صاحب! خاندان رسول کا احترام ہم پر واجب ہے اور ہم اس لئے ادب و احترام کرتے ہیں تاکہ رحمتِ عالم، نورِ مجسم، شافعِ محض علی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہو جائیں۔

احترام سادات

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نسبت رسول کی وجہ سے سادات کرام کا بہت پاس اور ادب فرماتے تھے کسی سید زادے کو نیچے نہ بیٹھنے دیتے بلکہ چار پائی اور کرسی پر بٹھاتے اور جب حاضرین مجلس میں ہر ایک کا تعارف نہ ہوتا۔ خود چار پائی پر آرام فرماتے تو فرماتے خدا کے لئے اگر کوئی سید ہو تو نیچے نہ بیٹھنا اور مجھے اس بے ادبی کی وجہ سے کفر میں مبتلا نہ کرنا۔

دارالعلوم نیاہ شمس الاسلام میں ایک سید زادے مدرس مقرر ہو گئے جن کی طبیعت میں درستی تھی اور بچوں پر سختی کرتے تھے جب ناظم اعلیٰ کے پاس شکایت پہنچی تو وہ انہیں قارع کرنے پر تیار ہو جاتے۔ شاہ صاحب کو خود بھی ایسا خطرہ محسوس ہوتا تو دوڑتے دوڑتے حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور عرض کرتے مجھے مدرسہ سے نکالا جا رہا ہے اور میری سخت مخالفت ہو رہی ہے۔ آپ فرماتے شاہ جی! مطمئن رہیں اگر آپ کو دارالعلوم سے نکالا گیا تو میں بھی یہاں سے نکل جاؤں گا اور بفضلہ تعالیٰ سالہا سال سے وہاں تک باقاعدہ مدرس چلے آ رہے ہیں۔

سادات کا ادب

ادب و احترام کی دنیا میں حضور شیخ الاسلام کا مقام منفرد تھا اگر کوئی سید آپ کی مجلس میں

آجاتا تو آپ فوراً ہٹ کر اٹھ کرے ہو جاتے اور آنے والے کو خاص جگہ پر بیٹھاتے اور کوئی عالم دین آجاتا تو آپ کرسی پر بیٹھنے کا حکم فرماتے اور علمی گفتگو فرماتے یہاں تک کہ مجلس ختم ہو جاتی علمی بحث جاری رہتی۔

شہر سرگودھا کے ایک شاہ صاحب بڑے خطیب تھے۔ عقیدہ اہلسنت سے اُن کا اختلاف تھا۔ وہ خوہر فرماتے ہیں کہ حضور شیخ الاسلام بڑے باحوصلہ، صاحب اخلاق اور سادات کے بڑے باادب تھے۔ وہ کہتے ہیں میرا بچپن کا تھا حضور شیخ الاسلام سے کبھی کبھار کئی بات پر گفتگو ہوتی تو میری نادانی پر حضور شیخ الاسلام فرماتے شاہ جی! میرے سامنے ایسی بات نہ کیا کریں میں سادات کا ادب کرتا ہوں۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں! کہ مجھے اپنی بیوقوفی احساس ہو جاتا اور میں اس پر نام ہوتا۔ میں پیر سیال لُج پال کا ادب کرتا ہوں وہ واقعی بڑے بزرگ، بااخلاق، باادب ولی کامل تھے۔

(تذکرہ پیر سیال صفحہ 67)

علامہ صائم چشتی اور تعظیم سادات

میرے آقائے نعت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا درس حیات ادب و احترام رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور احترام خاندان رسالت مآب تھا۔ ادب پہلا فریضہ ہے محبت کے قرینوں میں آپ فرمایا کرتے تھے!

ادب نال آنجی دی شان دساں ، پاپا واعظا شور کی پچھتا ایں
جاپے بدلاں دی سڑک تے جین ٹر دا ، میرے سوہنے دی ٹور کی پچھتا ایں
رب نبی دا نبی اسے یار رب دا ، رشتہ دوہاں داہور کی پچھتا ایں
جس دی انگلی نے توڑیا جین صائم
اودے پنے دا زور کی پچھتا ایں

آپ نے ہمیشہ ادب کا درس دیا۔

آپ اکثر یہ مصرعہ پڑھا کرتے تھے۔

بے ادبیاں مقصود ناں حاصل

ناں درگا ہے ڈھوئی

مشہور ہے بے ادب بے نصیب یا ادب یا نصیب بعض گروہ جو مسلمان ہونے کے دعوے دار ہیں لیکن بے ادبی کی وجہ سے جاوہ حق سے دور ہو گئے، کوئی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے ادب ہو گیا۔ کوئی گروہ سید عالم کے خانوادے کا بے ادب ہو گیا۔ کوئی گروہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کا بے ادب ہو گیا۔ کوئی گروہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں یعنی اولیائے کرام کا بے ادب ہو گیا۔ کوئی محمد شین کا بے ادب ہو گیا۔ کوئی آئمہ دین کا بے ادب ہو گیا قسمت کے مارے ہوئے یہ گروہ راہ حق سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ اہل حق کا گروہ صوفیائے کرام کا گروہ ہے۔

میرے آقائے نعمت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ اسی گروہ کی نمائندہ شخصیت ہیں آپ نے سب کو ادب کی طرف بلا یا آپ نے اپنی کتب کے ذریعہ تمام پاکیزہ ہستیوں کا ادب کرنے کا پیغام دیا۔ آپ نے اپنے شعروں کے ذریعہ ادب کا پیغام دیا آپ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں کی تعظیم کا درس دیا اور دوا لوں کی کی بھی تعظیم کا درس دیا۔ آپ نے ہمیشہ اخراط و تفریط سے پاک عقیدہ کی تبلیغ فرمائی۔ آپ نے وہی پیغام دیا جو قرآن پاک اور حدیث نبوی کی منشا ہے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب ہستیوں کی بے ادبی سے یقیناً ایمان ضائع ہو جاتا ہے اس لئے ضرورت ہے اس بات کی کہ تمام اہل اسلام اہل ادب بھی بن جائیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات کی ادنیٰ سے ادنیٰ گستاخی بھی انسان کو جہنم تک لے جائے گی بلکہ فقہانے تو یہ لکھا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کفر ہے۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو آل پاک کے بارے میں خود ڈرایا ہے اور فرمایا ہے کہ میں دیکھوں گا کہ تم میرے بعد میرے اہل بیت سے کیا سلوک کرتے ہو، مجھین کے لئے انعامات کا وعدہ ہے اور جو بغض رکھتے ہیں ان کے لئے وعید ہے۔

حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مجھ پر یہ سب سے عظیم احسان ہے کہ آپ نے مجھے خانوادہ رسول کی عظمت و توقیر سے آشنا فرما دیا بلکہ مجھے یہ کہنے میں ہرگز باق نہیں کہ آپ نے اپنے حلقہ میں بیٹھنے والے ہر شخص کو تعظیم اہل بیت اور توقیر سادات پر کار بند فرما دیا۔ آپ کے پاس

بیٹھنے والا ہر شخص آل رسول کی غلامی کا قلابہ اپنی گردن میں ڈالنے کو فخر محسوس کرتا ہے، حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا ہر ہر لمحہ ناموس اہل بیت کی حفاظت میں گزرا آپ نے خاندان رسول کی عظمت کے تحفظ کے لئے عظیم قلمی جہاد فرمایا ہے۔

میرے آقائے نعت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ تعظیم سادات کا درس دیتے رہے انہوں نے کئی بار اس بات کا اظہار فرمایا کہ ان پر سر کاہر دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ بے پایاں عنایات آپ کی آل پاک کی خدمت کا صلہ ہیں۔ آپ کی محفل میں بیٹھنے والا ہر شخص اس بات سے آگاہ ہے، سیدزادوں کی جو تکریم و تعظیم میرے آقائے نعت فرماتے رہے وہ اس دور میں کسی اور کے حصہ میں کم ہی آئی ہوگی۔

آل رسول کا کوئی فرد آپ کے پاس تشریف لاتا تو آپ والہانہ طور پر کھڑے ہو کر اس کا استقبال فرماتے اور سیدزادے کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر اپنی مسند پر بٹھا دیتے۔

آل رسول میں سے خواہ کوئی چھوٹا سا بچہ بھی آپ کے پاس آتا آپ اس کے بھی ہاتھ چومتے آپ کا فرمان تھا کہ یہ شہزادے بڑی عظمت والے اور بڑی شان والے ہیں ان کی تعظیم و تکریم سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوتے ہیں۔

اگر کوئی سیدزادہ کسی ضرورت سے آپ کے پاس آتا تو آپ جس طرح بھی ہوتا اس کی ضرورت پوری کرتے اگر کسی سیدزادے کی طرف سے کوئی زیادتی ہو جاتی تو اسے برداشت فرماتے، آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی سیدزادہ کی طرف سے کوئی ظلم ہو جائے کوئی زیادتی ہو جائے تو اسے نقدیرا لٹی سمجھنا چاہیے۔

حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی محافل میں سیدزادوں کو اولیت دیتے اور اپنی محفل کو سادات کی صدارت میں شروع فرماتے آپ کی کوئی محفل ایسی نہ ہوتی جس میں کوئی نہ کوئی سیدزادہ موجود نہ ہو، تکریم و تعظیم کا حق ادا کرتے ہوئے سیدزادوں کو خصوصی طور پر نوازتے، آپ نے ہمیشہ ہمیں سادات کرام کی تعظیم کا حکم دیا آپ نے اپنی کتب کے ذریعہ اپنے اشعار کے ذریعہ اور اپنے عمل کے ذریعہ اس بات کا اعلان فرمادیا کہ اگر نجات چاہتے ہو، اگر فلاح چاہتے ہو، اگر رحمتیں چاہتے ہو، اگر بخششیں چاہتے ہو تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر والوں سے محبت کرو، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہزادوں کی تکریم کرو آپ فرمایا کرتے تھے!

اس گھر دے گئے گیت تے ایمان میںوں لہیا

سیدرز ادوں کی محبت کا ایک لاجواب واقعہ

قارئین کرام! یہ واقعہ ہم صاحبزادہ پیر سید محمد یونس شاہ کاظمی مدظلہ العالی کی کتاب علامہ صائم زندہ سے نقل کر رہے ہیں اس کے راوی بھی پیر سید محمد یونس شاہ کاظمی مدظلہ العالی آپ فرماتے ہیں:

میں نے حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو بڑے قریب سے دیکھا ہے ان کے دل و دماغ میں ہر وقت خوفِ خدا جب رسول اور مودتِ اولاد رسول کا عقیدہ ہا تھا راج پختہ تھا کہ جس کی آج کے دور میں نظیر نہیں ملتی۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ میرے غریب خانہ غوشیہ کالونی سید پور روڈ راولپنڈی تشریف لائے تو میرے بیٹے (مفتی) سید محمد طیب شاہ کاظمی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ سے علامہ مرحوم کی کسی مسئلہ میں گفتگو ہوئی میرے بیٹے میں خون بھی میرا تھا اور ہائی کورٹ کا وکیل بھی تھا اس نے علامہ مرحوم کو حکمانا نماز میں دلائل دیئے میں نے اپنے بیٹے کی گفتگو کو انتہائی ناگوار محسوس کیا اور میزبانی کے آداب کے خلاف بھی، علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ تو وکیل صاحب کی گفتگو کے بعد خاموش ہو گئے لیکن مجھے بڑا قلق اور پریشانی ہوئی میں نے بیٹے کو اشارہ کر کے دوسرے کمرے میں بلا کر خوب ڈانٹ ڈپٹ کی۔ میری آواز کو علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنا لیا۔

جب میں کمرے میں آیا تو مجھے فرمانے لگے کہ قبلہ کاظمی صاحب آپ کو مبارک ہو آپ کا بیٹا بڑا نامور اور چوٹی کا وکیل ہو گا۔ آپ کا نام روشن کرے گا۔ اس وقت علامہ صاحب خاصے پریشان تھے میں نے یہی سمجھا کہ انہوں نے میرے بیٹے کی گفتگو کو محسوس کیا ہے لیکن میں خاموش رہا اور ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا لیکن حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ کا اضطراب اور بے چینی کم نہ ہوئی بدستوران کے چہرے پر پریشانی کے آثار تھے۔ دسترخوان بچھ گیا کھانا لگ گیا، علامہ مرحوم نے با دل نخواستہ شکستہ خاطر بیچھے دل سے کھانا تناول فرمایا میں نے بسیا رکوشش کی کہ علامہ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ ہٹاؤں لیکن علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک خاص خاموشی اور سوچ میں تھے۔ میں نے بیٹے

کی طرف سے علامہ صاحب سے معذرت کی تو اس وقت علامہ صاحب نے کہا حضرت قبلہ کاظمی صاحب میں نے آپ کی ڈانٹ ڈپٹ سن لی مجھے بہت تکلیف ہوئی ہے اور میں بہت پریشان ہوں اور ڈر رہا ہوں کہ جب کل خدا اور رسول کی بارگاہ میں حاضر ہوگی۔ مجھے سوال کیا گیا اور سر کا مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کیا۔ صائم چشتی یہ تو بتاؤ کہ میرے ایک شہزادے کے ہاں تو نے کھانا تو کھایا اور دوسرے کو برڈش کرائی اس وقت میرے پاس کیا جواب ہوگا؟ خدا مرا میرے حال پر رحم کریں۔ اور میرے لئے دعا کریں اور اپنے بیٹے سے شفقت کریں تاکہ وہ شہزادہ میرے بارے میں دل میں ملال نہ رکھے اس کے ملال سے میری عاقبت خراب ہو جائے گی میں اس خوف سے پریشان ہوں کہ کل قیامت کو میرے پاس جواب نہیں ہوگا۔ تو اس وقت میں کیا کروں گا اور میرا کون پرسان حال ہوگا؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کی رنجیدہ خاطر ہی برداشت کرنا میرے لئے ممکن نہیں میں سید زادوں کی توہین برداشت نہیں کر سکتا۔

(میرے موصوفی علامہ صائم چشتی)

(علامہ صائم زندہ ہے! صاحبزادہ محمد یونس شاہ کاظمی)

حضرت محمد شریف خلیق اور ادب سادات

جناب محمد شریف خلیق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سید زادوں کا بے حد احترام فرماتے خواہ وہ مرید ہی کیوں نہ ہوں، محفل کے آغاز میں یہ اعلان فرماتے کہ اگر کوئی سید زادہ یا حافظ قرآن اس محفل میں موجود ہے تو وہ اسٹیج پر ہمارے ساتھ بیٹھے نیچے ہرگز نہ بیٹھے، ایک سید زادے مرید کو فرمانے لگے کہ یہ آپ کا احترام نہیں بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب ہے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے آپ سے زیادہ پیار کیا جاتا ہے۔

(انوارِ خلیق ص ۱۳۳)

شاہ عبدالقادر دہلوی اور تعظیم سادات

مولانا عبدالقیوم صاحب نے فرمایا کہ مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی صاحب کا معمول تھا کہ

کسی کو تعظیم نہ دیتے تھے مگر سید کو تعظیم دیتے تھے خواہ سنی ہو یا شیعہ۔

ایک رئیس شیعہ کے ہاں شاہ عبدالقادر صاحب کی اس عادت کا تذکرہ ہوا جن لوگوں نے ذکر کیا وہ سنی تھے اس پر رئیس بولا کہ میں شاہ صاحب کی خدمت میں چلتا ہوں اگر انہوں نے میری تعظیم کی تو میں سنی ہو جاؤں گا اور اس سے میرے سید ہونے کی تصدیق ہو جائے گی یہ کہہ کر شاہ صاحب کی خدمت میں روانہ ہو گیا اور جو لوگ اس وقت وہاں موجود تھے وہ بھی ساتھ ہو گئے۔ اس رئیس نے سب سے کہلایا کہ سب لوگ میرے ساتھ چلیں کوئی مجھ سے آگے نہ جائے جب وہ شاہ صاحب کی خدمت میں پہنچا تو حسب عادت شاہ صاحب نے اس کی تعظیم دی۔ اس نے کہا حضرت آپ نے میری تعظیم کیوں دی آپ نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے۔

اس پر اس رئیس نے کہا ! کہ آپ شیعوں کو بھی تعظیم دیتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ اگر سید شیعہ بھی ہو تو اس کی تعظیم دیتا ہوں۔

اس نے کہا ! اس کی کیا وجہ ہے ؟

آپ نے فرمایا ! اگر قرآن شریف کا تب کی غلطی سے غلط لکھا جائے تو اس کو قرآن ہی کہیں گے کو یہ کہیں گے کہ فلاں جگہ سے غلط لکھا ہے۔

اس پر وہ رئیس سنی ہو گیا اور جتنے اس کے ساتھ شیعہ تھے وہ بھی سنی ہو گئے جب یہ خبر شیعوں کو ہوئی تو اور بھی چند شیعہ سنی ہو گئے۔ اس رئیس نے بڑھی دھوم دھام سے مٹھائی پائی۔

(حکایات اہل اہل علمائے دیوبند صفحہ ۳۳ بحوالہ مرغوب السالکین صفحہ ۵۴)

تیمور کو محبت اہل بیت کا صلہ

الجبور میں نقل کیا گیا ہے کہ زبیر بن عبدالرمن بغدادی نے بعض امرا نے تیمور لنگ سے روایت کی ہے کہ جب تیمور لنگ مرض الموت میں مبتلا ہوا تو ایک رات بے حد پریشان ہوا اس کا چہرہ سیاہ پڑ گیا اور رنگ خستہ ہو گیا پھر افاقہ پا گیا تو لوگوں نے اس بارے میں اس سے ذکر کیا وہ کہنے لگا، عذاب دال فرشتے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے کہا ! یہاں سے چلے جاؤ کیونکہ یہ میری ذریت سے محبت رکھتا تھا اور ان کے ساتھ احسان کرتا تھا۔

(شاہد امتیول صفحہ ۲۵۳)

بادشاہ نصر اور تعظیم سادات

نصر بن احمد خراسان کا بادشاہ تھا اس نے ایک شخص کو بلخ کا گورنر بنا کر بھیجا اپنا حاجب بھی اس کے ساتھ بھیج دیا اس حاجب کا نام طغیان تھا ایک دن دو پہر کے وقت نصر بن احمد سو رہا تھا۔ طغیان دروازے کے سامنے بیٹھا تھا۔ ایک سید زادی آئی فریاد کی کہنے لگی ! میں بلخ سے آئی ہوں، وہاں کے گورنر کی شکایت کرنا چاہتی ہوں۔ حاجب کو کہا آپ سلطان کو آگاہ کریں۔

حاجب کہنے لگا ! ابھی شکایت سننے کا وقت نہیں ہوا۔ سلطان سوئے ہوئے ہیں۔ پھر حاجب نے سوچا ایک سید زادی نے شکایت کرنی ہے، یہ آل رسول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہے اس کو یہاں کیوں کھڑا کروں۔ چنانچہ اندر گیا دیکھا کہ بادشاہ واقفی سو رہا ہے۔ ایک شمشیر برہنہ سامنے پڑی ہے۔ ایک دم زکا پھر واپس آ گیا، آ کر سوچنے لگا ایک سید زادی کے لئے اتنی دیر اچھی نہیں۔

پھر گیا مگر بادشاہ کو سویا ہوا پایا اسی طرح یہ حاجب دو تین بار اندر آیا ہر آتا جاتا رہا۔ بادشاہ کو معلوم تھا کہ حاجب پریشان ہے، یہ کتنی بار اندر آیا ہر آتا جاتا رہا اسے خطرہ پیدا ہوا کہ آج حاجب کوئی وار کرنا چاہتا ہے۔ وہ ڈر گیا، اٹھا اور گواراٹھا کر گرج کر بولا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کیا معاملہ ہے حاجب نے اپنی پریشانی کی وجہ بیان کی اور سید زادی کی فریاد پیش کی۔

بادشاہ نے کہا ! عورت کو پیش کرو۔

عورت اندر آئی اس نے گورنر کی شکایت کی۔

بادشاہ نے سید زادی کو دس ہزار درہم ہزار دیا۔ ایک مہینہ بے زین گھوڑا پیش کیا۔ اور ایک رقعہ گورنر بلخ کے نام دیا اور اس کے کام کرنے کا حکم نامہ لکھ دیا۔

عورت واپس چلی گئی۔ بادشاہ نصر نے اسی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔

آپ نے فرمایا ! اللہ تعالیٰ تیری عزت افزائی کرے جس طرح ٹو نے میری عزت افزائی کی ہے بادشاہ اٹھا۔ حاجب کو بلا کر رات کا خواب بیان کیا اور حکم دیا کہ شہر کے مشائخ، صوفیا

اور علماء کو بلایا جائے۔ یہ واقعہ ان سب کے سامنے بیان کیا اور تمام ممالک مقبوضہ میں اعلان کر دیا کہ میرے تمام عامل سیدزادوں کا احترام کریں اور اہل بیت سے حسن سلوک سے پیش آئیں۔
(شرف النبی صفحہ ۴۵۳-۴۵۴)

فرض ہے آلِ محمد کی محبت فرض ہے
ہم پہ یہ مقصود پیارے مصطفیٰ کا فرض ہے

خارجیوں کی خرافات
کا
جواب

قارئین!

خوارج کا فنہ صدیوں سے اہل بیت رسول کی توہین و تنقیص کرتا چلا آیا ہے اور یہ ذریتِ اہلبیت ہمیشہ سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے گھر والوں کی دشمنی پر کمر بستہ رہی ہے پاکستان میں اس فنہ کا بانی ”محمود عباسی“ ہے جسے میرے آقائے نعمت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ ”محمود عباسی“ کہتے اور لکھتے رہے ہیں۔

محمود عباسی کی خرافات و ہفوات کا جواب میرے آقائے نعمت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیقی کتب مشکل کشا، ایمان ابی طالب، شہید ابن شہید اور الجول میں دے رکھا ہے اور محمود عباسی کی تحقیق پلیدی دھجیاں اڑا کر رکھ دی ہیں۔

الحمد للہ! اپنے اُستاذی المکرم کی جوتوں میں بیٹھ بیٹھ کر مجھے بھی اہل بیت رسول علیہم السلام سے محبت و عقیدت کی لازوال دولت عطا ہوئی آپ کی گفتگو کا مرکزی نکتہ تو صیغِ آلِ رسول ہوا کرتا۔ آپ کی کُتب کے مطالعہ سے خوارج کی اہل بیت رسول میں کی گئی گستاخوں اور بے باکیوں سے آگاہی ہوتی رہی۔

گلدستہ دنوں تبلیغی دورے کے دوران مجھے میرے ایک عقیدت مند نے دو کتابیں دیں جو اُسے کسی دوست نے گفٹ کی تھیں، میرے ملنے والے نے یہ کتابیں دیتے ہوئے مجھے کہا کہ مدنی صاحب! یہ کتابیں جتنی خوبصورت نظر آ رہی ہیں ان کے اندر اتنی ہی غلاطت بھری ہوئی ہے۔

میں نے پوچھا! وہ کیسے؟

اُس نے جواب دیا! میں نے ان کے خوبصورت ٹائٹل اور خوبصورت نام دیکھ کر اور چار رنگہ پر ہنگامہ دیکھ کر ان کتابوں کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ کتابیں سید عالم، روحِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آلِ پاک کے خلاف لکھی گئی ہیں بظاہر ان ناموں میں کوئی ایسی بات نہیں۔

ایک کتاب کا نام ”اہل بیت رسول اور تحقیق آلِ محمد“

دوسری کتاب کا نام ”حیاتِ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ“ ہے۔

اُس نے مجھ سے کہا ! آپ کا تعلق اور نسبت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے میں چاہتا ہوں کہ ان کتابوں کا مکمل جواب آپ دیں اور خارجیوں کا آپریشن کر کے اُس مشن کو جاری رکھیں جو حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو دے گئے ہیں۔ میں نے وہ کتابیں اپنے عزیز سے لیں اور دوران سفر ہی ان کا مطالعہ کر لیا۔
قارئین محترم!

کتاب میں پڑھ کر میری جو حالت ہوئی وہ ناقابل بیان ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندانہ ٹور کی شان میں کی گئی کتابوں کو پڑھ کر میرا خون کھولنے کا مجھے شہت سے اپنے اُستادی المکرم حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد آئی جن کا قلم خارجیوں کی تحقیق کا سر قلم کرنے کے لئے ہمہ وقت رواں دواں رہتا تھا۔

یہ دونوں کتابیں پڑھ کر میں نے اُن کا جواب لکھنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ مجھے اپنی کم علمی اور کم مانگی کا بھی احساس تھا لیکن اپنے آقائے نعمت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو آگے بڑھانے کا جذبہ میرے ساتھ تھا۔ میں نے ٹھان لی کہ میں اپنے آقائے نعمت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے رُو حانی استعانت حاصل کر کے ان کتابوں کا جواب ضرور لکھوں گا اور ساتھ ہی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کی شان میں لکھی گئی کتب سے تحقیقی مواد یکجا کروں گا تاکہ اہل اسلام کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کی عظمت و طہارت سے آگاہی ہوتی رہے۔

عزیر احمد صدیقی خارجی لعنتی کی کتاب ”اہل بیت رسول اور تحقیق آل محمد“ کا تحقیقی جواب

خارجی بد بخت عزیر احمد صدیقی لعنتی کی کتاب ”اہل بیت رسول اور تحقیق آل محمد“ کی
خرافات اور ان کے جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

پانچ ذواتِ مقدّسہ کیوں اہم ہیں؟

عزیر احمد صدیقی کتاب اپنی کتاب اہل بیت رسول اور تحقیق آل محمد کے صفحہ ۱۰ پر لکھتا
ہے!

”شیعہ اپنی مشاہیر پرست ذہنیت کی وجہ سے ان ناموں کے آگے
پچھے اپنی پسند کے القاب و خطابات لگا دیتے تھے اور سنی صرف نام لکھتے
تھے سنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف نبی لکھ دیتے تھے ممکن ہے یہ
صحیح ہو کیونکہ ضرورت سے زیادہ خطابات اور القاب لگانا غلامانہ اور شرکانہ
ذہنیت کی علامت ہے آزاد قومیں انسان کو انسان ہی رکھتی ہیں خدا نہیں
بناتیں اور غلام قومیں جانوروں کو بھی خدا بنا لیتی ہیں جیسے ہندو گائے، ہندو،
سانپ اور شیر کا پتا خدا سمجھتے ہیں۔“

اللہ کا شکر ہے آزادی کے بعد ہمارے مسلمان بھائی سوچنے اور

مجھے لگے ہیں پوچھتے ہیں اہمیتِ رسول میں صرف پانچ ذواتِ مقدسہ
کیوں اہم ہو گئیں۔“

(اہل بیت رسول اور تحقیق آل محمد صفحہ ۱۰۱-۱۱۰)

قارئین محترم!

خارجی کذاب عزیر صدیقی لکھتا ہے کہ ضرورت سے زیادہ القاب لگانا مشرکانہ ذہنیت کی

علامت ہے۔

گویا کہ وہ یہ بتانا چاہتا ہے کہ سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم، فخرِ آدم و بنی آدم، سیدِ کل، مولائے کل،
ہادیٰ سبیل، احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک سے پہلے آپ کے
القاب لکھنا مشرکانہ ذہنیت کی علامت ہے۔

وہ طعون یہ بتانا چاہتا ہے کہ شہرِ محمد، مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے نام
سے پہلے القابات لکھنا اور آپ کا نام لینے سے پہلے القابات کہنا مشرکانہ ذہنیت کی علامت ہے۔

وہ طعون یہ بتانا چاہتا ہے کہ سیدہ، طیبہ، راضیہ، مرضیہ، عالمہ، فاطمہ، زاکیہ، اذکیہ
خاتونِ قیامت، سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے اسم مبارک سے پہلے
آپ کے القابات لکھنا مشرکانہ ذہنیت کی علامت ہے۔

خارجی کذاب کی توجید پرستی دیکھئے کہ وہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسوں کی
عظمت و شان میں لکھے جانے والے القابات کو مشرکانہ ذہنیت کی علامت قرار دے رہا ہے۔

عزیر کذاب لکھتا ہے!

اللہ کا شکر ہے آزادی کے بعد ہمارے مسلمان بھائی سوچنے اور

مجھے لگے ہیں پوچھتے ہیں اہمیتِ رسول میں صرف پانچ ذواتِ مقدسہ
کیوں اہم ہو گئیں؟

اس بات کا جواب یہ ہے کہ پاکستان میں خارجی فتنے کا بانی محمود عباسی جو عزیر صدیقی

خارجی کا اُستاد ہے۔ اُس نے اپنی قبر کو آگ سے بھرنے کے لئے ایسی خرافات کا آغاز کیا۔

اب عزیر صدیقی جیسے ننگے خارجی شانِ اہل بیت میں گستاخانہ کتابیں لکھ کر خرافات

لوگوں تک پھیل کرنے کا فریضہ انجام دے رہے ہیں لیکن یاد رہے کہ اہل بیت رسول سے محبت

کرنے والے خارجیوں کی خرافات کے دام فریب میں نہیں آئیں گے ہر دور میں عشاق خارجیوں کی خرافات کا جواب دیتے رہیں گے۔
تم کہتے ہو آزادی کے بعد مسلمان پوچھتے ہیں کہ صرف پانچ ذوات مقدسہ کیوں اہم ہو گئیں؟

یہ ذوات مقدسہ ازل سے ہی اہم ہیں اور اہم رہیں گی ان کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود عظمت و شان عطا کر رکھی ہے۔

آیت تطہیر اور پختن پاک

قارئین! عزیز احمد صدیقی کذاب نے اپنی کتاب اہل بیت رسول و تحقیق آل محمد کے پہلے باب کا عنوان ”اہلبیت یا پختن“ رکھا ہے اور اس میں یہ زہر بلا عقیدہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے کہ پختن پاک کی ذوات مقدسہ ہی کیوں اہم ہو گئیں؟
عزیز احمد صدیقی کذاب کو اصل تکلیف یہ ہے کہ آیت تطہیر کے نزول پر چادر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ الزہراء اور حسین علیہم السلام کو ہی کیوں لایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی باقی اولاد اور بیویوں کو چادر میں کیوں نہیں لایا۔
قارئین!

اہل سنت و جماعت کا جماعی عقیدہ ہے کہ آیت تطہیر میں ساری ازواج النبی و اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شامل ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی، سیدہ فاطمہ اور حسین کریمین علیہم السلام کو ہی چادر میں لایا اور آیت تطہیر تلاوت فرمائی۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث ملاحظہ فرمائیں!
حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ
ایک روز سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت تشریف لائے اور آپ اس وقت سیاہ بالوں کی ایک مٹھی (دھاری دار) چادر اوڑھے ہوئے تھے، پھر آپ بیٹھے گئے۔

فانت فاضحة فادخلها فيه ثم جاء علي فادخله فيه .
 ثم جاء الحسن فادخله ثم جاء الحسين فادخله .
 حضرت فاطمہ حاضر خدمت ہوئیں تو آپ نے انہیں چادر مبارک میں داخل
 فرمایا۔ پھر علی آئے ان کو بھی چادر کے نیچے جگہ عطا فرمائی۔ پھر حسن آئے تو
 انہیں بھی اسی چادر میں داخل فرمایا پھر حضرت حسین آئے تو انہیں بھی چادر
 میں داخل کر لیا۔ اور پھر یہ آیت !

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ
 وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (آیات فرمائی۔)

(تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۳۹۹ مطبوعہ مصر)

دوسری روایت

ام المومنین حضرت ام سلمہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ یہ آیت مبارکہ میرے
 گھر میں نازل ہوئی جب کہ میں دروازے کے پاس بیٹھی تھی۔ میں نے
 عرض کیا !

يا رسول الله ! الست من اهل البيت ؟

يا رسول الله ! کیا میں اہل بیت میں سے نہیں ہوں ؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

انك ابي خبير انت من ازواج النبي (صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم)

یقیناً آپ بھلائی پر اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ازواج میں

سے ہیں۔

آپ فرماتی ہیں کہ گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ
 علی، فاطمہ اور حسن و حسین موجود تھے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان
 سب کے اوپر چادر ڈال دی اور فرمایا !

اللھم ہو لاء اہل بیتی فأذهب عنهم الرجس
وطهرهم تطهیراً۔
اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں تو ان سے رجس کو ڈوڈر ما اور
انہیں خوب پاک فرما۔

(تفسیر نازن جلد ۳ صفحہ ۳۹۹ مطبوعہ مصر)

(تفسیر دُرّ مختصر جلد ۵ صفحہ ۱۹۸ مطبوعہ بیروت لبنان)

تیسری روایت

عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال ! لما
نزلت هذه الآية (فقل تعالوا ندع أبناءنا وأبناءكم) دعا
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم علياً وفاطمة و حسناً
و حسيناً فقال اللهم هو لاء اہلی۔
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب
آیت مہلبہ ”آپ فرمادیں آؤ تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ“ نازل ہوئی تو حضور نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی،
فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کو بلایا اور پھر فرمایا ! یا اللہ یہ میرے
اہل بیت ہیں۔

(مسلم شریف ج ۲ ص ۲۴۸) (ترمذی ج ۲ ص ۲۳۶)

(صواعق محرّسہ ج ۱ ص ۱۰۴) (ریاض المعرفہ ج ۲ ص ۲۳۸)

(المستدرک ج ۲ ص ۵۹۳) (تہذیب الریاض ج ۲ ص ۲۶۴)

پہنچتن پاک کا تصور اسلامی نہیں ہے

لعننی عزیز احمد صدیقی کذاب لکھتا ہے !

”خُرآن حکیم بتاتا ہے کہ نوح کی قوم بھی اپنے پانچ بزرگوں کو پوجتی

تھی۔ جب اُن کو توحید کی دعوت دی گئی تو وہ خفا ہو گئے اور آپ میں کہنے لگے۔

اپنے بزرگوں (دیوتاؤں) کو نہ چھوڑنا۔ وڈ، سواح، لیوٹ، لیوٹ اور نسر (ہمارے بچپن میں) ان کو پوجنا تک نہ کرنا۔

بچپن پاک کا تصور اسلامی ہے یا نہیں یہ بتلانے کی ضرورت نہیں، ہندوستان میں اسلام سے پہلے رام چندر جی اور ان کے ”اہل بیت“ بیٹا، لچمن، لو اور کشن بچپن کہلاتے تھے۔ چنانچہ اکثر ہندو خاندان جو مسلمان ہوئے اسی بچپن کی کشش سے ہوئے۔

(اہل بیت رسل اور تحقیق آل محمد)

مُشرکین اور بچپن

قارئین محترم!

غور فرمائیں، عزیز احمد صدیقی، ہامود عیسیٰ کی معنوی اولاد نے کیسی خواہش کا ثبوت ہے اور کتنی دریدہ دہنی سے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کو شرکین کے دیوی دیوتاؤں کے ساتھ ملایا ہے۔

خارجی کا ہندوؤں کے دیوتاؤں سے بچپن پاک کو نسبت دینے کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح ہندو رام چندر کو مانتے تھے مسلمانوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننا شروع کر دیا۔

ہندوؤں کے بچپن

ذریعہ ابلیس عزیز صدیقی خارجی لکھتا ہے!

ہندوستان میں اسلام سے پہلے رام چندر جی اور اُن کے اہل بیت بیٹا، لچمن، لو اور کشن بچپن کہلاتے تھے۔ چنانچہ اکثر ہندو خاندان جو مسلمان ہوئے اسی بچپن کی کشش سے ہوئے۔

عزیز احمد صدیقی یہ بتانا چاہتا کہ مسلمانوں نے بچپن پاک کا تصور ہندوؤں سے لیا ہے وہ بچپن کو مانتے تھے اور انہوں نے دین بھی اسی حوالے سے قبول کیا ہے۔

اُس کا عقیدہ ہے کہ بچپن پاک کو ماننا دراصل ہندوؤں کے عقیدے کی تقلید ہے اور یہ غیر اسلامی تصور ہے جسے مسلمانوں نے اختیار کر رکھا ہے اس بد بخت اور خبیث شخص کی عقل پر پردے پڑے ہوئے ہیں جو وہ اس عقیدہ کو ہندوؤں کا عقیدہ کہہ رہا ہے۔
قارئین !

اسی بد بخت کا ایک اور جہنی ساتھی اپنی کتاب ”فخیر توحید“ میں لکھتا ہے کہ !
بچپن پاک تو ہندوؤں کے بتائے ہوئے ہیں۔

اس نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کو ہندوؤں کے ناموں کے ساتھ تھمبہ دی ہے جسے بیان کرنے کی میرے قلم میں طاقت نہیں۔
خارجیوں کا یہ طائفہ انگریزوں اور ہندوؤں کا تنخواہ دار ہے اس لئے اسلام اور اسلام کی عظیم شخصیات کے بارے میں غلط باتیں کرنے سے کوئی ہجک محسوس نہیں کرتا۔
خارجیوں کی مکروہ تحریر کے حوالے دیتے ہوئے بھی دل کانپ جاتا ہے۔ خارجی عزیر صدیقی ہندوؤں کے دیوی دیوتاؤں کے ساتھ تھمبہ دینے کے بعد آگے بڑھتا ہے۔
اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کو حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ کے شرکین کے بتائے ہوئے دیوی دیوتاؤں کے ساتھ تھمبہ دیتا ہے۔

عزیر احمد صدیقی کذاب لکھتا ہے !

آل رسول اور آل محمد کے معاملہ میں مسلمانوں کے سب فرے قے کبھی متفق اور متحد نہیں ہو سکے آج بھی لوگ جانتے ہیں کہ اصلی اہل بیت رسول کون ہیں اور جعلی آل محمد کون بنے بیٹھے ہیں ؟

(اہل بیت رسول اور تحقیق آل محمد صفحہ ۳۳)

عزیر کذاب کا موقف یہ ہے کہ آل رسول اور آل محمد کے معاملہ میں مسلمان متفق نہیں۔
حالانکہ یہ بہت بڑا جھوٹ ہے۔ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ بالکل واضح ہے۔
ہم ازواج و اولاد رسول کو اہل بیت مانتے ہیں اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادِ عالیہ کی روشنی میں آپ کی صاحبزادی والا شتان طیبہ، طاہرہ حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی اولاد طاہرہ کو ہی آل محمد مانتے ہیں۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر کبیر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریبی تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ !
یہ چیز تو اترے منقول ہے کہ علی، قاطمہ اور حسن و حسین علیہم السلام کا حضور سے تعلق سب تعلقات سے بڑھ کر ہے اور اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

فوجب ان یکونو ہمد الال۔
پس ثابت ہوا کہ آل محمد سے مراد یہی ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۲۶۶)

قبل از اسلام پنجتن

عزیر احمد صدیقی کذاب لکھتا ہے !
جو لوگ قبل از اسلام پانچ دیوتاؤں کو پوجتے تھے انہیں صرف پانچ اسلامی نام درکار تھے انہیں پنجتن پاک فرام کر دیئے گئے۔
قارئین!

یہ کتنی بے حیائی اور ظلم ہے کہ جن نفوس قدسیہ کی عظمت و طہارت اللہ تبارک و تعالیٰ نے بیان کی۔ جن کی عظمت و طہارت کی کوہی قرآن پاک کی آیات مبارکہ سے ظاہر ہے ان کے بارے میں یہ گمان کیا جائے کہ یہ تو قبل از اسلام کے دیوتاؤں کی جگہ اسلام میں داخل کئے گئے ہیں۔

صحابہ کا عقیدہ

اسناد صحیحہ سے روایات میں ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ عقیدہ ہے کہ جن قریبیوں کی موت اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائی ہے وہ حضرت علی و قاطمہ حسنین کریمین علیہم السلام ہیں۔

عن ابن عباس قال لما نزلت هذه الآية ! قُلْ آؤ

أَتَمَّلْ كُفْرَ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى. قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ!
 من قرباتك هؤلاء الذين وجبت علينا مودتهم.
 قال! على وفاضلة وولد هما.

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب
 یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ (اے اللہ کے رسول آپ فرمادیں میں تم سے
 جن تبلیغ کا کچھ اجر نہیں مانگتا سوائے اس کے کہ میرے قریب سے محبت کرو)
 تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے وہ کون سے قریب ہیں جن کی
 محبت ہم پر واجب ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! علی قاطمہ حنین علیہم السلام۔

(احیاء علیت از امام سیوطی صفحہ ۲۱)

ایمان داخل نہ ہوگا

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!
 واللہ کسی مسلمان کے دل میں ایمان داخل نہ ہوگا حتیٰ کہ اللہ کے
 لئے تم سے محبت کرے اور میرے قریب سے محبت کرے۔

ایمان کامل نہ ہوگا

حضرت سلمان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!
 کسی شخص کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ میری محبت کی وجہ سے
 میرے اہل بیت سے محبت کرے۔

(شاہد القبول صفحہ ۷۷)

تاریخین!

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح فرما رکھا ہے کہ ایمان اور اسلام کے
 لئے ضروری شرط اہل بیت کی محبت ہے۔

عزیر احمد صدیقی کذاب کے دل میں ایمان کیسے داخل ہو سکتا ہے اسے ایمان کی دولت کیسے مل سکتی ہے اسے اسلام کی سلامتی کیسے حاصل ہو سکتی ہے کیونکہ اس کا دل حسب رسول سے خالی ہے اس کے دل میں بغض آل رسول ہے۔

آل رسول سے محبت ہی پروانہ نجات ہے

قارئین !

آج غیر ملکی امداد پر چلنے والے خارجیوں کو آل محمد اور اہل بیت کی (DEFINATION) معلوم نہیں ہے خود کو محقق سمجھنے والے تحقیق کے رموز تک نہیں جانتے۔ جہاں بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے گھر والوں کا ذکر آئے گا جہاں بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کی طہارت و پاکیزگی کی بات ہوگی انہیں تکلیف ضرور ہوگی۔ شیطان کے پیچھے پیچھے چلنے والے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔ غلٹ کے پیچھے چلنے والے ڈور کو کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کا یہ حال کرے گا کہ وہ یہودی ہوگا۔

(احیاء الیت صفحہ ۵۱)

وہ یہودی ہو کر مرے گا

اخرج الطبرانی فی الاوسط عن جابر بن عبد اللہ قال
خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نسبعته وهو
يقول ايها الناس من ابغضنا اهل البيت حشره الله يوم
القيامة .

طبرانی نے اوسط میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا ایسی میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے اے لوگو! جو ہم اہل بیت سے بغض رکھے گا اس کا حشر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس حال میں کرے گا کہ

وہ یہودی ہوگا۔ (یعنی یہود کو کمرے گا)

یہ حدیث جو حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس کا ایک ایک لفظ اہل بیت رسول علیہم السلام کی شان و عظمت پر دلالت کرتا ہے اور اس روایت میں ایک خاص قسم کا دبہ بھی ہے اور تنبیہ بھی اور ساتھ ہی ان لوگوں کے ہونا ک انجام کی خبر بھی ہے جو اہل بیت سے بغض رکھتے ہیں۔

حدیث پاک کی ابتداء خطبنا کے الفاظ سے ہو رہی ہے یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نہیں فرمایا کہ حضور نے فرمایا بلکہ فرمایا ! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا یہ الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تائیدی حکم پر صراحتاً دلالت کرتے ہیں۔

اس کے بعد لہذا انسان کے الفاظ بھی قابل غور ہیں مخاطب صرف ایمان والے نہیں بلکہ پورے بنی نوع انسان کو چھوڑ کر یہ یاد رکھنا چاہا ہے کہ بغض اہل بیت کا انجام کتنا عبرت ناک ہے۔

اب وہ عبرت ناک وعید ملاحظہ فرمائیں جو اہل بیت سے بغض رکھنے والوں کو سنائی گئی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو اس حال میں اٹھائے گا کہ وہ یہودی ہوں گے اور ان حجر کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اگرچہ وہ صوم و صلوٰۃ کا پابند بھی ہو (جب بھی گروہ یہود کے ساتھ اٹھے گا) الفاظ بتا رہے ہیں کہ اگرچہ بظاہر اس کی موت اسلام پر ہوگی لیکن وہ قیامت کے دن یہودیوں میں شمار ہوگا نہ ایمان سلامت ماننا اعمال قبول ہوئے۔

عزیر احمد صدیقی کذاب لکھتا ہے !

اسی طرح مسلمانوں میں فرقے پیدا ہوتے چلے گئے آج سب اماموں، پیروں، بزرگوں اور ذواتِ مقدسہ کو شمار کیجئے تو مسلمانوں کے پاس عہد جاہلیت کے (۳۶۰) تین سو ساٹھ بتوں کی بجائے ان سے کہیں زیادہ تعداد میں خدا بتا رکھے ہیں۔

(اہل بیت رسول اور تحقیق آل محمد)

خارجی عزیر احمد صدیقی کذاب کا غلط عقیدہ ہے کہ مسلمانوں کے فرقے کفار و شرکین کی طرح اپنے اپنے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔

اس کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت کرام کا ماننے والا شرک ہے کیونکہ اس کے خیال میں اماموں کو ماننا عہد جاہلیت کے بتوں اور یوتادوں کے ماننے والے کی طرح ہے۔

جس طرح مشرکوں نے خدا بنا رکھے تھے مسلمانوں نے اماموں کو خدا بنا رکھا ہے (معاذ اللہ)

جس طرح مشرکوں نے الہ بنا رکھے تھے مسلمانوں نے پیروں اور بزرگوں کو الہ بنا رکھا ہے۔ (معاذ اللہ)

جس طرح مشرک تین سوساٹھ بتوں کی پوجا کرتے تھے اسی طرح مسلمان خواجگان کی پوجا کرتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

کس قدر ظالمانہ عقیدہ ہے۔ کس قدر ظلم کی بات ہے کہ ایسا لٹریچر پاکستان میں چھپتا بھی ہے اور مفت تقسیم بھی ہوتا ہے۔

اہل اسلام کو دعوتِ انصاف

ہم اہل اسلام کو دعوتِ انصاف دیتے ہوئے گزارش کرتے ہیں کہ خدا را ! ان خارجیوں سے پوچھیں کہ تم اسلام کا لبیل کیوں لگاتے ہو؟

جب تم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو نہیں مانتے تو دعویٰ مسلمانوں کیوں کرتے ہو؟

جب تمہیں ناموس رسالت کا پاس نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کیوں کرتے ہو؟

جب تمہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے نفی ہے تو اہل بیت اور آلِ محمد کے معنی کیوں تلاش کرتے ہو؟

جب گھروالے سے نہیں بنتی تو دروالوں کی بات کیوں کرتے ہو؟

قارئین ! اب ہم اس بد بخت کی ایک اور عبارت آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جس سے بات کھل کر سامنے آجائے گی کہ یہ منحوس سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک بھی مسجد میں لکھنا گوارا نہیں کرتا۔

عزیرا محمد لقی کذاب لگتا ہے !
مسجدوں میں جائے تو طغرے ملیں گے۔

یا اللہ

یا محمد

یا علی

یا فاطمہ

یا حسن

یا حسین

آپ سمجھیں گے کہ یہاں ایک کی جگہ چھ ذوات مقدسہ کی پرستش
ہوتی ہے مگر نہیں وہاں عبادت صرف اللہ کی ہوتی ہے یہ نام تو صرف خدائی
اہل بیت کے جو برکت کے لئے سجائے گئے ہیں جیسے گرجوں میں بی بی
مریم حضرت عیسیٰ اور ان کے بائیاں کے مجسمے سجائے جاتے ہیں۔“

قارئین محترم !

عزیرا محمد لقی کذاب کو آٹھائے مقدسہ سے اس قدر نفی ہے کہ وہ ان کو کسی بھی جگہ
برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے مساجد میں ان پاکیزہ نفوس کے اسماء کھٹا اہل اسلام کی قدیم
روایت ہے۔

ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی تو بانی ناموں کے وسیلہ سے قبول ہوئی۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے
ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سوال کیا۔
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ کون سے کلمات ہیں جو
حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے دیکھے جن کی طفل ان کی توبہ قبول
ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

سأل بحق محمد و علی و فاطمة و الحسن و الحسين۔

(اتحاف السائل صفحہ ۵۵)

قارئین ! ایلیس کو ازل سے ان ذوات مقدسہ سے دشمنی رہی ہے اس لئے اس کی ڈزیت بھی اسی دشمنی کو جاری رکھے ہوئے ہے ادھر موجود ملائکہ حضرت آدم علیہ السلام کا عقیدہ دیکھئے کہ وہ ان نفوسِ قدسیہ کے آسماء کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے معافی طلب فرماتے ہیں۔

حضرت آدم کی دُعا

علاء حسین واعظ الکاظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں !

آپ کی دُعا یہ تھی کہ آپ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفیق بنا کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کی اے میرے پروردگار! بحق محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری توبہ کو شرفِ قبولیت عطا کر۔
حق سبحانہ و تعالیٰ نے پوچھا ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس طرح پچھاتا ہے ؟

عرض کی ! میں نے عرش کے پائے پر اُن کا نام نامی تیرے نام کے ساتھ لکھا ہوا دیکھا تو میں نے جان لیا کہ یہ مخلوق میں بزرگ ترین ہستی ہیں! ان کا وسیلہ تیری بارگاہ میں پیش کروں تو جس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش پیش کی تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اُن کی توبہ کو قبول فرمایا۔

(روحہ الشہداء، جلد ۱ صفحہ ۴۳)

قارئین !

حضرت آدم علیہ السلام نے انہی ناموں کا وسیلہ اس لئے دیا کہ انہوں نے یہ اسماء عرش کے پائے پر لکھے ہوئے دیکھے اور اللہ تعالیٰ نے یہ اسماء اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھے ہوئے ہیں اگر آج ہم اللہ کے گھر میں یہ مبارک اسماء لکھتے ہیں تو اس میں شرک کہاں سے آگیا۔

پنجتن پاک کے نام بابِ جنت پر

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ !

معرراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر سونے سے لکھا ہوا دیکھا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی حبیب اللہ . الحسن

و الحسنین صفوۃ اللہ فاضلۃ امۃ اللہ .

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں علی اللہ تعالیٰ کے حبیب

ہیں حسن اور حسین اللہ تعالیٰ کے مخلص ترین دوست ہیں اور قاطب اللہ تعالیٰ کی

خاص بندی ہیں۔

(اتحاف السائل امام زوی بحوالہ آل رسول صفحہ ۵۵)

قارئین !

پنجتن پاک کو جو فضیلت اور جو تہ عطا ہوا ہے وہ کسی اور کے حصہ میں نہیں آیا لیکن ذریت اہلبیس ان کی عظمت و شان کا انکار کرتی ہی رہی ہے۔ طعون عزیر صدیقی نے مساجد میں پنجتن پاک کے پاکیزہ اسماء کو شرک سے تعبیر کیا ہے بلکہ وہ اپنے چھوٹے دعوے کی پوگس دہل دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ !

یہ نام تو صرف خدائی اہل بیت کے ہیں جو برکت کے لئے سجائے گئے ہیں۔

عزیر کذاب مزید لکھتا ہے !

جیسے گرجوں میں بی بی مریم حضرت عیسیٰ اور ان کے ابا میاں کے

مجسمے سجائے جاتے ہیں۔

قارئین !

یہ طعون یہ بتانا چاہتا ہے کہ جس طرح عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم کے مجسمے بنا کر پوجتے ہیں اہل اسلام بھی ویسے ہی پنجتن پاک کے ناموں کی پوجا کرتے ہیں۔ ہر ذی شعور مسلمان جانتا ہے کہ پرستش صرف خدا نے واحد کی ہو سکتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے علاوہ کسی کو معبود ماننا شرک عظیم ہے جس کی معافی ہرگز نہ ہوگی۔

لیکن اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کا ذکر کرنا ان سے محبت کرنا ان کی تعظیم کرنا قرآن و سنت سے ثابت ہے اور اگر کوئی شخص سرکار کے اہل بیت کے اسماء مسجد کی زینت بناتا ہے تو یہ ہرگز

ہرگز شرک نہیں ہو سکتا۔

قارئین! کذاب عزیر صدیقی کا عقیدہ اس قدر وہابیت ہے کہ اس کو بیان کرنے سے بھی دل کو تکلیف ہوتی ہے۔
ملعون لکھتا ہے!

مگر اہی سے بچنے کے لئے قرآن حکیم میں واضح کر دیا تھا۔ مآکان
محمد ابا احد من رجالکمہ (سورۃ الاحزاب آیت ۴۰) یعنی محمد کو
اولاد نہ اس لئے نہیں دی گئی کہ تم ان کی نسل کو پوجنا نہ شروع کر دی تو
ہمارے بخوبی بزرگوں نے وہ نسل ان کی ایک بیٹی قاطمہ سے جاری کر دی۔

(اہل بیت رسول اور تحقیق آل محمد صفحہ ۱۴)

کذاب عزیر صدیقی نے آیت کریمہ کے حوالہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ
حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو نسل چلی ہی نہیں اس لئے اہل بیت رسول اور آل محمد کا فلسفہ
مجوسیوں کا بنا یا ہوا ہے۔

قارئین!

یہ وہی عقیدہ ہے جو کفار و شرکین کا تھا۔ شرکین کہتے تھے کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی تو نسل ہی نہیں چلی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کو کفار و شرکین کا یہ کہنا نہایت ناگوار گزارا اور اس
نے قرآن پاک میں سورہ کوثر نازل فرمادی اور اس سورہ مبارکہ میں واضح فرمادیا کہ اے محبوب!
ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمائی ہے۔

مفسرین کرام نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ خیر کثیر سے مراد حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک ہے۔

اہل بیت کون کون ہیں؟

وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں!

واہل البیت علی والحسن والحسین وفاطمہ واولاد

والادھم الی یوم القیامة.

اہل بیت علی، حسن، حسین، قاطمہ اور اولادِ قاطمہ اور قیامت تک ان کی اولاد کی اولاد ہے۔

(مدیہ المہدی صفحہ ۱۰۰)

حضرت امام محمد بن عبد اللہ بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا اے اللہ کے رسول! آپ کے قریبی کون لوگ ہیں جن کی موڈت ہم پر واجب ہے؟ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! علی، قاطمہ اور حسن و حسین اور ان دونوں کی اولاد۔

(تفسیر ابن عربی جلد ۲ صفحہ ۲۳۳)

قارئین!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانِ اقدس کی روشنی میں واضح ہوا کہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مراد حضرت علی اور حضرت قاطمہ سلام اللہ علیہما کی اولاد اور آپ کے بیٹوں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کی اولاد ہے۔

ربا خارجیوں کا یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی شہزادہ زندہ نہ رہا اس لئے آپ کی نسل باقی نہ رہی۔ یہ بات قرآن وحدیث کی نصوص کے خلاف ہے۔

قارئین!

یہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہے کہ آپ کی نسل آپ کی صاحبزادہ سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت قاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا سے چلی اور یہ آپ کی دیگر ان خصوصیات کی طرح ہے جن میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ محو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

لکل بنی امر عصبۃ ینتمون الیہم الا ابنی فاضمۃ فاننا ولیہما وعصبتمہا۔

ماں کے تمام بیٹوں کا ایک عصبہ ہوتا ہے جس کی طرف وہ منسوب

ہوتے ہیں سوائے قاطمہ کے دونوں بیٹوں کے کیونکہ میں ہی اُن کا ولی ہوں میں ہی ان کا حصہ ہوں۔

(مسند رک حاکم جلد ۳ صفحہ ۱۲۴)

قارئین! غور فرمائیں خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما رکھا ہے کہ میں حضرت قاطمہ الزہراء کے دونوں بیٹوں کا ولی اور حصہ ہوں تو پھر خارجیوں کا یہ وادلیہ کیسا ہے کہ حضرت قاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کی اولاد کو اولاد رسول کیوں کہتے ہو۔ ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں جس میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی حوالہ سے ارشاد فرمایا۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

ہر بچہ اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتا ہے اور اس کا حصہ اس کے باپ کا ہوتا ہے۔

ما خلا ولد فاطمۃ فانی ابوہم وعصبہم۔

سوائے قاطمہ کے صاحبزادوں کے بس بے شک میں ہی ان کا باپ ہوں اور میں ہی ان کا حصہ ہوں۔

(ذخائر العقبیٰ صفحہ ۱۴۱)

قارئین محترم!

ہم نے اس کتاب میں مفسرین و محدثین کے اقوال سے بالوضاحت یہ بات بیان کی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت قاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کی ساری اولاد ہی محترم رسول ہے جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت سے بغض رکھنے والے ہیں وہی اس بات کا انکار کرتے ہیں۔

آل محمد باقی رکھنے کا خیال

قارئین! خارجی عزیز صدیقی کذاب لکھتا ہے!

آل محمد ابتداء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مولا

سیدنا زید بن حارثہ کو اپنا بیٹا منہ بولا بیٹا بنالیا تھا مگر سورۃ احزاب میں حکم ہوا۔ منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپ دادا کے نام سے پکارو تو ان سے بھی نسل جاری رکھنے کا خیال چھوڑ دیا۔ اب جو ہم آل محمد اور آل رسول کے چچے سنتے ہیں یہ اسلام پر یہودی نوازش ہے کہ صرف ایک بیٹی سیدہ فاطمہ کی ہاشمی اولاد آل محمد ہے اور سیدہ زینب و زقیہ کی اولاد جو درحقیقت سادات بنو امیہ تھے آل محمد بن سکے۔

(اہل بیت رسول اور تحقیق آل محمد صفحہ ۱۵)

قارئین! ملعون عزیر صدیقی یہ بات ثابت کرنے پر تیار ہوا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی نسل جاری رکھنے کا بہت خیال تھا اور اسی وجہ سے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کو اپنا بیٹا بنالیا لیکن اللہ تعالیٰ نے سورۃ احزاب میں آپ کے بارے میں یہ حکم نازل کر دیا کہ!

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ ذَرْوِهِ لَعَلَّ تَكُونَ أُمَّةٌ نَّوَّابَةٌ (سورۃ احزاب آیت ۴۰)

کذاب عزیر صدیقی نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے یعنی محمد کو اولاد نہ دینا اس لئے نہیں دی گئی کہ تم ان کی نسل کو پوجنا نہ شروع کرو۔

اہل اسلام غور فرمائیں کہ یہود و ہنود کے پیسے پر پلٹنے والے یہ گمراہ کس کس انداز سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کی توہین کر رہے ہیں۔ اب ہم آپ پر بیان کی گئی اُس کی وہ بیات تحریر کا جواب بیان کرتے ہیں۔

اُس نے لکھا ہے اب جو ہم آل محمد اور آل رسول کے چچے سنتے ہیں یہ اسلام پر یہودی نوازش ہے کہ صرف ایک بیٹی سیدہ فاطمہ کی ہاشمی اولاد آل محمد ہے۔

عزیر صدیقی کو دشمنی اولاد فاطمہ سے ہے اس لئے وہ ہر طرح آپ کی اولاد کی تحقیر کر رہا ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیگر صاحبزادیوں کی اولاد پاک سے بھی اسے کچھ ہجرت اور نسبت نہیں اپنی مطلب برآری کے لئے اُن کو سیدہ خاتون جنت کی اولاد کے سامنے لاکھڑا کیا ہے۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی اولاد پاک کے حوالہ سے مورخین نے لکھا ہے!

حضرت زینب کی اولاد

علی سبط رسول کو ان کے والد جناب ابوالعاص نے رضاعت کے لئے ایک قبیلہ میں چھوڑ رکھا تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ایام رضاعت کے بعد مدینہ منورہ منگوا لیا اور ان کی پرورش اپنی تربیت میں فرمائی۔

حج مکہ کے روز بھی حضرت علی سبط رسول اپنے نانا جان کے ساتھ آپ کے روئیف تھے اور قریب بلوغت دنیا سے رحلت فرما گئے۔

(آل رسول صفحہ ۳۰۳)

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی دوسری اولاد حضرت امامہ بنت زینب ہیں جو عمر صد تک حیات رہیں اور حضرت قاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کی وصیت کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے آپ سے نکاح فرمایا۔

(آل رسول صفحہ ۳۰۳)

سیدہ رقیہ کی اولاد

سیدہ رقیہ سلام اللہ علیہا کے بطن اطہر سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام عبد اللہ تھا عبد اللہ سبط رسول اپنی والدہ کے بعد صرف دو سال تک زندہ رہے۔

(خانہ ان مصطفیٰ صفحہ ۵۵۹) (أسد الغابہ طبقات ابن سعد)

سیدہ أم کلثوم کی اولاد

تمام مورخین اور محققین اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت سیدہ أم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔

طبقات ابن سعد میں ہے ! سیدہ أم کلثوم کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ آل رسول میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساتہزادی کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔

(خانہ ان مصطفیٰ صفحہ ۵۱۳)

قارئین ! ہم نے مورخین اور محققین کی کتب سے حوالہ جات پیش کر دیئے ہیں تاکہ ہر پڑھنے والا خارجیوں کی اس سازش سے آگاہ ہو سکے جو وہ انتہائی بددیانتی، بے حیائی اور بے غیرتی سے کر رہے ہیں اور جو لوگوں کو یہ بتا رہے ہیں کہ حضور کی باقی اولاد کے فضائل اور حالات بیان نہ کرنا کسی بغض کا نتیجہ ہیں۔

نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم میں تھا کہ شیطان کی ذریت میں سے ایسے ظالم لوگ بھی پیدا ہوں گے جو آپ کے اہل بیت کو تسلیم ہی نہیں کریں گے اس لئے آپ نے یار یا ربی عنترت و اہل بیت کے بارے میں خبر دافرمایا۔ ہم نے اپنی اس کتاب میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واضح احکامات نقل کر دیئے ہیں جن سے اہل اسلام اپنے عقیدے کی اصلاح بھی کر سکتے ہیں اور خوارج کے الزامات کا جواب بھی دے سکتے ہیں۔

عزیر احمد صدیقی کی بددیانتی

عزیر احمد صدیقی کذاب کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان سے دشمنی ہے اس لئے وہ نبی ہاشم کے کفر و کوا سلام کی تبلیغ و اشاعت کے حوالہ سے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کے حوالہ سے کریڈٹ دینے کے لئے تیار نہیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عم محترم حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کا حق ادا کر دیا اور ہر مشکل سے مشکل وقت میں اپنے نبی کی اعانت نہ چھوڑی آپ سرکار کو ہر جگہ ساتھ ساتھ رکھتے اپنے ساتھ کھلاتے اپنے ساتھ نلاتے سرکار کو دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کے یہ واقعات سیرت کی ساری مستند کتب میں موجود ہیں لیکن عزیر احمد صدیقی کذاب چونکہ مولانا علی علیہ السلام کا سخت دشمن ہے اور آپ کے افراد خانہ سے انتہائی کینہ رکھنے والا ہے۔ اس لئے اُس نے حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت و کفالت کا ہی انکار کر دیا ہے۔

وہ لکھتا ہے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تقریباً بیس سال تک انہی

تایا زبیر کے گھر میں عہداس و عمرہ اور زبیر کے بچوں کے ساتھ پرورش پائی

رسول کی پرورش کے بارے میں تاریخ میں موجود ہے، زبیر نے نبی کی کفالت کی جب تک زندہ رہے۔

(واقعہ زندگانی ام ہانی، محمود عباسی)

مگر مجوسی مورخین نے اسے چھپا دیا ہے اور روایات بتائی ہیں کہ جناب ابو طالب نے اپنی ”چھاتی“ سے دودھ پلایا اور اپنے ساتھ سٹلایا اور جب بڑے ہوئے تو ان سے بکریاں چروا گئیں۔

(اہل بیت رسول اور تحقیق آل محمد صفحہ 18)

قارئین محترم !

خانہ ان نبوت سے دشمنی رکھنے میں محمود عباسی کا نام ہر فرست ہے اور عزیر احمد صدیقی کذاب اسی کا لفظ نا تحقیق ہے۔ اس لئے اس نے اپنے ناجائز والد کا ہی حوالہ دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کفالت میں پرورش ہی نہیں پائی۔

کذاب صدیقی لکھتا ہے کہ مجوسی مورخین نے حضرت زبیر بن عبدالمطلب کی کفالت کو چھپا دیا ہے اور حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کو تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرورش کنندہ قرار دینے والے مجوسی ہیں۔

(اہل بیت رسول اور تحقیق آل محمد صفحہ 20)

قارئین ! غور فرمائیں اس لعنتی نے تمام مُفسرین، محدثین، آئمہ دین اور سیرت نگاروں کو بیک قلم مجوسی قرار دے دیا ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے چچا حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان ماننا تو درکنار اس لعنتی نے تو تمام اہل اسلام کو مجوسی قرار دے دیا ہے جو حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کی کفالت کے قائل ہیں۔

عزیر لعنتی لکھتا ہے !

مجوسی مورخین نے روایات بتائی ہیں کہ چچا ابو طالب نے اپنی

چھاتی سے دودھ پلایا۔

قارئین !

غور فرمائیں، لعنتی کا انداز دیکھیں کہ رہا ہے کہ مجوسی مورخین نے یہ لکھا ہے کہ چچا ابوطالب نے اپنی چھاتی سے دودھ پلایا۔

اصل میں اس غیبت کے باطن میں چھپا ہوا شیطان حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا علیہ السلام کے والد گرامی حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین کروا رہا ہے۔
لعنتی نے حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کیسی اخلاق سے گبری ہوئی بات لکھی ہے کہ وہ "اپنی چھاتی سے حضور کو دودھ پلاتے رہے۔"

اس جیلے میں خیانت، ہی خیانت نظر آ رہی ہے۔ ذلالت ہی ذلالت نظر آ رہی ہے۔ ایسی تحریریں کوئی عیسائی، یہودی مورخ لکھتا تو اہل اسلام اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے، لیکن کیا کریں یہ تو نام نہاد مسلمانوں نے خود لکھی ہیں، یہ تو بنو امیہ کی محتوی اولاد نے لکھی ہیں۔
یہ تو خارجیوں نے لکھی ہیں ان کے نام تو مسلمانوں جیسے ہیں۔ اسی لئے تو بھولے بھالے لوگ ان کے جال میں پھنس رہے ہیں اور مفت ملنے والی کتابوں سے اپنے ایمان کو ضائع کر رہے ہیں۔

ہم علماء اہلسنت سے اپیل کرتے ہیں کہ ہوش کریں اور یہود و بنو ہود کے ان گماشتوں کے ظالمانہ عقیدہ سے لوگوں کو ہوشیار کریں۔

میرے استاذی المکرم حضرت علامہ صاحبہم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی اس مجاذ پر جنگ لڑی ہے، انتہاء اللہ میں بھی حتی المقدور ساری زندگی اسی حوالہ سے دشمنان آل رسول سے لڑتا رہوں گا۔

قارئین محترم !

تفسیر وحدیث کی تمام کتب میں یہ بات موجود ہے کہ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کفالت کی اور ساری زندگی آپ کی خدمت کرتے رہے، اس حوالہ سے ہم اپنی کتاب "عظمت ابوطالب"، لکھیں گے اور بتائیں گے کہ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کفالت کو کن کن ہتھوڑے علماء و محدثین نے بیان کیا ہے۔
حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان اور آپ کی پوری سیرت کے حوالہ سے

میرے آقائے نعت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیقی کتاب ”ایمان ابوطالب“ لکھی ہے جو دو جلدوں پر مشتمل ہے اور اس کتاب میں خارجیوں کے تمام اعتراضات کا جواب دے دیا گیا ہے۔ انشاء اللہ آپ ہی کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے میں بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محترم کے حضور بذراۃ عقیدت پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔

عزیر کذاب نے اپنی کتاب کے مختلف ابواب مرتب کئے ہیں جن سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اہل بیت کون کون ہیں اور جن کو آج اُمت محمدیہ اہل بیت اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھ رہی ہے وہ اہل بیت نہیں ہیں۔

اہل بیت علی

اس عنوان کے تحت لکھتا ہے کہ !

حضرت علی کی تین درجن اولادیں تھیں جن میں سے فلسفہ اہل بیت سے صرف تین افراد مقدس شمار ہوئے۔ حضرت فاطمہ الزہراء، حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہم السلام پھر حضرت حسین کی کنیز شہریارہ یا نوکی نسل سے نو (9) امام پیدا ہوئے یہ ایرانی بادشاہ یزدگر کے اسباط تھے جو شاہی اہل بیت قرار پائے بلکہ خود حسین بھی اسی رشتہ سے شاہ و بادشاہ بن گئے۔

(اہل بیت رسول اور تحقیق آل محمد صفحہ 16)

قارئین !

عزیر احمد صدیقی کذاب نے کس توہین آمیز اعزاز سے اہل بیت کا ذکر کیا ہے پہلے تو وہ لکھتا ہے کہ حضرت علی کی ساری اولاد میں سے صرف تین افراد مقدس شمار ہوئے، اس لعنتی کو یہ خبر نہیں کہ یہ ستیاں مقدس تھیں، مقدس ہیں اور مقدس رہیں گی۔

یہ ستیاں پاک تھیں، پاک ہیں اور پاک رہیں گی۔

یہ ستیاں نجس ہوئیں تھیں، نجس ہوئیں ہیں اور نجس ہوتی رہیں گی۔

ان سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کا سلسلہ چلتا تھا اس لئے ان کی عظمت یہ ہے۔ انہیں نفوس سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلہ نسب باقی رہتا تھا اس لئے یہ

مقدس ہیں لیکن جس کے سینے میں بغض کا جہنم دکھ رہا ہو اُسے کیسے سمجھ سکتی ہے۔

جو مومن ہے نبی کی آمل سے وہ بیار کرتا ہے

منافق دشمنی کا اپنے دل میں خار رکھتا ہے

عزیر صدیقی کذاب لکھتا ہے !

عبدالطلب بڑھاپے کی وجہ سے اپنے سب سے زیادہ مالدار بیٹے زبیر کے

ساتھ رہتے تھے عبدالطلب نے زبیر کو سربراہ خاندان بنا رکھا تھا اور قبیلہ

بنو ہاشم کا سردار مقرر کر دیا تھا رسول اللہ نے تقریباً بیس سال تک انہی تبا

کے گھر میں عباس و حمزہ اور زبیر کے بچوں کے ساتھ دوستی پائی مگر جو

مورخین نے اسے چھپا دیا۔

(اہل بیت رسول اور تحقیق آل محمد صفحہ 17)

قارئین !

لمعون یہ بتانا چاہتا ہے کہ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی پرورش کا شرف حاصل نہ تھا کیونکہ اس طرح ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے

گھر والوں کو قرآنی نیاں اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلام کے لئے اٹھائی گئی مشکلات کو

ماننا پڑتا ہے اس لئے ہر سے سے یہ انکار ہی کر دو کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بیچا

حضرت ابو طالب کے ہاں رہے ہی نہیں اور آپ کے بچپن کے اہل بیت حضرت زبیر تھے۔

بات وہی ہے بغض علی علیہ السلام ہی بنیادِ اسی وجہ سے آپ کے والدِ گرامی حضرت

ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کفالت کا یکسر انکار کیا گیا ہے۔

جو انی کے اہل بیت

عزیر کذاب لکھتا ہے !

جب آپ 23، 24 سال کے ہو گئے تو آپ کو گھر بسانے کی فکر ہوئی سو چا

معدور بیچا حضرت ابو طالب کی بیٹی سے شادی کر لیں تو ان کا با رہی کچھ ہکا

ہو مگر ابو طالب کے دل میں یتیم بھجے کا کوئی احترام نہ تھا، انہوں نے کہا !

تمہارے پاس رہنے کو گھر نہیں ہے اور اپنی بیٹی فاختہ (ام ہانی) کا نکاح
میسرہ مخدومی سے کر دیا۔

(اہل بیت رسواور تحقیق آل محمد صفحہ 20)

قارئین !

معلون نے یہاں یہ بات واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ
عنه نے اپنی صاحبزادی حضرت ام ہانی کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش کے برعکس
کئیں اور کر دیا اور اپنی بیٹی کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صرف اس لئے نہ کیا کہ سرکار کے
پاس رہنے کو مکان نہ تھا۔ حالانکہ حقیقت میں نہ ایسا ہوا ہے اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنے چچا کی صاحبزادی سے نکاح کی آرزو فرمائی۔

اصل میں معلون عزیر صدیقی، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کے پہلو تلاش
کرتا ہے اور کسی نہ کسی حوالہ سے اپنا زہرا گھٹا رہتا ہے۔

حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کفالت کا انکار کر کے کذاب عزیر یہ بتانا چاہتا ہے
کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپن اور جوانی میں حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ
عنه اور آپ کے اہل خانہ کی کوئی خدمات نہیں اور جو روایات بھی اس حوالہ سے کتب احادیث و
سیرت میں موجود ہیں وہ مجوسیوں کی بیان کردہ ہیں۔ اس لہجے کو یہ نہیں معلوم کہ اس حوالہ سے بیان
ہونے والی اکثر روایات جتید صحابہ کرام سے مروی ہیں۔

حضور کی حضرت خدیجہ سے شادی

کذاب عزیر صدیقی عباسی مروانی بزدلی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادی کے حوالہ
سے لکھتا ہے کہ سیدہ خدیجہ کی شادی حضرت حمزہ اور حضرت صفیہ نے کروائی۔ گویا کہ وہ حضرت ابو
طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حوالہ میں شمولیت کا ہی منکر ہے۔

سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں لکھتا ہے !

سیدہ خدیجہ کی عمر کے بارے میں مجوسی مورخین نے جھوٹ لکھا ہے کہ وہ
چالیس سال کی تھیں پر مسلمانوں نے کبھی نہ سوچا کہ چالیس سالہ خاتون

کے بعد مسلسل پندرہ سال تک آٹھ بچے کیسے ہو سکتے ہیں، روافض اس پر اصرار اس لئے کرتے ہیں کہ وہ صرف قاطمہ کو اہل بیت بتائیں یا قاتی کو نظر انداز کر دیں۔

اسی طرح حضرت خدیجہ کی دولت کا چچا کیا گیا کہ بہت مالدار ہیں ان کے پاس قارون کا خزانہ تھا یا سہر مارکیٹ کی مالکہ تھیں۔

(اہل بیت رسول اور تحقیق آل محمد صفحہ 21)

قارئین !

کذاب عزیر صدیقی، سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سارے گھروالوں سے بغض رکھتا ہے اس لئے وہ ان پر طعن کرنا فرض اولین سمجھتا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت ہیں۔

أم المؤمنین، محبوبہ محبوب خدا والدة سیدة النساء حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں اس کا انداز سنیں کس قدر کریمہ ہے۔ کس قدر بازاری تکلم ہے۔ مسلمہ حقیقت ہے بازاری عورت کے پیٹ سے جنم لینے والے کی گفتگو بھی بازاری ہی ہو سکتی ہے۔ عزیر صدیقی کذاب اگر سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ محترمہ کو مردوں کی ماں سمجھتا تو یہ انداز اختیار نہ کرتا۔

کذاب عزیر صدیقی حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک اور آپ کی اولاد کے بارے میں اس قدر گھٹیا انداز سے بیان کرتا ہے کہ دل کانپ اٹھتا ہے۔ یہ مہلک حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دولت مندی کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ آپ کی دولت مندی والی روایات کو بھی جو سبوں کی گھڑی ہوئی روایات کہتا ہے۔

لعنہ اللہ علیکم وشماتان اہل بیت

آل محمد یا پنجتن کا چوکھٹا

عزیر احمد صدیقی ”آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ کے عنوان کے تحت لکھتا ہے !
حضور کی متاثری زندگی کے پہلے پندرہ سال کا سیلاب ازواجی زندگی

کا مکمل نمونہ تھے آپ کی آٹھ اولادیں ہوئیں لڑکے مہریت الہی سے زندہ نہ رہے البتہ لڑکیوں نے اپنے والد کی کامران زندگی کا مشاہدہ کیا، روافض ان تینوں لڑکیوں کے نام چھپاتے ہیں کیونکہ یہ تینوں بنو امیہ میں بیابانی گئی تھیں انہیں بختین کے چوکھٹے میں دفن کیا جاتا تو یہ آٹھ گوشہ یعنی بہشت تن جو ان کو پسند نہیں۔

(اہل بیت رسول اور تحقیق آل محمد صفحہ 23)

قارئین !

عزیر کذاب کی تحریر غور سے پڑھیں آپ کو اس کے ایک ایک لفظ سے بعض وعباد کی بڑی محسوس ہوگی۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک کا ذکر جس انداز میں کر رہا ہے اس سے اس کا خبیث باطن ظاہر ہو رہا ہے۔ فی الحقیقت یہ طعون ہر کارمدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک کا ذکر تک ہی نہ کرنا ذکر صرف اس مقصد کے لئے کر رہا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیوں کو بنو امیہ کے رشتوں کے حوالے سے پیش کر کے یہ پلید سے اپنے تعلق کا اظہار کر سکے۔

کذاب عزیر نے بختین پاک کی توہین کا کوئی موقع نہیں چھوڑا جب بھی اسے موقع ملتا ہے وہ اپنی اندرونی غلاظت کو تحریر میں لے آتا ہے۔ اسے بختین پاک کی ذوات مقدسہ سے اس قدر بیزاری کہ وہ اسے بختینی چوکھٹہ کہنے سے بھی نہیں شرماتا۔

لعنت اللہ علیکم دشمنان اہل بیت

عزیر احمد صدیقی کذاب منزل مراد عنوان کے تحت لکھتا ہے !

کہ ۱۶ ذی قعدہ ۱۰ ہجری کو ایک لاکھ ستاروں کے ٹھہر مٹ میں عرب کا چاند عازم مکہ ہوا خود مناسک حج ادا کئے اور اُمت کو سکھائے پھر عرقات کے میدان میں سب کو جمع کیا اور خطاب فرمایا، اہل مکہ بھی موجود تھے اس خطبہ میں۔

آپ نے فرمایا !

سنو ! میں تم میں ایک ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں اگر تم اس پر

رہے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ اللہ کی کتاب ہے۔

(حضور نے) صرف ایک چیز چھوڑی جسے روافض نے دو بنا لیا

قرآن اور اہل بیت، سنیوں نے اسے قرآن و سنت بنا لیا، یہ شرارت ہے۔

(اہل بیت رسول اور تحقیق آل محمد صفحہ 56)

قارئین! عزیر احمد صدیقی کی ساری کتاب ہی جھوٹ کا پلندہ ہے اس کا باپ نامحود عباسی بھی قرآن و حدیث کی مخالفت کرتا رہا ہے اور شان اہل بیت میں آنے والی احادیث و روایات کو ماننے سے انکار کرتا رہا ہے۔ چونکہ یہ بھی اسی کا نطفہ نا تحقیق ہے اسی لئے یہ بھی ہر اس عظمت و شان کا انکار کر رہا ہے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے سرکار کے اہل بیت علیہم السلام کو حاصل ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع احادیث اور تاریخ اسلام کی ہر مستند کتاب میں موجود ہے لیکن بد بخت عزیر کذاب اس کا بھی انکار کر رہا ہے اور قرآن و سنت کے الفاظ کو روافض اور مجوسیوں کی کاروائی قرار دیتا ہے۔

صحاح ستہ کی کتاب ترمذی شریف میں روایت ہے!

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

انی تارک فیکم مان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی

احدهما اعظم من الآخر کتاب اللہ حبیل ممدود من

السماء الی الارض وعتوقی هل بیتی ولن ینفرفا حتی یردا

علی الحوض فانظروا کیف ینفخونی۔

میں تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے ان کو مضبوطی

سے تھامے رکھا تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔

ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے اللہ تعالیٰ کی آسمان سے

زمین تک لگی ہوئی رسی ہے اور میری عترت یعنی اہل بیت اور یہ دونوں ہرگز

جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر آئیں گی پس

دیکھو کہ تم میرے بعد ان سے کیا سلوک کرتے ہو۔

(جامع ترمذی جلد 2 صفحہ 219)

دوسری حدیث

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

احبوا اللہ لماً یغذوکم من نعمہ و احبونی یحب اللہ
و احبوا اہل بیئتی یحبی۔
اللہ تعالیٰ سے محبت کرو وہ تمہیں نعمتوں سے غذا عطا فرماتا ہے اور
مجھ سے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرو اور میرے اہل بیت سے میرے سبب
سے محبت کرو۔

(ترمذی شریف جلد 2 صفحہ 219)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع پر عرذہ کے دن اپنی اوتنی قصو پر خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا!

یا ایہا الناس انی ترکت فیکم من ان اخذتمہ بہ لئن
تفضلوا کتاب اللہ و عتقوا اہل بیئتی۔
اے لوگو! میں نے تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم
اسے پڑھو گے رکھو گے تو تم گمراہ نہ ہو گے اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن عزیز
) اور میرے گھر والے "محرمت و اہل بیت"

(جامع ترمذی جلد 2 صفحہ 219)

قارئین محترم! معلون عزیز صدیقی نے اپنی کتاب اہل بیت رسول اور تحقیق آل محمد میں
اور بھی بہت سی گستاخیاں کی ہیں جن کا جواب ہم انشاء اللہ امریز اپنی دیگر کتب میں دیں گے۔
اب ہم اسی معلون کی دوسری کتاب "حیات ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ" میں کی گئی
گستاخیوں کا جواب دے رہے ہیں۔

”حیاتِ اُم المؤمنین“ میں کی گئی گستاخیاں

حضرت علی جسمانی طور پر کمزور تھے

قارئین ! ملعون عزیر صدیقی اپنی کتاب حیات اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ میں لکھتا ہے !

رسول اللہ کا کاروبار تجارت ان کے مقربی زید بن حارثہ اور مولا ابو رافع سنبھالے ہوئے تھے۔ وہ سعادت مند بیٹوں کی طرح جو کما کر لاتے گھر میں دے دیتے البتہ علی المرتضیٰ اپنی جسمانی کمزوری کی وجہ سے کسب معاش سے عاری تھے۔

(حیات اُم المؤمنین صفحہ 17)

قارئین ! ملعون عزیر احمد صدیقی غاری حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کا گھلاؤ دشمن ہے اس نے یہ کتاب محبوبہ محبوب خُد اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں نہیں لکھی اس کا مقصد مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ شیر خُد علیہ السلام کی تہقیریں و توہینیں ہے۔ ہم نے اس خبیثت کی عبارت آپ حضرات کی خدمت میں پیش کی ہے ملعون نے حضرت علی المرتضیٰ کو معذور قرار دیا ہے اس طرح وہ اپنے ان آیاؤ اجداد کا بدلہ لینے کی کوشش کر رہا ہے جن کو حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا واصل جہنم کرتے رہے۔

وہ علی المرتضیٰ علیہ السلام جن کی قوت جن کی طاقت جن کی بیعت سے آج بھی کفار کانپ رہے ہیں ان کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ معذور تھے سب سے بڑی جہالت ہے حضرت علی کو تو

قوت پروردگار کہا جاتا ہے۔

حکیم الامت حضرت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی المرتضیٰ کے حضور تزارانہ عقیدت پیش کرتے ہیں!

مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا
وہ علی جن کے متعلق علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!
مسلم ازل شیر مرداں علی
وہ علی جو قوت پروردگار ہے!

شام و مرداں شیر یزداں قوت پروردگار

لائی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

ریاض انصرہ میں علامہ محب طبری رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ! علی لوائے
حکس طرح اٹھا سکیں گے حالانکہ انہیں مختلف خصائص عطا فرمائے گئے ہیں۔

صبر و اکصبری وحسبنا کحسن یوسف وقوة کفوة
جبیل

کمیرے صبر جیسا صبر، حسن یوسف جیسا حسن اور جبیل کی قوت جیسی قوت

(الریاض انصرہ جلد 2 صفحہ 171)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طاقت ضرب المثل ہے آپ کو معذور کہنے والا یقیناً عقلی

طور پر معذور ہے۔

قلا بازیاں

ملعون عزیر احمد صدیقی لکھتا ہے!

”دریں اثناء آپ کی شریک حیات سیدہ خدیجہ اور بیچا ابو طالب بھی زخمت

ہوئے جس سے زندگی میں پہلی بار گھریلو فکروں سے دو چار ہونا پڑا۔“

(حیات ام المومنین صفحہ 19)

قارئین !

مخوس عزیز احمد صدیقی خارجی نے اپنی کتاب (اہل بیت رسول اور تحقیق آل محمد) میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفالت سے کوئی تعلق نہیں تھا اور آپ کے بچپن کا زمانہ اور جوانی کا زمانہ آپ کے تایا حضرت زبیر بن عبدالمطلب کے گھر میں گذرا۔

مش مشہور ہے جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے اور خارجیوں کے پاس تو عقل اور شعور یا نکل نہیں ہو سکتا کیونکہ !

خدا جب دین لیتا ہے
تو عقلیں چھین لیتا ہے

قارئین ! غور فرمائیں خارجی اپنی ہی دوسری کتاب میں حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت و شفقت کا منکر ہے وہ اپنی اس کتاب میں لکھ رہا ہے کہ جب حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور چچا ابوطالب بھی زخمت ہوئے جس سے زندگی میں پہلی بار گھریلو فکروں سے دوچار ہونا پڑا یعنی خارجی نے قلابازی کھائی اور حقیقت اس کے قلم سے خود ہی آشکار ہو گئی خارجی کو ماننا پڑا کہ حضرت ابوطالب کے ہوتے ہوئے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی غم اور فکر نہ تھا۔

فلسفہ آل محمد

ملعون عزیز احمد صدیقی قلابازی پہ قلابازی کھاتا ہے مجبوطا لہو اس شخص جن مورخین کو ذلیل بناتا ہے جن سے روایات لیتا ہے خود ہی ان کو بھی شیعہ قرار دے دیتا ہے ایک ہی صفحہ پر اس کی قلابازیاں ملاحظہ فرمائیں۔

یہ ابن اسحاق کی روایت کی تلخیص ہے جو ابن ہشام نے نقل کی ہے اور سیدہ

صدیقہ اس کی راوی ہیں۔

قارئین ! ابن ہشام سے روایات نقل کرنے کے بعد اس کا ابن ہشام پر ہی تبصرہ ملاحظہ

فرمائیں !

اب ہم دیکھتے ہیں کہ ہشام جو یہودی نسل کا شیعہ تھا اور علی المرتضیٰ کی فضیلت بڑھانے کے لئے کام کر رہا تھا۔ ایک روایت بلا حوالے کے ٹاٹکتا ہے۔

(حیات ام المومنین صفحہ 22)

ہن ہشام اور ابن اسحاق ہی وہ دو مورخ ہیں جن کی لکھی ہوئی تحریریں اسلام کی اولین تاریخ قرار پاتی ہیں ان کے بعد آنے والے کبھی محدثین اور مورخین نے ان سے استفادہ کیا ہے لیکن ملعون عزیر احمد صدیقی نے اپنی ہٹ دھرمی اور بے غیرتی کی وجہ سے ہشام کو یہودی نسل کا شیعہ قرار دیا ہے جو کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت بڑھانے کے لئے کام کرتا رہا۔

قارئین ! جب کوئی شخص قلم کی لمہارت نیلام کر دے، جب کوئی شخص غیرت ایمانی کا سودا کر لے، جب کوئی شخص دین کی متہد شخصیات کے بارے میں غلط نظریات پر عمل پیرا ہو جائے اس سے کیا امید کی جاسکتی ہے۔ خارجیوں کی بدینتی اور بد قسمتی یہی ہے کہ انہوں نے اسلام کی عظیم شخصیات کا اپنی ظالمانہ تئیروں میں غلط طریقے سے ڈسکس کیا ہے۔

عزیر صدیقی خارجی نے ہشام کو یہودی نسل کا شیعہ قرار دینے کے بعد جو روایت اسی حوالہ سے نقل کی ہے اس میں حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کا شبہ ہجرت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بستر پر سونے کا بیان ہے۔

قارئین ! خارجی کو اصل تکلیف یہ ہے کہ اگر حضرت علی المرتضیٰ کو شبہ ہجرت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں جان قربان ہونا مان لیا جائے تو یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بہت بڑی فضیلت قرار پاتی ہے اس لئے واقعہ کا انکار ہی کر دو۔

حضرت علی کی ہجرت

ملعون عزیر صدیقی لکھتا ہے ! علی جب ان احکام کی تکمیل سے فارغ ہوئے تو انہوں نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت کی رات کو چلنے دن میں چھپ جاتے نہ جانے ان کو کیا خوف لاحق تھا جب مدینہ پہنچے تو پیروں میں زخم پڑ چکے تھے، رسول اللہ نے سنا تو خود دیکھنے آئے اور گلے سے لگا لیا پھر اپنے ہاتھوں پر تھوک رکھ کر ان کے قدموں پر نعل دیا اس کے بعد علی کو پیروں کی

شکایت نہ ہوئی۔

(رسول اللہ نے علی کے قدم چھوئے جس کا مطلب ہے کہ نبوتِ اِمامت کے قدم چھوئی

ہے)

قارئین ! مندرجہ بالا روایت میں شیر محمد اعلیٰ السلام کی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کو اس اعزاز سے پیش کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی کے خلاف ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے حالانکہ تاریخ و سیر کی محترم کتب میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود مکہ معظمہ میں لوگوں کی امانتوں کی واپسی تک رُکنے کا حکم فرمایا تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اہل مکہ نے رکھوائی ہوئی تھیں۔ بہر حال حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حکمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئے جسے کوئی بھی مورخ جھٹلا نہیں سکتا۔

قارئین ! جیسا کہ آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ خارجی ملعون کی تحقیق محض حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی حقیر توہین کرنا ہے اس لئے وہ واقعات کو اس اعزاز سے پیش کرتا ہے جس میں یہ ثابت کر سکے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو کوئی شرف و فضیلت حاصل نہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ہجرت کی من گھڑت روایت پیش کرنے کے بعد ملعون عزیر صدیقی، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بز دی اور خنز دگی کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے !

علی جب قارغ ہوئے تو انہوں نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت کی

رات کو چلنے اور دن میں چھپ جاتے تھے ان کو کیا خوف لاحق تھا۔

قارئین ! منحوس عزیر صدیقی اپنے سغلی جذبات کی تسکین کے لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو نہایت ڈرپوک شوکر رہا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اسلام میں آپ سے بہادر، آپ سے زیادہ بڑا، آپ سے زیادہ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے والا کوئی بھی نہ تھا۔

خارجی عزیر صدیقی بنو امیہ کے ان مشرکین کے غم میں گھلا جا رہا ہے جنہیں مولائے کائنات اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اپنی ذوالفقار حیدر سے جہنم رسید کر دیا تھا۔ خارجی کا اپنے ان بڑوں کی یاد ستاتی رہتی ہے جو جہنم میں اس کا انتظار کر رہے ہیں۔

عزیر صدیقی خارجی کے بنو امیہ والے مشرکین آئینڈیل ہیں اس لئے ان کو قتل کیا جانا اس

کے نزدیک سب سے بڑا بدمعاش ہے اور یہ جرم حضرت علی علیہ السلام کی تلوار کرتی رہی وہ حضرت علی علیہ السلام کی بجاوری کی روایات کس طرح کو مارہ کر سکتا ہے۔

قارئین! اب ہم عزیر صدیقی خارجی کی کتاب ”حیات أم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ“ میں چند عمدہ نوٹیں سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا اور حضرت علی علیہ السلام کے نکاح کے حوالہ سے کی گئی گستاخیوں کا جواب دیں گے۔

عنوان نکاح فاطمہ

پھر آپ یعنی (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) نے دیکھا کہ سیدہ فاطمہ کی عمر تیس بیسیں سال کی ہو چکی ہے اور علی مرتضیٰ کتورے پیٹھے میں شریعت کی رو سے بچا سے نکاح ہو سکتا ہے۔ آپ نے تجویز پیش کی کہ ان دونوں کا نکاح کر دیا جائے۔ رسول اللہ اس مشورے پر حیران رہ گئے آپ نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ علی مرتضیٰ ایسی ذمہ داری کے تحمل ہو سکتے ہیں ورنہ آپ اپنی بیٹی کو اتنا کیوں بٹھا رکھتے کہ دشمن انگشت نمائی کرتے ان کو آم لہبہا کا نام دیتے (اپنے باپ کی ماں)۔

(حیات أم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ صفحہ 44)

قارئین! نکاح سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کے حوالہ سے کی گئی گستاخانہ گفتگو آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ اس میں ملعون خارجی عزیر صدیقی نے انتہائی احمقانہ انداز میں تاریخ کو بالکل مسخ کرنے کی کوشش کی ہے۔

نمبر 1۔ ملعون خارجی نے لکھا ہے کہ سیدہ فاطمہ الزہراء کے حضرت علی علیہ السلام سے نکاح کا مشورہ أم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا۔

خارجی عزیر صدیقی نے مشاورت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کھاتہ میں اپنی طرف سے ڈالی ہے۔ تاریخی طور پر درست تحقیق یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنے لئے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا رشتہ بر کار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طلب فرمائیں۔

مشاورت کی روایت

صواق المحرقہ میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق کے پیغام کو رفر مایا تو ان دونوں حضرات نے حضرت علی کو اس معاملے میں ترغیب دی اور فرمایا اے علی! آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل اور خواص میں سے ہیں آپ جا کر حضرت فاطمہ کے لئے پیغام دیجئے۔

(اصواعق المحرقہ از امام ابن حجر مکی)

قارئین غور فرمائیں! خارجی ملعون عزیر صدیقی نے لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ الزہرا کے نکاح کی مشاورت حضرت عائشہ نے کی لیکن مسیحی محدثین لکھتے ہیں کہ مشاورت شیخین نے دی۔ ملعون خارجی نے اپنے سظلی جذبات کی تسکین کے لئے ایک اور بات کی کہ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے نکاح کا خیال کبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ آیا صرف اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کو یہ بات سوچھی کہ حضرت علی بھی کنوارے بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کا رشتہ نہیں ہو رہا ادھر حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا بھی بیٹھی بیٹھی عمر رسیدہ ہو رہی ہیں کیوں نہ رشتہ کر کے خروٹی حاصل کی جائے۔

حضرت فاطمہ کی عمر مبارک

ملعون خارجی عزیر صدیقی لکھتا ہے!

آپ نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ علی مرتضیٰ ایسی ذمہ داری کے تحمل ہو سکتے ہیں ورنہ آپ اپنی بیٹی کو اتنا کیوں بٹھا رکھتے کہ دشمن انگشت نمائی کرتے ان کو ام ایبھا کا نام دیتے یعنی اپنے باپ کی اماں۔

خارجی ملعون نے سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی عمر مبارک کے حوالہ سے نہایت غلیظ انداز سے گفتگو کی ہے اس بات کا جواب دینے سے پہلے ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حوالہ سے کی گئی گستاخی کا جواب دیتے ہیں۔ خارجی نے لکھا ہے کہ حضرت علی کے ساتھ اپنی بیٹی کے نکاح

کاسرکار نے کبھی سوچا بھی نہ تھا اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ آپ جانتے تھے کہ حضرت علی اس ذمہ داری کے تحمل نہیں ہو سکتے۔

اسی بات کے ضمن میں خارجی نے آگے چل کر لکھا ہے !

أم المومنین نے کہا کہ قاطمہ کے لئے ان سے بہتر شوہر تلاش کرنا
لا حاصل ہے رہا کمانے کا معاملہ تو آپ کی قلاچی ریاست میں جب کوئی بھوکا
ننگا نہ رہے گا ان کو بھی وظیفہ ملے گا۔

(حیات أم المومنین عائشہ صدیقہ صفحہ 44)

قارئین ! خارجی ملعون بتانا یہ چاہتا ہے کہ حضرت علی کو کمال اور مطلق شخص تھے اسی لئے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کا وہ بیان نہ آیا کہ اپنی بیٹی کی شادی ان کے ساتھ کر دیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا بھائی بنا رکھا تھا اسی لئے وہ آپ کے ساتھ آپ کے ہی گھر میں رہائش پذیر تھے اور چونکہ آپ ہمہ وقت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں رہتے اور تبلیغ اسلام کے لئے جہاں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام بھیجتے چلے جاتے۔ غزوات و سرایا میں شرکت کرتے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے جنگ کرتے اور تجارت کرتے، الگ سے کام کرنے اور جائیداد بنانے کا خیال اس لئے نہ تھا کہ آپ فقر کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے اس لئے نہ تو انہیں مال و دولت کی طلب تھی نہ زور جواہری۔ دوسری طرف خارجی ملعون کے پسندیدہ لوگ تھے وہ لوگ کون تھے ؟

قارئین ! وہ لوگ سردارانِ بنو امیہ تھے جو اسلام کا نام مٹا دینا چاہتے تھے۔ وہ سردار جو کفر کی طرف سے لڑتے رہے، ادھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تھے جو ان لوگوں سے اسلام کی طرف سے لڑتے رہے۔ یہی لڑائی خارجی ابھی تک جاری رکھے ہوئے ہیں اور اسلام کی برگزیدہ شخصیات بالخصوص اہل بیت رسول کے بارے غلیظ تقریروں کی صورت میں ان کے جذبات سامنے آتے رہتے ہیں۔

قارئین ! اب ہم اپنے اس مضمون کی طرف آتے ہیں جو عنوان ہم نے بیان کیا ہے وہ یہ کہ حضرت علی علیہ السلام کا سیدہ قاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا سے نکاح مبارک کس عمر میں ہوا۔
مورخین و محققین اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت قاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کی عمر مبارک

بوقت نکاح پندرہ سال ساڑھے پانچ ماہ اور دوسری روایت میں ہے کہ اس وقت آپ کی عمر مبارک سولہ سال تھی۔

میرے آقائے نعمت کشتہء عشق اہل بیت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حوالہ سے تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے!

مستبر اور مستند قول یہی ہے کہ شادی کے وقت جناب سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی عمر مبارک پندرہ سال کچھ مہینے تھی۔

(انوار مجید صفحہ 146) (صواعق محرقة صفحہ 173)

(الاجول صفحہ 110) (شریف سادات و دیگر کتب)

قارئین! مستبر روایات میں حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی عمر مبارک ساڑھے پندرہ سال ہی ہے لیکن ملعون خارجی آپ کی عمر مبارک پچیس سال لکھتا ہے اصل میں وہ بتانا یہ چاہتا ہے کہ یہ نکاح طوعاً و کرہاً ہوا کیونکہ نہ حضرت علی کے لئے کوئی رشتہ تھا اور نہ یہ حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے لئے کوئی امید وار تھا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اپنے لئے حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا رشتہ طلب کیا لیکن حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کہہ کر رفرمادیا کہ مجھے فاطمہ کے نکاح کے لئے حکیم الہی کا انتظار ہے۔

قارئین! دوسری روایت میں ہے!

ایک روز جناب حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کے نکستائوں میں اونٹ چرا رہے تھے کہ جناب ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما آپ کے پاس تشریف لائے اور جناب علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یا علی! آپ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بت رسول کے رشتہ کی استدعا کیوں نہیں کرتے جبکہ کئی لوگ سوال کر چکے ہیں۔ جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے سنا تو انگلیاں جو کفر مایا کہ اس عظیم سعادت کے حاصل کرنے کی آرزو تو ہے مگر جیسا مانع ہے۔

طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے گھر والوں نے بھی مشورہ دیا کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے رشتہ کا سوال کریں۔

(طبقات ابن سعد جلد 8 صفحہ 40)

قارئین !

خارجی کا یہ کہنا کہ حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا رشتہ نہ ملنے کی وجہ سے عمر کی اس سٹیج پر پہنچ چکی تھیں کہ اپنے اور بیگانے نے انگشت نمائی کرنے لگے تھے نہایت غلط اور ظالمانہ تحقیق ہے بلکہ اس کو تحقیق کہنا بھی تحقیق کی حقیر ہے۔ ہم نے مستند کتب سے آپ کی عمر مبارک کے حوالہ جات پیش کر دیئے ہیں تا کہ سادہ لوح مسلمان خارجیوں کے دام فریب میں نہ آسکیں۔

آپ کی عمر مبارک کے حوالہ سے ایک اور حوالہ پیش خدمت ہے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے نکاح کا پیغام دیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ فاطمہ ابھی خور و سال یعنی چھوٹی عمر کی ہیں۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیئے گئے اس جواب سے یہ حقیقت اور بھی کھل کر سامنے آگئی کہ سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی عمر مبارک اتنی چھوٹی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ ابھی خور و سال ہیں لیکن خارجی بد قسمت سرکاری صاحبزادی والا نشان کے بارے میں نازیبا کلمات کہتے ہوئے انہیں اتنی عمر رسیدہ کہہ رہا ہے کہ لوگ کہتے تھے اُم ایما ہیں۔

خارجی ملعون اپنی ظالمانہ روش کے مطابق حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک کے بارے میں شوک و بیہات پیدا کر کے بحث کے نئے دروازے کھولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ ہم اس کی خرافات کے جوابات تان اہل بیت میں لکھی گئی دوسری کتاب میں دیں گے۔ ملعون عزیر صدیقی خارجی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا سخت دشمن ہے۔ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھی حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے خلاف اور آپ کی خلافت کے خلاف کھڑا کر کے اپنا مطلب نکالنے کی کوشش کرتے ہوئے لکھتا ہے !

اُم المؤمنین نے واقعی اُمت کی ماں ہونے کا حق ادا کر دیا اور اسلام کو مجوسیوں کے شر سے بچا لیا تھا، آپ کا اقدام صحیح تھا یعنی جب علی مرتضیٰ نے اپنے ایرانی حامیوں کی مدد سے عثمان غنی کے بڑھاپے اور شرافت سے فائدہ اٹھا کر خلافت پر قبضہ کر لیا۔

ام المؤمنین نے اس غداری اور سازش سے پردہ اٹھا دیا۔ یہ سب

حقائق اللہ تعالیٰ نے دشمنوں اور دوستوں کے ذریعے تاریخوں میں محفوظ کر دیئے۔

(حیات ام المومنین ص 26)

قارئین !

منہوں عزیز صدیقی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت علی علیہ السلام کی مخالف قرار دے رہا ہے حالانکہ حضرت علی علیہ السلام اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں جو عارضی غلطی پیدا ہوئی تھی وہ بھی دُور ہو گئی تھی۔

طلحون عزیز صدیقی نے جنگ جمل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا کہ انہوں نے اس جنگ کے لئے نکل کر اسلام کو جو سیوں کے شر سے بچا لیا حالانکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس جنگ کے حوالہ سے ساری غم پریشان اور پشیمان رہیں۔

ہم عزیز صدیقی خارجی اور اس کے ہم نواؤں سے پوچھتے ہیں تم کہتے ہو کہ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا سدا اللہ الغالب علیہ السلام نے جو سیوں اور ایرانی حایوں کی مدد سے تخت خلافت پر قبضہ کر لیا تھا۔

ہم کہتے ہیں !

طلحون ! کیا تمہیں خبر نہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کی خلافت پر تمام مسلمان متفق تھے سوائے حضرت طلحہ و حضرت زبیر کے تمام اہل مکہ اور مدینہ نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کر لی تھی اور آپ اصحابِ ثلاثہ کی طرح متفقہ طور پر تخت خلافت پر تشریف فرما ہوئے سب صحابہ کرام آپ کی خلافت پر متفق تھے۔

طلحون ! تم کہتے ہو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے غداری اور سازش سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے خلافت چھین لی تھی اور جو سیوں کے ذریعے خود غلیفہ بن گئے تھے۔ دراصل تم نا محمود عباسی اور اس کے آباؤ اجداد کے منک خوار ہو، اس لئے حقیقت کو قبول کرنا اور حق بیانی کرنا تمہارے لئے ممکن ہی نہیں۔

حقائق

اب ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا بیان جو امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے پیش کر رہے ہیں تاکہ خارجی کے تاوت میں آخری کیل ٹھونک دیں۔
 ابن عساکر نے ابوخلدہ حنفی سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو یہ فرماتے خود سنا کہ بنو امیہ کا یہ خیال ہے کہ میں نے حضرت عثمان کو قتل کرایا۔ میں اللہ کی الوبہیت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے نہ قتل کیا ہے اور نہ قتل کی سازش میں تعاون کیا بلکہ میں نے تو لوگوں کو قتل سے ہر طرح باز رکھنے کی کوشش کی لیکن لوگوں نے میرا کہا نہ مانا۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۶۹)

قارئین !

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خدا رکھنے والے یقیناً جہنمی ہیں۔
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ساشی کہنے والے یقیناً جہنمی ہیں۔
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حد و رکبے والے یقیناً جہنمی ہیں۔
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اختیاری فقر کا مذاق اڑانے والے یقیناً جہنمی ہیں۔

یہ فرمانِ رسول ہے

یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے بلکہ یہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنا فرمان ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! حضرت علی قسم جنت و دوزخ ہیں اپنے دوستوں کو بہشت میں اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے۔
 (الاسن والعلی ص ۵۹، از اعلیٰ حضرت قاضی بریلوی)

شہادت علی اور خارجی کی گستاخی

لمعون خارجی عزیر صدیقی لکھتا ہے ! علی مرتضیٰ نے ایرانی

مبوسوں کی مدد سے حکومت حاصل کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے معاف نہ کیا۔ خود ان کے ہی ایک پرستار کے ہاتھوں انہیں ختم کر دیا پھر حکومت کبھی ان کی نسل میں نہ آسکی یہ ام المومنین کی بددعا تھی۔

(حیات ام المومنین ص 63)

طعون عزیر صدیقی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خلافتِ حقہ کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ وہ مدینہ طیبہ کے ان تمام صحابہ کرام کو اور پھر ساری امت کے اجماع کو پس پشت ڈالتے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خلافت کو ساز اور غداری قرار دیتا ہے۔

طعون عزیر صدیقی، معاذ اللہ! تمام صحابہ کو جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بیعت پر شوق ہو گئے تھے جو کئی قرار دیتا ہے لعنت ہو ایسے عقیدے پر اور لعنت ہو عزیر صدیقی اور اس کے اعوان و انصار پر اور لعنت ہو ایسا لٹریچر چھاپ کر تقسیم کرنے والوں پر۔

طعون نے کہا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کو ام المومنین بددعا میں دیتی رہیں اور یہ آپ کی بددعا کا نتیجہ ہے کہ خلافت آپ کی نسل میں نہ آسکی۔ حقیقت اس کے برعکس ہے حضرت علی علیہ السلام کی شہادت مقدسہ کے بعد آپ کے لخت جگر، جنتی نوجوانوں کے سردار، امام المسلمین، امیر المومنین حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام منہ خلافت پر متمکن ہوئے اور آپ کی خلافت کو خلافتِ راشدہ علیٰ منہاج النبوة مانا جاتا ہے۔

حضرت امام حسن علیہ السلام اپنے والد گرامی کی شہادت کے بعد چھ ماہ تک خلافت کے منصب پر فائز رہے اس کے بعد آپ نے خلافت خود چھوڑ دی تھی کیونکہ تیس سالہ خلافتِ راشدہ کے بعد محض بادشاہت تھی اور امام حسن علیہ السلام کے پاس تو امام الا ولایا منیع ولایت حضرت علی علیہ السلام کی خلافت موجود تھی اور یہ خلافت تا قیام قیامت جاری رہے گی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر یہ الزام لگانے والے کہ آپ حضرت علی علیہ السلام کے لئے بددعا کرتی رہیں بالکل خلاف حقیقت اور من گھڑت ہے۔

اب ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت کے حوالہ سے بات کریں گے۔

طعون عزیر صدیقی نے ابن ابی عمیر کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا پرستار قرار دیا ہے۔ یہ بدترین جھوٹ ہے اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت نص سے ثابت ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی

شہادت کے حوالہ سے تحقیق پیش خدمت ہے۔

حضور نے شہادت کی خبر دی

خبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت کی خبر دی ہے ایک روز مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ !

اشقی الناس رجلاً، و شخص بخت بد بخت ہیں اجیر (قدار)
جس نے حضرت صالح علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناقہ کے پیر کاٹنے
تھے اور ایک شخص وہ جو تم کو قتل کرے گا اور تمہاری داڑھی خون سے رنگی
جائے گی۔

(تاریخ الخلفاء ص ۳۳)

ایک مرتبہ فرمایا ! علی تم جانتے ہو کہ دو بد بختوں میں سے پہلا بد بخت کون ہے ؟
عرض کی یا رسول اللہ ! وہ شخص جس نے ناقہ صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیر کاٹے تھے
فرمایا ! تم نے سچ کہا ہے۔
پھر فرمایا ! کہ دوسرے بد بخت کو بھی جانتے ہو ؟
عرض کی ! اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔
فرمایا ! دوسرا بد بخت وہ ہے جو تم کو قتل کرے گا۔

(الریاض النضرہ ج ۲ ص ۳۳۱) (صواعق خرد ص ۱۲۲)

مولائے کائنات علیہ السلام کو خبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس خبر صادق پر پورا پورا
اعتماد تھا اور آپ یقینی طور پر جانتے تھے کہ میں شہید ہو کر دنیا سے رخصت ہوں گا۔ چنانچہ آپ نے
کئی دفعہ اپنی شہادت کی خبر ستائی ابوالاسود دلی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سیدنا حضرت مولانا علی کرم
اللہ وجہہ الکریم بنا رہے تھے میں عیادت کے لئے حاضر ہوا۔

عرض کیا امیر المؤمنین ! ہم لوگوں کو آپ کی بیماری کا خطرہ ہے۔
فرمایا ! بخدا مجھے اس بیماری سے کوئی خطرہ نہیں ہے کیونکہ میں نے شاہ عرب و عجم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس سے سنا ہے کہ تجھے اس جگہ گوارا ماری جائے گی۔ اپنے سر کی طرف

اشارہ کیا وہاں خون پیے گا جس سے داڑھی رنگدار ہو جائے گی۔

(تورالابصار ص ۱۱۹)

شہادت

آپ کے دشمنوں خارجیوں نے مکہ معظمہ میں بیچہ کر سازش کی تین آدمیوں نے ذمہ اٹھایا کہ پوری تاریخ اسلام بدل دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے بدل دی۔
عرو بن تیمی نے کہا کہ میں حاکم مصر عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کروں گا۔
برک بن عبداللہ میں معاویہ بن ابی سفیان کو قتل کروں گا، عبدالرحمن بن ملجم مروی نے کہا کہ میں امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کروں گا۔
ان ہولناک مہموں کے لئے ۱۷ رمضان المبارک کی تاریخ مقرر کی گئی پہلے دو شخص اپنی مہم میں ناکام رہے لیکن عبدالرحمن بن ملجم خارجی ملعون کامیاب ہو گیا۔

(صواعق محرّصہ ص ۳۱)

قارئین ! ملعون عزیر صدیقی اسی خارجی کا بھائی بند ہے اُس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی جان پر حملہ کیا ہے یہ ملعون حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی روح پر حملے کر رہا ہے۔
ملعون کے آیاؤ اجداد نے بھی حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک کو نہیں مانا یہ بھی عظمت اہل بیت کا منکر ہے۔

اس کے آیاؤ اجداد اور اس کا استاد محمود عباسی اور اس کے چیلے مولوی سلیمان اور ابو یزید محمد دین بٹ، خارجی مولوی ظہور احمد اورنگ آبادی۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خانوادہ نوری کے خلاف بدترین کتابیں تحریر کر کے جہنم کا بندھن بن چکے یہ بھی اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا چکا ہے اور یقیناً ہمیشہ ہمیشہ اس میں جلتا رہے گا۔

خارجیوں کے بارے میں فرمانِ رسول

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خارجیوں کی نشانیوں بیان فرمائی ہیں اب ہم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان پیش کر رہے ہیں۔

جناب زید بن وہب سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں بھی اس لشکر میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ تھا جو غار جیوں سے جہاد کے لئے نکلا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اے لوگو! بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

سبيخرج قوم من أمتي يقرءون القرآن ليس قراءتكم
إلى قراءتهم بشيء. ولا صلواتكم إلى صلواتهم بشيء. ولا
صيامكم إلى صيامهم بشيء.

يقرءون القرآن بحسبون انه لهم وهو عليهم لا
يجاوز تراقيهم. يهرقون من الاسلام كما يهرق السهم
من الرمية

عقرب میری امت سے ایک گروہ پیدا ہوگا کہ تمہاری قرأت ان کی
قرأت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہ ہوگی، اور تمہاری نمازیں ان کی
نمازوں کے مقابلہ میں کچھ بھی نہ ہوں گی اور تمہارے روزے ان کے
روزوں کے مقابلہ میں بچے ہوں گے۔ وقرآن اس خیال سے پڑھیں گے
کہ یہ ان کے لئے ثواب ہے حالانکہ وہ ان پر وبال ہے، وہ ان کے گلے
سے نیچے نہ اترے گا۔ دین اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح
تیر شکار میں گھس کر نکل جاتا ہے۔

ان تمام علامتوں کے بعد ان کی ایک اور علامت بیان فرمائی۔

واية ذالک ان فيهم رجلا له عضد. وليس له ذراع.
على راس عضده مثل حلبة تدي المرأة عليه شعرات
بيض.

اور اس کی یہ نشانی ہے کہ ان میں ایک شخص ہے جس کا بازو ہے اور ہاتھ
نہیں ہے اور اس کے بازو کے سرے پر عورت کے پستان جیسا نشان ہوگا
اور اس پر سفید بال ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا !
جب تم اہل شام کی طرف جاؤ گے اور ان کو چھوڑ دو گے تو وہ تمہارے بال بچوں اور اموال
پر چڑھ دوڑیں گے اور تم کو غارت کریں گے۔ خدا کی قسم ! میں اُمید رکھتا ہوں کہ یہ قوم وہی ہے کہ
انہوں نے ناحق خون بہایا اور لوگوں کے جانوروں کو لوٹا۔

فسیر علی اسم اللہ، بیس اللہ کا نام لیکر نکل پڑو۔

جناب سلمہ کہتے ہیں کہ جناب زید بن وہب نے ہمیں ایک جگہ پر اُتارایا یہاں تک کہ ہم
نے ایک چل چور کیا۔ اس وقت خارجیوں کا امیر لشکر عبداللہ بن وہب راہی تھا۔

اُس نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ تیر پھیک دو اور اپنی گواہیں بناموں سے نکال لو۔ جناب علی
نے اپنے لشکر کو نیز سے تانے کا حکم دیا اور جب حملہ ہوا تو خارجیوں کو لشکر علی نے برجیوں پر رکھ لیا۔
پھر کیا تھا؟ کشتوں کے پشنے لگ گئے۔

مولاعلی نے حکم فرمایا ! ان کی لاشوں میں ناقص ہاتھ والا تلاش کرو۔ یا وجود تلاش بسیار کے
وہ نہ ملا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خود اُٹھے اور کچھ لاشوں پر آئے جو ایک دوسر پر پڑی ہوئی
تھیں۔ آپ نے اپنے لشکریوں کو حکم دیا کھینچ کر الگ الگ کرو تو اس لاش کو سب لاشوں کے نیچے
پایا۔

فکبر علی ثم قال صدق الله وبلغ رسول

مولاعلی علیہ السلام نے تکبیر بلند فرمائی اور پھر فرمایا ! اللہ نے سچ فرمایا، اور اُس کے رسول
نے سچ پہنچایا۔

حضرت عبید اللہ سلمانی رضی اللہ عنہ نے اسی مقام پر آپ کی جناب میں کھڑے ہو کر عرض
کیا !

يا امير المؤمنين ! والله الذي لا اله الا هو لسمعت

هذا الحديث من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم۔

اے امیر المؤمنین ! قسم ہے اُس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ یہ

حدیث میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی۔

اور یہ تمہیں مرتبہ کہا ! مندرجہ بالا حدیث مقدسہ سے حجاج کے عتقاد کے ساتھ ساتھ

کے عالمائے کردار کا بھی پتہ چلتا ہے اور یہ بھی کہ بظاہر وہ بہت پرہیزگار اور تقویٰ شعائر نظر آتے ہیں لیکن اندر سے نہایت خونخوار ہیں آج کے دور کے خارجی بھی آج سے چودہ سو سال پہلے کے خارجیوں کی پوری طرح عکاسی کرتے ہیں۔

(آل رسول ص ۶۶۹)

میں اس بحث کو اپنے آقائے نعمت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ان اشعار پر

ختم کرتا ہوں اور یہی پیغام دیتا ہوں۔

ذکر آل محمد کا کرتے رہو ، ذور عشق رسالت کا چلتا رہے
 خارجیت پہ لعنت برتی رہے ، خارجی کا جنازہ نکلتا رہے
 بغض جس کو محمد کی عزت سے ہے ، وہ منافق ہے مردود و شیطان ہے
 جس کو جانا جہنم کی ہے آگ میں ، ہے یہاں بھی وہاں بھی وہ جلتا رہے
 لاکھ طوقاں اٹھے کر بلائیں بنیں ، پھر بھی آل محمد ہمیشہ رہی
 اے خدا میرے آقا کا پیارا چمن ، حشر تک پھولنا اور پھلتا رہے
 باپ ہو گا تمہارا مبارک تمہیں ، ہم تو کانفر سے بدتر ہیں کہتے اُسے
 اُس کو کیسے مسلمان ہم مان لیں ، جو محمد کے غنچے مسلتا رہے
 آل اطہار سلطان ابرار کی ، پاک تھی پاک ہے پاک ہی پاک ہے
 خارجی کی ہیں قسمت میں ناکامیاں ، جو نکلتا رہے وہ اُکلتا رہے
 خارجیوں پہ لعنت کرو اور پھر ، ان کو ان کے ہی حالات پر چھوڑ دو
 ان سے کیسے محبت کی خوشبو ملے ، بغض حق جن کے سینوں میں پلتا رہے
 جو بھی ہے دشمن عزتِ مصطفیٰ ، جس کے دل میں ہے بغض رسولِ خدا
 خارجی ہے رہے گا وہ بس خارجی ، لاکھ چہرے کے لیبل بدلتا رہے
 ہے یہ صائم وقفہ ہرا آج بھی ، یا علی یا علی یا علی یا علی
 زور سے اب گلے نعرۂ حسیدری ، بد عقیدوں کا سینہ دہلتا رہے

حصہ نظم

نعتِ رسول ﷺ

سید و سرور محمد نورِ جاں کی بات ہے
مصطفیٰ کے نوری نوری آستاں کی بات ہے

سارے پھولوں میں ہے رنگِ مصطفائی کی جھلک
سارے تاروں میں ہے پیارے کملی والے کی چمک
آفتاب و ماہ میں ہے ان کی ہی نوری دمک
نورِ اول کی یہ پہلی داستاں کی بات ہے
مصطفیٰ کے نوری نوری آستاں کی بات ہے

جس نے لینا ہے کرمِ اللہ کا طیبہ چلو
میرے آقا رکھتے ہیں سب کا بھرم طیبہ چلو
ختم ہو جائیں گے سب درد و الم طیبہ چلو
یہ خدائے پاک کے اعلیٰ نشاں کی بات ہے
مصطفیٰ کے نوری نوری آستاں کی بات ہے

اس درِ اقدس سے ہم نے خلد کی پائی گلی
 روضہٴ اقدس پہ دیکھے سر جھکائے سب ولی
 اس درِ اقدس کا دیتے فیض ہیں مولا علی
 لہمک لہمی کے یہ رازِ نہاں کی بات ہے
 مصطفیٰ کے نوری نوری آستاں کی بات ہے

ہے اصل میں مصطفیٰ کا در میرے مولا کا در
 اور کملی والے کا ہے آستاں زہرا کا گھر
 یہ حسین و حسن کا گھر ان کے ہے نانا کا گھر
 اہل بیت مصطفیٰ کے گلستاں کی بات ہے
 مصطفیٰ کے نوری نوری آستاں کی بات ہے

مجھ کو آقا کے درِ اقدس سے ہے سب کچھ ملا
 ہے عبادت کے لئے مجھ کو ملا میرا خدا
 اور محبت کے لئے مجھ کو ملے ہیں مرتضیٰ
 تجھ کو واعظ کیا خبر کہ یہ کہاں کی بات ہے
 مصطفیٰ کے نوری نوری آستاں کی بات ہے

ہجر طیبہ میں ہمیشہ میرا دل روتا رہا
آنسوؤں سے اپنے دل کو میں سدا دھوتا رہا
صائمِ چشتی کا مجھ پر یوں کرم ہوتا رہا
نعت میں مقصودِ شاہِ دو جہاں کی بات ہے
مصطفیٰ کے نوری نوری آستان کی بات ہے

شان والے اہل بیت

عظمت و رفعت کے ہیں نوری حوالے اہل بیت
ساری اُمت سے ہیں بڑھ کر شان والے اہل بیت

آیت تطہیر جن کی عظمتوں کی ہے دلیل
پاک ہیں پاکیزہ تر سب نرالے اہل بیت

نورِ اول کی ہیں کرنیں ضوفشاں ہر فرد میں
نور کے سانچے میں خالق نے ہیں ڈھالے اہل بیت

بچہ بچہ نور کا ہے بالیقین سادات کا
نور کے صدقے میں سارے نور والے اہل بیت

جس نے کی تکریم اس دنیا میں آلِ پاک کی
دیں گے کوثر کے اسے بھر بھر پیالے اہل بیت

موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جیتے ہیں
ساری دنیا سے ہیں دل والے جیالے اہل بیت

گلشن سرکار مہکے گا یقیناً حشر تک
رحمتوں کے سائے میں رب نے ہیں پالے اہل بیت

ہوں میں مداح محمد اور غلام آل پاک
میرے سب درد و الم مقصود نالے اہل بیت

میرا ایمان پختن

ہیں دین پختن میرا ایمان پختن
سارا جہان جسم ہے اور جان پختن

پانچوں کا نور ایک ہے پانچوں کی بات ایک
دیتے ہیں سب کو ایک ہی فیضان پختن

آدم کو پختن کے وسیلے ملی نجات
خُلد و جناں کے سرور و سلطان پختن

کرتا ہوں مدح آل پیغمبر ہر اک جگہ
ہوں پختنی ہیں میری پہچان پختن

مرفوم ان کے عرش الہی پہ نام ہیں
اللہ کی عظیم ہیں برہان پختن

تطہیر جن کی خالق اکبر نے کی بیاں
پاکیزگی و شان کا عنوان پختن

مقصود مجھ کو کس لئے محشر کا خوف ہو
بخشش کا میری جب کہ ہیں سامان پختن

حب اہل بیت

حب اہل بیت اپنے دل میں یوں رکھتا ہوں میں
پنجتن کے نام کی مالا سدا چپتا ہوں میں

بے ولائے آل احمد میرے دل میں یوں بسی
ذکر آل مصطفیٰ میں گم سدا رہتا ہوں میں

تازگی ایمان کو ہو جاتی ہے حاصل مرے
شان و عظمت آل کی قرآن میں جب پڑھتا ہوں میں

پنجتن کا آسرا ہے پانچ ہیں حامی مرے
مچھکو جو بھی چاہئے اس در سے ہی لیتا ہوں میں

جب مجھے دُنیا ستائے جب پریشانی بڑھے
آل احمد کے درِ عالی پہ آجاتا ہوں میں

پنجین کی ہے غلامی کا شرف مجھ کو ملا
فخر ہے کہ آل کا منگتا ہی کہلاتا ہوں میں

جب بھی مدح آل اطہر لکھتا ہوں مقصود میں
حضرتِ صائم کو اپنے پاس ہی پاتا ہوں میں

پنجتن کا غلام ہوں

میں تو پنجتن کا غلام ہوں
یہی کہہ رہا صبح و شام ہوں
میں تو پنجتن کا غلام ہوں

یہی گھر کہ جس میں ہیں مصطفیٰ
یہی گھر کہ جس میں ہیں مرتضیٰ
یہی گھر کہ جس میں ہیں فاطمہ
اسی گھر میں حسن و حسین ہیں
اسی گھر کو کرتا سلام ہوں
میں تو پنجتن کا غلام ہوں

یہی آستانِ رسول ہے
یہی آستانِ بتول ہے
اسی در کا اعلیٰ اصول ہے
میرا سرمہ طیبہ کی دھول ہے
اسی در سے لیتا کلام ہوں
میں تو پنجتن کا غلام ہوں

درِ پختن پہ جھکادو سر
 درِ مصطفیٰ ہے خدا کا گھر
 ہے بھٹکتا کیوں تو ادھر ادھر
 تجھے دیتا حق پیام ہوں
 میں تو پختن کا غلام ہوں

میرے پیر صائم کی ہے عطا
 مجھے مل گیا ہے مرا خدا
 ملے مصطفیٰ ملے مرتضیٰ
 ہے ملی غلامیٰ فاطمہ
 جیسی بانٹتا درد عام ہوں
 میں تو پختن کا غلام ہوں

مقصود میری ہے التجا
 کرو عشق آلِ رسول سے
 کرو عشق حق کے اصول سے
 یہ عمل خدا کو قبول ہے
 اسی در سے لیتا میں جام ہوں
 میں تو پختن کا غلام ہوں

اہل بیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

عظمتوں کا ہیں حوالہ اہل بیت مصطفیٰ
شان میں ہیں سب سے بالا اہل بیت مصطفیٰ

اہل بیت مصطفیٰ کی شان ہے قرآن میں
دین حق کا ہیں اُجالا اہل بیت مصطفیٰ

کی طلب ان کی موڈۃ خود خدائے پاک نے
ساری دُنیا سے ہیں اعلیٰ اہل بیت مصطفیٰ

ذکرِ اہلبیت ہی ہے بالیقین ذکرِ خدا
ظلمتِ دل کا اُجالا اہل بیت مصطفیٰ

آل و اولادِ عسلی کی شان ہے سب سے جدا
عظمتوں کا ہیں حوالہ اہل بیت مصطفیٰ

آل کے صدقے میری مقصود بگڑی بن گئی
ہیں کرم کرتے اُجالا اہل بیت مصطفیٰ

مشکل کشاء کی بات ہے

مصطفیٰ کے دلِزبا کی بات ہے
مرتضیٰ مشکل کشاء کی بات ہے

جس کی آمد کعبۃ اللہ میں ہوئی
اُس علی اعلیٰ علی کی بات ہے

ہے علی مولا کے گھر زہرا بتول
کملی والے کی دعا کی بات ہے

جس کی قوت قوت پروردگار
حامی دینِ ہدیٰ کی بات ہے

جس کے بیٹے حضرتِ حسین ہیں
اس نبی کے مہ لقا کی بات ہے

جس کو چاہیں آپ جنت بخش دیں
مرتضیٰ کی یہ عطا کی بات ہے

تھی شہادت مقصد و مقصود بس
یہ علی کی ہی وفا کی بات ہے

مُشکل کُشا علیؑ

ہیں تاجدارِ ہل اتنی مُشکل کُشا علیؑ
ہیں مُصطفیٰ کے دلربا مُشکل کُشا علیؑ

کہتے ہیں سارے اولیاء ہر دم علی علی
اعظم بھی ہیں علی علی اقدم علی علی
دونوں جہاں کے رہنما مُشکل کُشا علی
ہیں مُصطفیٰ کے دلربا مُشکل کُشا علی

ہر اک زباں پہ ہے سدا جاری علی علی
ہیں بخشنے والیہیں ساری علی علی
تفسیر و شرحِ الٰہی مُشکل کُشا علی
ہیں مُصطفیٰ کے دلربا مُشکل کُشا علی

نورِ خُدا کے نور کا جلوہ علی علی
سُلطانِ انبیاء کا ہیں نقشہ علی علی
ہیں مجتبیٰ و مرثیٰ مُشکل کُشا علی
ہیں مُصطفیٰ کے دلربا مُشکل کُشا علی

شاہِ ولایت فاتحِ خیبر علی علی
 نورِ خدا کا عکسِ ممتور علی علی
 ہیں مُصطفیٰ کے دُرِّبا مُشکلِ کشا علی

مقصودِ دو جہان ہیں مولا علی علی
 ہر اک ولی کے افسر و آقا علی علی
 منبع ہیں ہر اک خیر کا مُشکلِ کشا علی
 ہیں مُصطفیٰ کے دُرِّبا مُشکلِ کشا علی

زہرا بتول

رحمتِ ربِّ العلیٰ زہرا بتول
بنتِ شاہِ انبیاءِ زہرا بتول

ہر فضیلت کی ہے جامع اُن کی ذات
حاصلِ ہر اک ثناء زہرا بتول

اُن کی طہیت اُن کا جوہر پاک ہے
ہر طہارت کی ضیاء زہرا بتول

خانۂ حیدر کی ہیں وہ روشنی
والفِ صبر و رضا زہرا بتول

بیٹیاں مقصود کی تیری غلام
میں گدا ہوں آپ کا زہرا بتول

بیٹی رسول کی

ہے ملکہ ملکِ جانا بیٹی رسول کی
جائے پنہ دارالاماں بیٹی رسول کی

ہے تاجدارِ اہل اتی شوہرِ جناب کا
حسنین و زینب کی ہے ماں بیٹی رسول کی

پلتا رہا حق آپ کی آغوشِ پاک میں
حق کی حقیقی ترجمان بیٹی رسول کی

امت کو ہے بچالیا ابنِ بتول نے
ہے عاصیوں کی پاسباں بیٹی رسول کی

سر پر رداِ تطہیر کی جھومر ہے نور کا
عز و وقارِ دو جہاں بیٹی رسول کی

مقصودِ گرچہ پڑے گا محشر سے واسطہ
مجھ کو بچالے گی وہاں بیٹی رسول کی

رسول کا ہے قرار زہرا سلام اللہ علیہا

رسول کا ہے قرار زہرا ، نبی کے گھر کی بہار زہرا
 علی کے گھر کا وقار زہرا ، رسول اکرم کا پیار زہرا
 صلوة جاری دوام اُن پر
 دُرود اُن پر سلام اُن پر

ہے خُلد کی تاجدار زہرا ، علی کی ہے رازدار زہرا
 بہشت کی ہے بہار زہرا ، ہے عظمتوں کا نکھار زہرا
 جہاں میں اُونچا مقام اُن کا
 ہر اک فرشتہ غلام اُن کا

خدیجہ کا ہے سرور زہرا، ہے نور زہرا ہے نور زہرا
 نجاتوں سے ہے دور زہرا ، رسالتوں کا شعور زہرا
 ہے خلد انور کی شان زہرا
 عبادتوں کا جہان زہرا

فدا ہیں مقصود اُن پہ ہر دم ، وہ مالکِ سلسیل و زم زم
 اما میں اُن کے گھر کی قائم ، ہے شان زہرا عظیم اعظم
 جناب زہرا فداکِ روحی
 جناب زہرا فداکِ امی

قطعات

اُلفت ہے پختن کی

ایمان کی علامت اُلفت ہے پختن کی
 ٹوٹے دلوں کی راحت اُلفت ہے پختن کی
 مقصود سب کو حاصل برکت ہے پختن کی
 شمس و قمر میں ظاہر طلعت ہے پختن کی

پختن سے پیار کرنا

پختن سے پیار کرنا دین کی برہان ہے
 اُلفت آلِ محمد دین کی بھی جان ہے
 جس کو ہے مقصود حاصل اُلفتِ آلِ نبی
 جنتی ہے بالیقین وہ صاحبِ ایمان ہے

جنت کی حور زہرا

علی کے گھر کا ہے نور زہرا
زمیں پہ جنت کی حور زہرا
جو آئے مقصود در پہ اُن کے
عطا ہیں کرتی ضرور زہرا

شانِ حسنین

شانِ حسنین کرے کوئی کیا بیاں
ہے گواہ اُن کی عظمت کا ربِ جہاں
اپنی ہے حاضری اُن کے دربار میں
ہیں ملی جن کو مقصود سب خوبیاں

حسین کریمین کا رتبہ اعلیٰ

حسین کریمین کا رتبہ اعلیٰ
جن کو اصحاب نے مانا اعلیٰ
کیسے مقصود بیاں ہو عظمت
شانِ حسنین ہے بالا اعلیٰ

سلام

بمختصر سرکارِ دو عالم حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ

سلام اے احمد مرسل سلام اے ہادی عالم
سلام اے تاجدارِ دو جہاں اے افضل و اکرم

سلام اے ہادیِ دوراں سلام اے خلق کے رہبر
سلام اے خیر کے مصدر سلام اے نُور کے پیکر

سلام اے سرورِ عالم ، سلام اے عالی و اعظم
سلام اے تاج والے راج والے راجم و اکرم

سلام اے سید عالم کہ تیری شان عالی ہے
سلام اے رونق عالم کہ تُو ہم سب کا والی ہے

سلام اے نُور والے مُحمّدہ رُوح کے ساقی
تڑی ہی ذاتِ اعلیٰ ہے تڑی ہی ذات ہے باقی

سلام اے ساتی کوثر کہ مختارِ کُل عالم ہے
ہے تیری شانِ اعلیٰ اعلیٰ ہے معلّم ہے

سلام اے گیسوؤں والے جہاں کا ہے اُجالا تُو
خُدا کا مہرِ انور تُو ، کرم کا ہے حوالہ تُو

سلام اے دلبرِ داور کہ ہے عالی نسب تیرا
سلام اے طیب و طاہر کہ طہ ہے لقب تیرا

سلام اے مالکِ کونین تری منزل ہے او ادنیٰ
ترے اللہ نے تجھ کو قرب میں اپنے ہے بلوایا

سلام اے طاہا و یسین تیری شانِ عالی ہے
تُو رحمت ہے جہانوں کی جہاں کا تُو ہی والی ہے

سلام اے شافعِ محشرِ کرم مقصود پر کرنا
یہ تیرے در کا سائل ہے شہا اس پر نظر کرنا

سلام

بحضور سیدۃ النساء العالمین سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا

سلام اے مخزنِ انوار و رحمت سیدہ زہرا

سلام اے مرکزِ نُور و ہدایت سیدہ زہرا

سلام اے تاجدارِ دو جہاں کی نُورِ جاں زہرا

سلام اے عاصیوں اور پُرخطاؤں کی اماں زہرا

سلام اے زوجہٴ شیرِ خدا مولا علی زہرا

سلام اے گلشنِ شاہِ مدینہ کی کلی زہرا

سلام اے سیدہ زہرا کرم کی انتہا تُو ہے

سلام اے سیدہ زہرا جہاں کا آسرا تُو ہے

سلام اے سیدہ زہرا کہ تیری ذاتِ عالی ہے

سلام اے سیدہ زہرا کہ تُو دُرِّ آلی ہے

سلام اے سیدہ خادمِ ترا جبریل ٹھہرا ہے
 ترے پردے کی خاطر در پہ عزرائیل ٹھہرا ہے

سلام اے سیدہ ہے رات سجدوں میں کٹی تیری
 جہاں کی عورتوں کی رہنما ہے زندگی تیری

سلام اے سیدہ زہرا کرم کی انتہا تُو ہے
 جسے ہیں چومتے آقا کلی وہ لاشہ تُو ہے

سلام اے سیدہ زہرا تُو مالکِ خُلد و جنت کی
 جو تیرے در پہ آیا تونے اُس کی پوری حاجت کی

سلام اے سیدہ زہرا ترا عالی گھرانہ ہے
 ترے پردے کی حالت جانتا سارا زمانہ ہے

سلام اے آن والی شان والی سیدہ زہرا
 سلام اے صاحبِ قرآن والی سیدہ زہرا

سلام اے سیدہ تیری عبادت کو ریاضت کو
 سلام اے سیدہ تیری امامت کو سیادت کو

سلام اے سیدہ تیری عنایت کو سخاوت کو
 سلام اے سیدہ تیری مروت کو کرامت کو

سلام اے سیدہ تیری فصاحت کو بلاغت کو
 سلام اے سیدہ تیری فراست کو شجاعت کو

سلام اے سیدہ در پر ترے آیا سوالی ہے
 فقیر بے نوا مقصود کی جھولی بھی خالی ہے

سلام

بجضور مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام

سلام اے تاجدارِ اولیاءِ مولا علی حیدر
سلامی کو فرشتے آرہے ہیں آپ ہی کے گھر

سلام اخی رسولِ دوسرا ، شیرِ خدا تُو ہے
خلیفہ نبی تُو ہے وصی مصطفیٰ تُو ہے

سلام اے تاجدارِ ہل اتی نفسِ نبی تُو ہے
ابوطالب کا تُوَرِ عین ہے حق کا ولی تُو ہے

سلام اے لحمک لحمی زالی شانِ تیری ہے
ہے بلکہ بڑھی جاتی شانِ ہر اک آن تیری ہے

سلام اے مرتضیٰ مشکل کشاءِ شیرِ جلی حیدر
سخاوت میں تُو ہے یکتا سخی ابنِ سخی حیدر

سلام اے پیکرِ انوار و رحمت فیض کے مظہر
ہے تُو ہی خیر کا مرکز ، ہے تُو ہی جانِ پیغمبر

سلام اے مرتضیٰ کہ ترین وفا تُو ہے
نبی کا دربا تُو ہے علی اعلیٰ علی تُو ہے

سلام اے مرتضیٰ حامی دینِ مصطفیٰ تُو ہے
سلام اے مرتضیٰ پیارے محمد کی رضا تُو ہے

سلام اے مرتضیٰ شیرِ جلیِ حقا ولی تُو ہے
سلام اے مرتضیٰ حیدر ہے تُو مولا علی تُو ہے

سلام اے مرکبِ نُور و ضیا مشکل کشا تُو ہے
سلام اے مرتضیٰ پیارے نبی کا دربا تُو ہے

سلام اے مرتضیٰ کہ تاجدارِ اہلِ اقی تُو ہے
سلام اے مرتضیٰ تُوٹے دلوں کا مدعا تُو ہے

سلام اے مرتضیٰ کہ رہنمائے عاشقاں تُو ہے
شجاعت کا نشاں تُو ہے فضیلت کا جہاں تُو ہے

سلام اے مرتضیٰ اہل نظر کا تُو ہی والی ہے
مثیل حضرت یوسف تری شانِ جمالی ہے

سلام اے مرتضیٰ گہرِ عمران کا تُو ہے
سلام اے مرتضیٰ عنوان ہر عنوان کا تُو ہے

سلام اے مرتضیٰ پیارے نبی کی جان بھی تُو ہے
بفیضانِ نبی اک بولتا قرآن بھی تُو ہے

سلام اے مرتضیٰ شیرِ خدا صدیقِ اکبر تُو
زمیں والوں کا مولا تُو سما والوں کا رہبر تُو

سلام اے ساقیِ کوثر ، ملے اک جامِ کوثر کا
ترے مقصود کو مل جائے اب انعامِ کوثر کا

سلام

بجسور شہید مصطفیٰ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام

سلام اے خُلد کے سرور سلام اے نُور کے پیکر
 شہید مصطفیٰ مولا علی کے دلربا شہر

سلام اے ماہِ عالم تاب کی روشن کرن تُو ہے
 نبی کا شاہزادہ ، حُسنِ دو عالم ، حسن تُو ہے

سلام اے سیدہ زہرا کی نُورِ گود کے پالے
 سلامی تجھ کو دینے آتے ہیں خود آسماں والے

سلام اے پارۂ شاہِ مدینہ ، اے حسنِ پیارے
 تزیِ تعریف ہیں کرتے کتابِ اللہ کے پارے

سلام اے رونقِ کاشانۂ خیر النساء تُو ہے
 سلام اے ماہِ انورِ شامِ ظلمت میں ضیاء تُو ہے

سلام اے حُسنِ محبوبِ خدا کے منظرِ کامل
سلام اے جرأتِ شیرِ خدا کے منظرِ کامل

سلام اے سیدہ زہرا کے گلشن کے گلِ رعنا
اے ریحانِ نبی تجھ کو رسولِ پاک نے سونگھا

سلام اے اُمتِ سرکار کے پُرآمن شہزادے
سلامی تجھ کو دینے آتے ہیں سارے فلکِ زادے

سلام اے محبتی مولا حسن رکھوالے اُمت کے
تری ہی سلطنت ٹھہرے گلستاں سارے جنت کے

سلام اے محبتی مولا حسن رحمت کا طالب ہوں
رسولِ پاک کے پیارے تری قُربت کا طالب ہوں

سلام اے محبتی مولا حسن تری شانِ شہادت پر
آمن کے پاک شہزادے کیا احسان اُمت پر

سلام اے مجتبیٰ مولا حسن تیری عطاؤں پر
کرم کرتا ہے تُو ہی عاصیوں اور پُرخطاؤں پر

سلام اے مجتبیٰ مولا حسن تیری اداؤں پر
کسی بھی وقت گھیرایا نہیں ہے تُو بلاؤں پر

سلام اے مجتبیٰ مولا حسن تری شانِ کمالی پر
سلام آئیں فرشتوں کے ترے اخلاقِ عالی پر

سلام اے مجتبیٰ مولا حسن امن کا تُو ہے شہزادہ
وہی تو حق کا ہے جادہ حسن تیرا ہے جو جادہ

سلام اے مجتبیٰ مولا حسن کر دو کرم ہم پر
کہ ہیں توڑے ہوئے اہل جفا نے پھر ستم ہم پر

سلام اے مجتبیٰ مولا حسن نظرِ کرم کر دے
تُو نانا جان کے صدقے ہماری جھولیاں بھر دے

مرے مولا حسن در پر ترے مقصود ہے آیا
سلاموں اور دُرودوں کا یہ تحفہ ساتھ ہے لایا

سلام

بمختور سید الشہدہ حضرت امام حسین علیہ السلام

سلام اے کملی والے مصطفیٰ کی آنکھ کے تارے
سلام اے فاطمہ کے لال حیدر کے جگر پارے

سلام اے مرتضیٰ کے لاڈلے حق کا نشان تُو ہے
خدا کے دین کا ناصر کرم کا آساں تُو ہے

سلام اے خوں سے جس نے گلشنِ دین کو نکھارا ہے
سلام اے شاہِ کربلا تُو رسول اللہ کا پیارا ہے

سلام اے رونقِ بزمِ شہیداں ، جاوداں تُو ہے
اے ابنِ مصطفیٰ سارے غریبوں کی آماں تُو ہے

سلام اے حضرت شبیر تُو بھائی حسن کا ہے
سلام اے حضرت شبیر تُو وارثِ عدن کا ہے

سلام اے نُحُون دے کر دیں کو جس نے کر دیا تازہ
سلام اے خون جس کا ہر گُل تازہ کا ہے غازہ

سلام اے جس کو جُت کے لباس اللہ نے پہنائے
سلام اے عُلد سے جس کے لئے کھانے اُتر آئے

سلام اے ریکِ کر بل کو کیا جُت نشاں تُو نے
لہو سے ریگزاروں کو کیا ہے گلستاں تُو نے

سلام اے تاجدارِ بل اتی کے نُور جاں پیارے
سلام اے فیض کے مرکز نبی کی آنکھ کے تارے

سلام اے سید شہید ہم سب کی اماں تُو ہے
شجاعت کا جہاں تُو ہے کرم کا آسماں تُو ہے

سلام اے سید شہید تری ہمت کو جرأت کو
کہ تُو نے رکھا دیں کی دائم و قائم حقیقت کو

سلام اے سید شہید تُو حق کا فدائی ہے
 ترے نُوں سے ہی رب کے دین نے توقیر پائی ہے

سلام اے سید شہید تُو رحمت کا دریا ہے
 برائے امتحاں لیکن کئی دن کا پیاسا ہے

سلام اے سید شہید تُو نے دیں بچایا ہے
 زمین کربلا کو نُوں سے تُو نے سجایا ہے

سلام اے سید شہید تیرا صبر اعلیٰ ہے
 ترے نُوں کی بدولت دین کا ہر سُو اُجالا ہے

سلام اے سید شہید تُو جنت کا والی ہے
 مجدد ہو ولی ہو غوث ہو تیرا سوالی ہے

سلام اے سید شہید مرکز تُو عطاؤں کا
 چلا ہے سلسلہ شجھ سے بلا میں بھی وفاؤں کا

سلام اے سید شہید تیری حق پرستی پر
 سلام آئیں فرشتوں کے تری ہی پاک ہستی پر

سلام اے سید شہید تُو عنوانِ رحمت ہے
 برائے اُمتِ نادر تُو سامانِ رحمت ہے

سلامی پیش کرنے کے لئے مقصود آیا ہے
 یہ اپنے آنسوؤں کا تحفہ اپنے ساتھ لایا ہے

سلام

بمخضوراہل بیت

سلام اُن پر کہ جن کی شان میں قرآن آیا ہے
سلام اُن پر کہ جن کے گھر میں ہی ایمان آیا ہے

سلام اُن پر کہ جن کا سب گھرانہ نُور والا ہے
سلام اُن پر کہ گھر جن کا فضیلت کا حوالہ ہے

سلام اُن پر ہوں جن پہ آیۂ تطہیر آئی ہے
سلام اُن پر کہ جن کے حصّے ہر توقیر آئی ہے

سلام اُن پر سلام آتے ہیں اللہ کے جنہیں ہر دم
سلام اُن پر کہ جن کے گھر کی رونق ہیں نبی اکرم

سلام اُن پر جنہیں سرکار نے کلّٰا کہا اپنا
سلام اُن پر نبی نے فیض جن میں بھر دیا اپنا

سلام اُن پر جنہیں پختن کی ٹوری کان کہتے ہیں
سلام اُن پر کہ جن کو دو جہاں کی جان کہتے ہیں

سلام اُن پر طلب جن کی موذت کی خدا نے ہے
سلام اُن پر محبت جن کی مانگی مصطفےٰ نے ہے

سلام اُن پر جو ہیں قرآن والے مصطفےٰ والے
سلام اُن پر کہ جو ہیں صبر والے اور رضا والے

سلام اُن پر کہ جن کے پیار سے ہیں راحیں ملتیں
سلام اُن پر کہ جن کے پیار سے ہیں جنتیں ملتیں

سلام اُن پر کہ جن کا پیار ہے ایماں کا سرمایہ
سلام اُن پر کہ جن کے گھر میں ہی قرآن ہے آیا

مرے مقصود لاکھوں ہوں سلام آقا کی عزت پر
نبی کی آل کے صدقے ملی رحمت ہے رحمت پر

اختتامی کلمات

قارئین ! اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے اپنی رحمت خاص سے مجھے یہ توفیق عطا فرمائی کہ میں اُس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل پاک کی عظمت و طہارت کے حوالے سے یہ کتاب لکھ سکا۔ میرا کتاب لکھنے کا مقصد یہی ہے کہ اُس متب مسلمہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک کی شان و عظمت سے آگاہ ہونے کے ساتھ ساتھ دوست نماؤں سے بھی ہوشیار ہو سکے کیونکہ آج خارجی مختلف لمبا دوں میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل و اصحاب کے بارے غلط سلط پر ایجنڈہ کا بازار گرم کئے ہوئے ہیں۔

آج ہمیں ضرورت ہے ! ! اس بات کی کہ دشمنانِ آلِ رسول سے ہوشیار رہیں۔
آج ہمیں ضرورت ہے ! ! اس بات کی کہ اپنا احباب و اقرباء کو شان و عظمتِ آلِ رسول سے آگاہ کریں۔

آج ہمیں ضرورت ہے ! ! اس بات کی کہ ہم ایسی کتب کی اشاعت و ترویج میں حصہ لیں جن میں شان و عظمتِ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان ہو۔
آج ہمیں ضرورت ہے ! ! اس بات کی کہ ہم اپنے حلقہ اثر میں ایسی لائبریریاں قائم کریں جن میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک کی عظمت و طہارت کے حوالہ سے لٹریچر جمع کیا جائے اور لوگوں کو اس کے مطالعہ کی ترغیب دی جائے۔

آج ہمیں ضرورت ہے ! ! اس بات کی کہ علماء و مشائخ کو یہ لٹریچر مہیا کیا جائے اور انہیں اپنے حلقہ اثر میں عظمتِ اہل بیت بیان کرنے اور اس مشن کی تبلیغ کے لئے بیدار کیا جائے۔
آج ہمیں ضرورت ہے ! ! اس بات کی کہ ایسا گندہ لٹریچر جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کی عظمت و طہارت کے حوالہ سے غلط عقائد پیش کئے گئے ہیں اس کو ضبط کروایا جائے۔

آج ہمیں ضرورت ہے ! ! ایسے لٹریچر سے متاثر ہونے والے علمائے اہلسنت کی

اصلاح کی جائے جو نعت کا یہ لٹریچر پڑھ پڑھ کر اس سے متاثر ہو کر اپنے ایمان سے ہاتھ دھو رہے ہیں۔

آج ہمیں ضرورت ہے ! ایک ایسے پلیٹ فارم کی جس سے عظمت سادات کے حوالہ سے لوگوں تک پیغام پہنچایا جائے۔
قارئین !

یہ سب باتیں تب ہی ممکن ہیں جب ہر شخص انفرادی طور پر ان باتوں کو اپنے مشن کا حصہ سمجھے گا۔

الحمد للہ ! میرے آقائے نعت فتاویٰ الرسول، محب آل رسول حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ ساری زندگی اسی مشن پر کام کرتے رہے، آپ نے ملت اسلامیہ کو آل رسول کے حقوق سے آگاہ کرنے کی حتی الامکان کوششیں فرمائیں۔ آپ نے نامساعد حالات کے باوجود اس مشن کو جاری رکھا اور اپنی تحقیقی کتب کے ذریعہ سے خارجیت کے طوفان کا منہ موڑ دیا۔

یہ نکتہ مکمل طور پر نہ ختم ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے لیکن ہمیں انفرادی و اجتماعی طور پر اس نکتے کے خلاف اپنی قلمی جدوجہد جاری رکھنی چاہیے۔ یہ کتاب ”عظمت اہل بیت“ اسی مشن کا حصہ ہے۔
خارجی نکتے سے روپ میں سامنے آتے رہتے ہیں اس لئے ان کے ہر روپ سے مسلمانوں کو ہوشیار کرنے کا فریضہ ادا کرتے رہنا چاہیے۔

قارئین ! اللہ تبارک و تعالیٰ کی خصوصی نوازشیں اور میرے آقائے نعت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی تضرع میرے شامل حال ہے اور رہے گا۔

میں اور میرا اہل قلم میرے دوستوں و متوسلین آپ کے اس مشن کو آگے بڑھاتے رہیں گے اور ہر نئی اُمتِ مسلمہ کو خارجی بے ایمانوں کی گمراہ کن تھیروں سے بچانے کا فریضہ ادا کرتا رہے گا۔
اس کتاب کی تکمیل پر میں میں شکر گزار ہوں اللہ رب العزت کا جس نے مجھے اس کی توفیق عطا فرمائی۔

میں شکر گزار ہوں ! سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنہوں نے اپنے عموئے مبارک کی عظیم دولت مجھے عطا فرمائی۔

میں شکر گزار ہوں ! آقائے دو عالم کی ذات ستودہ صفات کا جنہوں نے مجھے نئے نئے کو اپنی آل

پاک کی مدح کے لئے چُن لیا۔

میں شکر گزار ہوں ! سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آلِ پاکِ علیہم السلام کا جس نے مجھ پر اپنا کر فرمایا۔

میں شکر گزار ہوں ! ان تمام علماء و محدثین کا جن کی تحریروں سے کتاب مزین ہوئی۔
میں شکر گزار ہوں ! اپنے آقائے نعمت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا جنہوں نے مجھے یہ مشن جاری رکھنے کے لئے روحانی امداد عطا فرمائی۔

میں شکر گزار ہوں ! اپنے پیر و مرشد حضرت پیر سید منظور آصف طاہر یا دشاہی مدظلہ العالی کا جنہوں نے میری روحانی سرپرستی فرمائی اور اپنے خطبات و ارشادات سے محبِ اہل بیت کا جذبہ عطا فرمایا۔

میں شکر گزار ہوں ! اپنے اُستاذی المکرم حضرت جناب مولوی محمد سلیمان عبداللہ لاکھو رحمۃ اللہ علیہ کا جنہوں نے ہمیشہ میری رہنمائی فرمائی۔

میں شکر گزار ہوں ! اپنے والدین مرحومین کا جنہوں نے عشقِ رسول اور حبِ آلِ رسول کی بوٹی میرے قلب میں لگائی جو الحمد للہ اب منکھ چارہ بنی ہے اور میرے مشام جاں کو بھی فرحت دے رہی ہے اور میرے سارے حلقہٴ احباب تک بھی اس کی خوشبو پہنچ رہی ہے۔

میں شکر گزار ہوں ! اپنے آقائے نعمت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان والا نشان صاحبزادہ محمد لطیف ساجد چشتی ، صاحبزادہ محمد شفیق مجاہد چشتی ، صاحبزادہ محمد توصیف حیدر چشتی کا جنہوں نے کتاب کی اشاعت و طباعت میں میری بھرپور معاونت فرمائی۔
میں شکر گزار ہوں ! اپنے بھائیوں، بیٹوں، مریدین، متوسلین کا جن کی دُعا میں میرے شامل حال ہیں۔

میں شکر گزار ہوں ! اپنے اہلیہ کا جس نے شدید بیماری کے باوجود اس کتاب کی تکمیل و اشاعت کو زیادہ اہم سمجھا اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آلِ پاک کی اس خدمت کے حوالہ سے ہونے والے اس کام میں اپنی بیماری کو رکاوٹ نہ بننے دیا۔

میں شکر گزار ہوں ! اپنے ان تمام احباب کا جو سعودی عرب ، پاکستان ، متحدہ عرب امارات ، یورپی ممالک ، امریکہ ، افریقہ ، بنگلہ دیش ، انڈیا اور دیگر ممالک میں میرے ساتھ وابستہ

ہیں اور تبلیغ اسلام میں کوشاں رہتے ہیں۔

میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دُعا گوہوں کہ وہ میرے تمام اقرباء و احباب کو اپنے پیار سے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک کی حقیقی سچی محبت عطا فرمائے اور اہل بیت کی محبت میں زندہ رکھے اور اہل بیت کی محبت میں موت عطا فرمائے۔

آمین بجا و سید المرسلین ﷺ

محمد تقصود مدنی

جنوری 2005

تقریظ عالیہ

پیر طریقت رہبر شریعت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین
حضور قبلہ عالم صاحبزادہ سید محمد منظور آصف طاہر مدظلہ العالی
سجادہ نشین درگاہ عالیہ نوریہ چورہ شریف

اللہ کریم عزیز محمد مقصود مدنی کو دین و دنیا کی برکات عطا فرمائے (آمین) اہل بیت مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت مومن دین کا حصہ ہے اور جس خوبصورت انداز میں انہوں نے اس
محبت کا بیان کیا ہے اللہ کریم ان کو اس کا اجر عطا فرمائے۔ اہل بیت کی محبت دراصل رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے اور جس پر اللہ کریم اپنی مہربانی فرماتے ہیں اس کے دل میں میرے
آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے دریا بہنے لگتے ہیں دعا ہے کہ مدنی صاحب کی یہ کوشش اللہ کریم
اور اس کے رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں قبولیت کا درجہ پائے (آمین)

عظمت اہل بیت ایسی تحقیقی کتاب ہے جس میں محققین و متاخرین علمائے کرام کی اہل
بیت رسول سے عقیدت و مودت کا گھٹن مہکتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ محمد مقصود مدنی نے انتہائی تحقیق و
جستجو کے ساتھ عظمت اہل بیت میں حوالہ جات جمع کر دیئے ہیں۔

جس سے محققین بھی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں اور مقررین بھی، عظمت اہل بیت انشاء اللہ مسلمانوں
کے دلوں میں ایک بار پھر میرے آقا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل کی محبت کے
جراثیم جلائے گی اور یہ اتنا شفیق امت کے دل میں میرے آقا کی شفاعت کا ذریعہ بنے گی۔

استاد اشعرا و مفسر قرآن، محقق دوراں حضور قبلہ علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد
ہونے کے حوالے سے اہل بیت کی محبت محمد مقصود مدنی کے روح سوچ ہر جذبہ پر حاوی ہے اللہ کریم
علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے جسد اطہر پر قیامت تک اپنی رحمتیں نازل فرمائے جنہوں نے
ایمان ابی طالب، الجول شریف اور مشکل کشا جیسی خوبصورت کتابیں لکھی ہیں۔ اللہ کریم عظمت
اہل بیت کے مصنف کا ورزیا وہ محبت اہل بیت اور بہت عطا فرمائے (آمین)

دُعا گو

سید منظور آصف طاہر

تقریظ عالیہ

شعبہ صائم، وارث مسند صائم
حضرت جناب صاحبزادہ محمد لطیف ساجد چشتی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ چشتیہ فیصل آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

برادر محترم شاعر اہلسنت مبلغ اسلام سفیر صائم مقصود ملت جناب محمد مقصود مدنی اُن خوش
نصیبوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی اور اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
بے پایاں محبت سے نوازا رکھا ہے۔

برادر محترم سفیر صائم محمد مقصود مدنی کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ یہ میرے والد گرامی اور
اپنے اُستازی المکرم ناسیب حسان، فنا فی الرسول، حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو
آگے بڑھا رہے ہیں اور لقمہ دہتر میں گراں قدر کتب تحریر کر کے اہل علم سے داد وصول کر رہے ہیں۔
ان کو سفیر صائم کا لقب اسی لئے دیا گیا ہے کہ یہ انہیں خطوط پر چل رہے ہیں جن پر ان کے
اُستاد گرامی ساری زندگی کام کرتے رہے۔

مبلغ اسلام جناب محمد مقصود مدنی کی بے چین طبیعت ان کو ہمہ وقت مصروف رکھتی ہے اسی
وجہ سے یہ دن رات کام میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ پاکستان میں ہوں یا پاکستان سے باہر تحقیق و
تصنیف میں مصروف رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ مختصر عرصہ میں کئی تحقیقی تصانیف اور مجموعہ ہائے نعت
تخلیق کر چکے ہیں۔

ان کی تحقیقی تصانیف میں عظمت اہل بیت اسی تحقیقی کام کا تسلسل ہے جو انہیں اپنے
اُستاد گرامی علیہ الرحمۃ سے ملا۔ عظمت اہل بیت میں جہاں قرآن وحدیث اور کتب مستبرہ سے شان
اہل بیت بیان کی گئی ہے وہیں اہل بیت کے مقام و مرتبہ اور رفعت و بلندی کا خوبصورت اظہار کیا
گیا ہے۔

اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں جہاں مفسرین کرام کی معتبر تقاسیر سے عظمتِ اہل بیت بیان کی گئی ہے وہیں اُن کے اقوال پر گراں قدر تبصرہ بھی موجود ہے۔ فاضل مصنف نے کتبِ احادیث کے معتبر ذخیرہ میں سے شان و عظمتِ اہل بیت پر مستند احادیث جمع کی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ عہدِ حاضر کے مطابق خوارج و نواصب کی تردید کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔

میرے خیال میں یہ کتاب عظمتِ اہل بیت کے حوالہ سے عقیم انسانا بیکلو پیڈیا ہے جس میں عظمتِ اہل بیت کے حوالہ سے لکھی گئی معتبر کتب کا خلاصہ موجود ہے۔ اگر کسی شخص کو اہل بیت کے حوالہ سے کسی حوالے کی ضرورت ہو تو وہ اس کتاب سے اُخذ کر سکتا ہے۔

یہ کتاب جہاں علماء کی علمی ضروریات کو پورا کرتی ہے وہیں عوام الناس کے لئے بھی تہنیتی نصاب کا درجہ رکھتی ہے۔

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن جو چند سال قبل شائع کیا گیا تھا اُس کو عوام و خواص نے پسند کیا۔ اسی وجہ سے مبلغِ اسلام محمد مقصود مدنی نے اسی موضوع پر اپنی تحقیق جاری رکھی اور اس نئے ایڈیشن میں نئے مضامین شامل کئے ہیں جو علمی و تحقیقی حوالہ سے اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ غیر صائم مبلغِ اسلام محمد مقصود مدنی کو اسی طرح دین کی تبلیغ کے حوالہ سے مزید کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ۔

تقریظ عالیہ

پیر طریقت رہبر شریعت عالم ربانی مرشدِ حقانی
حضرت سید و ارث شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
فاضل مکہ مکرمہ فاضل بریلی شریف تنظیم المدارس جامعہ پنجاب

زیر نظر کتاب مستطاب المسکئی یہ ”عظمت اہل بیت“ جناب محترم علامہ حاجی ابو احمد محمد
مقصود مدنی صاحب کی تالیف منیف ہے۔

مؤلف موصوف کی ظاہری و باطنی اور اخلاقی و روحانی تربیت شاعرِ اہلسنت، مفسرِ قرآن
حضرت علامہ بابا جی صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی مرہونِ منت ہے۔ کتاب عظمت اہل بیت میں
مؤلف کے اسٹاڈنٹ گرامی کارنگ جھلکتا نظر آتا ہے۔ کتاب میں متعدد علماء و اولیاء اور صوفیائے کرام کی
تالیف و تصنیفات سے استفادہ کیا گیا ہے جس کے باعث کتاب کی اہمیت ایک کونہ بڑھ گئی ہے۔
یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ جس طرح پیغمبرِ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ انبیاء
علیہم السلام میں افضل و اعلیٰ ہیں، بعینہ آپ کے اہل بیت بھی تمام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے
افضل و اعلیٰ ہیں۔

سورۃ الدھر کی آیت نمبر ۸ کے شانِ نزول میں ہے کہ یہ آیت حضرت علی المرتضیٰ، حضرت
سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہما اور ان کی کیز فضہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ حضراتِ حسین
کریمین رضی اللہ عنہما بیمار ہوئے ان کی صحت یابی پر تین دن کے روزوں کی نذر مانی گئی
تینوں روز سے داروں کی افطاری کے وقت پہلے دن مسکین دوسرے دن یتیم اور تیسرے دن قیدی
کو سب نے اپنا اپنا کھانا دے دیا۔

سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۳۳ کے شانِ نزول میں ہے کہ اس آیت سے اہل بیت کی
فضیلت ثابت ہوئی ہے اور اہل بیت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات،

حضرت خاتونِ جنتِ قاطنہ الزہرا، حضرت علی المرتضیٰ اور حضراتِ حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں۔

جامع ترمذی جلد دوم ابواب المناقب میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام علی المرتضیٰ اور حضرت قاطنہ الزہرا اور امام حسن و حسین رضی اللہ عنہم سے فرمایا ! میں اس سے جنگ کرنے والا ہوں جس سے تم جنگ کرو اور اس سے صلح کرنے والا ہوں جس سے تم صلح کرو۔

جامع ترمذی جلد دوم ابواب المناقب میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن امام حسین علی اور قاطنہ الزہرا رضوان اللہ علیہم اجمعین پر چادر ڈالی پھر فرمایا ! اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں اور میرے خواص ہیں ان سے نجاست دور فرما اور انہیں اچھی طرح پاک و صاف رکھ۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی نہیں ہے۔

سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۲۳ میں ہے !

قُلْ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰنِ

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قرابت کی موڈت کا ذکر فرمایا۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قرابت والوں سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک ہے۔

ایک قول اہل قرابت کے متعلق ہے کہ اس سے مراد حضرت علی المرتضیٰ، حضرت قاطنہ الزہرا، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم ہیں۔

مولف موصوف نے اپنی کتاب میں فضائل اہل بیت کو بطریق احسن ترتیب دیا ہے جس سے ایمان و روح میں نورانیت پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اہل بیت اطہار کے وسیلہ جلیلہ سے آپ کی اس تالیف کو قبولیت کا درجہ عطا فرمائے اور عامۃ المسلمین کو زیادہ سے زیادہ استفادہ حاصل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بحرمۃ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تقریظ عالیہ

بیر طریقت رہبر شریعت و ارب علوم عسلی

حضرت پیر سید امین علی نقوی رحمۃ اللہ علیہ

دربار نبی پاک دامناں ہستی امین شاہ فیصل آباد

ایہہ مست کیا ہے الست کیا ہے بلند کیا ہے تے پست کیا ہے

اگر توں چوواں کونئیں منیندا تے وت ایہہ چودہ اگست کیا ہے

محبت اہل بیت ایک ایسی حقیقت ہے جو قرآن حکیم سے بھی ثابت ہے اور حدیث شریف

سے بھی۔ اہل بیت کی پیروی کرنے والا دنیا میں گمراہی سے محفوظ رہے گا اور آخرت میں بھی جہنم

سے دور۔ عظمت اہل بیت علیہم السلام کے پیارے موضوع پر چودہ سو سال سے اتنا کچھ لکھا جا چکا

ہے کہ اس کا احاطہ کرنا اگر ناممکن تو مشکل ضرور ہے

کوئی مشکل اُسے مشکل نہیں ہے محبت ہے جسے مشکل کشا کی

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس دولتِ عظمیٰ سے خود بھی مالا مال ہوئے اور مسلمانوں کو بھی

اس سے مالا مال کرنے کی کوشش کرتے رہے جو سچے دل سے گھر والوں کے بھی غلام بنے اور در

والوں کے بھی، ان خوش نصیب لوگوں میں ایک جناب مولانا محمد مقصود مدنی ہیں جنہوں نے برصغیر

کے مسلمانوں کے لئے عموماً یورپ و امریکہ کے مسلمانوں کے لئے خصوصاً عظمت اہل بیت کو آسان

لفظوں میں لکھنے کی کوشش کی ہے جو ان کے لئے دنیاوی امراض سے بھی شافی ہوگی اور خروید نجات

کے لئے کافی ہے۔ میں اس محبت و محنت پر حضرت مولانا محمد مقصود مدنی صاحب کو دلی مبارکباد پیش

کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ مولا کریم آپ کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ اسلام کرنے کی توفیق بخشے

اور دل و دماغ کو محبت اہل بیت سے سرشار رکھے اور مزید توفیق دے۔ آمین یا جی یا قیوم

ہے جو شخص مداحِ آلِ رسول وہ ہے بارگاہِ خدا میں قبول

یہ روزہ نماز اور حج و زکوٰۃ ہے کلمہ بھی حبِ علی بن فضول

بیر سید امین علی نقوی القادری

فیصل آباد ۸ جنوری ۲۰۰۵

تقریظ عالیہ

عالی جناب، اولادِ رسول، جگر گوشہ بنول
حضرت پیر سید سخی محمد شاہ صاحب کاظمی مدظلہ العالی

مبلغ اسلام، نادر محقق، عظیم شاعر، عزیز القدر پیر طریقت ابو احمد محمد مقصود مدنی کی کئی تصنیفات کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ ان کی کتب میں اہل اسلام کے لئے پیغام اصلاح احوال کے ساتھ ساتھ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے ساتھ والہانہ لگاؤ کا درس ملتا ہے۔ ان کی ہر کتاب کا مقصد مسلمانوں کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آسوہ پر عمل کی ترغیب ملتی ہے اس کے ساتھ ساتھ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وابستہ آپ کے خاندانِ نور کے ساتھ موت، آپ کے پیارے صحابہ کے ساتھ عقیدت اور اولیائے کاملین کے ساتھ نسبت کا اظہار ملتا ہے۔

محمد مقصود مدنی صاحب علی ریاستوں کے ساتھ ساتھ یورپ اور انگلینڈ میں تبلیغ اسلام اور اشاعت اسلام کا فریضہ بخوبی سرانجام دے رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ نظم و نثر میں بے پایاں علمی تصانیف تخلیق کر رہے ہیں میں ان کی عظیم تحقیقی تصنیف عظمتِ اہل بیت کی اشاعت پر ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کے لئے دُعا گوہوں کہ یہ اس طرح سفیرِ صائم کی حیثیت سے یہ تخلیقی کام جاری رکھیں اللہ تعالیٰ ان کی محبت اور عشق میں مزید فرمائے۔ آمین

سید سخی محمد شاہ
بھاؤ پوال ڈسک، ضلع سیالکوٹ

تقریظ عالیہ

بیر طریقت، رہبر شریعت، عالی جناب
صاحبزادہ پیر سید محمد رضا شاہ صاحب ہمدانی قاسمی مدظلہ العالی
سجادہ نشین دربار عالیہ لکھی وال شریف

بیر طریقت، رہبر شریعت، عاشق اہل بیت، شاعر المہنت، واقعہ اعجازِ محبت، مبلغ
اسلام ابو احمد پیر محمد مقصود مدنی صاحب نے بہت سے علمی، تحقیقی شاہکار تخلیق فرمائے ہیں، جن میں
امت مسلمہ کی اصلاح کی کوشش فرمائی ہے، آپ کی کتاب آئینہ منقذ مصطفیٰ احادیث رسول کا عظیم
الشان مجموعہ ہے جس میں مستند احادیث کو موضوعاتی حوالہ سے جمع کیا گیا ہے۔

عظمت درود شریف اپنے موضوع کے اعتبار سے ایسا عظیم الشان شہکار ہے جسے جتنا سراہا
جائے کم ہے۔ اسی طرح سیدہ فاطمہ الزہراء اسلام اللہ علیہا کی عظمت و شان کے حوالہ سے تحقیقی کتاب
عظمت شہزادی کوئین ان کی علمی قابلیت کی گواہ ہے۔

زیر نظر کتاب ”عظمت اہل بیت“ اپنے موضوع کے اعتبار سے انتہائی وقیع اور جامع
کتاب ہے جس کا ایک ایک لفظ عظیم اہل بیت رسول میں موتیوں کی طرح جڑا ہوا نظر آتا ہے۔

ابو احمد محمد مقصود مدنی نے منظوم و منثور بہت سے کتب تخلیق فرمائی ہیں اور تمام کتب میں ان
کے استاد گرامی ناسیب حسان، فتاویٰ الرسول، حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی جھلک نظر آتی
ہے۔ عظمت اہل بیت میں بالخصوص حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو آگے بڑھایا
گیا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی کاوش کو قبول و منظور فرمائے اور تمام مجاہدین آل رسول کو اس سے
فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجا و سید المرسلین ﷺ

سید محمد رضا شاہ ہمدانی لکھی وال

14 اگست 2013ء

تہنیت

معظم و محترم و محترم مبلغِ اسلام عظیم محقق و شاعر
حضرت جناب پیر محمد مقصود مدنی مدظلہ العالی کو اُن کی عظیم
تحقیقی کتاب ”عظمتِ اہلِ بیت“ کی اشاعتِ ثانی پر
ادارہ نُوُر الاسلام کے منتظمین و اراکین ہدیہ تبریک پیش
کرتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا گو ہیں
کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زُلف و ایل کے صدقہ
سے آپ کو دینِ اسلام کی تبلیغ کرنے اور اہلِ اسلام کی
رہنمائی کرنے کے لئے مزید تحقیقی کتب تحریر و شائع کرنے
کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

منتظمین و اراکین ادارہ نُوُر الاسلام الہی آباد فیصل آباد